فہرست مطالب جلد سوم اشاعۃ السنۃ

ین ہے تو خدا کی طرف سے اسکے تلقین ہونے
فائدہ اور یہہ تحصیل حاصل نہین تو کیا ہے
صفحہ مین تہذیب کا یہہ فقرہ نقل کیا ہے
یک لازمی امر ہے کہ اس اعلی قوت کو قرار
ین اختلاف واقع ہو کہ کئی تو الہی موجودا
وقات مین سے کسیکو وہ اعلی قوت سمجھے
ی کسی خیالی وجود کو جسکا نقشہ خود اسنے
یال مین بنا یا ہو وہ اعلی قوت قرار دے
ی اس لا معلوم بیچون و بیچگون قوت کو
ائنات کی علۃ العلل سمجھتا ہے معبود قرار
ہے یہی خیال رفتہ رفتہ مذہب بنجا تا ہے الخ
پھر چار وجہ سے مواخذہ کیا ہے ازانجملہ
ل یہہ ہے کہ اس اختلاف کو اپنے امر لازمی
طبعی و فطرتی ٹہرایا ہے اور قول سابق
بیان کیا ہے کہ خدا کی تلقین موافق فطرت
انی کے واقع ہوتی ہے اس سے یہہ نتیجہ پیدا
ہے کہ جس کسی کے خیال مین جو کچھہ آیا ہو
و کسی بت کی صورت سمجھہ لینا ۔ سورج چاند
مین اسکا ظہور خیال کرنا ۔ اپنے خیال
وئی صورت بنا لینا اور اسکی عبادت کرنا
ی خدا کے حکم و تلقین کا مورد ہو سکتا ہے

اور جو خصوصیت انبیا ر خدا کی عبادت کیلئے بتانے
وہ لغو ہے ۔ یا تحصیل حاصل وجہ چہارم یہہ کہ
اس قول مین (کہ یہی خیال رفتہ رفتہ مذہب بن
ہے) صاف تصریح ہے کہ وحی و الہام کی کچھہ بنیاد
ہے یہی انسانی خیال مذہب بن جاتا ہے اور یہہ امر زیادہ
مخالف جمیع کتب سماویہ کے (آپکے قول سابق کے بھی
ہے جسمین صاف فرمایا کہ خدا نے موافق فطرت ا
مذہب تلقین کیا ہے ۔

پھر صفحہ ۵ مین تہذیب کا یہہ فقرہ نقل کیا ہے
انسان کا ایک طبعی امر ہے کہ خدا کو اس خیالی نقش
(جسکا ذکر فقرہ سابق مین گذرا) کو ئی نشانی ا
یا فرضی اسکے سامنے ہو ۔ یہہ امر حقیقت مین بت پرستی
اسی بنا پر انسانون نے اُن خیالی تو تون کی
اس نقشہ کے مطابق جو اُنکے خیال نے کہنچا تہا یا
پر جس سے اُنکا خیال ظاہر ہوتا تہا بنا لین کسی
بڑے سر کا کسیکو بڑے پیٹ کا کسیکو خوبصورت د
کسیکو کالی بہیت ڈراونی بنا لیا ۔ اس سے حضرت
ابراہیم سے جنکا لقب کیا ہوا بہتر اتبک
کہلاتا ہے حضرت اسحٰق و یعقوب ہو جو
بہتر لڑاکے اسیر تیل کے اُلتے ہے ۔ حضرت
موسیٰ حضرت داؤد و سلیمان سے جنہ

[illegible] رہ پتھر بارہ [illegible] ئے کھڑے کا [illegible]
عبادت کا [illegible] ین ڈالا [illegible] یوسف
ور [illegible] بنایا۔
[illegible] وجہ سے مواخذ [illegible] انہ اخلط
وجہ سوم ہے کہ جو گمان [illegible] ب حضرت
براہیم کی نسبت رکہتے ہین [illegible]
نصاری و اہل اسلام کی غلط [illegible] یہہ پتھر تو
براہیم کا نصب کیا ہوا کسی نے [illegible] وہ قرار
نہین پایا اور نہ اسکی طرف کبھی سجدہ ہوا ہے
وجہ چہارم یہہ کہ حضرت اسحق نے کوئی بت گھڑا
پتھر کھڑا نہین کیا۔ ہان حضرت یعقوب نے پتھر
کھڑا کیا تھا سو بھی بطور یادگار تھا نہ بغرض عبادت
حضرت یعقوب ایک پتھر کو سر کے نیچے رکھکر سو گئی
تو انہون نے ایک متبرک خواب دیکھا تھا اسلیے اسکو بطور
یادگار کھڑا کردیا تیل اسلیے ڈالا تھا کہ اور پتھرون
مین سے وہ پہچانا جاے۔
وجہ پنجم یہہ کہ آپکا یہہ کہنا کہ حضرت موسی و داود
و سلیمان نے بارہ پتھر کھڑے کرکے تیل ڈالا
صریح جھوٹھ ہے نہ حضرت موسی نے کبھی بارہ پتھر
کھڑے کئے نہ حضرت داود نے نہ حضرت سلیمان نے
البتہ حضرت یشوع نے بارہ پتھر دریاے یردن سے

دیکھو اگر اس بادشاہ کے لیے کہ ایک زمانہ مین خدا
بنی اسرائیل کے لئے دریا کو دو حصہ کردیا تھا انکو ایک
جگہہ نصب کیے [illegible] پھر [illegible] دیا تھا [illegible] تیل
[illegible] انہون نے بھی تیل ڈالا۔
پہر صفحہ ۱۴ مین تہذیب سے خدا [illegible]
الفاظ نقل کئے ہین۔ جوتی سروپ نرنکار وحدہ
لا شریک ہے اور اسپر یہہ مواخذہ کیا ہے کہ جوتی
[illegible] کے ساتھ وحدہ لا شریک کا جوڑ
[illegible] خوب ملایا۔ جوتی سروپ کے معنے نورانی
صورت اور نرنکار کے معنے اسکی کوئی صورت نہین
ہے پس یہہ وحدہ لا شریک کے ساتھ گندہ بیروزہ
باندہنے کا لطف ظاہر کیا۔
پہر اسی صفحہ مین تہذیب کا یہہ فقرہ نقل کیا ہے۔
مشرکون کے بڑے سند پر یہہ فقرہ کندہ تھا۔
اور کیا عجب ہے کہ انکی کسی مقدس کتاب سے یہہ
کہ مین وہ شئے ہون جو ہمیشہ سے تھا۔ اور اب
بھی ہون۔ اور ہمیشہ رہونگا۔ جو آپ کی بالاتر
کہ مسلمانون کی مسجدون کے دروازہ پر کندہ کیا
جاوے۔ پہر اسکا یہہ جواب دیا ہے جو بعینہ
آپکی عبارت سے منقول ہوا تھا۔
خانصاحب بہادر کی نقص معلومات کی کہانتک شکایت

یا دسے غباب سن لفظ یہو واکے کہ عبرانی مین
یا اسم ذات ہے یہی معنے ہین دعبرانی لغت مین
یہہ لو) مین مصریون کی کتابون مین وہ کہانسے
یا البتہ جب یہودی مصر مین گئے اسوقت مصریون
نے انسے سیکھہ لیا ہوگا پہر آپ جو فرماتے ہین کہ
یہہ فقرہ اسوقت بہی اس قابل ہے کہ مسلمانون
کی مسجدون کے دروازے پر کندہ کیا جائے الخ
پس باوجود توریت مین یہہ لفظ موجود ہونیکے
مسلمان اس سے کب ناواقف ہتے جو مصریونکی تدبیر
سے دیکھکر آپکی طرح مسلمانونکی رال ٹپک پڑتی
یہہ ہمنے چند فقرات کا خلاصہ کیا ہے - پورا
لطف اصل رسالہ کے دیکھنے سے حاصل ہوسکتا
ہے ناظرین مشتاقین اصل رسالہ دہلی مطبع نصرت
المطابع سے طلب فرماکر مطالعہ مین لاوین - تو
ان سب مضامین نفیسکا حظ اوٹہاوین -
اب مین اس مضمونکو **شکریہ وافسوس** پر ختم کرتا
ہون - **شکریہ** تو مولف رسالہ
کا حق ہے جنہون نے باوجود اشتغال
مروفیات دنیاوی کے ایکسفن مناظرہ اہل کتاب
اور علم کلام میں بھی قلم کو چلایا اور اچہا کے جوہر دکہایا -
اس حیثیت سے بہی وہ نصرت دینی کا مین دل سے
شکر گذار ہون - اور انکے لئے توفیق
حق تعالے سے خواستگار ہون اللہم ایدہ بروح
واجعلہ ناصراً منصوراً واجعل سعیہ مشکوراً -
افسوس اون علماء و فضلاء کے حال پر
ہے جو فنی کہلاتے ہین اور رات دن معقول و منقول
پڑہاتے ہین پہر آنکہہ اوٹہاکر نہین دیکھتے کہ دین
کیا ہورہا ہے اور دین کس حالت کو پہنچ گیا
مخالفین دین کس کس اونچ سے تخریب کے درپے
اور کن کن تدبیرون سے اسکی بیخ کنی کر رہے
کبہی متشابہات قرآن وحدیث کے ذریعہ سے اہل
دین چہوڑاتے ہین کبہی عقل و نیچر کی پابندی میں
انکو پہنساتے ہین - باایں ہمہ ہمارے علماء و فضلا
انکی طرف آنکہہ نہین اوٹہاتے اور انکی کسی بات کا
نہین دیتے آپسمین فروعات کے جہگڑون کے
لئے تو حاضر ہین - مقلدین محدثین کے مقابلہ کو
تیار - محدثین مقلدین کے رد مین چست و ہوشیار
اہل سنت مبتدعین کے رد مین سرگرم ہے مبتدعین سنیون
مقابلہ مین تیز قدم - یہہ کسیکو خیال نہین آتا کہ
ہم باوجود اس اختلاف کے اصل اصول اسلام پر
متفق ہین - پہر سب ملکر اپنی اتفاقی اصول کی نصرت
کیون نہین کرتے اور باہمی جہگڑے چہوڑ کر ان

فین کے جو اصولاً و فروعاً کل فرقہ ہاے اہل اسلام
مخالف ہین کیون نہین خبر لیتے - یہ نہین
کہ جو لوگ پہلے تہذیب الاخلاق کی خدمت
گذاری کرتے تہے کہان چلے گئے - اور انکی حمیت
و کمالات کیا ہوئے -

بات کے سب ایسی خواب راحت مین پڑ گئے ہین
کہ وجود جگانے و ہلانے کے بہی بیدار نہین
ہوتے معلوم نہین اُنکے علوم و کمالات کس
دن کام آوینگے - اور جب سب کے سب مخالفین کی
پابندی مین پہنس کر فلسفہ بیکن صاحب وغیرہ حکماء
فرنگ کو دین ٹہرا لینگے تو پہر یہہ حضرت بخاری
و مسلم اور ہدایہ و شرح وقایہ و شمس بازغہ وامور
عامہ کسکو پڑہاوینگے اور اپنی مولویت وجاہت
سے کیا کام لینگے - اے معاشر المسلمین و اے
زمرہ علماء محدثین و مقلدین و اہل تشیع
و سنیین ذرہ آنکہہ کہولو ہوش سنبہالو پنبہ
غفلت کانون سے نکالو اور سب ملکر مخالفین
دین کی خبر لیو وما علینا الا البلاغ المبین -

معیار

ہر چند یہہ رسالہ ایسے مسایل مین تالیف ہوا ہے
جو بالفعل ہماری مباحث مقصود سے نہین ہین

ولیکن چونکہ کبہی کبہی ہماری مباحث مین ا
مسایل کا ذکر بہی ضمناً و تبعاً آجاتا ہے اور
ان مسایل کی ثبوت و دلایل مین اسکے دیباچہ
حوالہ دینا پڑتا ہے اسلئے اوس رسالہ کا اجمال
اس مقام مین مناسب ہے -

یہہ رسالہ مجمع کمالات جناب مولوی سید محمد
صاحب خلف الرشید سید ابو المنصور امام فن مناظرہ
اہل کتاب کی تالیف ہے -

اس مین مولف ممدوح نے توریت و انجیل کی
تحریف کا اثبات و تثلیث کا ابطال و تعلیمات
قرآن کے فضایل و حقانیت اسلام کے دلایل
کا بیان ہے اس اختصار و شائستگی سے کیا ہے
کہ گویا دریا کو کوزہ مین بند کر دیا ہے -

یہہ مختصر سا ذخیرہ کا رسالہ بڑی بڑی ضخیم کتابون کی
جو مناظرہ اہل کتاب مین تالیف ہوئی ہین
قائم مقام ہو سکتا ہے - اور مذہب اسلام کی
محافظت و مذہب اہل کتاب کی مدافعت
اون بڑی بڑی کتابون کا کام دے سکتا ہے
ابن الاعرابی نے سنن ابی داود کے حق میں
کہا ہے لو ان رجلاً لم یکن عندہ من العلم
الا المصحف ثم الکتاب لم یحتج معہما الی شیء من العلم

جسکو بجز قرآن و سنن ابی داؤد کی اور علم نہو
وہ ان دونون کے ہوتے اور علم کا محتاج نہین
مین یہہ بات اس رسالہ کے حق مین کہتا ہون
اور یہہ دعوی کرتا ہون کہ جس شخص کے پاس یہہ
رسالہ ہو وہ یہود و نصاری کے الزام اور انکے
مقابلہ مین اثبات حقانیت اسلام کے لیے دوسری
کتاب کا محتاج نہین اس رسالہ کے مؤلف نے اس
عمر شباب مین مختلف السنہ و علوم مین ایسا کمال
حاصل کیا ہے کہ ایک عالمگیر نام پیدا کر لیا ہے
بلکہ انکا رسالہ اسانید جو رسالہ **اشاد قیصری**
سے نامزد ہے ہم معائنہ کیا اور انہین پنجاب
سندہ - ہندوستان - عربستان - انگلستان
روم - روس - فرانس - جرمنی - بلجیم - ڈنمارک
کے سلاطین و اراکین کو انکی
کمالات سے مذہب البیان
یا تو ... اس سے پہلے درجہ کا
اللہ اللہ یہہ شہر اور یہہ کمال
... حسن اور یہہ جلال -
پھر غور و تامل سے اپنی دیار و امصار مین انکی نظیر
کو تلاش کیا تو ... پایہ کمال کا شخص اپنے ...
... کو نظر نہ آیا -

نام تو ہمارے مخاطب عالی مقام انزایبل سید محمد
خان صاحب بہادر کا انسے بھی زیادہ ہے مگر اصول
و فروع دین سے علاوہ اختلاف کے مختفی ہو کر نام
پیدا کرنا کس کام ہے -
نام ہو تو ایسا ہو جیسا امر فاندان کا ہے جو شب
و روز نصرت دین و الزام مخالفین ...
ہین پھر بوتا فیوتا نیک نام ہوتے جاتے ہین -
اللہ تعالے ہمارے اور بھی بھائیون کو بھی ایسی ہمت
و حمیت عطا کرے اور دین و دنیا کے فنون و کمالات
مین ترقی پیدا کرنے کی توفیق دے - آمین

پشیمانی و تکلف

چرا کارے کند عاقل کہ باز آید پشیمانی

جناب مخاطب منکر نبی وجملہ احکام مذہبی کو در پرچہ
ذیقعدہ ۹۶ھ مین انکا فر لکھنے پر اب پچھتاتے ہین
اور اس بات کو توجیہہ و تاویل کے لباس مین چھپانا
چاہتے ہین - مگر مضمون مثل (آن قطرہ باران ...)
کو خیال مین نہین لاتے اور یہہ غور نہین فرماتے
کہ ہماری قلم مین اسباب مین ایسے الفاظ نکل
چکے ہین جو کسی حیلہ و تاویل سے صحیح نہین ہو سکتے
اور اس فساد عریض کو یہہ تکلیفات قاصرۃ الذیل
... ولن یصلح العطار ما افسدہ الدہر چھپا نہین سکتے

اس فساد کے اصلاح کے لئے انکار صریح و توبہ لکھا ہے سو بلا زبان جناب کی شان و عادت سے نہایت دور دور لکھا ہے پرچہ ذیقعدہ میں آپنے منکر نبی صلعم کے کافر ہونے سے عموماً و مطلق انکار کیا تہا اور بلا تفصیل کفر شرعی و کفر مطلق کی اس سے کفر کو اٹھایا تہا - جب اشاعۃ السنۃ میں خوب دھڑلے سے اسپر مواخذہ ہوا یا وجہ

اور نصوص صریحہ قرآنیہ سے منکر نبی صلعم کا کافر ہونا پایا گیا تو آپ کو فکر پڑا اور اپنی غلطی پر بپاس غلطی کی تاویل و توجیہ میں اپنے پرچہ میں یہہ افادہ فرمایا ہی کہ نبی جو منکر نبی و حج مذہب کے کافر ہونے سے انکار کیا ہے اس سے ہماری مراد کفر مطلق (یعنی عام و ہر نوع کا کفر جسمیں خدا کا بہی انکار

اصل کلام جناب (جو بجواب امام غزالی کے اس قول کے کہ نبی صلعم کا منکر و مکذب کافر ہے اس پرچہ کے صفحہ ۱۰ میں زیب رقم ہوا ہے) یہہ ہے اس مقام پر امام صاحب نے بات کو خلط ملط کر دیا ہی - یہہ ٹہیک ہی کہ کفر ایک شرعی حکم ہی اور منکر یا مکذب رسول کا فر ہی مگر شرعی کافر ہیں ایک موحد جو پورا پورا ٹہیک طور پر کامل موحد ہی مگر وہ تعض رسالات کا منکر ہے اور اسلئے کسی رسول کو نہیں مانتا اسکا کفر بہی شرعی کفر ہے مگر اسپر خلود فی النار کا حکم دینا جیسا اس مقام پر امام صاحب نے بیان کیا ہی صحیح نہیں - موحد کو کفر پر کوئی نص وارد نہیں ہے - بلکہ برخلاف اسکے نص آئی ہے قیاس بہی جو نص پر مبنی ہو بلکہ مطلق قیاس بہی موجود نہیں ہے - انبیاء صرف خدا کی وحدانیت پر یقین دلانیکو اور اسکی عبادت کی ہدایت کرنیکو مبعوث ہوئے ہیں - اور موحد اسپر کامل یقین رکہتا ہے پہر اسکی کفر مطلق پر قیاس بہی موجود نہیں ہے کفر شرعی اور کفر مطلق دو علاحدہ علاحدہ چیزیں ہیں جنمیں عموم خصوص من وجہ کی نسبت ہے اور خلود فی النار صرف کفر مطلق کا نتیجہ ہے اور وہ کفر صرف شرک حقیقی ہے خواہ ذات میں ہو خواہ صفات میں خواہ عبادت میں متحقق ہوتا ہے نہ کسی دوسری چیز سے ان اللہ لا یغفر ان یشرک بہ و یغفر ما دون ذالک لمن یشاء انتہی

ان دونوں میں عموم و خصوص من وجہ نہیں ہے بلکہ عموم و خصوص مطلق ہے اسلئے کہ جہاں کفر مطلق (جو موجب خلود فی النار ہے اصطلاح جناب) متحقق ہوتا ہے وہاں کفر شرعی ضرور پایا جاتا ہے [illegible] نہیں ہی جسمیں کفر مطلق متحقق ہو اور کفر شرعی متحقق نہ ہو [illegible] کی علمی غلطیاں [illegible] شاکرینکو اصل مقصود سے جنبی سمجھکر اغماض کرجاتے ہیں [illegible]

خوف و غم نہیں۔ چنانچہ لفظ خوف کا جو نکرہ
جبر نفی مین واقع ہوا ہے اس تعمیم کیطرف
مشعر ہے جب ان تصریحات مین اس زور
و شور سے آپ منکر نبی کو کفر سے بچا کر معافی
و عام بے خوفی کا سارٹیفکٹ دیچکے ہین تو اسپر
اطلاق کفر (بتشریحی ہی کیون نہو) کسطرح کر سکتے
ہین اور اسکے لئے عذاب جہنم (گو خلود نار سے
کم ہی ہو) کیونکر تجویز کر سکتے ہین اور اس عام
نفی کفر کو کفر مطلق سے کیونکر مؤول و مخصوص
کر سکتے ہین۔ جو لوگ آپکے مقلد ہین وہ اس
تاویل جناب کو غنیمت کبرے و عروۃ الوثقی سمجھہ
بیٹھے ہین اور اسکی دستاویز سے آپکو مخالفت
اصول اسلام سے بری کرنے لگے ہین مگر وہ
یہہ نہیں سمجھتے کہ آپکی قلم سے ایسے الفاظ نکل
چکے ہین جن مین اس تاویل کی گنجائش نہیں۔
انکی یہہ نافہمی چندان محل تعجب و افسوس نہیں ہے
کیونکہ یہہ وہی لوگ ہین جو آپ کی ہر بات پر
بے سوچے بن سمجھے ایمان لے آتے ہین۔ چنانچہ
پہلے اس عام نفی کفر نبی کو بتقلید پرچہ ذیقعد
حق مان گئے تھے اور بلا تاویل و تسویل اسکی
صحت کے مدعی تھے۔ اب اگر برخلاف اس عموم
نفی کی اس تاویل کو صحیح سمجھکر مان گئے ہین تو کوئے
تعجب کا محل ہے صاحب فہم و فراست تو ہرگز اس
تاویل جناب کو مان نہیں سکتے۔ اور کلام جناب
مین اسکی گنجائش نہیں دیکھتے۔ ہان اگر آپ
صاف یہہ فرماوین کہ جو ہم نے جرم انکار رسالت
کو لائق مغفرت ٹھہرایا ہے اور جو منکر نبی کو لیئے
لا خوف علیہم ولا ہم یحزنون کا مراد بتایا ہے یہہ
ہماری غلطی ہے جو بے سوچی قلم سے نکل گئی ہے
اور انکار رسالت پر خلود سے کم کم سزا ملنا ہمارے
نزدیک مسلم ہے اور نجات سے عذاب بھگت کر
خلاصی پانا ہماری مراد ہے تو اس صورت مین
یہہ تاویل اور خلود و غیر خلود کی تشقیق و تفصیل
کلام سابق جناب مین گنجائش پیدا کر سکتے ہین
مگر مخالفت اصول اسلام سے پھر بھی آپکی خلاصی
نہیں ہوتی اور جس غرض کے لئے آپنے یہہ بنا کی
ہے وہ حاصل ہونی ممکن نہیں۔ کیونکہ اصول
اسلام کے موافق منکر نبی کو عذاب بھگت کر بھی
نجات نہیں ہے۔ جیسے کہ منکر خدا کو کبھی نجات نہیں
اس دعوی پر دلیل اور اس بحث کی تفصیل ہم
اسوقت کرینگے جب آپ اپنی غلطی کے معترف
ہوں یا صاف صاف اقرار کرینگے کہ ہم منکر نبی کی

کافر مخلد فی النار ہونے سے انکاری ہین۔ اسکے فی الجملہ معذب ہونے سے ہمارا انکار نہیں ہے اور اگر آپ اس با

بقیہ مضمون مذہب و لامذہبی

والی کا ہی پسند نہین کرتے - اس فقرہ تائید مین آپکے اس عبارت سے پہلے یہہ کہہ چکے ہین کہ ہماری سمجھہ
مین اعمال قبیحہ فطرت کے رو سے قبیح ہین اور اعمال حسنہ فطرت کے رو سے حسن ہین تو ہم قبیح کو حسن اور
حسن کو قبیح سمجھہ ہی نہین سکتے شاید وہ لوگ جو کسی کام کو صرف اس وجہ سے کہ مامور بہ ہے حسن اور
صرف اس وجہ سے کہ وہ ممنوع عنہ ہے قبیح سمجھتے ہین اس دہوکہ مین پڑ جاوین تو تعجب نہین ہے"

ان کلمات طیبہ سے جو اپنی تہذیب و انصاف کی داد دی ہے اور جو اہل مذاہب خصوصاً اہل اسلام
علی الخصوص علمار اسلام کی فضیحتی کی ہے سو ظاہر ہے ولیکن انصاف اور غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے
کہ جو باتین آپنے اہل مذہب کے ذمہ لگائی ہین وہ سب کی سب لامذہبون+ ہی مین پائی جاتی ہین اور لامذہبی کے خواص
لازمہ اور لوازم مساویہ سے ہین - مذہب کو اون باتون سے پوری منافات ہے - اور اہل مذہب کے

+ لفظ لامذہب آزاد لوگون کے لئے ہمنے تجویز نہین کیا بلکہ یہہ خطاب جناب مخاطب نے خود انکو دیا ہے
چنانچہ پرچہ ذیقعدہ ۹۶ھ مین قبل اس علانی عبارت کے جو پہلے نقل ہوئی ہے آپنے فرمایا ہے
"مذہب ان رسوم و قیود سے ممیز ہوتا ہے ہر ایک مذہب قیود ممیزہ مین ان قیود و ممیزات کو نہ ماننا لامذہبی کہے جاتے ہین - پہر
اگر مذہب ان قیود و ممیزات کو جنسے ایک مذہب دوسرے سے ممیز ہوا نکال ڈالو تو بہی کوئی چیز باقی رہیگی جو بلا تخصیص ہوگی
اور وہی عین اسلام ہے - اور وہی عین نیچر یعنی فطرت"
جس مدعا کے لئے ہمنے اس عبارت کو نقل کیا ہے وہ بخوبی اس سے حاصل ہے - علاوہ بران اس سے انکے اسلام نیچر و فطرت کی حقیقت بہی معلوم ہوتی ہے
جو باتین ہم اونکی مفہوم کلام سے نکالتے (جسکا بیان نمبر سابق مین صفحہ ۳۰ تک ہوچکا ہے) انپر اسمین صاف تصریح ہے کہ اسلام
انکے نزدیک وہی لامذہبی ہے جسمین کوئی قید مذہبی (پیغمبر کو امام خاص [illegible] نماز پڑہنا روزہ رکہنا خاص عبادات [illegible]
حلال حرام کا پابند ہونا وغیرہ وغیرہ) ہو [illegible] جو ہر مذہب یہود و نصاری [illegible] مین مشترک ہو
اسی معنے کر یہہ مسلمان کہلاتے ہین - اور اسکو یہہ دین و مذہب و اسلام سمجھتے ہین - اسکے سوا [illegible] قیود مذہب اسلام
مین خدا و رسول نے لگا رکہے ہین وہ انکے نزدیک حقیقت و قوام اسلام سے خارج ہین [illegible]
جو ایک عمدہ مذہب [illegible] چنانچہ نمبر سابق مین اسپر انکی تصریحات منقول ہو چکی ہے -

(جب تک کہ وہ مذہب کے پابند رہین اور احکام مذہبی کو ملحوظ رکھین) ان باتوں کا صدور ممکن نہین ہے جو عموماً آپ نے اون باتون کے اہل مذہب مین پائے جانے پر ایک **دلیل** یہہ بیان کی ہے کہ چونکہ اہل مذہب بھلائی و بُرائی اشیاء صرف (مذہب مین) اُنکی نسبت امر و نہی آ جانے اور بانی مذہب (خدا و رسول) کے کہدینے سے تقلیداً مانتے ہین اسلئے اُنکے دل پر اسکا کوئی لازوال اثر نہین ہوتا پس بعید نہین کہ یہہ اُنکی تقلیدی سمجھہ بدل جائے اور وہ بُرائی کو بھلائی سمجھہ کر لیے ایمانی کرنے لگین۔ بخلاف لامذہبون کے کہ وہ بہ تحقیق عقل بھلائی و بُرائی اشیاء کو جانتے ہین اسلئے وہ بُرائی کو بھلائی کبھی نہین سمجھہ سکتے۔ اور نہ یہہ سمجھکر اسکے مرتکب ہو سکتے ہین۔

اسکے معارضہ مین اون باتون کے لامذہبون مین پائے جانے پر یہہ دلیل موجود ہے کہ لامذہب کسی چیز کی بھلائی و بُرائی کو کسی سچے ہادی کی ہدایت سے نہین مانتے صرف اپنی عقل یا کانشنس (دلی شریعت) یا خیالی نیچر کی شہادت سے کچھہ کچھہ سمجھہ رہے ہین۔ اور کانشنس ‡ کا بدل جانا ایسا ممکن بلکہ واقعی امر ہے کہ آپ بھی اسکو مان چکے ہین چنانچہ آپ کا مضمون کانشنس جو نمبر ۲ جلد ۶ تہذیب الاخلاق مین مندرج ہے۔ اور نمبر ۳ جلد ۲ اشاعۃ السنۃ مین منقول ہو چکا ہے۔ اسپر شاہد ہے اور خیالی نیچر کا موم کے ناک کیطرح ادل بدل ہوتے رہنا بلکہ اندھے کے ہاتھی کی مانند واقع مین کچھہ نہ ہونا صرف وہم و خیال انسان ہے کی تابع ہونا ہمنے اشاعۃ السنۃ نمبر ۳ و ۴ جلد ۲ مین ایسا ثابت کیا ہے کہ اب تک آپکو اسکا جواب نہین آیا اسلئے لامذہبون کی اس خیال کا جو ایسی بدلنے والی چیزون پر مبنی اور اسکی تابع ہے بدل جانا نیز ممکن ہے۔

اور اس تبدل و تغیر سے یقین کیا جاتا ہے کہ لامذہبون کے دلون پر کوئی لازوال اثر بھلائی

‡ اس مضمون مین آپکے یہہ تصریحات ہین کہ کانشنس انسانکو مختلف علم، متضاد، بلکہ نقیض باتون کی خبر دیا کرتا ہے۔ اگر ایک شخص کا کانشنس ہمیشہ ایک ہی حالت پر رہتا تو بھی یقین ہو سکتا کہ اسکا نتیجہ صحیح ہے مگر وہ ایک حالت پر نہین رہتا۔ تا آخر عبارت جو دیکھنے کے قابل ہے۔

یا بُرائی اشیاء کا موجود نہین ہوتا ہے - پس وہ ایک آن مین کسی چیز کو بُرا جانینگے اور دوسری آن مین (جب اُنکا خیال بدل جاوے) اسکو اچھا سمجھکر کام مین لاوینگے - اور کبھی ایک چیز کی حقیقت کچھہ سمجھنے لگین کبھی اسکے برخلاف کچھہ اور —

تمثیلات

(۱) ایک آن مین اپنے خیال سے خدا کو بے چون و بیچگون سمجھینگے دوسری آن مین لبھہات دارن نیچری (عقلی اصول کے رُوسے† تاپہ انسان مکلف ہے اسکا عقل مین آجانا ضرور ہے اور جو بات عقل مین نہ آوے اسکا ماننا فضول ہے)‡ - خدا کا کوئی خیالی نقشہ بنا لینا پھر چونکہ خیالی چیز سے انسان کو محبت و توجہ نہین ہو سکتی اسلئے اس خیالی‡‡ نقشہ کا اصلی یا فرضی نشان بنا کر سامنے رکھہ لینا طبعی امر ہے" **کیا تو** اس بے چون و بے چگون کو ایک بزرگ نود سالہ سفید ریش جاکٹ پتلون پہنی ہوئی سر پر لال پہندنیدار ٹوپی موہنہ مین چرٹ کسی عالیشان کوٹھی یا ہوٹل مین کرسی میز لگا کر بیٹھے ہوئے انسان کی صورت خیال کرینگے - **اور کیا** اس خیال سے کہ جو چیز صورت و نشان و مکان نہین رکھتی اور آنکھہ وغیرہ حواس مین نہین آتی وہ موجود ہی نہین ہوتی اُسکو وجود سے بالکل انکاری ہوجاوینگے††

---

† یہہ بات نمبر۲ جلد۶ تہذیب الاخلاق مین کہی گئی ہے - اور اشاعۃ السنہ نمبر۳ جلد۲ مین بصفحہ ۹ منقول ہے

‡ یہہ بات تہذیب ماہ رجب ۱۲۹۶ھ مین بصفحہ ۴۵ مرقوم ہے -

‡‡ یہہ اسی پرچہ رجب کے صفحہ ۵۵ مین موجود ہے -

†† ہزاروں اشخاص مہذب اقوام (جنکو ہمارے مخاطب والامناقب سراہتے ہین) سے کے وجود خدا سے انکاری ہین اور یہی خیال اُنکے انکار کا مستند ہے - ایک دن ایک جنٹلمین مہذب سے خدا کے وجود مین گفتگو ہوئی تو مجھنے یہی بات (کہ اگر خدا ہے تو دکھاؤ) پیش کی اسکے جواب مین اسکی سمجھ کے موافق مینے کہا کہ ہر چیز موجود کے لئے مرئی و محسوس ہونا ضروری ہے اور وجود شئے بہ صرف اسکا محسوس نہونا ہی دلیل تا ہو پھر تو تم روح کو دکھاؤ ورنہ اس سے بھی انکاری ہوجاؤ اس پر وہ ساکت ہوا اور کچھہ نہ بولا -

(۲) کبھی اس خیال کہ کانشنس یا عقل خطا کرتی ہے - اور مختلف راہ دکھاتی ہے اسلئے کسی اور ہادی کی (جسکو اہل مذہب پیغمبر کہتے ہین) ضرورت ہی انبیار کی قائل ہو جائیگی - اور کبھی اس خیال† سے کہ کانشنس کا رہبر و خطاء سے محافظ نیچر موجود ہے جو پیغمبرون کا رہبر ہے اسلئے ناظرین نیچر کے لئے ان پیغمبرون کی کچھہ ضرورت نہین ہے انبیار سے منکر ہونگے -

(۳) کبھی اس خیال سے کہ جھوٹ بولنے سے لوگون مین بے اعتباری ہو جاتی ہے جھوٹ کو برا سمجھنگے کبھی اس خیال سے کہ ہمارے جھوٹ پر کوئی مطلع نہوگا اور اگر کوئی مطلع ہوا تبھی ہماری رفعت شان و علو مکان کے لحاظ سے ہماری جھوٹ کو بھی سچ سمجھکر مان لیگا بلا تردد جھوٹ بولینگے اور اخبارون مین لمبے لمبے دروغ آمیز آرٹیکل لکھہ کر شائع کرینگے - وقس علے ہذا الوقا من الظاہر -

غرض کہ جون جون انکے خیالات بدلتے جاوینگے تون تون وہ حسن و قبیح و حقائق اشیار کی جانب مین پلٹیان کھائیگی جدہر انکی عقل - کانشنس - و خیالی نیچر انکو پھرائیگی ادہر ہی پھرتی جائیگی کبھی کسی امر و خیال پر قائم نہ رہنگی -

وبنا ر علیہ وہ اگر کسی عورت بے گناہ معصوم کو بہکا کر لیجانا چاہنگی تو کسی نہ کسی خیالی حیلہ سے بہکا لیجائینگی وہ اگر کسیکا مال بے وجہ دبا لینا چاہینگی تو دلی شریعت کے فتوے سے دبا لینگے - وہ کسیکو دہوکہ دینا جھوٹ بولنا فریب کرنا چاہینگی تو خیالی نیچر کی شہادت لیکر سبھی کچھہ کر لینگی -

انکے دلائل انکے فتاوے انکی شریعت اسی جگہہ ہین جہان انکی خواہشین و نفسانی خیالات ہین (یعنے ان کے دل و دماغ مین) **گویا** مستفتی و مفتی ایک ہی مسند پر بیٹھے ہین یا یون کہو کہ ایک ہی شخص ہے پس وہ جسکی مرغی کو چاہینگی آپ ہی حلال کر لینگی - کہین یو چھنے پوچھانے

† اسی خیال سے جناب مخاطب نے مضمون کانشنس مین حکمار کی نسبت پیغمبرون کی ضرورت کو اوٹھایا ہے اور اپنے جیسے حکمار کے لئے منصب پیغمبری کو تجویز کیا ہے چنانچہ نمبر ۵ جلد ۲ شاہ المنیۃ مین اسکی تفصیل گذر چکی ہے -

حیلہ تلاش کرانیکو نہ جاوینگے ۔ اور اگر یہہ خیال کیا جاتا ہے کہ یہہ لوگ جنکو سوائے شرک کی کسی برائی پر (جہوٹ ہو خواہ فریب کرنا یا کسی بے گناہ عورت کو بہکا کر لیجانا) مواخذہ آخروی کا ڈر نہین ہے اور کوئی عمل نیک بامید بہشت یا بغرض حصول رضا الہی نہین کرتے تو یہہ یقین ہوتا ہے کہ وہ ان کامون کو باوجود برا جاننے کے بدون کسی حیلہ کے جائز و مباح کر لینگے اور اسمین اجازت و فتوے عقل و نیچر کی بہی حاجت نہ کہین گے اسلئے کہ بہتری برائیون پر دنیا مین مواخذہ نہین ہوتا اور خوف مواخذہ آخروی کو انہون نے خود اوٹہا رکہا ہے پہر ان کو برائی سے کون مانع ہے اگر کہو عقل یا نیچر خود مانع ہے تو جواب اسکا یہہ ہے کہ نیچر کا حکم نہ ماننے سے ان کو کیا ڈر لگتا ہے ۔ کیا نیچر برائی کرنے پر سینگ مارتا ہے یا دانت سے کاٹ کہاتا ہے دنیا مین ہزارون برائیان ایسی واقع ہوتی ہین جنپر نیچر کی طرف سے مواخذہ نہین ہوتا ۔ اور نہ افسران پولیس نیچر سے کوئی شخص خبر اطلاع پاتا ہے یہی وجہ ہے کہ جو لوگ ناظرین دیوان نیچر کہلاتے ہین اور جہوٹ اور فریب و زنا کو بحکم نیچر برا سمجہتے ہین وہ خود ان افعال کے مرتکب ہوتے ہین پہر نیچر کی طرف سے سزا نہین پاتے ۔ پس کیونکر تسلیم کیا جاوے کہ نیچر خود انکو برائی سے مانع ہے ۔

اصلی اور قوی مانع برائی کرنے سے دو ترح کا ڈر ہے جیسے سینگ مارنے اور دانت سے کاٹنے کا اہل مذہب کو مشاہدہ نظر کی طرح یقین ہوتا ہے جو اندہیری کوٹہری مین گناہ سے روک دیتا ہے اور چونکہ یہہ ڈر ان لوگون مین نہین ہے اسلئے انکا برائی سے (باوجود علم اسکی برائی ہونے کے) باز رہنا متوقع نہین ہے اور یہہ **دوسری دلیل** ہے جو انکے خیال حسن و قبح اشیا کو بے اعتبار کرتی ہے ۔

---

† تہذیب الاخلاق ماہ جمادی الثانیہ و رجب و ذیقعدہ ۱۲۹۶ھ مین بڑے زور سے دعوی کیا ہے کہ سوائے شرک کے کسی گناہ پر مواخذہ نہین ہے چنانچہ اشاعۃ السنۃ نمبر ۹ و ۱۱ و ۱۲ مین اسکی تفصیل مع جواب موجود ہے ۔

‡ تہذیب ماہ رجب ۱۲۹۶ھ مین بیان کیا ہے کہ بنا بر اصول جدید جنپر اس زمانہ کے نوجوان تعلیم یافتہ مرتے ہین نیکی عوض بہشت یا رضامندی خدا حاصل کرنے کے لئے نہین ہے بلکہ یہہ ہمارے نیچر کا مقتضائی ہے ۱۲ ۔

الحاصل وہ لوگ بسبب اختلاف و انقلاب اُن کے ہادیون (عقل کانشنس و خیالی نیچیر) کی کسی چیز کی بھلائی و برائی کے جاننے کا انکے دلپر کوئی لازوال اثر نہین ہوتا اور اگر بالفرض کوئی اثر انکے دلپر ہو بھی تو بسبب انکے مواخذہ آخروی سے بے ڈر ہونیکی اس اثر کا کوئی نتیجہ یقینی نہین ہے جس کام کو وہ بحکم عقل یا نیچیر برا سمجھتے ہین اس سے بھی انکا بچے رہنا متوقع نہین ہے ـ

بخلاف اہل مذہب کے کہ جب وہ پیغمبر کی ہدایت سے بھلائی کو بھلائی اور برائی کو برائی مان لیتے ہین اور ہر نیکی پر ثواب کی امید رکھتے ہین اور ہر بدی پر مواخذہ عذاب جہنم سے ڈرتے ہین تو پھر وہ (تاوقتیکہ اس مذہب کے قائل اور اسمین داخل رہینگے) کبھی تا دم مرگ ہدایت پیغمبر کی خلاف بھلائی کو برائی اور برائی کو بھلائی خیال نکرینگے اگر احیاناً انکی عقل مین ہدایت نبی کی کوئی وجہ نہ آئیگی اور وہ ہدایت نبی کا خلاف کرنا چاہینگے تو وہ یہہ سمجھکر کہ ہماری عقل قاصر ہے اسرار احکام نبوی کو کہان پہونچ سکتی ہے جو کچھہ نبی نے کہا ہے اسکی کوئی نہ کوئی † وجہ ہوگی جو ہماری سمجھہ مین نہین آتی ـ عقل کو ہدایت نبوی کی تابع کرینگے اور اس نصیحت پر کاربند ہونگے ـ

بدرد و صاف ترا حکم نیست دم درکش   کہ ہرچہ ساقی ما ریخت عین الطاف است

اور وہ بانی مذہب و صاحب شریعت کی آگے ایسے ہو رہینگے جیسے نہلانے والے کے ہاتھون یا دریا کی موجون مین مردہ بے اختیار ہوتا ہے اور اگر انکی عقل یا ہوائے نفس خلاف ہدایت نبی کسی چیز کا ایسا ہو جانا چاہیگی تو ہادی دین کی قول و فعل سے اسکی کوئی صورت بہتری کی تلاش کرینگے پس اگر اس چیز کی بھلائی کسی صورت یا کسی حالت مین قول و فعل شارع سے معلوم ہوگئی (گو وہ اُس تلاش کرنے مین خطا کرین اور ٹھیک مرضی شارع کو نہ پہونچین) تو اس چیز کو کام مین لاوینگے ورنہ اسکے نزدیک نجاوینگے ـ

خدا تعالیٰ کو وہ اُن صفات سے یاد کرینگے جنسے خدا نے اپنے آپکو خود موصوف فرمایا ہے **رسول** کو وہ ایسا جانینگے جیسا رسول نے ‡ تمام حکم قرآن اور رسول کی

---

† [illegible]

‡ یہہ ان لوگون کی نسبت کہا گیا ہے [illegible]

زبان پر آیا ہے **وہ کسی عورت** کو جب تک کہ خدا انکو اجازت نہ دے اپنے تصرف مین نہ لاوینگی وہ کسی کا مال جب تک کہ خدا اُسے نہ دلاوے نہ پائینگی - **وہ ریاکاری** کو بحکم ان یسیرا لریا لشرک[+] بے ایمانی سمجھینگے - **جھوٹ بولنے** کو بحکم اس حدیث کے کہ مومن جھوٹا نہین ہوتا خلاف ایمان خیال کرینگے **وعدہ خلافی** کو بحکم اس حدیث کے کہ جسکا عہد نہین اُسکا ایمان نہین خلاف دین سمجھینگے - یہان تک کہ اگر ایک بچے کو بہلانے کے لئے کچھہ دینے کا وعدہ دینگے تو اسے پورا نہ کرنے کو بھی بحکم دوسری حدیث کے گناہ خیال کرینگے -

چوری اور **زنا** کو اس حدیث کے رو سے کہ زانی جب زنا کرتا ہے تو مومن نہین رہتا اور چور جب چوری کرتا ہے تو مومن نہین رہتا موجب نقصان ایمان خیال کرینگے - اور بحکم اس حدیث کے کہ اجنبی عورت کو بری نظر سے دیکھنا آنکھہ کا زنا ہے - بد نیتی سے اسکی باتین سُننا کان کا زنا ہے - اس سے بری نیت سے بات کرنا زبان کا زنا ہے - اُسکو ہاتھہ سے پکڑنا ہاتھہ کا زنا ہے اسکی طرف چل کر جانا پاؤن کا زنا ہے - ان سبھی اقسام زنا کو گناہ سمجھینگے -

- - - - - - - - - - اور

قیل لرسول اللہ ان یکون المومن کذابا قال لا رواہ مالک

قال رسول اللہ صلعم لا ایمان لمن لا امانۃ لہ ولا دین لمن لا عہد لہ رواہ البیہقی

قال رسول اللہ صلعم لامرأۃ قالت لولدھا اعطیک اما انک لو لم تعطہ کتب علیک کذبۃ رواہ ابو داود

قال صلعم لا یزنی الزانی حین یزنی وھو مومن ولا یسرق السارق حین یسرق وھو مومن رواہ الشیخان

قال رسول اللہ صلعم العینان زناھما النظر والاذنان زناھما الاستماع واللسان زناہ الکلام والید زناہ البطش والرجل زناھا الخطی والقلب یھوی ویتمنی ویصدق ذلک الفرج ویکذبہ رواہ مسلم

+ یعنے تھوڑا سا ریا بھی شرک ہے -

اور جب تک وہ ان تعلیمات مذہبی کو ملحوظ رکھینگے اور مذہب کے پابند رہینگے۔ کبھی ان گناہوں کے مرتکب نہونگے۔ اور اگر احیاناً وہ ان تعلیمات سے غفلت اور اپنی بشریت کے مقتضائے سے کسی گناہ میں مبتلا ہو جاینگے تو اسپر سخت پچہتاینگے اور عذاب جہنم و ناراضگی خدا سے بچنے کے لئے جلد اس سے تائب ہونگے۔ اور لا مذہبون کی طرح کسی گناہ کو دلی شریعت کے فتوے سے حلال و مباح سمجہکر مرتکب بنینگے۔

ان الذین اتقوا اذا مسہم طئف من الشیطان تذکروا فاذا ہم مبصرون واخوانہم یمدونہم فی الغی ثم لا یقصرون سورۃ اعراف ع ۲۴

چنانچہ قرآن مجید مین ذکر ہے کہ جو لوگ پرہیزگار ہین جب انکو شیطانی وسوسہ لگتا ہے (یعنے گناہ کر بیٹھے ہین) تو وہ خبردار ہو جاتے ہین اور جہٹ اپنے عیب کو دیکھ لیتے ہین اور جو شیطان کے بہائی ہین . . انکو شیاطین گمراہی مین کہینچتے ہین پہر ڈہیل نہین دیتے۔

با این ہمہ وہ خود پسند نکرینگے اور اپنی بہلائی و نیکی پہ نازان نہونگے اور اپنی نجات کو محض فضل پروردگار پہ منحصر سمجہینگے۔ چنانچہ قرآن شریف مین ارشاد ہے کہ نیکیون مین

والذین یوتون ما اتوا وقلوبہم وجلۃ سورۂ مومنون رکوع ۴

سبقت لیجانے والے عمل بجالاتے ہین پہر دل انکے ڈرتے رہتے ہین (کہ دیکہیے ہمارے عمل قبول ہوتے ہین۔ یا رد کئے جاتے ہین)

یہہ دیانت و امانت و صداقت و استقامت مذہبی اصول و تعلیمات کا نتیجہ و لازمہ ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ جو شخص مذہب کا پابند ہوگا اوسکو امانت دایما نداری کا ہونا لازم ہے اور جو اسکے خلاف مین آپنے دلیل بیان کی ہے وہ محض مغالطہ ہے۔

دوسری دلیل آپ نے اہل مذہب کے بے ایمانی پہ یہہ بیان فرمائی ہے کہ ہمنے تجربہ و مشاہدہ کیا تو اہل مذہب کی نسبت لا مذہبون کو ہزار درجہ نیک و ایماندار پایا۔

اسکے معارضہ مین ہم کہتے ہین کہ جو ہمکو تجربہ و مشاہدہ ہوا ہے ہمنے لامذہبون کی نسبت اہل مذہب کو ہزار درجہ ایماندار و نیک پایا ہے - اور جن باتون کو آپنے اہل مذہب کی نسبت بیان فرمایا ہے (یعنے جھوٹ بولنا دہوکہ دینا معصوم عورت کو بہکاکر لیجانا) ان سب باتون کو ہمنے لامذہبون مین بچشم خود مشاہدہ کیا ہے -

یہہ باتین اہل مذہب کے جاہلون اور غافلون سے سرزد ہوتی ہین - اور لامذہبون کے بڑے بڑے فاضلون اور مقدسون مین پائے جاتے ہین -

اہل مذہب سے کوئی سست و غافل انشاء اللہ کہکر وعدہ خلافی کرتا ہوگا ان لوگون سے بڑے بڑے عالی ہمت و زقار مغلظ قسمین کہاکر وعدہ خلافی اور جھوٹ کی پرواہ نہین کرتے -

اہل مذہب سے تو کوئی نااہل کسی حیلہ سے کسیکا مال دبا لیتا ہوگا - ان مین اچھے اچھے مہذب و لئیق بے حیلہ و بلا وجہ لوگون کے حقوق دبا رکھتے ہین -

مجھے ان لوگون مین سے جس شخص سے کام پڑا ہے مینے اوسکو وعدہ خلاف و دروغ گو پایا - ادنی ادنی باتون پر قسمین کہاکر جھوٹ بولتے ہین اور بیسیون وعدون کا بلا عذر خلاف کرتے ہین - اسبات پر جس قسم کا کوئی چاہے مین قسم کہاتا ہون اور اگر اسپر لعنۃ اللہ علی الکاذبین کہے تو مین اسپر آمین اور بیش باد کہنے کو حاضر ہون -

اس سے زیادہ مین انکے اور حالات و معاملات و عادات کی تفصیل نہین کرسکتا اور مصلحت وقت و تہذیب کی اسمین اجازت نہین پاتا - کیونکہ اسمین خاص اشخاص کے ذاتی افعال و عادات سے بحث ہوتی ہے اور یہہ امر تہذیب کے خلاف ہے اگر یہہ امر جائز ہے تو ہمارے مخاطبین کے لئے جائز ہے جو ہر پرچہ اخبار مین لوگون کی اہانت کرتے ہین اور بعضے ان مین برملا گالیان دیتے ہین مگر ہمکو یہہ امر جائز نہین ہے اور نہ ہماری یہہ عادت ہے نہ ہمارا یہہ منصب ہے -

ہمارا مقصود و مطلوب صرف اتنا ہی تہا کہ نیکی و ایمانداری مذہب ہی کا خلاصہ ہے لامذہبی کو اس سے کچہہ علاقہ و مناسبت نہین ہے سوا ایسے دلائل سے بیان کیا گیا ہے کہ جسمین مخاطبین کو دم مارنے کی گنجائش نہین ہے - آئیندہ جانبین کے دلائل کا باہم موازنہ کرنا - اور اسپر انصاف سے داد دینا ناظرین کے اختیار مین ہے -

---

اطلاع

حسب تجویز مندرجہ صفحہ ۵ نمبر سابق مضمون مابعد کو علیحدہ کرنے کے لئے یہہ جگہہ سفید چہوڑی گئی ہے اور آئیندہ بہی مضامین طولانی کے علیحدہ کرنے کے لئے ایسا ہی ہوگا -

اعلام

انتظام جدید رسالہ پر اکثر ممبرونکا اتفاق ہوگیا ہے اور لاہور - امرتسر - میانمیر - چہانگا مانگا - پنڈی - مظفر گڈہ - لودہانہ - وغیرہ مواضع سے اس اتفاق کی متضمن تحریرین ہمارے پاس آچکی ہین - صرف تین کس ممبرون کا توافق یا تخالف نامعلوم ہے - ہر چند اتفاق اکثرین کے بعد تخالف اقل کا کچہہ لحاظ نہین ہوتا - تاہم بنظر مزید احتیاط ان صاحبون کے نام بہی مراسلات جاری کردئے ہین امید ہے کہ ایک فرد کو بہی اسمین تخالف نہ رہیگا - اسکی اطلاع ہم پرچہ آئیندہ مین دینگے اور بعض معترضین (جو نہ ممبر ہین نہ ممبرون کے بہائی بہر بلا استحقاق محض حسد و عناد سے اس انتظام پر معترض ہین) کے اعتراض کا جواب تحریر کرینگے انشاء اللہ تعالے -

بقیہ مقدمات اثبات نبوت

فلاسفہ کی غلطی کا بیان یہہ ہے کہ اگر جمیع انواع تجرد کا حصول کسبی و اختیاری ہوتا تو حصول بلا کسب و کسب بلا حصول پایا نہ جاتا۔

یعنے کوئی نوع تجرد (کامل ہو خواہ ناقص) کسیکو بدون کسب و اختیاری وسایل کے حاصل نہوتا اور جو اس کسب و اختیاری وسایل کے بہم پونہچانے مین کما حقہ کرگئے ہین اُنکو نوع کمال تجرد حاصل ہوتا حالانکہ یہان امر بالعکس ہے۔ حصول بلا کسب و کسب بلا حصول ثابت ہوچکا ہے۔

حصول بلا کسب کا ثبوت یہہ ہے کہ بعضے اشخاص ایسے ہین جو کسب و اختیار کی صلاحیت ہی نہین رکہتے۔ (جیسے مجذوب۔ مجنون۔ صبیان) پہر ایک نوع تجرد (ناقص ہی کیون نہو) بنا بر تسلیم فلاسفہ انکو حاصل ہوجاتا ہے۔ اور بعضے اشخاص ایسے ہین کہ وہ اگرچہ کسب و ریاضت کی لیاقت رکہتے ہین مگر انکا کسب کرنا و ریاضت وغیرہ اختیاری وسایل کو بہم پہنچانا ثابت نہین ہے و مع ذلک انکو اعلی و اکمل درجہ کا تجرد حاصل ہوتا ہے۔

یہہ لوگ انبیا رکہلاتے ہین جنمین تجرد کے پائے جانے اور قوت اطلاع مغیبات کے متحقق ہونیمین فلاسفہ کو انکار کی گنجایش نہین ہے✝۔ باوجودیکہ کسی نقل و تواریخ سے یہہ ثابت نہین ہے کہ حضرت انبیاء (حضرت موسیٰؑ حضرت عیسیٰؑ حضرت داؤدؑ و سلیمانؑ و حضرت محمد صلی اللہ علیہم وسلم نے) اشراقین فلاسفہ کیطرح مجاہدہ سے یہہ رتبہ حاصل کیا ہے۔ بلکہ جہانتک انکی تواریخی حالات منضبط ہوئے ہین ان سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ یہہ رتبہ انکو بلا کسب و اختیار محض جذبہ الہی و موہبت خداوندی سے حاصل ہوا ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو حضرت شعیبؑ کی نوکری کرتے ہوئے۔ حضرت داؤد و سلیمان کو حکومت

✝ یہہ اون فلاسفہ کے خطاب مین کہا گیا ہو جو انبیا مین اس تجرد اور اس قوت کے وجود کے انکاری نہین ہین اور جو لوگ اسکے منکر ہین اونسے اسکا تسلیم کرانا اون آثار و اخبار کے زور پر درست آویز سے ممکن ہے جسکا ذکر بضمن برہان انی نمبر الغایت ۱۲ جلد ۲۔ اشاعۃ السنۃ مین مفصل ہوچکا ہے ۱۲۔

وتخت پر بیٹھے ہوئے - حضرت مسیح کو گہوارہ مین پرورش پاتے ہوئے - حضرت محمد رسول اللہ کو تجارتون مین پہرتے ہوئے - یہہ منصب حاصل ہوگیا ہے -

کسب بلا حصول کا ثبوت یہہ ہے کہ بہت لوگ کسب وریاضت مین کمال کو پہنچے مگر وہ جمیع انواع تجرد مین کامیاب نہوئے گو نوع نقصان کو حاصل کئے مگر نوع کمال سے محروم رہے -

یہہ لوگ عرب وغیرہ بلاد کی کاہن اور یونان کی فلاسفہ ہین جنکے مجاہدات وریاضات مشہور ہین ومع ذلک جہان انبیا علیہم السلام بلا کسب وریاضت پہنچے ہین یہہ اس مقام کی قریب بہی نہین پہنچے اور جن مخزن علوم پر وہ مطلع ہوئے ہین یہہ اُنکے پاس نہین پہٹکے -

فلاسفہ کے نقصان پر یہہ دلیل ہے کہ کمال تجرد کو نفس الامری علوم کا حصول لازم ہے اور یہہ امر فلاسفہ مین پایا نہین جاتا - اس سے یہہ نتیجہ پیدا ہوتا ہے کہ انکو کمال تجرد حاصل نہ تہا -

اس دلیل کا پہلا مقدمہ تو فلاسفہ کا مسلم ہے دوسرے مقدمہ کا ثبوت یہہ ہے کہ فلاسفہ کے معلومات ومکاشفات مین تناقض† پایا جاتا ہے چنانچہ اسکا کامل ثبوت نمبر ۳ و ۵ جلد ۲ اشاعۃ السنہ مین گذر چکا ہے - اور تناقض کذب ومخالفۃ نفس الامر کا مستلزم ہے اور مخالفۃ نفس الامر عدم علم نفس الامر کے مثبت ہے اور کاہنون کا نقصان خود فلاسفہ کے نزدیک مسلم اور انکی اصول سے ثابت ہے - اور انکی معلومات کا نفس الامر سے متناقض ہونا نیز اسکا موید ہے انکی معلومات اکثر مخالف نفس الامر ہوتے ہین - اور جو موافق ہوتے ہین وہ بہی مشتبہ‡ وناتمام قاصر رہتی ہین

† ادہر انبیا کیطرف دیکہو کہ حضرت آدم سے محمد رسول اللہ تک کسی شخص کی معلومات ومکاشفات مین تناقض نہین ہے -

‡ ملک عرب مین ایک کاہن ابن صیاد نامی تہا اسکا امتحان ایک متجرد ومتبتل الی اللہ محمد رسول صلعم نے لوگونکو کرکے دکہایا تو اسکا نقصان خوب ظاہر ہوا - اسلامی مورخون (بخاری، مسلم وغیرہما) نے نقل کیا ہے کہ آنحضرت صلعم ابن صیاد کے پاس گئے اور اوس سے دریافت کیا کہ تجہے کیا نظر آتا ہے تو اسنے کہا کبہی سچ کبہی جہوٹ -

قال رسول اللہ لابن صیاد ما ذا تری قال یاتینی صادق وکاذب قال رسول اللہ صلعم خلط علیک الامر قال النبی

آنحضرت صلعم نے فرمایا تجہہ حقیقت امر مشتبہ ہے - پہر فرمایا تیرے امتحان کے لئے مینے کچہہ دل مین چہپایا ہے (اور دل مین یہہ آیۃ فارتقب یوم تاتی السماء بدخان مبین)

اس سے ثابت ہوتا ہے کہ انکا تجرد (جسپر انکے علوم متفرع ہین) نیز ناقص و قاصر ہے۔

اس بیان سے جیسا کہ جمیع انواع تجرد کا کبھی نہونا ثابت ہوا ویسا ہی وسیع نہونا قوت علمی ان اشخاص کا جنکو فلاسفہ تجرد مین کامل سمجھتے ہین نیز ثابت ہوا۔ کیونکہ وسعت علمی کمال تجرد کی فرع ہے۔ اور جہان اصل کا وجود نہین ہے تو فرع کا وجود کب ممکن ہے۔ اور نیز جب انکے علوم مین مخالفۃ واقع و نفس الامر کی پائی جاتی ہے تو پہر کمال و وسعت علم کے کیا معنے ہین۔

اور صوفیہ کے غلطی کا بیان یہہ ہے کہ جو لوگ اس تجرد مین کامل و مکمل تسلیم کئے گئے ہین۔ (یعنے انبیا علیہم السلام) اُنکی قوت علمیہ وسیع و غیر محدود نہین ہے (کہ جب چاہین مخزن علوم پر مطلع ہو جاوین اور جس چیز کا علم چاہین لوح محفوظ یا قلم یا ملایکہ سے حاصل کر لین) تو پہر جو لوگ اُنسے فروتر درجہ مین ہین اور وہ ایسے کامل نہین پائی جاتے کیونکر وسیع اور غیر محدود قوت کا محل ہو سکتے ہین۔

ان لوگون کے مقابلہ مین صرف اُن آیات و احادیث کو پیش کرنا کافی ہے جنمین آن حضرت کا علم غیب پر محیط نہونا اور بہت چیزونکو نجاننا ثابت ہوتا ہے۔

صلعم انی قد خبأت لک خبیئاً قال
هو الدخ قال اخسأ فلن تعدو قدرک
اخرجہ مسلم ص۳۹۶ جلد ۲ و البخاری ص۱۱۹ و اللفظ لہ
قال النووی و القسطلانی قدرک ای قدر
امثالک من الکہان الذین یحفظون من القاء
الشیاطین کلمۃ واحدۃ من جملۃ کثیرۃ مختلطۃ بخلاف الانبیاء
فانہم یوحی اللہ الیہم من علم الغیب ما یوحی فیکون واضحا کاملا
و بخلاف ما یلہم اللہ الاولیاء من الکرامات
قال لہ رسول صلعم ماذا تری قال اری

کو خیال کیا اسنے اتنا کہا کہ جو آپ نے چھپایا ہے
وہ دخ ہے اور اس سے کچھ زیادہ نہ بتا سکا۔ انحضرت
نے فرمایا دور ہو تو اس رتبہ سے زیادہ نہ بڑھیگا۔
اس قول آن حضرت صلعم کے معنے علماء اسلام نے یہہ بیان
کئے ہین کہ تو اس رتبہ سے جو کاہن رکھتے ہین اور بہت
سی باتون مین سے بذریعہ شیاطین ایک آدہ بات جان
لیتے ہین تجاوز نکریگا۔ اور رتبہ انبیاء (یعنی کامل و اضح علم
غیب اور وحی) کو ہرگز نہ پہنچیگا۔ بجواب دوسوال آنحضرت کے
اُسنے یہہ بیان کیا کہ مین پانی پر تخت کی صورت

قل لا املك لنفسی نفعاً ولا ضراً الا ما شاء الله ولو کنت اعلم الغیب لاستکثرت من الخیر وما مسنی السوء ان انا الا نذیر وبشیر لقوم یؤمنون (سورۂ اعراف ۲۳)

اللہ تعالے نے سورۂ اعراف مین ارشاد فرمایا ہے کہ اے نبی لوگون سے کہدے کہ مین اپنی جان تک کی نفع ونقصان کا مالک نہین ہون دیجز اسکے کہ خدا چاہے) اور اگر مین غیب جانتا تو بہتری اچھی باتین حاصل کر لیتا - اور مجھے نقصان کبھی نہ پہنچتا - مین تو صرف ڈرانے والا اور خوشخبری سنانے والا ہون اون لوگون کو جو ماننے والے ہین - تفسیر نیشاپوری وغیرہ مین لکھا ہے کہ اہل مکہ نے آنحضرت

قال ابن عباس ان اهل مکة قالوا یا محمد الا یخبرك ربك بالسعر الرخیص قبل ان یغلو فنشتریه ونربح عند الغلاء وبالارض التی ترید ان تجدب فنرتحل منها الی ما قد اخصب فانزل الله تعالی الخ - (معالم ونیشاپوری)

صلعم سے سوال کیا کہ جب نرخ غلہ کا گران ہونے لگے تو آپ ہمکو پہلے سے خبر کردیا کرین - تاکہ ہم پہلے سے غلہ خرید کر نفع اوٹھا وین اور جب کسی زمین مین قحط پڑنے لگے تو آپ پہلے اطلاع دین تاکہ اس زمین کو ہم چھوڑ دین اسپر یہہ حکم نازل ہوا اور خدا نے ارشاد

عرش علی الماء قال رسول الله صلعم تری عرش ابلیس علی البحر اخرجه مسلم

دیکھتا ہون آن حضرت نے فرمایا کہ تو شیطان کا تخت پانی پر دیکھتا ہے -

اس قصہ سے استدلال کرنے پر کوئی یہہ اعتراض نکرے کہ قبل اثبات نبوت وحقانیت اسلام کی اسلامی کتاب کی نقل سے کیون استدلال کیا اسلئے کہ اولاً تو یہہ استدلال نہین بلکہ استشہاد ونمایش ہے - اصل استدلال اس باب مین یہہ بیان کیا گیا ہے کہ کاہنون کا نقصان فلاسفہ کی تسلیم وصحت سے ثابت ہے ثانیاً استشہاد بھی اس نظر سے ہوا ہے کہ یہہ تاریخی واقعہ ہے جو سند سے ثابت ہے نہ اس نظر سے کہ ایک اسلامی کتاب مین لکھا ہے - ثالثاً زیادہ تر مقصود اس قصہ کے نقل کرنے سے اون لوگون کی فہمایش ہے جو مسلمان کہلاتے ہین پھر ایسی باتون کے منکر ہین - اور وجود قوۃ علم غیب کی انبیاء مین بھی قائل نہین اونکو جتایا گیا ہے کہ یہہ قوۃ تو (گو ناقص ہے کیون نہو) کاہنون مین بھی موجود ہے یہہ انبیاء مین اسکے وجود سے انکار مسلمانکو کب زیبا ہے

بقیہ مضمون مذہب و معاشرت

موسیٰ مین تیرا خداوند ہون - مین تجھے حکم دیتا ہون - توریت مین درج کرتے - اور اسپر یہہ حاشئے لکھا دیتے کہ یہہ بات خدا نے کوہ سینا پر کہی - اور بڈھے نے یہہ آواز سنی - اس صورت مین ہمارا تو اتنا ہی نقصان کہ یہہ ہماری الزامی دلیل قایم نہ رہیگی - آپکا اس مین اسقدر نقصان ہے کہ صدہا مضامین جناب کیجو صداقت نقل و بیان کتب مقدسہ پر موقوف ہین مکہ بے اعتباری ہوگی - خاص کر تفسیر بالا تشریف (جسکا مدار نقل کتب مذکورہ پر ہے) کی تو بالکل بیخ کنی ہوجاویگی - آپ اس بات کو صاف صاف زبان پر لاوین تو اسکے نتائج کا لطف پاوین - اگر اب بھی آپ مضمون تبئین الکلام کو صحیح جانتے ہین اور یہ الفاظ موسیٰ علیہ السلام کی زبان سے نکلے ہین وہی بعینہا توریت مین مندرج سمجھتے ہین تو حکم سود منجانب اللہ ہونا بنص توریت ثابت ہے اور ہماری دلیل دوم کی تسلیم آپ پر واجب ہے -

دوسرا حکم منجملہ احکام توریت جو یقیناً منجانب اللہ ہین **حکم رجم** دینے زانی کو زنا کی سزا مین بہتر و قصہ مارڈالنا ہے - جو توریت کی کتاب احبار باب ۲۰ کتاب استثنا باب ۲۲ مین مذکور ہے استثنا کی عبارت یہہ ہے (۲۲) اگر کوئی مرد شوہر والی عورت سے زنا کرتا پایا جائے - تو وے دونون مار جائین - مرد جس نے اس عورت سے صحبت کی اور عورت بھی - سو تو بنی اسرائیل مین سے شر کو دفع کیجیو (۲۳) جو لڑکی کہ کنواری ہے اور وہ کسیکو منگیتر ہو اور کوئی اور شخص اسی شہر مین پاکے ہم صحبت ہووے تو تم ان (۲۴) دونون کو اس شہر کے دروازہ پر نکال لاؤ اور تم انپر پتھراؤ کرو کہ وے مرجاوین "

اس حکم کے منجانب اللہ ہونے پر بھی وہی دو دلیلین **تحقیقی و الزامی** موجود ہین **دلیل تحقیقی** کا بیان یہہ ہے کہ اس حکم کے توریت مین نازل ہونے اور حکم ربانی ہونے کی خدا نے قرآن مین خبر دی ہے - اور آن حضرت ؐ کے سامنے اسکی توبہ تشریح و تصدیق ہو چکی ہے اور اسیکے موافق اس امت کے لئے اس حکم کی تشریع ہونی اللہ تعالیٰ نے سورہ مائدہ مین فرمایا ہے -

یا ایہا الرسول لا یحزنک الذین یسارعون فی الکفر من الذین قالوا امنا بافواھھم	اے رسول تجھے غم مین نڈالین وہ جو کفر مین دوڑ پڑتے ہین - جو مونہ سے کہتے ہین ہم ایمان لاؤ

ولم تؤمن قلوبهم ومن الذين هادوا سمّٰعون للكذب سمّٰعون لقوم آخرين لم يأتوك يحرفون الكلم من بعد مواضعه يقولون ان اوتيتم هذا فخذوه وان لم تؤتوه فاحذروا ۔ مائدہ ع ۶

اور انکے دل نہین مانتے - اور یہودیون مین بعضے جہوٹ کو اپنے (پیشواؤنسے) خوب سُنتے ہین - اور تیرے پاس وہ باتین سُننے کو (یعنے مخبری کو) آتے ہین - اُن لوگون کی طرف سے جو خود نہین آئے - وہ خدا کی احکام کو موقع سے بدل ڈالتے ہین - اور انکو بہیجنے والے کہتے ہین کہ اگر تمکو (اس نبی سے) وہی حکم ملا (جو تمنے زنا کی سزا از خود تجویز کر رکہا ہے (کہ زانی کا مونہ کالا کرکے اسکو گدہے پر سوار کیا جاوے) تو اسحکم کو قبول کرنا - اگر وہ حکم نہ ملا (بلکہ وہ ملا جو ٹہیک توریت مین نازل ہے) تو اس سے بچنا یہہ لوگ (اسا بین) تجہکو کیونکر منصف بناتے ہین - حالانکہ خود انکے پاس توریت ہے جسمین **خدا کا یہہ حکم** موجود ہے پہر اس سے یہہ مونہ پہیرتے ہین اور یہہ ماننے والے نہین ہین -

وكيف يحكمونك وعندهم التورية فيها حكم الله ثم يتولون من بعد ذلك وما اولئك بالمؤمنين ۔ مائدہ ع ۶

صحیحین اور سنن ابی داؤد وغیرہ مین اُن آیات کی تفسیر وشان نزول مین بروایات عبد اللہ بن عمرؓ و براء بن عازب رضہ و ابوہریرہ رضہ کی حدیث مروی ہے کہ یہودیون مین ایک مرد وعورت نے زنا کیا یہودیون نے جانا کہ یہہ رجم سے (بچیگا توریت مین حکم ہے) بچ رہین - اور ہم بہی معذور و اعتراض نہ ہونگے نبی (محمد صلے اللہ علیہ وسلم) کے پاس چلو - یہہ دین با تخفیف کے ساتہہ بہیجا گیا ہے - اس سے کوئی ہلکا سا حکم ملیگا - سو اگر اسنے رجم سے اتر کر کوئی حکم دیا تو اسکو ہم قبول کرینگے - اور خدا کے سامنے یہہ سند پیش کرینگے کہ ہمنے تیرے ایک نبی کے فتوے پر عمل کیا تہا اور اگر یہہ ہی حکم

اخرج ابو داؤد عن ابي هريرة رض قال زنا رجل من اليهود وامرأة فقال بعضهم لبعض اذهبوا بنا الى هذا النبي فانه نبي بعث بالتخفيف فان افتانا بفتيا دون الرجم قبلناها واحتججنا بها عند الله قلنا فتيا نبي من انبيائك فاتوا النبي صلى الله عليه وسلم فقالوا يا ابا القاسم ما ترى في رجل وامرأة زنيا فلم يكلمهم كلمة حتى اتى بيت مدراسهم وفي رواية له عن ابن عمر فوضعوا لرسول الله صلى الله عليه وسلم وسادة فجلس عليها ثم قال ائتوني بالتورية وفي رواية المسلم فانطلق رسول الله صلى الله

علیہ وسلم حتی جاء یہود فقال ما تجدون
فی التوراۃ علی من زنا قالوا نسود وجوھھما
ونحملھما ونخالف بین وجوھھما ویطاف بھما
قال فاتوا بالتوراۃ ان کنتم صادقین
وفی روایۃ لابی داؤد فالقی الیھم وسادۃ
من تحتہ ووضع التوراۃ علیھا وقال آمنت بک
وبما انزلک ثم قال ائتونی باعلمکم فاتی
بفتی شاب ۔ وفی روایۃ لمسلم فجاؤا بھا
فقرؤھا حتی اذا مروا بآیۃ الرجم وضع
الفتی الذی یقرء یدہ علی آیۃ الرجم وقرء ما
بین یدیھا وما وراءھا فقال لہ عبد اللہ بن سلام
وھو مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مرہ فلیرفع
یدہ فرفعھا فاذا تحتھا آیۃ الرجم فامر بھما رسول اللہ فرجما
وفی روایۃ البخاری فرفع یدہ فاذا فیھا آیۃ الرجم
قالوا صدق یا محمد ان فیھا آیۃ الرجم فامر
بھما رسول اللہ فرجما ۔ وفی روایۃ لمسلم
فقال رسول اللہ اللھم انی اول من احیا
امرک اذ اماتوہ فامر بہ فرجم فانزل
اللہ یا ایھا الرسول لا یحزنک الذین یسارعون
فی الکفر الی قولہ ان اوتیتم ھذا فخذوہ
یقول ائتوا محمدا فان امرکم بالتحمیم

رجم ہے دیوے تو اسکو نہ لینگے ۔ آن حضرت انکے
ساتھ چلکر انکے مدرسہ میں تشریف لائے ۔
اونہوں نے آن حضرت کے لئے رتو اضعاً تکیہ
پیش کیا آپ اوسپر ٹیک لگا کر بیٹھ گئے ۔ آنحضرت
نے پوچھا تمہارے ہان زانیوں کے لئے کیا سزا
ہے اونہوں نے کہا یہی سزا ہے کہ انکا مونہ کالا
کیا جاوے اور دونوں کی پیٹھ ملکو جوڑ کر گدہے
پر سوار کر کے گلی کوچوں میں پھرایا جاوے
آن حضرت نے فرمایا اگر تم سچے ہو تو
توریت لاؤ اور پڑھ سناؤ ۔ توریت لائے
تو آن حضرت نے تکیہ نکال کر توریت کے
نیچے رکھا ۔ اور یہہ کلمہ فرمایا ۔ میں تجھہ پر
ایمان لایا ۔ اور اسپر جسنے تجھے اتارا ۔ پھر
ایک جوان جو توریت خوب پڑھتا تھا آیا
اور اسنے پڑھنا شروع کیا جب آیۃ رجم آئی
تو پڑھنے والے نے اسپر ہاتھ رکھدیا ۔ عبد اللہ
بن سلام (صحابی جلیل الشان جو یہودی مسلمان تھے
اور توریت کے بڑے عالم تھے) نے کہا یا رسول اللہ
اسکو آپ فرما دیں کہ ہاتھ کو اوٹھا وے
ہاتھہ اوٹھایا تو وہیں آیت رجم کو پایا ۔
پھر وہ یہودی معترف ہوئے کہ ہان یا محمد (صلعم)

والجلد فجلدوه وان افتاکم بالرجم فاحذروه فانزل اللہ ومن لم یحکم بما انزل اللہ فاولئک ھم الکفرون ومن لم یحکم بما انزل اللہ فاولئک ھم الظالمون ومن لم یحکم بما انزل اللہ فاولئک ھم الفسقون فی الکفار کلھا۔

بیشک آیۂ رجم توراۃ مین موجود ہے۔ پس آنحضرت صلعم نے اُن زانیون کیلئے رجم کا حکم دیا اور انکو سنگسار کیا گیا۔ پہر آنحضرت نے جناب باری مین عرض کیا کہ الہی انہون نے تیرے حکم کو فوت کر دیا تہا۔ مین نے اسکو سب سے پہلے زندہ کیا ہے۔ اور اسیپر آیۂ کا نزول ہوا یاایہا الذین لایحزنک الذین الخ۔

ان آیات واحادیث سے حکم رجم کا توراۃ مین خدا کی طرف سے نازل ہونا ثابت ہوا اور اسکے ضمن مین اس امت کے لئے اسکی مشروعیت کا ذکر بہی آگیا کیونکہ انمین آنحضرت کا حکم رجم کو جاری کرنا اور اسکے زندہ کرنے مین پیش قدمی کا اظہار کرنا مذکور ہوا ہے۔

اس سے بڑہکر صراحت وتصریح سے بہی اس حکم کی مشروعیت اس امت کیلئے ثابت ہے اور کتاب وسنت اسپر شاہد ہین کتاب اللہ مین یہہ آیت نازل ہوئی تہی الشیخ والشیخۃ اذا زنیا فارجموہما البتہ یعنی جب مرد وعورت متزوج ومتاہل ہوکر پہر زنا کے مرتکب ہون تو اونکو سنگسار کرو پہر اسکا قرآن کیطرح پڑہنا اور قرآن مین لکہنا منسوخ ہوگیا اور حکم باقی رہا اور سنت صحیحہ مین اسکا حکم برابر جاری رہا۔ آنحضرت نے اسکو جاری رکہا۔ اور آپکے بعد خلفا مین برابر جاری رہا۔

عن ابن عباس یقول قال عمر بن الخطاب علی منبر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ان اللہ بعث محمدا بالحق وانزل علیہ الکتاب فکان مما انزل آیۃ الرجم فقرأناھا ووعیناھا وعقلناھا فرجم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ورجمنا بعدہ فاخشی ان طال بالناس زمان ان یقول قائل ما نجد آیۃ الرجم فی کتاب اللہ فیضلوا بترک فریضۃ انزلہا اللہ وان الرجم فی

بخاری اور مسلم وغیرہ ہمانے حضرت ابن عباس سے نقل کیا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آنحضرت صلعم کے منبر پر (خطبہ مین) فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلعم کو حق کے ساتھ بہیجا اور آپ پر کتاب اوتاری جسمین آیۂ رجم بہی تہی۔ ہم لوگون نے [illegible] اور یاد رکہا اور سمجہا۔ پس آنحضرت [illegible] رجم کیا آپکے بعد ہم نے [illegible] مجہے ڈر ہے کہ زمانہ [illegible] [illegible]

فی کتاب اللہ حق من زنا اذا احصن من الرجال
والنساء اذا قامت البینة او کان الحبل او الا
اعتراف اخرجه البخاری ومسلم واللفظ له۔
وعن ابن عباس نزلت آیة الرجم فی النور ثم
رفعت آیة الرجم فی التلاوة وبقی الحکم۔ اخرجه
رزین۔ ذکرہ فی التیسیر۔

لگتا ہے کہ لوگوں پر زمانہ دراز گذرے تو وہ یہہ کہنے لگیں
کہ حکم رجم قرآن مین نہین ہے پس وہ ایک حکم منزل کے
ترک کرنے سے گمراہ ہو جاوین۔ یہہ حکم رجم قرآن میں ثابت
ہو چکا ہے۔ اوس شخص پر جو متاہل ہو کر زنا کرے
اس شرط سے کہ زنا کا اقرار یا اسپر شہادت ثابت ہو یا
زنا کا حمل ظاہر ہو جاوے۔

حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا ہے کہ آیۃ رجم سورہ نور مین نازل ہوئی تھی پھر اسکا لفظ منسوخ ہوا اور حکم
رہا اور جن لوگوں کو آن حضرت نے رجم کیا ہے (جیسے ماعز اسلمی یا غامدیہ جہنیہ) انکی تفصیل صحیح مسلم مین صفحہ ۶۷ جلد ۲ مین ہے
یہہ حکم رجم کے منجانب اللہ ہونے پر تحقیقی دلیل کا بیان ہے اور **دلیل الزامی** کا بیان اسبات مین ویسا
ہے جیسا کہ حکم سود کے باب مین نمبر سابق مین صفحہ ۳۱ گذر چکا ہے اسلئے کہ اس حکم کا منجانب اللہ
ہونا بھی (حکم سود کی مانند) سباق و سیاق توراۃ سے ثابت ہے۔ احبار کے بیسوین باب
(جسمین یہہ حکم ہے) کا شروع یہہ ہے۔ پھر خدا نے موسیٰؑ کو خطاب کر کے فرمایا الخ پھر اسی سیاق
سے وہ حکم بیان کیا گیا اور استثنا کی عبارت مین (جو سابقاً منقول ہے) صاف پایا جاتا ہے
کہ موسیٰ علیہ السلام اس حکم مین مخاطب ہین اور خدا متکلم پس اس حکم کا منجانب اللہ ہونا سباق و سیاق
توراۃ سے ثابت ہے اور جس امر کا منجانب اللہ ہونا سباق و سیاق توراۃ سے ثابت ہو اسکا
واقعی خدا کی طرف سے ہونا آپکے نزدیک مسلم ہے بعینہ اس تقریر سے جو نمبر سابق مین صفحہ ۳۱ گذر چکی
ہے اور ایک **طرفہ وجہ الزام** یہہ بھی ہے کہ خود دیدولت اپنی پرانی کتاب **تبیین الکلام** مین
اس حکم کا منجانب اللہ اور حکم الٰہی ہونا بڑے زور و شور سے ثابت کر چکے ہین حتی کہ اس حکم
کے ثبوت سے توراۃ کی تحریف لفظی نہ ہونے پر استدلال کئے ہین اور اسکی تائید
مین انہی آیات و احادیث (جنسے ہمنے استدلال کیا ہے) کو معرض استدلال مین لائے ہین چنانچہ
اس کتاب کی جلد اول مین صفحہ ۱۶۵ آیہ ابن حاتم کے توراۃ مین موجود ہونے پر حدیث بخاری

سے (جو مذکور ہوئی) استدلال کیا ہے - پہر اسکے بصفحہ ۲۶ حکم اللہ ہونے پر آیۃ وکیف یحکمونک
وعندھم التوراۃ فیہا حکم اللہ سے استشہاد کیا ہے پہر بصفحہ ۸۰ حدیث مذکورہ کا -
ایک ٹکڑا نقل کرکے ارشاد فرمایا ہے اس حدیث سے صرف اسقدر معلوم ہوتا ہے کہ جو
آیۃ رجم توریت مین موجود تہی اسکو چہپایا نہ یہہ کہ کتاب مین سے اسکو نکال ڈالا تہا - چنانچہ
اب بہی توریت مقدس مین یہہ آیت رجم موجود ہے" -

یہہ آپکا حکم رجم کے منجانب اللہ ہونے سے صاف اقرار ہے اور یہہ آپ پر سخت ملزم حجت ہے
بالجملہ تحقیقی و الزامی دلائل سے حکم رجم کا منجانب اللہ حکم ہونا ثابت ہے اور توریت و قرآن
و حدیث کو اسپر اتفاق ہے -

تیسرا حکم منجملہ احکام توریت علاوہ از احکام عشرہ حکم **قصاص** ہے جو کتاب خروج باب ۲۱
کتاب احبار باب ۲۴ - کتاب استثنا مین باب ۱۹ مین وارد ہے - **احبار** کی عبارت یہہ
ہے توڑنے کے بدلے توڑنا - آنکہہ کے بدلے آنکہہ - دانت کے بدلے دانت - جیسا کوئی کسیکا نقصان
کرے ویسا کیا جائے - **خروج** مین یہہ بہی ذکر ہے "جان کے بدلے جان لیجاوے" اس حکم کے
منجانب اللہ ہونے پر ویسی ہی دو دلیلین تحقیقی و الزامی موجود ہین اور ویسی تقریر و تحریر یہان
ممکن ہے - مگر خوف طوالت سے سیاق سابق کو بدل کر ادنکو مختصراً بیان کیا جاتا ہے - اللہ
تعالے نے **قرآن** مین فرمایا ہے کہ ہمنے انکو حکم دیا کہ جان بدلے جان کے اور آنکہہ بدلے آنکہہ کے

وکتبنا علیہم ان النفس بالنفس والعین بالعین والانف بالانف والاذن بالاذن والسن بالسن والجروح قصاص - مائدہ ع ۶	اور ناک بدلے ناک کے اور کان بدلے کان کے اور دانت بدلے دانت کے - اور زخمونکا بہی بدلا لیا جاوے -

اور توریت کے الفاظ سے بہی صاف معلوم ہوتا ہے کہ یہہ حکم خدا کی طرف سے ہی ہے - جس
سیاق مین اس حکم کا بیان ہے اسکے شروع مین یہہ الفاظ فرمائے گئے ہین - پہر خداوند نے
موسے کو خطاب کرکے فرمایا الخ - اور خطاب مخاطب نے بہی **تبیین الکلام** کے صفحہ ۱۰۱ مین اس آیت

مائدہ کو نقل کرکے یہہ ثابت کیا ہے کہ یہہ حکم خدا کیطرف سے انپر لکھا گیا ہے ۔ چوتھا حکم توریت بنی اسرائیل پر چربی کے حرام ہونے کا حکم ہے جسکا منجانب اللہ ہونا الفاظ توریت سے ثابت ہے اور قرآن اسکو تصدیق کیا ہے ۔ احبار باب ۷ مین ہے "پھر خداوند نے موسیٰ سے خطاب کرکے فرمایا کہ بنی اسرائیل کو حکم کر کہ بیل اور بھیڑ اور بکری کی چربی نہ کہا ئیو"(۲۳)

اور **قرآن مجید** مین ہے اور ہمنے یہودیون پر ناخن دار+ جانور حرام کردیئے ہیں اور گائی بکری کی چربی کو حرام کردیا بجز اس چربی کے جو انکے پیٹھون پر یا انتوریا ہڈیون سے لگی ہوئی ہو یہہ انکے سرکشی کا بدلہ دیا ہے ۔ اور ہم سچ کہتے ہین والی ہیود

> وعلى الذين هادوا حرمنا كل ذى ظفر ومن البقر والغنم حرمنا عليهم شحومهما الا ما حملت ظهورهما او الحوايا او ما اختلط بعظم ذلك جزيناهم ببغيهم وانا لصادقون (انعام ۱۴۶)

ان احکام اربعہ کے سوا بہت سے احکام توریت مین پائے جاتے ہین جنکا منجانب اللہ ہونا الفاظ سورۃ سے ثابت ہے اور قرآن و حدیث مین بہی اسی کے موافق ارشاد ہوچکا ہے لیکن ان سب کی تفصیل موجب تطویل ہے لہذا بعض چند احکام کا اجمالی نقشہ دکہایا جاتا ہے اور اسمین ان احکام کے مواضع بیان کا تورات و قرآن و حدیث مین نشان دیا جاتا ہے ۔

نمبر بترتیب سابق	حکم	مواضع بیان آن از تورات	تائید و تصدیق آن از حدیث و قرآن	مواضع آن	کیفیت
۵	ختنہ	احبار باب ۱۲ ۔ آیہ ۳ پیدائش ۱۷ ۔ ۱۱	حضرت ابراہیم نے ختنہ کیا ۔ خدا تعالیٰ نے انکو حکم دیا ۔	صفحہ ۲۶۵ بخاری و مسلم مسند ابی یعلے و قسطلانی جلد ۵	احبار مین ہے کہ خدا نے موسیٰ کو یہہ حکم دیا ۔ پیدائش مین ہے خدا نے ابراہیم کو یہہ حکم دیا اور ہمیشہ کے لئے تعمیل کا ارشاد کیا ۔
۶	ممانعت خنزیر	احبار ۱۱ ۔ ۸ استثنا ۱۴ ۔ ۸	قرآن مین ہے کہ خدا نے مردار اور خون اور خنزیر کے گوشت کو حرام کیا ہے	بقرہ ۲۱ انعام ۱۴۶	احبار مین اس حکم کو ان احکام مین شمار کیا ہے جو خدا نے موسیٰ کو دیئے ہین سے ہم کلام [illegible]

+ ناخن دار وہ کہلاتے ہین کہ چیرے ہوئے کہر نہ ہون جیسے اونٹ ۱۲

نمبر	حکم	مواضع بیان از توراة	تصدیق حدیث و قرآن	مواضع آیۃ	کیفیت
۷	ممانعت شراب	احبار ۱۰ - ۹	قرآن میں ہے شراب جوا اور پانسے شیطان کے کاموں سے ہیں انسے بچو۔	مائدہ ۶-۱۲	احبار میں ہے یہ حکم خدا نے حضرت ہارون سے مخاطب ہو کے فرمایا ہے۔
۸	نجاست حیض	احبار ۱۲-۴	قرآن میں ہے حیض ناپاکی ہے اسمیں عورتوں سے کنارہ رہو	بقرہ ۲۸۶	احبار میں شروع ہی میں ہے کہ یہ حکم خدا نے موسیٰ سے ہمکلام ہو کے فرمایا ہے
۹	کتے کی قیمت کی کراہت	استثنا ۲۳-۱۷	حدیث میں ہے کہ کتے کی قیمت خبیث ہے	مسلم جلد ۲ صفحہ ۱۹	اس حکم میں موسیٰ علیہ السلام مخاطب ہیں۔
۱۰	غسل جنابت	احبار ۱۵-۲۰ وغیرہ استثنا ۲۳-۱۰	قرآن میں ہے اگر تم جنبی ہو جاؤ تو نماز نہ پڑھو یہانتک کہ غسل کرو۔	نساء ۶-۷	احبار میں ان احکام کے شروع میں حضرت موسیٰ و ہارون سے خدا تعالیٰ کا خطاب ہے۔
۱۱	مہر از واج	خروج ۲۲-۱۶ پیدائش ۳۴-۱۲	قرآن میں ہے عورتوں کو مہر ادا کرو اگر کسی عورت کو بہت سا مال دیا ہو تو واپس نہ لو	نساء ۶ و ۳	اس حکم میں موسیٰ علیہ السلام مخاطب ہیں۔
۱۲	میتہ اور درندہ کا پھاڑا ہوا جانور کی حرمت	احبار ۱۷-۱۵	قرآن میں ہے تم پر حرام ہے مردار اور گلا گھونٹا اور درندہ کا کھایا ہوا		ان احکام کے شروع میں اللہ تعالیٰ کا موسیٰ سے خطاب ہے - اور میتہ میں منخنقہ بھی داخل ہے۔

+ عہد نامہ جدید میں بھی اعمال باب ۱۵ آیت ۲۹ میں صاف تصریح ہے کہ بتوں کے چڑھاوے اور لہو اور گلا گھونٹی ہوئی چیزوں اور حرام کاری سے پرہیز کرو۔

التفرقہ بین الاسلام والزندقہ

یعنے چھپی ارتداد اور اسلام مین تمیز

اس مضمون مین امام حجۃ الاسلام ابو حامد غزالی نے ایک رسالہ تالیف کیا ہے جسکا یہی نام ہے جو ہمارے اس مضمون کا عنوان ہے اس رسالہ کا خلاصہ مطلب یہہ ہے کہ منکر و مکذب رسول مقبول علیہ السلام کافر ہے مخلد فی النار ہے - مگر جو اس انکار کا کسی تاویل کی آڑ مین مرتکب ہو وہ کافر نہین ہو بشرطیکہ وہ امر جسمین وہ تاویل کا مرتکب ہو تاویل کی گنجائش رکھتا ہو - اور اوسکی تاویل مین قطعیات و ضروریات دین سے انکار نپایا جاتا ہو -

و ازانجا کہ انکار نصوص و تکذیب رسول مقبول از ایل سید احمد خانصاحب بہادر کی مذہب کا اصول ہے اور جن تاویلون کے آڑ مین وہ انکار و تکذیب کو مرتکب ہین اون تاویلون کی نصوص مین گنجائش نہین ہو اور انمین قطعیات و ضروریات دین کا انکار پایا جاتا ہو و نیز علاوہ رسالہ آپ پر فتوی تکفیر لگاتا ہے اسلئے آپنے تہذیب الاخلاق بابت ماہ ذی الحجہ ۱۲۹۶ ہجری و محرم و صفر ۱۲۹۷ مین اس رسالہ پر ایک ریویو لکہا ہو جسمین اس رسالہ کے اکثر مطالب کو رد کیا ہے - اور از انجملہ ایک ادہ بات کو بے قید تفصیل و شرائط مفید مدعا بناکر لے لیا ہے -

مین اس **ریویو پر ریویو** لکہتا ہون جس سے میرا مقصود یہہ ہے کہ جن باتون کو آپنے صرف مطلب سمجھکر رد کردیا ہے انکی صحت ثابت کرون - اور جس بات کو آپنے مدعا کے موافق بنا لیا ہے اسکا مخالف مدعا جناب ہونا ثابت کر دکہاؤن - اور اس رسالہ متبرکہ کو آپکے تصرفات و تحدشات سے پاک کرون اور اسکے مصنف علامہ امام حجۃ الاسلام کی نصرت و حمایت عمل مین لاؤن +

یہہ بحث جملہ مباحث متعلقہ جناب سے اہم و مقدم ہے کیونکہ آپکی جملہ کارروائیون کا مدار یہی تاویلی انکار ہے اسی نظر سے مباحث سابقہ کو ناتمام چھوڑکر اسکی طرف توجہ ضرور سمجہی گئی ہے - ناظرین بہی اسکے پڑہنے اور سمجھنے مین پوری توجہ مبذول فرماوین - ورنا اختتام اس بحث کی تمام مباحث سابقہ سے معافی دیجئے

ہین پہلے اقوال امام غزالی کو جو محل بحث ہین نقل کیا جاویگا پہر تعسفیات و تصرفات جنابِ مخاطب کو قلم بین لایا جائیگا — پہر انکا جواب پیش کیا ہوگا — وما توفیقی الا باللہ — وہو اعلم و اقول باالقول و اتبع [illegible] رسالہ کے دیباچہ بین یہہ بیان ہے کہ [illegible] امام صاحب سے ان حاسدونکی جو آپ

قال الغزالی بعد الحمد والصلوۃ — اما بعد فانی رایتک ایہا الاخ المشفق والصدیق المتعصب موغر الصدر منقسم الفکر لما قرع سمعک من طعن طائفۃ من الحسدۃ علی بعض کتبنا المصنفۃ فی اسرار معاملات† الدین وزعمہم ان فیہا ما یخالف مذہب الاصحاب المتقدمین والمشایخ المتکلمین ان العدول عن مذہب الاشعری ولو قید شبر کفر — فہون ایہا المشفق علی نفسک

[illegible] کتب [illegible] اسرار و معاملات دین پر معترض ہوئے [illegible] خیال کی تہی کہ ہمین مذہب متقدمین اشاعرہ کا خلاف ہے — اور اشعری کا خلاف بالشت بہر کیون نہو [illegible] تالیف کیا ہے — اور ہمین آپنے [illegible] یہہ ارشاد کیا ہے کہ ان حاسدونکے [illegible] سے دل بین تنگی نہ لاوین اور انکی [illegible] پرواہ نکرین —

اس قول مین اسرائیل صاحب نے اتنا تصرف کیا ہے کہ [illegible] اپنے خلافیات کو بہی خلافیات امام غزالی مین داخل کیا ہے اور اپنے احباب کو اسی بنا پر [illegible] دیتے ہین — چنانچہ پرچہ محرم [illegible] مین فرمایا ہے کہ بہت ایسے شخص کے احباب کو ایسا چاہئے — (ایسے شخص کی ذوات شریف کو مراد رکہتے ہین) مخلصین کو ضرور ہے کہ وہ معاندین کی باتون پر صبر کرین اور یقین کرین کہ الحق یعلو ولا یعلی اور اسوقت کے آنے کے منتظر رہین —

راقم کہتا ہے یہہ تو آپنے بجا فرمایا مگر یہہ نسوچ لیا کہ ہمارے خلافیات کو امام غزالی کے خلافیات سے کیا نسبت ہے — غزالی نے خلاف کیا ہے تو صرف اشعری یا باقلانی کا خلاف کیا ہے جو واقعی لائق پرواہ نہین — ہمنے تو خدا و رسول کا خلاف کیا ہے — اور توریت و انجیل و زبور و فرقان سبہ کو طاق بین رکہدیا ہے — ہم اس خلاف پر کیونکر بے ڈر و بے پرواہ ہوسکتے ہین ؟ اور کسی طرح

† اسرائیل صاحب بہادر نے نقل مطلب رسالہ مین معاملات کا ترجمہ علامات کیا ہے ۱۲

امام غزالی کے قرین بن سکتے ہین؟

اسکے بعد امام صاحب نے اپنی دوست سے مخاطب ہو کر فرمایا ہے اگر تو اپنے او اپنے مثل لوگون کے دل سے یہہ کانٹا درپیچ کان نکالنا چاہیے تو پہلے آپ سے اور اپنے مخاطب حاسد و طاعن سے کفر

فان اردت ان تنزع ہذہ الحیکۃ عن صدرک وصدر من فی مثل حالک مخاطب نفسک۔ وصاحبک وطالبہ بحد الکفر فان زعم ان حد الکفر ہو ما یخالف مذہب الاشعری او مذہب المعتزلی او الحنبلی او غیرہم فاعلم انہ غر بلید قد قیدہ التقلید فہو اعمی من العمیان فلا تضیع باصلاحہ الزمان وناہیک حجۃ بافحامہ مقابلۃ دعوی بدعوی خصومہ اذ لا یجد بین نفسہ وبین سائر المقلدین المخالفین لہ فرقا وفصلا[+] ولعل صاحبک یمیل من بین سائر المذاہب الی الاشعری وزعم ان مخالفتہ فی کل باورد وصدر من الکفر الجلی فاسئلہ من این ثبت کون الحق وقفا علیہ حتی یکفر الباقلانی فی ان خالفہ فی صفۃ البقاء للہ تعالی وزعم انہ لیس وصفا زایدا علی الذات ولم صار الباقلانی اولی بالکفر بمخالفۃ الاشعری من الاشعری بمخالفۃ الباقلانی ولم صار الحق وقفا علی احدہما دون الثانی اذ لک

کی حقیقت دریافت کر۔ اگر وہ کہے کہ کفر وہی ہے جو مذہب اشعری یا مذہب معتزلی یا حنبلی کے مخالف ہے تو تو جان لے کہ وہ کودن ہے دہوکہ مین پڑا ہوا اور نابینا ہے تقلید مین بندہا ہوا۔ پس تو اسکی اصلاح وخطاب مین اپنے اوقات کو ضایع نکر۔ اسکے ساکت کرنے کے لیے یہی دعوی اسکے مخالف کی طرف سے پیش کرنا کافی ہے۔ کیونکہ وہ اپنے مین اور اپنے مخالف مقلدون مین کوئی فرق نہین نکال سکتا۔ شاید وہ سب مذاہب مین سے مذہب اشعری کیطرف مائل ہو اور یہہ خیال رکھتا ہو کہ اشعری کا خلاف ان تمام باتون مین جو اس سے سرزد ہوئی ہین کھلم کھلا کفر ہے۔ پس تو اس سے پوچھہ کہ اسکو یہہ کہان سے ثابت ہو گیا ہے کہ حق اشعری پر آ ٹھہرا ہے جسکے سبب وہ باقلانی کو کافر کہتا ہے کیونکہ وہ اشعری کا مسئلہ صفت بقاء مین مخالف ہے اور یہہ سمجھتا ہے کہ صفت بقا خدا تعالے کی ذات سے علاوہ کوئی چیز نہین ہے۔ اشعری کی اس مخالفت کے سبب باقلانی کیون لایق تکفیر ہوا اور اشعری اسنا بین باقلانی سے مخالف ہونے کے سبب کیون

[+] فصلا کا ترجمہ آپنے فضیلت سے کیا ہے ۱۲

یسبق الزمان فقد سبق الاشعری غیرہ
من المعتزلة فلیکن الحق للسابق علیہ ام
لاجل التفاوت فی الفضل والعلم فبای میزان
ومکیال قدر درجات الفضل حتی لاح لہ ان
لا افضل فی الوجود من متبوعہ ومقلدہ فان
رخص للباقلانی فی المخالفة فلم حجر علی غیرہ
وما الفرق بین الباقلانی والکرابیسی
والقلانسی وما بدرک التخصیص بہذہ الرخصة

کا فر ہوا۔ ان میں ایک شخص پر حق کو کیوں موقوف
سمجھا گیا ہے اگر یہہ سبقت زمانہ اشعری کی نظر سے
ہے تو اشعری سے پہلے معتزلہ گذر چکے ہیں
پس چاہیے کہ یہہ تجویز حقانیت معتزلہ کے لئے ہو اور
اگر یہہ علم و فضیلت میں تفاوت کے سبب سے ہے تو وہ
میزان بیان کرنی چاہیے جس سے معلوم ہوا ہے
کہ اسکے متبوع و امام سے کوئی افضل نہیں ہے
یہہ سنکر اگر وہ باقلانی کو مخالفت اشعری کی رخصت
دی تو پہر اوروں کو اس مخالفت سے کیوں منع کرے۔ باقلانی و کرابیسی و قلانسی میں کیا فرق ہے
اور اس رخصت خلاف کی اشعری سے خاص ہونے کی کیا وجہ ہے۔

اس قول میں انرایبل صاحب بہادر نے یہہ تصرف کیا ہے کہ جو امام غزالی نے اسلامی مذاہب باہمی
مختلف کے حق میں فرمایا ہے اور ایک کو دوسرے کی تکفیر سے باہمی خلاف کے سبب منع کیا
ہے اور اپنے مذہب کو دوسرے مذاہب اسلامی پر ترجیح دینے اور باتخصیص حق پر جاننے سے
روکا ہے اسمیں انرایبل صاحب نے فرقہ ہائے مخالفہ مذہب اسلام یہود نصاری ہنود و مجوس کو بہی
شامل کرلیا ہے اور اہل اسلام کو ان فرقوں کی تکفیر سے بہی منع کردیا ہے۔ چنانچہ فرماتے ہیں یہہ تقریر
امام صاحب کی نہایت عمدہ آب زر سے لکھنے کے قابل ہے مگر انہوں نے اسکو نہایت محدود خیال کیا ہے
یہہ تو ایک بڑا اصول ہے۔ صرف اشعری باقلانی اور معتزلے ہی پر محدود نہیں ہے بلکہ ادیان
مختلفہ سے بہی متعلق ہے۔ یہودی عیسائی اور مسلمان و مجوس وغیرہ بہی سب کی نسبت یہی بحث ہے
ایک مسلمان کیوں صرف اپنے مذہب کو حق اور اپنے ہی کو ناجی اور سب مذاہب کو باطل اور انکے
پیروں کو کافر بتاتا ہے اسکا سبب بجز اسکے اور کچہہ نہیں کہ وہ اپنے متبوع پر اور اسکی کلام پر پورا
اعتقاد رکہتا ہے۔ مگر یہودی عیسائی مجوسی وغیرہ بہی اسیطرح اپنے متبوع پر اعتقاد رکہتا ہے

جو دلیلیں ایک مذہب والا اپنے متبوع کے قابل اتباع ہونے کے اپنے ہی گروہ کی سند پر پیش کرتا ہے وہی دلیلیں دوسرے مذہب والا اپنے ہی گروہ کی سند پر اپنے متبوع کے واجب الاتباع ہونیکی لاتا ہے خواہ وہ دلیلیں اس متبوع کی ذاتی عمدگی اور اعلیٰ سے اعلیٰ درجہ رکھنے سے متعلق ہوں یا ذات باری سے تعلق خاص ثابت کرنے سے علاقہ رکھتے ہوں خواہ ظہور معجزات و خرق عادات اور اظہار عجائبات پر مبنی ہوتے یہی سب سے بڑا امر حل طلب ہے جو ہر ایک مذہب والے کو جو صرف اپنے ہی مذہب کے حق ہونیکا دعویدار ہے طے کرنا ہے امام صاحب کو اس رسالہ میں صرف مذہب معین ہی کے فرق متعددہ سے بحث کرنی تھی اسلیے انہوں نے اس بحث کو وسعت نہیں دی - ہماری کوشش یہی ہے کہ ادیان مختلفہ میں سے مذہب حق کی تمیز کرنیکا طریقہ ظاہر کریں - اور اسمیں جو کچھہ ہمنے لکھا اسکو لوگ نہیں سمجھے اور سمجھے تو کفر و ارتداد و نیچریت معنے دیر بیٹھے ہیں -

راقم کہتا ہے - امام غزالی نے فرقہ ہائے اسلام یا ہی مخالفین سے ایک کو دوسرے کی تکفیر سے روکنے کی یہی وجہ بیان کی ہے کہ جس امام یا مجتہد کی تقلید سے ایک فرقہ دوسرے کی تکفیر کرتا ہے اسکو واجب الاتباع و خاصکر حقانی ہونے پر وہ کوئی دلیل نہیں رکھتا - پھر کسیکو محض اس خیال سے کہ وہ میرے متبوع و امام (باقلانی یا اشعری) کا خلاف کرتا ہے کیوں کافر بتاتا ہے اور اپنے تئیں صرف اس وجہ سے کہ وہ باقلانی یا اشعری کا متبع و مقلد ہے کیوں حقانی قرار دیتا ہے -

آپ نے اس وجہ کو منکرین انبیاء کے حق میں جاری کیا ہے اور اسکی دستاویز سے انکی تکفیر سے مسلمانوں کو روکا ہے اور صاف فرمادیا ہے کہ ایک مسلمان کیوں صرف اپنے مذہب کو حق پر اور اپنے ہی کو ناجی اور سب مذہب کو باطل اور انکے پیروں کو کافر بتاتا ہے

اس کلام سے آپنے صاف جتایا ہے کہ جیسے باقلانی یا اشعری کے واجب الاتباع اور حق پر ہونے پر کوئی دلیل نہیں ہے و بنا بر علیہ تکفیر مخالفین باقلانی و اشعری ناجائز ہے ایسا ہی محمد رسول اللہ صلعم کی واجب الاتباع اور حق پر ہونے پر کوئی دلیل نہیں ہے - لہذا مسلمانوں کو جائز نہیں ہے کہ کسی یہودی یا نصرانی یا مجوسی کو صرف اس خیال سے کہ وہ محمد رسول اللہ صلعم کا منکر و مخالف ہے کافر کہیں - اور اپنے تئیں اس نظر سے کہ وہ محمد رسول اللہ صلعم کے متبع و مقلد ہیں ناجی و حق پر قرار دیں -

بلکہ یہہ محض مغالطہ ہے جسکا صدور کسی مسلمان سے ممکن نہیں ہے - یہہ اُسیکے مونہہ سے نکل سکتا ہے جو آنحضرت صلعم کو نبیٔ واجب الاتباع نہیں جانتا - اور کفر و اسلام کو یکساں بنانا چاہتا ہے -

مسلمانوں کی طرف سے اسکا جواب یہہ ہے کہ ہمارا آنحضرت صلعم کو واجب الاتباع او رحقانی جاننا اور آپکے منکرین و مخالفین کو کافر بتانا ایسا بے دلیل نہیں ہے جیسا اشاعرہ یا باقلانیہ کا اشعری و باقلانی کو واجب الاتباع کہنا - اور انکے مخالفین کو کافر بتانا بے دلیل ہے بلکہ آنحضرت صلعم کو واجب الاتباع کہنا اور انکے منکرین کو کافر بتانا اُن براہین† ساطعہ و دلایل قاطعہ کی دستآویز سے ہے جنسے آنحضرت صلعم کا رسول واجب الاتباع معصوم عن الخطاء ہونا ثابت ہوتا ہے - آپ معذور ہیں آنحضرت صلعم کو کسی دلیل سے واجب الاتباع نہیں جانتے اسلئے منکرین رسالت محمدیہ کو اپنے مذہبی بہائی و ناجی†† وحقانی سمجھتے ہیں - مگر مسلمان آپکے اس مغالطہ میں کب پہنستے ہیں

اور جو خاتمہ کلام میں آپنے فرمایا ہے کہ ہماری کوشش اس میں ہے کہ ادیان مختلفہ میں سے مذہب حق کے تمیز کرنیکا طریق ظاہر کریں اور اسپر جو کچہہ ہمنے لکہا ہے اسکو لوگ نہیں سمجہے اور سمجہے تو کفر و ارتداد و نیچریت بمعنے دہریتہ سمجہے - یہہ آپ نے اس مغالطہ کو برقعہ پہنایا ہے - اور اسمیں یہہ جتایا ہے کہ کلام سابق میں ہمنے مسلمانونکو تکفیر مخالفین مذہب اسلام سے منع نہیں کیا - بلکہ انکی تکفیر اور اپنے مذہب حق کی تمیز کا طریقہ بتایا ہے - مگر یہہ مغالطہ پر مغالطہ ہے - آپ نے مذہب اسلام کے اور مذاہب سے تمیز اور منکرین نبیٔ اسلام کی تکفیر کا کوئی طریق نہیں بتایا - بلکہ کفر و اسلام کو یکساں کردیا ہے اور منکرین رسل وکتب احکام کو بلاشبہہ مسلمان و ناجی قرار دیا ہے -

اسپر یہہ دعوی کہ ہم مذاہب مختلفہ سے مذہب حق کی تمیز کا طریق بیان کرتے ہیں کب زیبا ہے اگر آپ کوئی ایسا طریق بیان فرماتے جس سے اسلام کو کفر سے تمیز ہوتی اور منکرین و مخالفین

---

† ان دلائل و براہین کی تفصیل کا محل ہمارا مبحث اثبات نبوت ہے - جسکا اتمام پورا اختتام اس مبحث کے انشاء اللہ تعالے ہوگا - اس مقام اسکی تفصیل محض اجنبی ہے - ۱۲ حاشیہ -

†† دیکہو مضمون مذہب انسان کا امر طبعی ہے جسکی نقل و ابطال اشاعۃ السنۃ نمبر ۱۱ جلد ۲ وغیرہ میں گذر چکی ہے ۱۲ حاشیہ

انبیاء وکتب واحکام کی تجویز تکفیر پائی جاتی تو یہہ دعوی آپ کو زیب دیتا۔ کفر و اسلام کو یکسان و یک جائے کرکے تو یہہ دعوی کسی صورت سے مناسب نہین ہے اور یہہ اختلاف و خلاف بیاتی رفتار مرد مہذبین کے شان کے لائق نہین ہے۔

نصیحت عرض کرتا ہون کہ جب آپ کوئی ایسی بات فرمانے لگین تو اس سے پہلے ایکدفعہ تہذیب الاخلاق وغیرہ تصانیف سامی کو دیکھہ لیا کرین بلا مراجعت کلام سابق کوئی بات زبان یا قلم سے نہ نکالا کرین۔

اسکے بعد امام صاحب نے فرمایا ہے شاید تیری یہہ خواہش ہو کہ تو کفر کی تعریف پہچانے اون تعریفات

فصل لعلک تشتہی ان تعرف حد الکفر بعد ان تناقض عندک حدود اصناف المقلدین فاعلم ان شرح ذلک طویل ومدارکہ غامضۃ ولکنی اعطیک علامۃ مطردۃ منعکسۃ لتتخذہا مطمح نظرک وترعوی بسببہا عن تکفیر الفرق وتطویل اللسان فی اہل الاسلام وان اختلفت طرقہم ما داموا یقولون لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ صادقین غیر متناقضین لہا فاقول الکفر ہو تکذیب الرسول صلعم فی شیٔ مما جاء بہ والایمان تصدیقہ فی جمیع ما جاء بہ فالیہودی والنصرانی کافران لتکذیبہما الرسول والبرہمی کافر بطریق الاولی لانہ انکر مع رسولنا سائر الرسل والدہری کافر بطریق الاولی لانہ انکر الرسل مع المرسل وہذا لان الکفر حکم شرعی کالرق والحریۃ مثلاً اذ معناہ اباحۃ الدم

متناقضہ کے سوا جو تجھے مقلدین سے پہنچی ہین پس تو جان لے کہ اسکی شرح طویل ہے اور اسکے جاننے کے موقع پوشیدہ ہین لیکن مین تجھے ایک صحیح علامت کفر جو افراد غیر کفر کو مانع اور افراد کفر کو جامع ہو بتاتا ہون کہ تو اسکو پیش چشم رکھے اور اسکے سبب اہل اسلام کو (گو وہ مختلف مذہب رکھتے ہون) کافر کہنے اور انکی نسبت زبان درازی کرنے سے رکا رہے جب تک کہ وہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ سچے دل سے کہتے رہین۔ اور کوئی قول یا فعل اسکے برخلاف نکہین اور نکرین۔ پس مین کہتا ہون کہ کفر کی تعریف یہہ ہے کہ رسول کی کسی بات مین جو وہ لیکر آئے تکذیب کرین۔ اور ایمان یہہ ہے کہ رسول کی سبھی باتونکو مان لین۔ بنا برین یہودی و نصرانی دونون فریق کافر

والحکم بالخلود فی النار ومدرکہ شرعی فیدرک اما بنص او بقیاس وقد وردت النصوص فی الیھود والنصاری والتحق بھم بطریق الاولی البراھمۃ والثنویۃ والزنادقۃ والدھریۃ وکلھم مشترکون فی انھم مکذبون للرسول فکل کافر فھو مکذب وکل مکذب فھو کافر فھذہ ہی العلامۃ المطردۃ المنعکسۃ –

ہیں کیونکہ وہ ہمارے رسول کو نہیں مانتے – اور برہمی انسے بڑھکر کافر ہیں کیونکہ وہ کسی رسول کو نہیں مانتے – اور دہریہ انسے بھی بڑھکر کافر ہیں کیونکہ وہ انکار رسولوں کے ساتھہ وجود خدا سے بھی انکار رکھتے ہیں ان سب کو ہمنے اسلئے کافر کہا ہے کہ کفر ایک شرعی حکم ہے جسکا مطلب حکم خلود فی النار (یعنے ہمیشہ کے لئے آگ میں رہنا) ہے اور وہ شرع ہی سے معلوم ہوسکتا ہے نص سے یا قیاس سے – (یہاں قیاس سے مراد امام غزالی کی قیاس بالاولی ہے جسکو دلالۃ النص کہا جاتا ہے اور اسکی حجت ہونے میں منکرین قیاس عقلی کو بھی کلام نہیں ہے) سو یہود و نصاری کے کافر ہونے میں تو نصوص وارد ہیں اور براہمہ و ثنویہ و زنادقہ و دہریہ بحکم قیاس بالاولی انکے ساتھہ ملحق ہیں اور یہہ سب تکذیب رسول مقبول میں شریک ہیں پس جو کافر ہے وہ رسول کا مکذب ہی اور جو مکذب رسول ہے سو کافر ہے یہی ایک علامت ہے جو تعریف کفر میں مانع اور جامع ہے –

یہہ **قول امام غزالی** – کا ہمدم ہماس مذہب جناب مخاطب تھا اور بنظر اس تکذیب رسول کے جو شب و روز ہر تحریر و تقریر میں آپ سے سرزد ہورہی ہے صاف طور پر آپ کے تکفیر کرتا تھا اسلئے **آپنے** اسکو صاف رد کر دیا ہے چنانچہ **فرمایا** ہے اس مقام پر† امام صاحب نے بات کو خلط ملط کر دیا ہے یہہ ٹھیک ہے کہ کفر ایک شرعی حکم ہے اور منکر یا مکذب رسول کا کافر ہے – مگر شرعی کافر – پس ایک موحد جو پورا پورا ٹھیک طور پر کامل موحد ہے مگر وہ نفس رسالت ہی کا منکر ہے اور اسلئے کسی رسول کو نہیں مانتا اسکا کفر بھی کفر شرعی ہے مگر اسپر خلود فی النار کا حکم دینا جیسا کہ اس مقام پر امام صاحب نے بیان کیا ہے صحیح نہیں – موحد

---

† یہہ بات آپکو اب سوجھی ہے جبکہ اشاعۃ السنۃ نمبر ۱۱ جلد ۲ – میں آپ پر بحث لی جی ہوئی – پرچہ ذیقعدہ ۹۶ تہذیب الاخلاق میں تو آپنے صاف فرمایا تھا کہ جو کسی نبی کو نمانے وہ کافر نہیں ہے –

کے کفر پر کوئی نص وارد نہیں ہے - بلکہ برخلاف اسکے نص آئی ہے قیاس جو نص پر مبنی ہو بلکہ مطلق قیاس ہی موجود نہیں ہے - انبیاء صرف† خدا کی وحدانیت پر یقین دلانیکو اور اس کی عبادت کی ہدایت کرنیکو مبعوث ہوئے ہیں اور موحد اسپر کامل یقین رکھتا ہے پھر اسکے کفر مطلق پر قیاس ہی موجود نہیں ہے - کفر شرعی اور کفر مطلق دو علیحدہ علیحدہ چیزیں ہیں جنمیں عموم وخصوص†† من وجہ کی نسبت ہے - اور خلود فی النار صرف کفر مطلق کا نتیجہ ہے - اور وہ کفر صرف شرک حقیقی ہے خواہ ذات میں ہو خواہ صفات میں خواہ عبادت میں متحقق ہوتا ہے نہ کسی دوسری چیز سے لانہ یغفر ما دون ذلک "-

راقم کہتا ہے - اس کلام مخاطب والا مقام میں جو تناقض و تہافت ہے وہ اشاعۃ السنہ نمبر ۲ جلد ۲ میں بصفحہ ۴۱ بیان ہو چکا ہے یہاں صرف اسبات اثبات مطلوب ہے کہ رسول کا مکذب مخلد فی النار ہے - سو بہت سے آیات واحادیث میں پایا جاتا ہے -

واضح ہو کہ منکر و مکذب نبی کا کافر ہونا تو اس مقام میں آپ بھی مان چکے ہیں گو پرچہ ذیقعدہ ۱۲۹۶ھ میں اسسے انکاری ہے - اور جو کوئی اب بھی اسکو نمانے وہ اسکا ثبوت اشاعۃ السنہ نمبر ۱۱ جلد ۲ میں دیکھلے پس جسقدر آیات عموماً کفار کے لئے خلود فی النار کے مثبت ہیں وہ سب کے سب منکرین و مکذبین رسول کے لئے خلود

---

† لفظ صرف اگر لفظ خدا کی قید ہے اور یہہ مطلب ہے کہ نبی خدا ہی کی وحدانیت پر یقین دلانے کو آئے ہیں نہ کسی دوسرے کی وحدانیت پر تو اس سے یہہ ثابت نہیں ہوتا کہ سوائے یقین دلانے وحدانیت خدا کے دوسرے مطلب کو نہیں آئے تاکہ اسکا انکار کفر ہو اور اگر یہہ قید فقط یقین دلانے اور ہدایت کرنے کی ہے اور یہہ مطلب ہے کہ انبیاء صرف خدا کا یقین دلانے اور توحید کی ہدایت کرنیکو آئے ہیں سوائے اس یقین وحدانیت و توحید کے دوسری بات بتانے کو نہیں آئے تو یہہ دعوی محض مغالطہ ہے - انبیاء جیسے خدا کی وحدانیت پر یقین دلانے و توحید سکھانے کو آئے ہیں ویسے ہی خدا کے اور احکام و اخبار پہنچانیکو آئے ہیں پس جسنے انبیاء کی ایک بات کو نمانا اسنے اس مقصود الہی کا خلاف کیا - و بالتبعیہ کافر ہوا ۱۲ اشاعۃ

†† یہہ محض مغالطہ ہے کفر مطلق و کفر شرعی میں عموم وخصوص مطلق ہے چنانچہ اسکا بیان نمبر ۲ جلد ۳ میں ہی ہو چکا ہے ۱۲

کے اثبات مین ظاہر الدلالۃ ہین جیسے آیۂ سورہ مائدہ جسمین یہ ارشاد ہے - جنہون نے کفر کیا اگر انکو

ان الذین کفروا لوان لہم ما فی الارض جمیعاً ومثلہ معہ لیفتدوا بہ من عذاب یوم القیمۃ ما تقبل منہم ولہم عذاب الیم - یریدون ان یخرجوا من النار وما ہم بخارجین منہا ولہم عذاب مقیم - (مائدہ ۴)	جو کچھ کہ زمین مین ہو اور ویسا ہی ساتھ اسکی ملجاوے تاکہ وہ اسکو عذاب روز قیامت کے بدلے دین تو انسے قبول نکیا جاویگا اور انکو دکھ کا عذاب ہوگا وہ دوزخ سے نکلنا چاہینگے مگر نکلنا نہ پاوینگے اور انکو دائمی عذاب رہیگا -

اسی قسم کی اور بہت سی آیات ہین جنمین خاصکر خدا کے منکر یا کسی مشرک کے خلود کا ذکر نہین بلکہ عموماً سبھی کفار کے لئے خلود کا اثبات ہے - مگر شاید آپ اون آیات کے ظاہر عموم کو بے اعتبار ٹھہراوین اور بلاوجہ اسکو کفار مشرکین سے مخصوص کرین اسلئے اس مقام مین ایسی آیات کو ذکر کیا جاتا ہے جنمین خاصکر اون کافرونکی لئے خلود نار کا اثبات ہے جنہونے رسول کو نہ مانا اور جو آیات رسول پر نازل ہوئین انکو جھوٹا جانا -

سورہ اعراف مین با نکار آیات رسول کی تکذیب کرنیوالون کے لئے خلود تجویز کیا ہے اور انکو دخول جنت سے مایوس کردیا ہے چنانچہ فرمایا ہے جو لوگ ہماری آیتونکو جھٹلاتے ہین اور انکی اتباع سے تکبر کرتے ہین انکے

ان الذین کذبوا بآیتنا واستکبروا عنہا لا تفتح لہم ابواب السماء ولا یدخلون الجنۃ حتی یلج الجمل فی سم الخیاط وکذلک نجزی المجرمین لہم من جہنم مہاد ومن فوقہم غواش وکذلک نجزی الظالمین والذین اٰمنوا وعملوا الصالحات لا نکلف نفساً الا وسعہا اولئک اصحاب الجنۃ ہم فیہا خالدون - اعراف ۵ع	لئے آسمان کے دروازے کھولے نجاوینگے اور وہ بہشت مین داخل نہونگے یہانتک کہ سوئی کے ناکے مین اونٹ نہ گھس جاوے - مجرمونکو ہم ایسی سزا دیتے ہین انکے لئے دوزخ سے بچھونا ہے اور اسکا اوڑہنا - ظالمونکو ہم ایسی ہی سزا دیتے ہین اور جو لوگ ایمان لائے اور انہون نے اچھے کام کئے ہم کسیکو

اوسکی طاقت سے خارج کام نہین بتاتے وہی بہشت والے ہین وہی اسمین رہینگے -

اور سورہ رعد مین با نکار حشر جسمانی رسول کی تکذیب کرنیوالے کو خلود نار کا ڈر سنایا ہے اور صاف

وان تعجب فعجب قولہم اذا کنا تراباً ءانا لفی خلق جدید	فرمادیا کہ اگر تو انکو جھٹلانے سے تعجب کرے تو انکا یہ کہنا

اولئک الذین کفروا بربہم واولئک الاغلال
فی اعناقہم واولئک اصحاب النار ہم فیہا
خالدون - (رعد ع ۱)
(وان تعجب یا محمد من تکذیب الکفار لک ۱۲ جلالین)

کہ جب ہم مٹی ہو جاوینگے تو کیا نئے سرے سے
پیدا ہونگے تعجب کے لایق ہے - یہہ لوگ (تجھے ساتھ
مین جھٹلانے کے سبب) خدا سے منکر ہوئے انکی
گردنون مین طوق ہین اور یہہ آگ والے ہین ہمیشہ رہینگے۔

اور سورہ احزاب مین رسول کی اطاعت نکرنیوالونکو کفر و لعنت کا خلعت دیا اور خلود نار کا مژدہ
سنایا اور رانزایل صاحب کے خیال کو پورے اور صاف طور پر باطل کیا ہے چنانچہ فرمایا ہے خدا نے

ان اللہ لعن الکافرین واعد لہم سعیرا خالدین
فیہا ابدا لا یجدون فیہا ولیا ولا نصیرا یوم
تقلب وجوہہم فی النار یقولون یا لیتنا اطعنا
اللہ واطعنا الرسولا ج قالوا ربنا انا اطعنا سادتنا
وکبراءنا فاضلونا السبیلا ربنا آتہم ضعفین
من العذاب والعنہم لعنا کبیرا - احزاب ع ۸

کافرونکو پھٹکارا ہے اور انکے لئے آگ کو تیار کر
رکہا ہے ہمیشہ اسمین رہینگے اور اسمین کوئی کارساز
و مددگار نپاوینگے جسدن آگ مین انکے منہ پلٹائے
جاوینگے اور وہ کہینگے کاش ہم اللہ اور رسول کی اطاعت
کرتے اور کہینگے اے ہمارے رب ہمنے اپنے سردارون اور بڑونکی اطاعت کی
اور انہوں نے ہمکو رستہ بہلا دیا اے ہمارے پروردگار انکو دہرا عذاب دے

اور سورہ جاثیہ مین خبر قیامت مین رسول کو جھٹلانیوالے اور آیات کو ہنسی مین اڑانیوالے انکو ہمیشہ آگ مین رہنے کا
مژدہ سنادیا اور صاف طور پر فرمادیا ہے جو لوگ کافر ہین انکو (قیامت کے دن) کہا جاویگا کیا تم پر میری آیتین

واما الذین کفروا افلم تکن آیاتی تتلی علیکم
فاستکبرتم وکنتم قوما مجرمین واذا قیل ان
وعد اللہ حق والساعۃ لا ریب فیہا قلتم ما ندری
ما الساعۃ ان نظن الا ظنا وما نحن بمستیقنین
وبدا لہم سیئات ما عملوا وحاق بہم ما کانوا بہ یستہزءون
وقیل الیوم ننساکم کما نسیتم لقاء یومکم ہذا
وماوٰکم النار وما لکم من ناصرین ذلکم بانکم

پڑہی نہ جاتی تہین اور تم تکبر کرتے اور مجرم رہے - اور
جب کہا جاتا خدا کا وعدہ حق ہے اور قیامت مین
شک نہین تم کہتے ہم نہین جانتے قیامت کیا چیز ہے
ہم تو اٹکل کرتے ہین ہمکو یقین نہین ہے - انکو انکے
برے کام ظاہر ہو گئے - اور جس عذاب سے ہنسی کرتے
وہ نازل ہو گیا انکو کہا جائیگا تمہین آج ہم بہول
جاوینگے یعنے تمہاری خبر نہ لینگے جیسے تم اسدن کا ملنا

اتخذتم آیات اللہ ہزوا وغرتکم الحیوۃ الدنیا فالیوم لا یخرجون منہا ولا ہم یستعتبون

بہول گئے - اور تمہارا ٹہکانا آگ ہے تمہارا کوئی مددگار نہین ہے - یہہ اسلئے ہوا ہے کہ تمنے خدا کی آیتون سے ہنسی کی - اور تمکو دنیا نے دہوکہ مین ڈالدیا - اسدن تم اس سے نہ نکلوگے اور نہ دنیا کی طرف پہرائے جاؤگے -

اسی قسم کی آیات قرآن مین بہت ہین اور جیسا اس باب مین احادیث وارد ہین وہ بیشمار ہین ازانجملہ ایک دو حدیثین نقل کیجاتی ہین - صحیح بخاری مین بصفحہ ۱۰۸ حدیث ہے کہ جن لوگونکو دعوت پہونچی

عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلعم کل امتی یدخلون الجنۃ الا من ابی قیل ومن ابی قال من اطاعنی دخل الجنۃ ومن عصانی فقد ابی - رواہ البخاری

وعن ابی ہریرۃ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال والذی نفسی بیدہ لا یسمع بی احد من ہذہ الامۃ یہودی ولا نصرانی ثم یموت ولم یؤمن بالذی ارسلت بہ الا کان من اصحاب النار رواہ مسلم صہ ۸۶ -

خواہ نصاری مشرک ہون یا موحد مینے دعوت اسلام کی ہے وہ سب بہشت مین جاوینگے بجز اس شخص کے جو انکاری ہو کسینے پوچہا انکاری کون ہوا آپنے فرمایا جسنے میری اطاعت کی وہ بہشت مین داخل ہوگا اور جسنے نافرمانی کی وہ انکاری ٹہہرا - آپنے اسکو دوسری حدیث مین ان الفاظ سے تعبیر کیا ہے کہ کوئی یہودی یا نصرانی ایسا نہیں کہ میرا ذکر یا دعوت اسلام سنے پہر جو مین لیکر آیا ہون اسپر ایمان نہ لائے اور مرجائے بجز اسکے کہ وہ جہنمی ہو -

یہہ آیات واحادیث منکر و مکذب رسول کے مخلد فی النار ہونے مین نصوص صریحہ ہین جنسے صاف ثابت ہوتا ہے کہ خلود فی النار صرف شرک (جسکو جناب مخاطب نے کفر مطلق سے تعبیر کیا ہے) کا نتیجہ نہین ہے بلکہ انکار رسول و آیات کی بہی یہی سزا ہے اور اسکے خلاف مین جو کچہہ مخاطب نے کہا ہے وہ سراسر مغالطہ ہے - اور جو خاتمہ کلام مین آپ نے ارشاد کیا ہے کہ منکر و مکذب رسول کا کفر وعدہ مغفرت مین داخل ہے اور آیۃ ان اللہ لا یغفر ان یشرک بہ ویغفر ما دون ذلک کا مصداق ہے یہہ مغالطہ بر مغالطہ[+] ہے - ومعذلک اسکے کچہہ معنے بن نہین سکتے اگر مغفرت سے یہہ مراد ہے کہ منکر رسول کفر کی سزا بہگت کر نجات کا مستحق ہے تو یہہ معنے مغفرت کے نہین ہین مغفرت بدون

+ اسکا بیان نمبر ۱۱ جلد ۲ مین بہی ہو چکا ہے

مواخذہ معافی کا نام ہے اسی نظر سے آپنے پرچہ ذیقعدہ ۹۶ھ مین اہل مغفرت کے مستحقین منکرین و مکذبین (۱) کو بشارت لاخوف علیہم ولا ہم یحزنون کا مورد ٹھہرایا ہوا ہے اور اگر مغفرت سے بلا مس عذاب دخول جنت مراد ہے تو پہر کفر مطلق و کفر شرعی کا تفرقہ حکم خلود دین عبث ہے اور مغالطہ ہے۔ جب منکر و مکذب رسول کے لئے بلا مس عذاب دخول جنت کے تجویز کیا ہے تو عذاب بلا خلود کس شخص کے لئے ہے۔

بالجملہ جو کچھہ اسباب مین آپنے کہا ہے غلط و مغالطہ ہے اور امام غزالی کا یہہ کہنا کہ رسول کا مکذب کافر خالد مخلد فی النار ہے نہائیت درست و صحیح ہے اور یہی تکذیب کفر کی صحیح علامت ہے جو افراد غیر کو مانع اور کفر افراد کو جامع ہے۔

اسکے بعد امام صاحب نے فرمایا ہے کہ یہہ جو ہمنے تعریف و حد کفر مین بیان کیا ہے باوجود اسکے ظاہر

واعلم ان ہذا الذی ذکرناہ مع ظہورہ تحتہ غلو بل تحتہ کل الغلو لان کل فرقۃ تکفر مخالفتہا وتنسبہا الی تکذیب الرسول فالحنبلی یکفر الاشعری زاعماً انہ کذب الرسول فی عدم اثبات الفوق للہ تعالی وفی الاستواء علی العرش والاشعری یکفرہ زاعماً انہ شبہ وکذب الرسول فی انہ لیس کمثلہ شیء وہو السمیع العلیم والاشعری یکفر المعتزلی زاعماً انہ کذب الرسول فی عدم جواز رویۃ اللہ تعالی وفی عدم اثبات صفۃ العلم والقدرۃ وغیرہما من الصفات والمعتزلی

ہونیکی اسمین زیادتی کی گنجائش ہے اسلئے کہ اہل مذاہب کی دست آویز ہے ہر ایک فرقہ اپنے مخالف کو رسول کا مکذب کہہ سکتا ہے۔ مثلاً حنبلی اشعری کو کافر کہہ سکتا ہے یہہ سمجھکر کہ وہ خدا کے لئے جہت فوق اور استواء علی العرش ثابت نکرنے مین رسول کا مکذب ہے اور اشعری حنبلی کو کافر کہہ سکتا ہے یہہ سمجھکر کہ اسنے خدا کو مخلوق کی مثل کہا اور رسول کو اسبات مین کہ (خدا کی مثل کوئی چیز نہین) جھوٹا سمجھا۔ اور اشعری معتزلی کو کافر کہتا ہے یہہ جانکر کہ وہ خدا کے دیدار تجویز نکرنے سے رسول کی تکذیب کرتا ہے ایسا ہی خدا کی صفۃ علم قدرت وغیرہ صفات کی ثابت

† اسبات کو اشاعرہ کیطرف سے امام صاحب نے بطور الزام نقل کیا ہے اور حنابلہ درحقیقت خدا کی فوقیت و استواء علی العرش ثابت کرنے مین تشبیہ و مماثلہ مخلوق کے معتقد و مرتکب نہین ہین چنانچہ انکے اعتقاد کا بیان بذیل مثال دوم وجود عقلی کے آویگا۔

یکفر الاشعری زاعماً ان اثبات الصفات تکثیر للقدماء وتکذیب الرسول فی التوحید فلا ینجیک من ہذہ الورطۃ الا ان تعرف حد التکذیب والتصدیق وحقیقتہما حتی ینکشف لک غلو ہذہ الفرق واسرافہا فی تکفیر بعضہا بعضاً × × × × × ×

ثابت نکرنے سے اور معتزلی اشعری کو کافر کہتا ہے یہہ خیال کرکی کہ خدا کی لئے صفات کا ثابت کرنا کئی خداؤن کا تجویز کرنا ہے - اور یہہ رسول خدا کی توحید مین تکذیب ہے - پس اس گرداب سے تجھے بجز اسکے نجات نہوگی کہ تو تصدیق و تکذیب کی حقیقت پہچانے تاکہ تجھے ہر ایک فرقہ کی ایک دوسرے کی تکفیر مین زیادتی معلوم ہوجائے

اس قول کو جناب مخاطب نے اپنے موافق سمجھکر بڑی خوشی سے قبول کیا ہے اور اسکی مدح مین فرمایا ہے کہ جو کچھ امام صاحب نے لکھا ہے درحقیقت الہام ربانی معلوم ہوتا ہے اور تحقیق کا ایک دریائی عمیق شفاف دکھائی دیتا ہے - اور اپنے خیال مین اس سے یہہ نتیجہ قائم کیا ہے کہ اسی قول کے رو سے نیچریہ کی تکفیر بھی زیادتی مین داخل ہے - مگر حضرت آپنے یہہ نہ سوچا کہ جن باتون مین حنابلہ واشاعرہ و معتزلہ ایک دوسرے کی تکفیر کرتے ہین - اور امام غزالی اسکو زیادتی فرماتے ہین وہ اس قسم کی باتین ہین جنمین امام غزالی کے نزدیک تاویل کا مساغ ہے - اور انکی تاویل یا انکار مین ضروریات دین کا انکار نہین پایا جاتا - بخلاف ان باتون کے جنمین آپکی اور آپکے فلاسفہ اسلاف کے لوگ تکفیر کرتے ہین کہ وہ محل تاویل و اجتہاد نہین ہین اور انمین تاویل و تحریف کرنے سے ضروریات دین کا انکار پایا جاتا ہے لہذا ایسہ اس قسم کی باتین نہین ہین جنمین ایک کو دوسرے کی تکفیر زیادتی مین داخل ہے - اور امام غزالی کو اس سے روکنا مقصود ہے -

اسکے بعد امام صاحب نے حقیقت تصدیق کو بیان کیا اور فرمایا کہ تصدیق خبر کی طرف راجع ہوتی

فاقول التصدیق انما یتطرق الی الخبر وحقیقتہ الاعتراف بوجود ما اخبر الرسول صلعم عن وجودہ الا ان للوجود خمس مراتب لاجل الغفلۃ عنہا نسبت کل فرقۃ صاحبہا الی التکذیب فان الوجود

ہی اور اسکی حقیقت یہہ ہے کہ جس چیز کی رسول نے خبر دی ہی اسکا وجود مان لیا جاوے مگر وجود کی کئی مراتب ہین انسے بیخبر ہونے کے سبب ایک فرقہ دوسرے فرقہ کو رسول کا مکذب ٹہراتا ہے - وجود

ذاتی (۱) وحسی (۲) وخیالی (۳) وعقلی (۴) وشبہی (۵) -
فمن اعترف بوجود ما اخبر الرسول عن وجوده
من ہذہ الوجوہ الخمسۃ فلیس ہو بمکذب
علی الاطلاق -
ولنذکر مثالہا فی التاویلات اما الوجود الحتی
فہو الوجود الحقیقی الثابت خارج الحس والعقل
ولکن یاخذ الحس والعقل منہ صورۃ فیسمی
اخذہ ادراکا وہذا کوجود السماء والارض
والحیوان والنبات وہو ظاہر بل ہو المعروف
الذی لا یعرف الاکثرون للوجود معنے سواہ
واما الوجود الحسی فہو ما یتمثل فی القوۃ الباصرۃ
من العین مما لا وجود لہا فی الخارج من العین
فیکون موجودا فی الحس ویختص بہ الحاس
ولا یشارکہ غیرہ وذلک کما یشاہد النائم بل کما
یشاہدہ المریض المستیقظ اذ قد یتمثل
لہ صور لا وجود لہا خارج حسہ حتے یشاہدہ
کما یشاہد سائر الموجودات الخارجیۃ
بل قد یتمثل للانبیاء والاولیاء فی الیقظۃ
والصحۃ صور جمیلۃ محاکیۃ لجواہر الملائکۃ

پانچ ہین وجود (۱) ذاتی (۲) حسی (۳) خیالی (۴) عقلی اور (۵) شبہی -
پس جس شخص نے وجود ان اشیاء کا جنکی وجود سے
آنحضرت صلعم نے خبر دی ہے ان مراتب خمسہ سے
کسی مرتبہ مان لیا وہ آنحضرت کا مکذب نہوا -
اسکی تفصیل معہ تمثیل بیان کیجاتی ہے - **وجود
ذاتی** اشیاء کا وہ وجود حقیقی ہے جو عقل اور
رویت سے خارج پایا جاتا ہے - عقل اور حس اسی وجود
سے صورۃ علمیہ حاصل کرتی ہے جسکو ادراک کہتے ہین
اسکی مثال وجود آسمان وزمین وحیوان ودرخت
اور یہہ ایسا ظاہر اور معروف ہے کہ اسکے سوائے
وجود کے معنے اکثر لوگ نہین جانتے -
وجود حسی وہ ہے جو صرف آنکہہ سے دکہائی دیتا ہے
آنکہہ سے خارج اسکا وجود نہین ہوتا - اسکو صرف
آنکہہ ہی ادراک کر سکتی ہے جیسے سونے والا بعض صورتین
دیکہتا ہے بلکہ جاگتا مریض بہی ایسی صورتین دیکہتا ہے
جسکا خارج از حس وجود نہین ہوتا بلکہ انبیاء
واولیاء بہی حالت بیداری وصحت مین ایسی
عمدہ صورتین دیکہتے ہین جو ملائکہ کی اصل صورتونکا
نقشہ دکہاتے ہین -

ملائکہ کی حسی صورتونکی امام غزالی کئی تمثیلین ذکر کی ہین ہمنے انکو زائد سمجہکر نقل نہین کیا - اس سے آپکی غرض جسپر آپکی کلام تفسیر ہی یہہ ہے
کہ جیسے انبیاء ملائکہ کی اصل وذاتی صورتین مشاہدہ کرتی ہین ویسے کبہی کبہی حسی صورتین بہی دیکہتے ہین

اس سے یہہ غرض نہیں ہے کہ جو صورتیں ملائکہ کی انبیا کو نظر آتی ہیں وہ صرف حسی ہوتی ہیں خارج از حس ملائکہ کا وجود نہیں ہے جیسا کہ جناب مخاطب کا اعتقاد ہے اور اسی اعتقاد کی تائید کے خیال سے آپنے ان تمثیلات کو بہ تفصیل نقل کیا ہے ۔

اسکے بعد امام صاحب نے فرمایا ہے **وجود خیالی** وہ ہے جو محسوس ہو تو ان کی نظر سے غائب ہو جانے کے بعد خیال میں رہتا ہے تو اسپر قادر ہے کہ ہاتھی اور گھوڑے کی صورت اپنے خیال میں بنالے اگرچہ آنکھ

واما الوجود الخيالي فهو وجود صورة هذه المحسوسات اذا غابت عن حسك فانك تقدر على ان تخترع في خيالك صورة فيل وفرس وان كنت مغمضا عينيك حتى كانك تشاهده وهو موجود بكمال صورته في دماغك لا في خارج ۔

بند کرلے وہ ہاتھی اور گھوڑا پوری صورت سے تیرے دماغ میں موجود ہوتا ہے اور خارج میں تیرے سامنے کچھ بھی نہیں ہوتا ۔

وجود عقلی کسی چیز کی روح وحقیقت کا نام ہے عقل صرف اس چیز کے معنے اخذ کرتی ہے اسکی

واما الوجود العقلي فهو ان يكون للشي روح وحقيقة ومعنى فيتلقى العقل مجرد معناه دون ان يثبت صورته في خيال او حس او خارج كاليد مثلا فان لها صورة محسوسة ومتخيلة ولها معنى وهو حقيقتها وهي القدرة على البطش والقدرة على البطش هي اليد العقلي وللقلم صورة وحقيقة ولكن حقيقته ما تنقش به العلوم وهذا يتلقاه العقل من غير ان يكون مقرونا بصورة قصب وخشب وغيرهما من الصور الخيالية والحسية

کوئی صورت خیال یا حس یا خارج میں ثابت نہیں کرتی جیسے ہاتھ ہے کہ اسکی صورت حسی و خیالی بھی ہے اور اسکے ایک معنے بھی ہیں جو اسکی حقیقت (عقلی) ہے ۔ وہ پکڑنے کی قوت ہے اور پکڑنے کی قوت عقلی ہاتھ ہے (ایسا ہی) قلم کی صورت وحقیقت یہہ ہے کہ اسکے ذریعہ سے علوم نقش کئے جاویں ۔

اسکو عقل سوائے اس امر کے کہ کوئی لکڑی یا نیزہ کی صورت خیالی یا حسی رکھی خیالی سمجھ سکتی ہے ۔

واما الوجود الشبهي فهو ان لا يكون نفس الشي موجودا لا بصورته ولا بحقيقته ۔

وجود شبہی یہہ ہے کہ خود تو چیز موجود نہ ہو نہ بصورت نہ بحقیقت

مین چندان مقام تامل نہین ہے - لیکن اگر اس سے آگے چلو اور آسمان کا جسم [illegible] ہم ایسا مانو جیسا کہ
حکماء یونان نے مانا ہے اور علماء اسلام نے بجوز انکو تسلیم کر کر غلط ہے وہی مطلب قرآن کا بھی قرار
دیا ہے تو آ مین [illegible] ہو اور پھر کسطرح سمجہے وجود ذاتی کی مثال [illegible] - اور انکو ساتھ [illegible] کو بھی
وجود ذاتی [illegible] داخل کرنا تعجب پہ تعجب ہے [illegible] کی [illegible] انکے جسم کی [illegible]
ثابت خدا نہین ہوتی اور کوئی وجہ نہین کہ انکے [illegible] اور [illegible] وجود ذاتی کی مثال
مین داخل کیا جاوے - پس یہہ وہی گرداب [illegible] تناقض مین [illegible] ہے -

راقم کہتا ہے یہہ اعتراض جناب مخاطب کا نہایت قابل تعجب ہے اور انکو کمال انصاف وبے تعصبی
خبر دیتا ہے - جس حالت مین متعلق جسمیت وجود آسمان کو جناب مخاطب مولوی محمد علی صاحب وغیرہ کو مقابلہ
سے عاجز آکر خود مان گئے ہین چنانچہ تہذیب الاخلاق نمبرہ جلد ۵ مطبوعہ [illegible] مین بصفحہ [illegible] آیات کو جسمین
آسمان کا کہہ پڑنا لپیٹی جانا پہٹ جانا اسمین دروازون اور برجون کا ہونا [illegible] آیتہ ذکر کرکے فرماتے ہین -
ایک ہمارے شفیق نے نہایت خوشی سے ہمکو الزام دیا ہے کہ تم کہتے ہو کہ الارض و السماء جسمانیاً اور اگر یہی
سقف مصداق آیات ہو تو اسکا بھی تو جسم ہو نا خود تمہارے اقرار سے تمہارا قول غلط ثابت ہوا -
بلاشبہہ یہہ الزام ہم پر بہت بڑا الزام ہے ہمکو ہم تسلیم کرتے ہین مگر جناب آسمانون کی ایسی جسمانیت
ماننے مین ہمکو کچھہ عذر نہین ہے ہم تو اس [illegible] مانیت کے منکر ہین جو حکماء یونان نے قرار دیا ہے -
جناب مولانا مولوی محمد علی صاحب نے اپنے رسالہ مین جو ہم گمراہون کی ہدایت کے لئے لکھا ہے ارقام
فرمایا ہے کہ ہمارا (یعنے مولوی محمد علی صاحب کا) اعتقاد نسبت آسمان کے یہہ ہے کہ وہ ایسی چیزین ہین کہ
خدا نے انکو بنایا ہے - اور ہمارے اوپر ہین اور خلقت انکی ہماری خلقت سے سخت تر ہے اور مزید [illegible]
نے [illegible] حق قدرت کاملہ سے مرفوع اور شمس وقمر ونجوم کے مقابر ہین اور شمس وقمر ونجوم انمین ہین اور
قابل انشقاق وانفطار ہین - پہر وہ (یعنے مولوی محمد علی صاحب) لکھتے ہین کہ ہم اس اعتقاد کے منکر کو
منکر آیات قرآن سمجھتے ہین - جو کچھہ مولوی محمد علی صاحب نے فرمایا ہے اگرچہ [illegible] تسلیم کے لائق ہے
لیکن ہمکو اس سے انکار بھی نہین پہر جناب مخاطب اسمین ترمیم بھی کی مگر آسمان کے جسم مخلوق ہونے سے انکار نہین کیا

اور امام غزالی نے بھی اس تمثیل مین مطلق جسمانیت اور اینیت وجود آسمان سے کچھہ بڑہکر نہین کہا اور کسی خصوصیت و کیفیت کا جو یونانی بیان کرتے ہین دعوی نہین کیا پہر جناب مخاطب کا اس تمثیل پر معترض ہونا اور وجود آسمان کی ذاتی و جسمانی ہونے سے انکاری ہوکر اسکا وجود حسی یا خیالی یا عقلی یا شبہی تجویز کرنا محل تعجب نہین توکیا ہے اور بڑی **تعجب کی بات** یہہ ہے کہ آسمانون کو سات عدد کہنا اور ماننا بھی آپنے یونانیون کی تقلید پہ مبنی ٹھہرایا ہے - حالانکہ لفظ سبع سموت قرآن مین موجود ہے اس سے بھی بڑہکر **تعجب** کی بات یہہ ہے جو آپ نے اس انکار کی وجہ بیان کی ہے کہ جو چیز نہ ظاہر اور کہائی دیتی ہو نہ حس و خیال سے معلوم ہوتی ہو تو اسکا وجود ذاتی مع التشخص کیونکر مانا جاسکتا ہے اس سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ آپ کے نزدیک خدا تعالی کا وجود بھی ذاتی نہین عقلی ہے یا شبہی ہے کیونکہ نہ وہ ظاہر اور کہائی دیتا ہے اور نہ حس و خیال مین آسکتا ہے -

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جو اخبار تیرہوین صدی مین بیان کیا ہے کہ اصلی نیچری وجود خدا کے بھی منکر ہین حقیقت مین سچ ہے - اور آپکا یہہ دعوی کہ خدا ہی صرف زبانی زبانی کسی حکمت عملی کی نظر سے ہی ہول مین وجود ذاتی خدا سے آپکو انکار ہے -

ایسا ہی آپکی اس کلام سے کہ عرش و کرسی کی تعریف یا اُنکی صورت یا اُنکی جسم کی حالت یا انکی ماہیت خدا نے نہین بتائی اور کوئی وجہ نہین ہے کہ اُنکے وجود کو عقلی سے خارج کرکے وجود ذاتی کی مثال مین داخل کیا جاوے صاف **ثابت ہوتا** ہے کہ آپ خدا تعالے کے وجود کو بھی ذاتی نہین مانتے صرف عقلی خیال کرتے ہین اسلئے کہ خدا نے اپنی بھی کوئی حقیقت یا ماہیت یا صورت یا جسمیت نہین بتائی پس اگر آپکے اعتقاد مین کسی چیز کا وجود ذاتی بدون علم اُسکی حقیقت یا صورت یا جسمانیت کے ثابت ہونا ممکن نہین تو آپکے اعتقاد مین خدا کا وجود بھی ذاتی نہین -

بالجملہ امام غزالی رحمہ اللہ کا وجود ذاتی کی تمثیل مین وجود آسمان و عرش و کرسی کو ذکر کرنا یونانیون کی تقلید پہ مبنی نہین غزالی نے اتنا ہی کہا ہے جو ظاہر قرآن و حدیث سے ثابت ہے اور آپکو بھی فی الجملہ اُس سے اعتراف ہے - تاہم آپکا اس سے انکار اپنے اقرار کے خلاف اور تقلید فلاسفہ فرنگ پہ مبنی اور انکار

وجود ذاتی خدا کا مثبت ہے ـ

اب آپ سوچ لیں امام غزالی رحمہ اللہ محل اعتراض و تعجب ہیں یا خود بدولت ـ

اسکے بعد امام صاحب نے فرمایا ہے وجود حسی کی مثالیں بہت ہیں انمیں سے اس مقام میں تو دو مثالوں پر اکتفا کرتا ہوں ایک آنحضرت صلعم کا یہ قول کہ موت کو قیامت کے دن مینڈہے کی صورت میں لاوینگے

اما الوجود الحسي فامثلته في التاويلات كثيرة فاقتنع منها بمثالين احدهما قوله صلعم يؤتى بالموت يوم القيامة في صورة كبش املح فيذبح فان من قام عنده البرهان على ان الموت عرض او عدم وان قلب العرض جسما مستحيل غير مقدور فينزل الخبر على ان اهل القيامة يشاهدون ويعتقدون انه الموت ويكون ذلك موجودا في حسهم لا في الخارج ويكون سببا لحصول اليقين باليأس عن الموت بعد ذلك اذ المذبوح مأيوس عنه ومن لم يقم عنده البرهان فعساه يعتقد ان نفس الموت ينقلب كبشا في ذاته ويذبح ـ

المثال الثاني قوله صلعم عرضت علي الجنة في عرض+ هذا الحائط

اور ذبح کر ڈالینگے ـ اب جسکے نزدیک استدلال سے یہ ثابت ہو چکا ہے کہ موت ایک جسم کی صفت ہے جو بذات خود قایم نہیں یا وہ عدم محض کا نام اور ایک جوہر غیر قایم بالذات یا عرض یا عدم کا جسم ہو جانا محال ہے تو وہ اس حدیث کو اس پر حمل کریگا کہ قیامت کے دن لوگ ایسا دیکھینگے اور اس صورت محسوس کو موت خیال کرینگے وہ صورت انکے حس میں ہے نہ خارج میں موجود اور موت سے مایوس ہو جانیکا سبب ہوگی ـ اور جس شخص کے نزدیک موت کا جسم ہونا محال نہیں وہ شاید یہ اعتقاد کریگا کہ موت ہی مینڈہا ہو جاویگی اور ذبح کیجاویگی ـ

دوسری مثال آنحضرت صلعم کا یہ قول ہے کہ جنت

+ جناب مخاطب نے لفظ عرض کو جو عین کے پیش سے ہے عرض بفتح عین سمجھا ہے اور اسکا ترجمہ چوڑان کیا ہے اس قسم کی بیسیوں اغلاط آپکے ترجمہ میں ہیں از انجملہ دو تین غلطیاں میں نے بیان کی ہیں جو لوگ ہمیشہ یہ شکایت کیا کرتے ہیں کہ سید احمد خان صاحب کو تم مولوی کیوں نہیں کہتے ـ اور اسکے سبب سے وہ ہمکو اخبار سفیر ہند میں برملا گالیاں بھی دیتے ہیں وہ لوگ ان الفاظ کو دیکھیں پھر انصاف سے کہیں کہ جس شخص کی علوم نقلیہ میں یہ لیاقت ہو وہ مولوی کہلانے کا کیونکر مستحق ہے ـ ہاں انگریزی یا فلاسفی خیالات میں وہ دخل رکھتے ہیں جنکے سبب وہ نیچرل فلاسفر یا ریفارمر کہلانے کے مستحق ہیں سو ان القاب کے استعمال سے انکی نسبت ہم بھی دریغ نہیں کرتے ـ ۱۲ حاشیہ

فمن قام عنده البرهان على ان الاجسام
لا تتداخل وان الصغير لا يتسع الكبير حمل ذلك
على ان نفس الجنة لم ينتقل الى الحائط لكن
تمثل للحس صورتها في الحائط حتى كانه يشاهد
ولا يستحيل ان يشاهد مثال كبير في جرم صغير كما
يشاهد السماء في مرآة صغيرة -

اما الوجود الخيالي فمثاله قوله صلعم كاني انظر الى
اخي يونس بن متى عليه الصلوة والسلام عليه عبايتان
قطوانيتان يلبي وتجيبه الجبال والله تعالى يقول
لبيك يا يونس -

فالظاهر ان هذا اخبار عن تمثل هذه الصورة
في خياله اذ كان وجود هذه الحالة سابقا
على وجود رسول الله صلى الله عليه وسلم وقد انعدمت
فلم تكن موجودة في الحال - ولا يبعد ان
يقال ايضا تمثل هذا في حسه حتى صار مشاهدا -

واما الوجود العقلي فامثلته كثيرة فاقنع فيه
بمثالين احدهما قوله صلى الله عليه وسلم اخر
من يخرج من النار يعطى من الجنة عشرة امثال
الدنيا - فان ظاهر هذا يشير الى انه عشرة
امثالها في الطول والعرض والمساحة وهو
التفاوت الحسي والخيالي ثم قد يتعجب فيقال

اس دیوار کی جانب میں میرے سامنے پیش ہوئی
لیکن جسکے نزدیک اجسام کا متداخل نہونا اور بڑی چیز کے
چھوٹی میں سمانے پر دلیل قائم ہے وہ اس حدیث کو
اسپر حمل کریگا کہ جنت بذات خود اس دیوار میں نہیں آگئی
ہے لیکن اسکی صورت دیوار میں دکھائی دی تھی اور یہہ
مشکل نہیں دیکھو چھوٹے سے شیشے میں آسمانکی صورت نظر آجاتی ہے

وجود خیالی کی مثال آنحضرت صلعم کا یہہ قول
ہے میں گویا اپنے بھائی یونس بن متی (نبی) کو دیکھ
رہا ہوں اسپر دو قطوانی عبائیں ہیں اور وہ لبیک
پکار رہے ہیں اور پہاڑ جواب دیتے ہیں اور خدا تعالی بھی فرماتا
ہے اے یونس میں تیرے پاس ہوں - سو ظاہر ہے کہ یہہ
صورت خیالی کی حکایت ہے کیونکہ اس حالت کا اصلی وجود
تو آنحضرت صلعم سے پہلے ہو چکا تھا آنحضرت کیوقت میں اسکا وجود نہ تھا
اور یہہ بھی بعید نہیں کہ یہہ وجود یونس جو آنحضرت نے دیکھا حسی ہو
آنحضرت کی حس میں انکی صورت متمثل ہو گئی ہو -

وجود عقلی کی بہت سی مثالیں ہیں انمیں سے یہی
دو مثالوں پر قناعت کرلے - ایک یہہ جو آنحضرت نے
فرمایا ہے کہ جو آخر دوزخ میں سے نکالا جاویگا وہ دنیا سے
دس گنا جنت دیا جاویگا - اسکے ظاہر الفاظ
سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ طول و عرض و پیمائش میں
دس گنا ہے اور وہ حسی و خیالی تفاوت ہے

الجنة فی السماء کما دلت علیه ظواهر الاخبار فکیف تسع السماء العشرة امثال الدنیا والسماء ایضا من الدنیا وقد یقطع السؤال ہذا التعجب فیقول المراد تفاوت معنوی عقلی لا حسی خیالی کما یقال مثلاً ہذہ الجوہرة عشرة امثال ہذا الفرس ای فی المالیة ومعناہ المدرک عقلا دون مساحة المدرکة بالحس التخیل -

پھر اس سے تعجب آتا ہے کہ جنت تو آسمان پر ہی چنانچہ ظواہر حدیث سے معلوم ہوتا ہی اور آسمان بھی منجملہ دنیا ہی لیس اس آسمان میں دنیا سے دس گنا چیز کا سما جانا کیونکر ممکن ہے - پھر اس تعجب کو سؤال قطع کرتا ہی تو یہ کہتا ہی کہ دس گنا سے تفاوت معنوی و عقلی مراد ہے حسی و خیالی مراد نہیں جیسے کہتے ہیں کہ یہہ موتی اس گھوڑے سے دس گنا ہی یعنی قیمت و مالیت (جو عقل سے سمجھی جاتی ہیں) میں دس گنا ہی نہ پیمایش میں جو حس و خیال میں آتی ہے -

اس مثال پر جناب مخاطب نے عجیب اعتراض کیا ہے جسمیں اپنی نیچریت کا خوب اظہار کیا و تکذیب رسول و انکار نصوص کو پورا کر دکھایا چنانچہ فرمایا ہے - اُس مثال میں امام صاحب نے صرف یہ بات بیان کی ہے انہوں نے بلا تنقیح اس بات کے کہ فوق کے اور آسمان کے اور جنت کے اور دوزخ کے وجود سے منجملہ اقسام وجود کے جو انہوں نے بیان کئی ہیں کونسا وجود متحقق ہے اس حدیث کو مثال میں پیش کر دیا ہی اور اسی تعلیمی و ترتیبی بندش سے بہشت اور دوزخ کو مثل مالی کے باغ اور کلولوہار کے بھٹہے کی مانند تسلیم کر لیا ہی فیالعجب کل العجب -

اس کلام سے آپکا مقصود یہہ ہے کہ بہشت و دوزخ کا وجود ذاتی نہیں ہے صرف شبہی ہے چنانچہ اس کلام کے بعد آپنے کہول کر فرما دیا ہے کہ جو لوگ بہشت یا دوزخ کا وجود صرف شبہی قرار دیتے ہیں وہ کیونکر کافر ہیں - اور اپنی تفسیر سراپا تحریف و تزویر میں اس سے بڑہکر فرمایا ہے اور نعیم لذات جنت کو نفسی باتیں اوڑا دیا ہے چنانچہ اس کے صفحہ ۳۶ میں فرمایا ہے جنت یا بہشت کی ماہیت جو خود خداتعالے نے بتلائی ہے وہ تو یہہ ہے فلا تعلم نفس ما اخفی لہم من قرة اعین جزاء بما کانوا یعملون - یعنی کوئی نہیں جانتا کہ کیا کیا انکے لئے آنکہوں کی ٹہنڈک (یعنے راحت) چہپا رکہی گئی اسکے بدلے میں جو وہ کرتے تہے -

پہر خدا تعالے نے جو حقیقت بہشت کی فرمائی جیسے کہ بخاری و مسلم نے ابو ہریرہ کی سند پر بیان کیا ہے "

وہ یہہ ہے قال اللہ تعالےٰ اعددت لعبادی الصالحین مالا عین رأت ولا اذن سمعت ولا خطر علےٰ قلب بشر یعنے اللہ تعالےٰ نے فرمایا کہ طیار کی ہے مینے اپنے نیک بندون کے لئے وہ چیز جو نہ کسی آنکھ نے دیکھی ہے اور نہ کسی کان نے سنی ہے اور نہ کسی انسان کے دل مین اسکا خیال گذرا ہے —

پس اگر حقیقت بہشت کی یہی باغ اور نہرین اور موتی اور چاندی سونے کی اینٹون کے مکان اور دودہ اور شہد کے سمندر اور لذیذ میوے اور خوبصورت عورتین اور لونڈی ہون تو یہہ تو قرآن کی آیت اور خدا کے فرمودہ کے بالکل مخالف ہے۔ کیونکہ ان چیزون کو تو انسان جان سکتا ہے اور اگر فرض کیا جاوے کہ ایسی عمدہ چیزین نہ آنکھون نے دیکھین اور نہ کانون نے سنین تو بھی ولا خطر علے قلب بشر سے تا خارج نہین ہو سکتی + عمدہ ہونا ایک اضافی صفت ہے اور جب کہ ان سب چیزون کا نمونہ دنیا مین موجود ہے تو اسکی صفت اضافی کو جہانتک کہ ترقی دیتے جاؤ۔ انسان کے دل مین اسکا خیال گذر سکتا ہے حالانکہ بہشت کی آیت حقیقت بیان ہوئی ہے کہ لا خطر علے قلب بشر پس بہشت کی جو یہہ تمام چیزین بیان ہوئی ہین وہ حقیقت بہشت مین جو قرۃ اعین ہوگا اسکو سمجہانے کو بقدر طاقت بشر تمثیلین ہین نہ بہشت کی حقیقتین —

انسان اپنے موافق فطرت کے انہی چیزون کو سمجہہ سکتا ہے اور انہی کا خیال اُسکے دل مین آسکتا ہے جو اُسنے دیکھی یا چہوئی یا چکہی یا سونگہی یا قوت سامعہ سے محسوس کی ہون اور بہشت کے جو قرۃ اعین ہینے راحت یا لذت ہی اُسکو نہ انسان نے دیکہا ہے نہ چہوا ہے نہ چکہا ہے نہ سونگہا ہے نہ قوۃ سامعہ نے اسکا حس کیا ہے — پس فطرت انسانی کے مطابق انسان کو اُسکا بتلانا ناممکن ہے اُسکے سوا ایک اور مشکل در پیش ہے کہ جو کچہہ انسان کو بتایا جاتا ہے وہ اُن الفاظ سے تعبیر ہوتا ہے جو انسان کے بول چال مین ہین اور جو چیز کہ انسان نے نہ دیکہی نہ چہوئی نہ چکہی نہ سونگہی نہ قوت سامعہ سے حس کی اُسکے لئے کوئی لفظ

+ اس مطلب کی صحیح تعبیر یہہ ہے کہ داخل نہین ہو سکتی کیونکہ لا خطر سے خارج نہونا لا خطر مین داخل ہونا ہے اور یہہ آپکے مدعا کی مخالف ہے اس سے آپکا اپنی کلام کی مطلب کو نہ سمجہنا اور اپنے ما فی الضمیر کو صحیح الفاظ سے تعبیر نکرسکنا ثابت ہوتا ہے پہر آپکا یہہ دعوی کہ آپ بڑے فصیح ہین اور اردو لٹریچر مین بڑے ماہر کمال تعجب کا محل ہے — ۱۲ —

انسان کی زبان مین نہین ہوتا۔ اور اسیلیئے اسکا تعبیر کرنا گو کہ خدا ہے تعبیر کرنا چاہے محالات سے ہے اسکے سوئے ایک اور سخت مشکل یہہ ہے کہ کوئی انسان اُن کیفیات کو بہی جو اس دنیا مین ہین تعبیر نہین کرسکتا کوئی شخص کہٹاس مٹہاس درد دکہہ رنج و راحت کی کچہہ بہی کیفیت نہین بتا سکتا یا اسکے لئے دوسرا لفظ بدل دیتا ہے یا کوئی مشابہت اور نظیر اُسکی لاتا ہے جو وہ بہی مثل پہلے کے محتاج بیان ہوتی ہے پس بہشت کی کیفیت یالذت کا جسکو قرۃ اعین سے تعبیر کیا ہے بیان کرنا گو خدا ہی اُسکا بیان کرنا چاہے محال سے بہی بڑہکر محال ہے مگر جبکہ انسان کو ایک بات کے کرنے کو اور ایک بات کے نکرنے کو کہا جاوے تو بالطبع انسان اُسکی منفعت اور مضرت کے جاننے کا خواہان ہوتا ہے اور بغیر جاننے اُسکے کرنے یا نکرنے پر راغب یا متنفر نہین ہوتا اسواسطے ہر ایک پیغمبرؑ کو بلکہ ہر ایک رفارمر یعنے مصلح کو اس منفعت و مضرت کا کسی تمثیل وتشبیہ سے بتانا پڑتا ہے ۔

قرۃ اعین کی ماہیت یا حقیقت یا کیفیت یا اصلیت کا بتانا تو محالات سے ہے اسلئے انبیا رنے اُن راحتون اور لذتون یا رنج اور تکلیفون کو جو انسان کے خیال مین ایسی ہین جو اُن سے زیادہ نہین ہوسکتین بطور جزا و سزا اُن اعمال کے بیان کیا ہے اور غرض اس سے بعینہ وہی اشیا نہین ہین بلکہ جو رنج و راحت لذت و کلفت اُن سے حاصل ہوتی ہے اس کیفیت قرۃ اعین سے تشبیہًا بیان کرنا مقصود ہوتا ہے گو وہ تشبیہ کیسی ہی ادنی اور ناچیز ہو۔

موسیٰؑ نے اُس قرۃ اعین کو اولاد پیدا ہونے منہ برسنے رزق کے فراتم[+] ہونے دشمنون پر غلبہ پانے اور اس کلفت کو اولاد کے مرنے قحط پڑنے وبا پہیلنے شکست کہانے کی کیفیت کی تشبیہ مین بیان کیا یہہ تشبیہین اگرچہ بنی اسرائیل کے دل پر بہت مؤثر تہین مگر درحقیقت ایسی نہ تہین کہ جو تمام انسانون کی طبیعت پر حاوی ہون محمد مصطفےٰ نے اُسکو ایسی تشبیہون مین بیان کیا ہے کہ تمام انسانون کی طبیعتون پر حاوی ہین اور کل انسانون کی خلقت اور جبلت کی نہایت ہی مناسب ہین تمام انسانون کی خواہ وہ سرد ملک کے رہنے والے ہون خواہ گرم ملک کے مکان کی آراستگی مکان خوبی باغ کی خوشنمائی بہتے پانی کی دلربائی میون کی تر و تازگی سب کے دل پر ایک عجیب کیفیت

+ اصل تفسیر مین الساے فراغ غلط ہے ہو۔ شاید صحیح لفظ فراخ حاء سے ہو۔ ۱۲

پیدا کرتی ہے اسکے سوائے حسن یعنے خوبصورتی سب سے زیادہ دل پر اثر کرنے والی ہے خصوصاً جبکہ وہ انسان مین ہو اور اس سے بہی زیادہ جبکہ وہ عورت مین ہو۔ پس بہشت کی قرۃ العین کو ان فطرتی راحتون کی کیفیات کی تشبیہ مین اور دوزخ کے مصائب کو آگ مین جلنے اور لہو پیپ پلائی جانے اور تہوہر کہلائی جانے کی تمثیل مین بیان کیا ہے تاکہ انسان کے دل مین یہہ خیال پیدا ہو کہ بڑی سے بڑی رحمت و لذت یا سخت سے سخت عذاب وہان موجود ہے اور درحقیقت جو لذت و راحت یا رنج و کلفت وہان ہے انکو ان سے کچہہ بہی مناسبت نہین ہے یہہ تو صرف ایک اعلی رحمت و اختطاط یا رنج و کلفت کا خیال پیدا کرنیکو اس پیرایہ مین جسمین انسان اعلی سے اعلی اختطاط و رنج کو خیال کر سکتا تہا بیان کیا ہے۔ یہہ سمجہنا کہ جنت مثل ایک باغ کے پیدا کی ہوئی ہے اسمین سنگ مرمر کے اور موتی کے جڑاؤ محل ہین باغ مین شاداب و سرسبز درخت ہین دودہ و شراب و شہد کی ندیان بہہ رہی ہین ہر قسم کا میوہ کہانے کو موجود ہے ساقی و ساقنین نہایت خوبصورت چاندی کے کنگن پہنے ہوئے جو ہمارے ہان گہوسنین پہنتے ہین شراب پلا رہی ہین ایک جنتی ایک حور کے گلے مین ہاتہہ ڈالے پڑا ہے ایک نے ران پر سر دہر لیا ہے ایک چہاتی سے لپٹا رہا ہے ایک نے لب جان بخش کا بوسہ لیا ہے۔ کوئی کسی کونے مین کچہہ کر رہا ہے۔ کوئی کسی کونے مین کچہہ ایسا بیہودہ پن ہے جسپر تعجب ہوتا ہے اگر بہشت یہی ہو تو بے مبالغہ ہمارے خرابات اس سے ہزار درجہ بہتر ہین۔ اور تہذیب الاخلاق ۱۲۹۶ھ کی ۱۱ نمبر مین بضمن مضمون واضح البہتان آپنے فرمایا ہے جناب سید الحاج کے نزدیک اگر حور کی یہی حقیقت ہے جیسے کہ ایک خوبصورت رنڈی اور غلمان کی یہہ حقیقت ہے جیسے کہ ایک خوبصورت لونڈا تو بلا شبہہ مین کہتا ہون کہ اس حقیقت پر وہ محمول نہین"۔

راقم کہتا ہے جو کچہہ امام صاحب نے بہشت کی نسبت فرمایا ہے۔ اور جنت نعیم و لذات کو جناب عالی نے ہنسی مین اڑایا ہے وہ سب کے سب بلکہ چیدہ چیدہ کتاب اللہ و حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مین موجود ہین جنکے ماننے اور اعتقاد رکہنے مین بجز خدا و رسول کے کسیکی تعلیم کو دخل نہین ہے از انجملہ چیدہ نعیم و لذات کو بطور نمونہ خروار ہے از ہزار نقل کیا جاتا ہے۔ الحمد

تعالےٰ نے بہشت کی مخلوق اور وسیع ہونے کی نسبت فرمایا ہے دوڑو خدا کی مغفرت

سابقوا الی مغفرۃ من ربکم وجنۃ عرضہا کعرض السماء والارض اعدت للذین امنوا باللہ ورسلہ حدید ۳	اور بہشت کیطرف جسکی فراخی آسمان کیسی ہے جو خداو رسول پر ایمان لانے والوں کے لئے تیار ہے ۔

یہاں نفس فراخی میں تشبیہ ہے نہ مقدار فراخی میں اسلئے کہ مقدار بہشت بہ نسبت آسمان بدرجہا بڑہکر ہے چنانچہ نصوص آئیندہ سے معلوم ہوتا ہے اور جو نصوص سے معلوم ہوتا ہے کہ بہشت آسمانوں پر ہے اس سے صرف جہت اور مکان بہشت کا بیان مقصود ہے نہ یہہ کہ بہشت آسمان میں محدود ہے اور آسمان اسپر محیط ہے آنحضرت صلعم سے ابوہریرہ نے پوچھا کہ بہشت کس چیز سے

عن ابی ہریرۃ قال یا رسول اللہ صلعم مما خلق الخلق قال من الماء قلت الجنۃ ما بناءہا قال لبنۃ من فضۃ و لبنۃ من ذہب و ملاطہا المسک الاذفر وحصباءہا اللؤلؤ والیاقوت وترابہا الزعفران من یدخلہا ینعم ولا یباس ویخلد ولا یموت ولا یبلے ثیابہم ولا یفنی شبابہم ۔ رواہ الترمذی ۔	بنی ہوئی ہے آپ نے فرمایا ایک اینٹ چاندی کی ایک سونے کی اور اسکا گارا کستوری ہے خوشبودار اور اسکے کنکر موتی و یاقوت ہیں اور مٹی زعفران ہے جو اسمیں داخل ہوگا خوش رہیگا غمناک نہوگا ہمیشہ رہیگا مرنجاویگا نہ انکے کپڑے پرانے ہونگے نہ جوانی فنا ہوگی ۔

اور آنحضرت صلعم نے فرمایا ہے بہشت میں سو درجے ہیں ایک درجہ سے دوسرے درجہ تک

ان فی الجنۃ مائۃ درجۃ بین کل درجۃ مثل ما بین السماء والارض رواہ الترمذی ۔	اس قدر فاصلہ ہے جیسے زمین و آسمان میں فاصلہ ہے ۔

اور اللہ تعالےٰ نے بہشت کے آسمانوں پر ہونے کے بیان میں فرمایا ہے کہ محمد رسول

ولقد راٰہ نزلۃ اخرے عند سدرۃ المنتہی عندہا جنۃ الماوےٰ ۔ سورہ نجم ع (۱)	صلعم نے جبرائیل علیہ السلام کو اور دفعہ بھی دیکھا ہے سدرۃ المنتہی کے پاس جہاں جنۃ الماوےٰ ہے ۔

اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیث معراج میں (جو صحیحین وغیرہ میں مروی ہے) سدرۃ

المنتہی کا ٹھکانا ساتوین آسمان کے اوپر بتایا ہے اور اسکے بعد بہشت مین جانا بیان فرمایا۔

اور اللہ تعالی نے بہشت کے دروازون کی نسبت فرمایا ہے کہ جب پرہیزگار

حتی اذا جاؤہا وفتحت ابوابہا۔ زمر ع ۸

جبتک وہ اس بہشت کو آوینگے اور دروازے کہولے جاوینگے

جنات عدن مفتحۃ لہم الابواب سورہ ص ۴

اور فرمایا کہ انکی رہنے کی بہشت مین دروازہ انکو لئے کہلے ہوئے

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بہشت کے دروازے کی دو جانبون مین ایسی وسعت ہوگی

قال رسول اللہ صلعم ان ما بین مصراعین من مصاریع الجنۃ کما بین مکۃ وہجر رواہ الشیخان

جیسے مکہ اور ہجر مین۔

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انا اول من یحرک حلقۃ الجنۃ رواہ الترمذی فی روایۃ فاخذ بحلقۃ باب الجنۃ فاقعقعہا

اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دروازون مین حلقی (کڑہ یا کنڈی) ہونے کا بہی ذکر کیا ہے اور فرمایا سب سے پہلے حلقہ دروازہ بہشت کو مین ہلاؤنگا۔

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان فی الجنۃ ثمانیۃ ابواب باب منہا یسمی الریان لا یدخلہا الا الصائمون رواہ الشیخان۔

اور آنحضرت صلعم نے اون دروازون کا عدد بہی بتایا ہے ایک حدیث مین آیا ہے کہ بہشت کے آٹھ دروازہ ہین ازانجملہ ایک ریان ہے اسمین بجز روزہ دارونکے کوئی داخل ہوگا

لکن الذین اتقوا ربہم لہم غرف من فوقہا غرف مبنیۃ۔ سورہ زمر ع ۱۔

اور اللہ تعالے نے بہشت کے بالاخانونکی نسبت فرمایا ہے۔

پرہیزگارون کے لئے بالاخانے ہین انکے اوپر بالاخانے بنے ہوئے۔

عن ابی سعید ان اہل الجنۃ یتراؤن اہل الغرف من فوقہم کما یتراؤن الکوکب الدری الغابر فی الافق رواہ الشیخان۔

آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ اہل جنت (یعنی جو کم درجہ ہین) انکے اوپر بالاخانہ والون کو ایسا دیکھینگے جیسے افق آسمان مین ستارونکو دیکہتے ہین۔

ان فی الجنۃ لغرفا یری ظہورہا من بطونہا وبطونہا من ظہورہا۔

اور ایک حدیث فرمایا بہشت مین ایسے بالاخانے ہین جنکا اندر سے باہر نظر آتا ہے اور باہر سے اندر۔

ان للمومن فی الجنۃ لخیمۃ من لولوۃ مجوفۃ طولہا ستون میلا للمومن فیہا اہلون یطوف علیہم المومن فلا یری بعضہم بعضاً - رواہ الشیخان

اور ایک حدیث مین ارشاد ہی کہ مومن کیلیے ایک موتی کا خیمہ ہوگا جسکا طول ساٹھہ میل ہوگا - اسمین مومن کے اہل بیت ہونگی جو ایک دوسری کو نہ دیکھینگے

اور اللہ تعالے نے بہشت کی درختون اور سایون اور میون کی نسبت فرمایا کہ

واصحاب الیمین ما اصحاب الیمین فی سدر مخضود وطلح منضود وظل ممدود وماء مسکوب وفاکہۃ کثیرۃ لا مقطوعۃ ولا ممنوعۃ - سورہ واقعہ ۲۴
فیہما فاکہۃ ونخل ورمان - سورہ رحمان ۲۶
ودانیۃ علیہم ظلالہا وذللت قطوفہا تذلیلا - سورہ دہر ۲۹ ع ۱
فیہما من کل فاکہۃ زوجان - رحمن ۲۶
ولہم فیہا من کل الثمرات سورہ محمد ۲۶ ع (۲)

کہ داہنی ہاتھہ کی کتاب والے بی خار بیری اور تو بر تو کیلے اور دراز سایہ اور گرتے ہوئے پانی اور بہت میون مین ہونگی جو نہ تمام ہونگی اور نہ روکی جاوینگے - انکے لئے ان باغون مین میوے - اور کھجورین اور انار ہونگے - اور فرمایا انپر میوہ دار درختون کی شاخین جھکی ہونگی -
اور فرمایا ان باغون مین ہر میوہ سے دو قسم ہونگی - انکے لئے ہر قسم کے میوہ ہونگے -

اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے بہشت مین ایسا درخت ہے جسکے سایہ مین

عن ابی ہریرۃ ان فی الجنۃ شجرۃ یسیر الراکب فی ظلہا مائۃ عام لا یقطعہا واقرأوا ان شئتم وظل ممدود - رواہ الشیخان -

سو برس تک سوار چلتا رہے تو اسکو تمام نکرے - چاہو اس آیت کو پڑھ لو وظل ممدود -

اللہ تعالی نے بہشت کی چشمی اور نہرون کی نسبت فرمایا ہے بہشتیونکی رہنی کی باغون کے

جنات عدن تجری من تحتہا الانہار - فقرہ ع ۳
مثل الجنۃ التی وعد المتقون فیہا انہار من ماء غیر آسن وانہار من لبن لم یتغیر طعمہ وانہار من خمر لذۃ للشاربین وانہار من عسل مصفی - ولہم فیہا من کل الثمرات ومغفرۃ من ربہم - سورہ محمد -

نیچے نہرین جاری ہونگے - اور فرمایا اس بہشت کو جسکا پرہیزگارونکو وعدہ دیا گیا ہے صفت اور حال یہہ ہے کہ اسمین کئی نہرین پانی کی ہین جو کبھی نہ سڑے اور کئی نہرین دودہ کی ہین جسکا ذائقہ نہ بدلے - اور کئی نہرین شراب کی ہین

جو پینے والون کو لذت دیتی اور کئی نہریں ہیں شہد خالص کی ہیں اور انکو ان باغون میں ہر قسم کے میوے اور خدا کیطرف سے بخشش ہے۔

انا اعطیناک الکوثر۔ سورہ کوثر۔

اور فرمایا ہمنے تجھے کوثر عطا فرمایا۔

عن انس رض قال سئل رسول اللہ صلعم ما الکوثر قال ذالک نہر اعطانیہ اللہ یعنی فی الجنۃ اشد بیاضا من لبن واحلی من العسل رواہ الترمذی

آنحضرت صلعم نے کوثر کی تفسیر میں فرمایا ہے کہ وہ نہر ہے جسکا خدا نے مجھہ سے وعدہ کیا ہے وہ دودہ سے زیادہ سفید ہے اور شہد سے زیادہ میٹھی۔

و فی روایۃ البخاری بینا انا اسیر فی الجنۃ اذا انا بنہر حافتاہ قباب الدر المجوف قلت ما ہذا یا جبرئیل قال ہذا الکوثر الذی اعطاک ربک فاذا طینہ مسک اذفر

اور فرمایا اسکے دونوں کنارے موتیون کے ہیں اور اسکا کیچڑ کستوری۔

اور اللہ تعالی نے بہشتیون کے کہانے پینے فرش لباس زیور خادمون وغلامون

کی نسبت فرمایا ہے جنے ہاتہ کی کتاب دیئے

فہو فی عیشۃ راضیۃ فی جنۃ عالیۃ قطوفہا دانیۃ کلوا واشربوا ہنیئا۔ سورہ مرسلات ۱۱

اچھی عیش میں ہونگے۔ اونچے باغون میں جنکے خوشے جھکے ہوئے ہونگے انکو کہا جاویگا کہاؤ اور پیو خوش آتا۔

اور فرمایا سابقین ومقربین (سونے سے) بنے ہوئے تختون پر تکیہ لگاکر آمنے سامنے بیٹھے ہونگے

علی سرر موضونۃ متکئین علیہا متقابلین یطوف علیہم ولدان مخلدون باکواب واباریق وکاس من معین لا یصدعون عنہا ولا ینزفون وفاکہۃ مما یتخیرون ولحم طیر مما یشتہون۔ الواقعۃ ۱۶

انکے ارد گرد ایسے ہمیشہ رہنے والے پہرینگے آبخورے اور کوزہ لیکر شراب جاری سے جس سے نہ انکے سر درد کرینگے نہ وہ بیہوش ہونگے اور میوے جو وہ پسند کرینگے۔ اور جانورونکے گوشت جو چاہینگے۔

اور فرمایا آپسمین ایک دوسرے سے پیالے شراب کے لینگے جنمین نہ بیہودگی ہوگی نہ گناہ کی بات انکے

یتنازعون فیہا کاسا لا لغو فیہا ولا تاثیم ویطوف علیہم غلمان لہم کانہم لؤلؤ مکنون طور ۱۶

آگے پیچہے غلام پہرینگے کہ وہ گویا موتی ہین چہپاکر رکہے ہوئے۔

يطوف عليهم ولدان مخلدون اذا رايتهم حسبتهم لؤلؤا منثورا - دہر ع ۱

ويطاف عليهم بصحاف من ذهب واكواب وفيها ما تشتهيه الانفس وتلذ الاعين - زخرف ع ۷

اور فرمایا انپر لڑکے ہمیشہ رہنے والے پہرینگے انکو تو دیکھے تو بکھرے ہوئے موتی خیال کرے -

اور فرمایا انپر سونے کے طباق اور آبخورے لیکر پہرینگے اور وہین جو چاہین اور جس سے آنکھین لذت پاوینگی

اور فرمایا انپر چاندی کے برتن اور آبخورے لئے پہرینگے جو صفائی مین شیشہ ہونگے چاندی کے شیشے اسی مقدار واندازے کے کہ وہ پی سکین -

ويطاف عليهم بآنية من فضة واكواب كانت قواريرا قواريرا من فضة قدروها تقديرا - دہر ع ۱

ان اهل الجنة ياكلون ويشربون ولا يتفلون ولا يبولون ولا يتغوطون ولا يتمخطون قالوا فما بال الطعام قال جشاء ورشح كرشح المسك رواه مسلم

اور آنحضرت صلعم نے فرمایا ہے کہ اہل جنت کھاینگے اور پینگے اور وہ بول وبراز وکھنکار کے محتاج نہ ہونگے کسی نے پوچھا یا رسول اللہ کہانے کا کیا حال ہے اسکا فضلہ کیونکر خارج ہوگا - آپنے فرمایا آروغ سے اور عرق سے جسکی خوشبو کستوری کی سی ہوگی -

اور اللہ تعالے نے فرمایا انپر کپڑے ہونگے باریک ریشم سبز کے اور گاڑھے ریشم کے اور وہ کنگن چاندی کے پہنائی جاوینگی -

عاليهم ثياب سندس خضر واستبرق - وحلوا اساور من فضة - دہر ع ۱ -

يحلون فيها من اساور من ذهب ويلبسون ثيابا خضرا من سندس واستبرق متكئين فيها على الارائك - کہف ع ۴

متكئين على فرش بطائنها من استبرق - رحمن

متكئين على رفرف خضر وعبقري حسان - رحمن -

ونمارق مصفوفة وزرابي مبثوثة - غاشیہ

اور فرمایا وہ سونے کے بھی کنگن پہنائی جاوینگی اور لباس سبز ریشم پتلے اور گاڑھے کا پہنینگے تختون پر تکیہ لگائی ہوئی - اور فرمایا وہ ایسے فرشون پر تکیہ لگائی بیٹھینگے جنکا استر گاڑھا ریشم ہوگا -

اور فرمایا کہ وہ سبز قالینون اور عمدہ بساطون پر تکیہ کئے ہونگے - اور فرمایا کہ ان باغون میں تکیے چنے ہوئے ہونگے اور فرش بکھرے ہوئے -

اور اللہ تعالے نے اہل جنت کی **بیویوں** اور **حوروں** کے بیان مین فرمایا ہے کہ انکے

ولہم فیہا ازواج مطہرۃ و ہم فیہا خالدون بقرہ ۳ وزوجنا ہم بحور عین - دخان ۳۶	لیے وہان پاک بیویان ہونگی - اور فرمایا ہمنے بڑی بڑی آنکھون والی حورون سے انکی نکاح کردی ہین

اور فرمایا اُن باغون مین ایسی عورتین ہین جو اپنے خاوند کے سوئے کہین نہ دیکھینگی - انکو خاوندون سے

فیہن قاصرات الطرف لم یطمثہن انس قبلہم ولا جان رحمن کانہن الیاقوت والمرجان - رحمن ۳۴ انا انشئناہن انشاء فجعلناہن ابکارا عربا اترابا لاصحاب الیمین - (واقعہ ۱۴)	پہلے نہ کسی انسان نے انسے صحبت کی ہوگی نہ کسی جن نے - وہ ایسی خوبصورت ہونگی جیسی یاقوت و مونگے - اور فرمایا ہمنے وہ کواریان اور خاوندونکو پیاریان اور ہمعمر بنایا ہین -
ان للمتقین مفازا حدائق واعنابا وکواعب اترابا - (النباء ۱۴)	اور فرمایا پرہیزگارون کے لئے مراد کو پانا ہے باغ اور انگور اور ہمسن عورتین ابھری چہاتیان والی -
قال رسول اللہ صلعم ولو ان امرۃ من نساء اہل الجنۃ اطلعت علی الارض لاضاءت ما بینہما و لملات ما بینہما ریحا و لنصیفہا یعنے الخمار خیر من الدنیا وما فیہا - رواہ البخاری -	**انحضرت** صلعم نے فرمایا کہ اگر اہل جنت کی کوئی عورت دنیا کیطرف نگاہ کرے تو آسمان و زمین کو روشن کردے اور خوشبو سے بھردے اسکی اوڑنی تمام دنیا سے بہتر ہے -

اور **ایک حدیث** مین ارشاد ہوا ہے کہ پہلے جماعت جو بہشت مین داخل ہوگی چاندکی صورت ہوگی

عن ابی ہریرۃ قال قال رسول صلعم اول زمرۃ تلج الجنۃ صورتہم علے صورۃ القمر لیلۃ البدر لا یبصقون ولا یمتخطون ولا یتغوطون آنیتہم من الذہب والفضۃ ومجامرہم الالوۃ ورشحہم المسک لکل واحد منہم زوجتان یرے مخ سوقہما من وراء اللحم رواہ الشیخان -	نہ تہوکینگی نہ پاخانہ جائینگے انکے برتن سونے اور چاندی کے ہونگے اور کنگہیان سونے چاندی کی اور جلانے کی انگیٹھیان عود کی اور انکا پسینا کستوری ہر ایک کے لئے دو بیویان ہونگی جنکے پنڈلے کا بیچا گوشت کے باہر سے نظر آویگا -

وفی روایۃ للترمذی لکل رجل منہم زوجتان علی کل زوجۃ سبعون حلۃ یری مخ ساقہا من ورائہا - قال الترمذی حدیث حسن صحیح -	ایک حدیث میں ہے کہ ان پر ستر حلے ہونگے اور انکے پیچھے سے اونکے پنڈلیونکا بھیجا نظر آئیگا -

اسی مضمون کی بیسیوں آیتیں - اور صدہا حدیثیں اور ہیں جنمیں بہشت کے نعیم و لذات کی تشریح و تفصیل سے وارد ہیں جسکے مسلمان معتقد ہیں اور غالباً آپ بھی اس تفصیل کے ورود کے منکر نہیں ہیں اب رہی یہ بات کہ ان چیزوں کے وجود سے وجود خارجی و ذاتی مراد ہے جیسا کہ امام غزالی اور روئے زمین کے مسلمان زمانہ رسالت سے لیکر آج تک اعتقاد رکھتے ہیں - یا وجود شبہی مراد ہے جیسا کہ آپ بتقلید کان [illegible] قرار دیتے ہیں [illegible] تو وہ ان کو [illegible] جہان آپنے امام کی بحث تکفیر و قانون تاویل پر نکتہ چینی کی ہے - اس مقام میں تو ثابت کیا جاتا کہ ان اشیاء کی خارجی ذاتی وجود مراد ہونے پر دو دلیلیں قائم ہیں - ایک یہ کہ وجود ذاتی وجود اشیاء کا پہلا مرتبہ ہے اور اشیاء کا مدلول ظاہری وہی وجود ذاتی ہے پس جب تک کہ کوئی دلیل قطعی اس وجود کے محال و منتفی ہونے پر قائم نہو تب تک اس وجود ذاتی سے انکار و انحراف [illegible] وجود شبہی یا عقلی کی تجویز جائز نہیں ہے - یہ ایسا قانون ہے کہ آپکے ثانی اثنین [illegible] جناب مولوی مہدی علی صاحب نے بھی اسکو تسلیم کیا ہے [illegible] تہذیب الاخلاق ۱۲۹۵ ہجری کے ساتوین نمبر ۶۵ میں شائع کیا ہے اور [illegible] نمبر میں خود اسکو تصدیق کیا - چنانچہ اصل قول مولوی مہدی علی صاحب اور جناب کا اس بارے فیصلہ کے ذیل میں نقل کیا جائیگا -

بنا برعلیہ کہا جاتا ہے کہ ان اشیا کے وجود ذاتی کے محال ہونے پر کوئی دلیل قائم نہیں ہے - بلکہ اسکا ممکن ہونا - اور خدا کی قدرت میں داخل ہونا ثابت ہے - چنانچہ اسکا ثبوت بھی عنقریب آتا ہے لہذا اسی وجود ذاتی پر ان اشیاء کا حمل کرنا واجب ہے اور یہی حق پر اسر تحقیق ہے -

دلیل دوم یہہ کہ الفاظ آیات قرآنیہ واحادیث نبویہ کے وہی معنے لیتے ضرور ہین جو عموماً عرب بالعموم اور خصوصاً مخاطبین قرآن نے وقت نزول قرآن سمجھے ہین - اسبات کو آپنے **تہذیب الاخلاق** ۱۲۹۱ھ کے **پانچوین نمبر** مین تسلیم کیا ہے اور اس سے بزعم خود آسمان کا اُن معنے کر جسمانی ہونا جو فلاسفہ یونان نے قرار دیا ہے باطل کیا ہے - چنانچہ اس پرچہ کے صلے مین آپنے فرمایا ہے دُوسری یہہ کہ الفاظ قران مجید کے وہی معنے لینگے جو ان پڑہ اہل عرب انکے معنے حقیقی یا مجازی موافق اپنے بول چال کے سمجہتے تہے نہ وہ کہ کسی علم کے عالمون نے بموجب اپنے اصطلاح کی قرار دی ہین کیونکہ خود خدا تعالے نے فرمایا ہے وما ارسلنا من رسول الا بلسان قومہ - پہر اسکے بعد صد۲ے مین فرماتے ہین قاموس مین ہے السماء معروف یعنے آسمان وہ ہے جسکو سب جانتے ہین پس اب ہم پوچہتے ہین کہ وہ کیا چیز ہے جسکو سب آسمان جانتے تہے یا جانتے ہین بجز اس نیلی یا سبز چیز کے جو ہمکو دکہلائی دیتے ہے اور کسی چیز کو کوئی شخص (بالشرطیکہ وہ مولوی نہو) نہ آسمان جانتا تہا اور نہ ہم آج جانتے ہے یہی نیلی یا سبز چیز جو ہمکو دکہائی دیتی ہے سماء کا مسمی سمجہا جاتا ہے"-

اور عرب عربائنے (جو قران مجید وحدیث شریف کے اول مخاطب تہے) ان الفاظ کے جو نعیم جنت مین وارد ہین وہی معنے سمجہے ہین جو ان الفاظ کے معنے حقیقی ہین اور خارج مین بذات خود موجود - دودہ سے یہی وہ دودہ جو پیتے ہین کیلے سے یہی کیلا جو کہاتے ہین گہوڑے سے یہی گہوڑا جسپر سوار ہوتے ہین علی ہذا القیاس

وعن بریدة رض قال سأل رجل رسول الله صلعم فقال ہل فی الجنة خیل قال ان الله ادخلک الجنة فلا تشاء ان تحمل فیہا علے فرس من یاقوتہ حمراء تطیر بک فے الجنة حیث شئت الاکان فقال آخر ہل فی الجنة من ابل قال ان یدخلک الجنة یکن لک فیہا ما اشتہت نفسک ولذت عینک -

ایک اعرابی کو گہوڑے کا شوق تہا اسنے اسی سمجہہ اور خیال مین کہ بہشت مین دنیا دی چیزین بوجود ذاتی موجود ہوتی ہین آنحضرت صلعم سے سوال کیا کہ یا رسول اللہ بہشت مین گہوڑا ہوگا آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ جو تو بہشت مین بہشت مین سُرخ یاقوت کا گہوڑا ہوگا جہان تو چاہیگا تجہے اوڑا کر لیجائیگا -

پھر ایک اور اعرابی نے یہی خیال پر پوچھا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بہشت میں اونٹ بھی ہوگا آنحضرت صلعم نے فرمایا تجھے خدا تعالے نے بہشت داخل کیا تو جو کچھ چاہیگا پاویگا۔

وعن ابی ہریرۃ ان النبی صلعم کان یتحدث وعندہ رجل من اہل البادیۃ ان رجلاً من اہل الجنۃ استاذن ربہ فی الزرع فقال لہ الست فیما شئت قال بلے ولکنی احب ان ازرع فبذر فبادر الطرف نباتہ واستوارہ واستحصادہ فکان امثال الجبال فیقول اللہ تعالے دونک یا ابن آدم فانہ لا یشبعک شئی فقال الاعرابی واللہ لا تجدہ الا قرشیا او انصاریا فانہم اصحاب زرع واما نحن فلسنا باصحاب زرع فضحک رسول اللہ صلعم رواہ البخاری۔

ایک اور اعرابی کے پاس آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بہشتی کے کھیتی کی درخواست کرنے کا ذکر کیا تو اسنے کھیتی کے وہی معنے سمجھے جو دنیا میں پائے جاتے ہیں۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جواب دیا کہ یا رسول اللہ یہہ شخص بہشت میں کھیتی کی درخواست کرنے والا کوئی قریشی یا انصاری ہوگا جو کھیتی کرتے ہیں ہم تو کھیتی کرنے والے نہیں ہیں۔

اور کسی عربی یا اعرابی نے (جنکے سامنے قرآن مجید نازل ہوا) ان الفاظ سے بجز انکے معانی حقیقی اور وجود ذاتی کے اور معنے عقلی یا شبہی کو مراد نہیں سمجھا اگر سمجھا ہے تو انہی لوگوں نے سمجھا ہے جو اسلام میں داخل ہوکر کفریات فلاسفہ کے معتقد ہیں اور انہی اعتقادات کفریہ کے بنا پر حقیقت حشر و نشر حساب کتاب و ثواب و عذاب سے منکر ہیں وہی لوگ فلسفی مولویت کے اقتضا سے ان اشیاء کے وجود ذاتی کو محال سمجھتے ہیں۔ اور بنا بر علیہ انکے وجود شبہی تجویز کرتے ہیں۔ اگر جناب مخاطب یا انکے حواریین کو اسکے خلاف کا دعوی ہے تو کسی عربی یا اعرابی سے (بشرطیکہ وہ فلسفی مولوی نہو) بنقل صحیح ثابت کریں کہ اسنے ان الفاظ سے معانی مجازی کو مراد سمجھا ہے۔ اور انکے وجود کو وجود شبہی قرار دیا ہے اور اگر اسبات پر قادر نہو تو بنا بر فہم عرب عرباء ان اشیاء کے وجود ذاتی کو مان لیں اور اپنے ہی اصول کے رو سے اپنی بات کو غلط جان لیں۔

یہہ تو ان اشیا کے وجود ذاتی کا قیاسی **اثبات** ہے **اب** اسکے **خلاف** وصرف وجود شبہی

کی تجویز) کا **ابطال** کیا جاتا ہے -

جناب مخاطب نے وجود خدا کی نفی اور وجود بہشت کے اثبات پر **دو** دلیلیں قایم کی ہین۔ **ایک دلیل** نقلی جسکا حاصل یہہ ہے کہ خدا اور رسولؐ نے صاف فرمایا ہے کہ بہشت کی نعمتین ایسی ہین جنکو کوئی شخص نہین جانتا نہ کسی آنکہہ نے انکو دیکہا نہ کسی کان نے سُنا نہ کسیکے دل پر انکا خیال گذرا اور یہہ کہنا صرف کیفیت جنت کی نسبت صحیح ہے جو نہ حواس مین آسکتی ہے نہ کسی لفظ سے بتائی جا سکتی ہے اگرچہ خود خدا تعالے بتاتا ہے - ان ظاہری اشیاء دودہ شہد پانی و شراب کی نسبت یہہ کہنا ہرگز صحیح نہین ہے اسلئے کہ ان چیزون کو سب کوئی جانتا ہے اور دیکہتا ہے اور سنتا ہے اگر کہو کہ بہشت کی نعمتین ایسی عمدہ ہین جو کسی نے نہین دیکہی اور نہ سنین تو کہا جاویگا کہ فرض کیا وہ نعمتین دیکہنے سننے مین نہین آئین مگر وہ خیال مین تو آسکتی ہین جو ملک الموت کی دیتی ہیں دل مین انکا خیال گذر سکتا ہے مگر بہشت کے نعمتون کی نسبت تو کہا گیا ہے کہ وہ کسی دل پر بہی نہین گذری ہین -

دوسری دلیل عقلی جسکا خلاصہ یہہ ہے کہ بہشت مین عمدہ [illegible] اور حورون کا التسے مباشرت کرنا خراباتی (یعنے شہوت پرست ویلے حیائی) ہے - لیس اگر یہہ باتین وہان ہین تو ہماری خرابات اُن سے ہزار درجہ بہتر ہین -

اور یہہ **دونون** دلیلیں سراسر **باطل ہین** اور مغالطہ و مضحکہ و توہین اسلام پر مبنی -

ابطال دلیل اول یہہ ہے کہ نعماء جنت کو کسیکا نہ جاننا اور نہ دیکہنا اور نہ سننا اس معنے کر ہے کہ نعماء جنت نعماء دنیا کی نسبت اعلی درجہ پر ہین گو انکا نام اور صورت مین اشتراک ہے مگر پوری حقیقت اور کیفیت سے مین نہایت فرق ہے بہشت کا دودہ ایسا ہے دودہ ہے جو دنیا مین پیتے ہین اور ایسا ہی کام دیتا ہے جو دنیا کا دودہ کام دیتا ہے مگر اسکی لذت اور کیفیت مین نہایت فرق ہے بہشت کی شراب ایسی ہے کہ جیسی دنیا مین پی جاتی ہے مگر اسکی کیفیات مین نہایت فرق ہے -

اس شراب دنیوی مین نشہ ہے اُس اُخروی مین نہین ہے - اسکے پینے سے سر درد ہوتا ہے - اُسکے پینے

سے نہیں ہوتا۔ اس سے بیہوشی ہو جاتی ہے اور بکواس منہہ سے نکلتی ہے وعلے ہذا القیاس۔
اسی نظر سے ارشاد ہوا ہے کہ دودھ۔ شہد۔ حور قصور وغیرہ نعمتیں جو تمنے دیکھی یا سنی یا خیال میں جما رکھی ہیں بہشت میں ایسی نعمتیں نہیں ہیں بلکہ اُنسے بدرجہا بڑہکر ہیں جو تمہارے دیکھنے سننے میں کبھی نہیں آئی۔ اور نہ کبھی خیال میں گذری ہیں۔
اور جو اسپر آپنے **اعتراض** کیا ہے کہ عمدگی صفت کو جہانتک ترقی دیتے جاؤ انسان کے دل میں اسکا خیال گذر سکتا ہے پہر کیون کہا کہ وہ کسیکے دل پر نہیں گذرین۔ **اسکا جواب** یہہ ہے کہ ان نعمتون کی خیال مین گذر سکنے کی تو قرآن وحدیث مین نفی ہے۔ **ہان** اُنکے خیال مین گذرنے کی نفی کی ہو سکی وجہ یہہ ہے کہ جس چیز کو انسان خود دیکھہ نہیں لیتا یا اسکی پوری کیفیت وصورت سُن نہیں لیتا اسکا پورا نقشہ بقیاس مثالون اور نظیرون کے اپنے خیال مین نہیں جما لیتا۔
مثلاً ایک شخص نے شہر لنڈن نہیں دیکھا اور اسکے نظائر ہزارون شہر وعمارتیں دیکھی ہیں وہ شخص خواہ کتنا ہی خیال دوڑاوے اور لنڈن کے عمارت ومکانات کو کلکتہ یا بمبی کے انگریزی عمارات ومکانات پر قیاس کرے تو بہی اسکا اصلی اور پورا نقشہ اسکے دل پر نہیں جمتا۔ بناء علیہ اسکو کہا جا سکتا ہے کہ لنڈن ایسا شہر ہے کہ تیرے خیال مین کبھی نہیں گذرا۔ اس سے یہہ کوئی نہیں سمجھہ سکتا کہ لنڈن کا وجود ذاتی نہیں یا اُسکا ایسا وجود ہے جو خیال مین نہیں آسکتا۔
ایسا ہی نعیم جنت کی نسبت اسبات کے کہنے سے ثابت نہیں ہوتا کہ نعیم جنت کا وجود ذاتی نہیں یا وہ ایسا وجود ہے جو کسیکے خیال مین آہی نہیں سکتا۔
ابطال دلیل دوم۔ یہہ دلیل آپنے یہود ونصاریٰ وغیرہ کفار سے اقتباس کی ہے اگر وہ لوگ مسلمانون کو ایسی باتیں کہا کرتے کہ بہشت مین ایک مرد کے لئے متعدد عورتیں ہیں تو چاہیے کہ ایک عورت کے لئے بہی کئی مرد ہون۔ اب آپ اُنکے نائب بنے ہین اور وہی باتیں کرنے لگے ہیں کہ بہشت مین عورتون کا ہونا اور مردون کا اُنسے مباشرت کرنا خرابانی وبے حیائی ہے۔
اسکی جواب بالفعل مختصراً گذارش ہے کہ اگر مردون کی اجنبی عورتون سے مصاحبت ومعاشرت کو آپ

خراباتی و بے حیائی قرار دیتے ہین تو اس قسم کی خراباتی کے بہشت مین موجود ہونے کے مسلمان قایل نہین ہین بلکہ اون عورتون سے مردون کی معاشرت کے مسلمان قایل و معتقد ہین جو انکے ازواج ہونگے دنیا کی منکوحہ ہون خواہ بہشت کی حورین چنانچہ قرآن و حدیث مین متعدد نصوص مین ان عورتون کی نسبت لفظ ازواج آچکا ہے جیسے ہم وازواجہم فی ظلال علی الارائک متکئون ۔ ادخلوا الجنۃ انتم وازواجکم ۔ وزوجناہم بحور عین وامثال ذلک ۔

اور اگر آپ اپنی ازواج سے معاشرت کو بھی آپ خراباتی و بے حیائی مین داخل کرتے ہین تو سمجھ لیجیے نیچر اور شریعت دونون کے مخالف ہین نیچر اور شریعت دونون نے اس معاشرت کو جائز و مباح بلکہ واجب کر دیا ہے اور قیام سلسلہ نیچر بنی آدم و اکثر حیوانات کا اسی پر موقوف ٹھہرایا ہے اگر یہہ خراباتی (بزعم جناب) عمل مین نہ آتی تو کوئی چیز دنیا کی (جسکا توالد و تناسل اسی خراباتی سے ہے) وجود مین نہ آتی ۔ نہ کوئی مہذب پیدا ہوتا نہ کوئی ریفارمر نہ کوئی فلاسفر نہ نیچر کا ناظر پس ایسی چیز کو جو اصل اصول بقا سلسلہ بنی آدم و غیرہ حیوانات ہے خراباتی مین داخل کرنا اور بہشت مین اسکی تجویز کو بے حیائی قرار دینا اون لوگون سے کب زیبا ہے جنکا وجود اسی سے ہے ۔

جو لوگ بہشت کو رنڈیون کا چکلہ بتاتے ہین وہ اسبات مین غور فرماوین اور خوب سوچ کر بتاوین کہ وہ بہشت کو کن معنے کر چکلہ کہتے ہین ۔ اگر وہ کسی سے یہہ بات سن بیٹھے ہین کہ بہشت مین اجنبی عورتون سے مصاحبت و معاشرت کے مسلمان قایل ہین اور یہہ سنکر وہ بہشت کو چکلہ کہنے لگے ہین تو وہ اسبات کو افترا سمجھین اور اس طرح بازآوین اسبات کا کوئی مسلمان قائل نہین اور نہ اسلام مین اسکا ذکر ہے اور اگر ازواج سے معاشرت کو بھی وہ چکلے والون کا فعل شمار کرتے ہین تو سمجھین وہ اپنی ہی گریبان مین مونہہ ڈال کر دیکھین پھر اگر وہ اپنے ہی آپ مین یہہ امر پا دین اور نیچر کو بھی اسکے موافق دیکھین تو اسکو چکلے والونکا فعل کہنے سے شرماوین ۔

انرابیل صاحب بہادر اور انکے ہم خیال و ہم مذہب اسبات کو بھی خیال مین لاوین کہ نیچر کے نزدیک نفقت
تو انکے نزدیک حق کی شرط یا علامت ہے - انکا قول ہے کہ جو اعتقاد یا مذہب نیچر کے مطابق
نہین ہے وہ خدا کی طرف سے نہین ہے یہہ بھی انکا قول ہے کہ مذہب خدا کا قول ہے اور نیچر
اسکا فعل اور خدا واحد کے قول کا اسکے فعل سے مخالف ہونا جایز نہین ہے - اور جس حالت مین
معاشرت ازواج نیچر کے عین مطابق ہے تو پہر اسکا بہشت مین ہونا کیون محل اعتراض و انکار
ہے - **اگر وہ** یہہ کہین کہ جواز معاشرت ازواج بحکم نیچر اسی عالم دنیوی سے مخصوص ہے
اوس عالم آخروی مین اسکے وجود یا ضرورت پر نیچر کی شہادت یا دلالت نہین ہے **تو**
کہا جاویگا کہ اس عالم اُخروی مین اسکے وجود یا ضرورت پر نیچر کی شہادت یا دلالت نہین
تو اسکے عدم یا محال ہونے پر کب اسکی شہادت پائی جاتی ہے - نیچر سے ہرگز ثابت نہین
ہوتا کہ معاشرت ازواج یا اور جسمانی لذات کا عالم اخروی مین ہونا ناممکن و محال
ہے پہر پیروان نیچر کس دلیل سے اسکی نفی کرتے ہین اور کیون اسکو محال یا معدوم جانتے ہین -
اگر حضرات نیچریہ حشر اجسام کے منکر ہین اور اس عالم اخرویکو محض روحانی بلا تعلق جسمانی
خیال کرتے ہین و بناءً علیہ لذات جسمانی کو روحانیت کے مخالف سمجھتے ہین تو اس انکار
مین بہی وہ کوئی مستند نہین رکہتے - نہ نیچر حشر اجسام کی نفی کرتا ہے نہ عقل اسکو محال جانتی
ہے اسباب مین منکرین کا مستند بجز استبعاد اور کچھہ نہین ہے چنانچہ اللہ تعالے نے منکرین
قدیم سے یہہ استبعاد نقل کیا ہے اور پہر اسکو خود ہی بدلائل رد کیا ہے اور اسی نیچر کی

اولم یر الانسان انا خلقناہ من نطفۃ فاذا
ہو خصیم مبین - وضرب لنا مثلاً ونسی خلقہ
قال من یحیی العظام وہی رمیم - قل یحییہا
الذی انشاہا اول مرۃ وہو بکل خلق علیم
الذی جعل لکم من الشجر الاخضر نارا فاذا انتم منہ توقدون

شہادت سے منکرون کو ملزم کیا ہے چنانچہ
فرمایا ہے کیا انسان (منکر حشر) نے نہین جانا کہ
ہمنے اسکو ایک قطرہ سے پیدا کیا اب وہ ہمسے
صاف جہگڑتا ہے اور اپنے پہلی پیدائش
کو بہول گیا ہے اور یہہ بات بناتا ہے کہ خدا پیدا

اولیس الذی خلق السموٰت والارض بقادر علیٰ ان یخلق مثلہم بلیٰ وہو الخلاق العلیم - سورہ یٰس ع ۴	ہڈیون کو کیونکر زندہ کریگا - تو کہدے انکو وہ زندہ کریگا جسنے پہلی باری پیدا کیا ہے - اور

وہ سب پیدائیش کو جانتا ہے - وہ جو سبز درخت سے آگ نکالتا ہے جس سے تم آگ سُلگا لیتے ہو - کیا جس نے آسمان وزمین پیدا کئے وہ اسپر قادر نہین کہ ویسے پہر پیدا کرے کیون نہین وہ بڑا پیدا کرنے والا ہے اور خوب جاننے والا - اور فرمایا ہے تم سب کا پیدا کرنا اور اوٹہانا ہمپر ایسا آسان ہے

ما خلقکم ولا بعثکم الا کنفس واحدۃ - لقمان ع ۳	جیسا ایک جان کا پیدا کرنا -

اور فرمایا کیا یہہ لوگ اپنے اوپر آسمان کو نہین دیکہتے ہمنے اسکو کیونکر بنایا اور مزین کیا اسمین کہین

اولم ینظروا الی السماء فوقہم کیف بنینٰہا وزینّٰہا وما لہا من فروج والارض مددنٰہا والقینا فیہا رواسی وانبتنا فیہا من کل زوج بہیج - تبصرۃ وذکریٰ لکل عبد منیب - ونزلنا من السماء ماءً مبارکا فانبتنا بہ جنٰت وحب الحصید والنخل باسقٰت لہا طلع نضید رزقا للعباد واحیینا بہ بلدۃ میتا کذالک الخروج - سورہ ق ع ۱	شگاف نہین اور زمین کو پہیلایا اور اسمین پہاڑون کو رکہدیا اور اسمین ہر قسم کی بارونق سبزیان اگائی سو جہانے اور یاد دلانے کو ان سب بندون کے جو اسکی طرف رجوع رکہتے ہین اور آسمان سے پانی برسایا برکت والا پہر اس سے اگائی باغ اور دانے کٹی کہیتون کی اور لنبے لنبے درخت خرما جنکا گابا تو برتو ہوتا ہے اپنے بندون کو

کہلانے کے لئے اور اس پانی سے مردہ زمین کو زندہ کیا ایسا ہی تمہارا قبرون سے نکلنا ہے -
اور فرمایا وہ زندہ سے مردہ کو نکالتا ہے اور مردہ سے زندہ کو اور زمین کو اسکے مردہ

یخرج الحی من المیت ویخرج المیت من الحی ویحی الارض بعد موتہا وکذالک تخرجون - سورۂ روم ع ۲ (۱۱)	دلینے خشک ہوجانے کے بعد جلاتا ہے زندہ کردیتا ہے اسیطرح تم سب نکالی جاؤگے -

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے چنانچہ حدیث قدسی مین آیا ہے کہ ابن آدم نے مجہے جہٹلایا ہے

قال رسول اللہ صلعم قال اللہ تعالیٰ کذبنی ابن آدم ولم یکن لہ ذالک وشتمنی ولم یکن لہ ذالک	اور یہہ اسکو لائق نہ تہا اسکا جہٹلانا یہہ ہے کہ کہتا ہے خدا مجہے دوبارہ نہین اوٹہائیگا جیسے پہلے

اما تکذیبه ایای فقوله لن یعیدنی کما بدئنی ولیس باول الخلق باهون علی من اعادته - رواه البخاری

پیدا کیا - حالانکہ پہلے پیدا کرنا دوبارہ پیدا کرنے سے مجھے سہل نہ تھا -

اسی مضمون کی اور بہت آیات و احادیث ہین جنہین خدا اور رسول نے منکرین حشر اجسام کے استبعاد کو رد کر دیا ہے اور اسی عالم کے حالات سے (جسکو حضرات نیچریہ نیچر تعبیر کرتے ہین) اسکا امکان ثابت کیا ہے ان آیات اور نیچر مین غور کرنے کے بعد حضرات نیچریہ کا حشر اجسام سے انکار باقی نرہیگا اور جب حشر اجسام کو تسلیم کر لینگے تو نعیم جسمانی بہشت کو بھی ماننا پڑیگا - اور اس عالم اخروی کا اور اس عالم دنیوی کے حالات کو یکسان تسلیم کرنا ضروری ہوگا جب جسم ہوا تو لوازم جسم کھانا پینا عورتون سے معاشرت کرنا اور اسکے اسباب و ذرایع دودہ شراب طہور حور و قصور کا وجود ضرور ہوا -

یہی وجہ ہے کہ پہلے کافرون مین سے ان نعمتون و لذتون جسمانی کے وہی لوگ منکر رہے ہین جو حشر اجسام کے منکر تھے اور جو حشر اجسام کے قایل ہین اون مین سے اُن نعمار جسمانی کا کوئی منکر و مکذب نہین ہے چنانچہ امام غزالی نے رسالہ مضنون بہ علے غیر اہلہ مین فرمایا ہے اُن لذات بہشت کے (جیسے نکاح کھانا پینا لباس خوشبو) اس عالم مین مشاہدہ مین آنے سے وہی منکر ہین جو حشر اجسام

قال الغزالی فی رسالة المضنون به علی غیر اهله واللذات المحسوسة الموجودة فی الجنة من ماکول و منکوح و ملبوس و مشموم یجب التصدیق بها لامکانها - الی ان قال ان هذا انما ینکره من ینکر حشر الاجساد و یحیل رد النفس الی الجسد ولم یقم علی استحالته برهان حقیقی بل لا یبعد ان یوضع بعض الاجسام لیحل النفس بعد الموت ولا استحالة فی ذلک لا فی القبر ولا فی القیمة -

کے منکر ہین اور روح کا جسم کیطرف پھر آنا محال جانتے ہین اور اسکے محال ہونے پر کوئی دلیل قایم نہین ہے بلکہ بعید نہین کہ خدا تعالے بعض جسم ایسے بنا دے جنسے بعد موت روح کا تعلق ہو اسمین کوئی استحالہ نہین نہ قبر مین اور نہ قیامت مین جسقدر دلائل فلسفیون نے اسکے محال ہونے پر قائم کئے ہین وہ محقق دلائل نہین ہین اور شرع مین حشر اجسام وارد ہو چکا ہے لہذا اسکی تصدیق واجب ہے -

وکلما ذکر انا والدلائل علی احالتہ لیس ببرہان محقق والشرع قد ورد بہ فیجب تصدیق ابی فصلہ وتہیتہ بنقل کلام الشیخ ابی علی بن سینا۔	پہر امام غزالی نے اون دلائل کا ضعیف ہونا بہ تفصیل بیان کیا ہے۔ اور شیخ بو علی سینا کی کلام سے اسپر استشہاد کیا۔

بالجملہ حشر اجسام حق ہے تو اس عالم دنیوی اور اس اخروی کا حال یکسان ہے معاشرت ازواج یہان موجود وبحکم نیچر و شریعت جائز ہے تو وہان بہی اسکا موجود و جائز ہونا ضروری ہے۔ اور اگر منکرین نعیم جسمانی کو حشر اجسام سے انکار ہے تو بدون اثبات استحالہ حشر اجسام کے انکار نعیم جسمانی عبث وبیکار ہے۔ بحکم ثبت العرش ثم انقش پہلے وہ حشر اجسام کا محال ہونا ثابت کرین اور جو خدا تعالے نے امکان حشر اجسام پر نیچر سے دلائل قایم کئے ہین انکو بدلائل قطعیہ رد کرین پہر نعیم جسمانی کے انکار سے لب ہلادین۔

انرابیل صاحب یاد رکہو بہی اگر حشر اجسام سے انکار ہے تو پہلے اس انکار کو مدلل فرماوین پہر انکار نعیم جسمانی کو زبان پر لاوین قبل ابطال حشر اجساد انکار نعیم جسمانی سے زبان کو بند رکہین

یہہ تو حضرت کی دلیل دویم کا جواب ہے اب ان منکرین (یہود ونصاریٰ) کے اعتراض کا جواب دیا جاتا ہے جنسے آپ نے اس دلیل کو اقتباس کیا ہے۔

انکا یہہ **کہنا** کہ اگر بہشت مین ایک مرد کے لئے متعدد عورتین ہونگی تو چاہئے کہ ایک عورت کے لئے بہی متعدد مرد ہون۔ بحکم عقل ونیچر **باطل ہے۔ نیچر کے** رو سے انسانون بلکہ اکثر حیوانون مین بہی قاعدہ مقرر ہے کہ جانب اناث مین بہ نسبت جانب ذکور تکثر و تعدد پایا جاتا ہے۔ اور ایک نر سے کئی مادہ کی حاجت روائی کا کام لیا جاتا ہے۔ اور اگر کہین اسکے برخلاف عمل پایا جاتا ہے خصوصاً نوع انسان مین تو اسکو خلاف قانون قدرت سمجہا جاتا ہے۔ پس اس خلاف کی تجویز بہشت مین نیچر کب روا رکہتا ہے۔

عقل کے رو سے عورت بمنزلہ فراش ومملوک ہوتی ہے اور مرد اسکا مالک و متصرف اکثر امور مین عورتین مردون کی محتاج ہوتی ہین اور انکے آگے متبذل اور مرد ان کی حاجت روا ہوتی ہین

اور انکے سامنے معزز۔ پس مردونکی خاطر جانب انات مین تعدد تجویز کرنے مین مردون کا اعزاز مقصود ہے جیسے ایک شخص کے لئے کئے غلام اور کئے خادم اور کئے مرکب اور کئے مکان اور کئے فراش تجویز کر دینے مین اُسکی عزت ہے۔ اور عورتون کی خاطر جانب ذکور مین تعدد تجویز کرنے مین انکی ذلت مقصود ہے۔ جیسے ایک غلام کے لئے کئی مالک اور ایک مرکب کے لیے کئی سوار اور ایک مکان یا فراش کو کئی استعمال کرنے والے مقرر کر دینے مین اس غلام اور مرکب اور لباس و فراش کا مبتذل ہونا مقصود ہے۔

غلام کے لئے یہی عزت ہے کہ اکیلا ایک کے لئے ہو۔ گہوڑے کی اسمین عزت ہے کہ وہ خاص ایک شخص کا مرکب ہو کپڑا یا فرش وہی نفیس یا عزیز سمجہا جاتا ہے جو بجز ایک شخص کے کسیکے استعمال مین نہ آتا ہو۔ اور چونکہ تمام بہشت مین اعزاز و اکرام اہل جنت مد نظر ہے اسلئے مردون کیلئے تعدد ازواج تجویز کیا گیا ہے۔ جسمین انکی عزت مقصود ہے۔ اور عورتون کے لئے وحدت ازواج جسمین انکی عزت مقصود ہے۔ اس سر کو خدا تعالے نے قرآن مجید مین مختصر الفاظ سے بیان فرمایا ہے جہان ارشاد کیا ہے مرد عورتون پر منصب تسلط رکہتے ہین ایک تو اسلئے کہ خدا نے

الرجال قوامون علے النسا بما فضل اللہ بعضہم علے بعض و بما انفقوا۔ سورہ لنساء ع ۵ ۔	عقل و تمیز و قوای وغیرہ فطرتی اسباب مین ایک فریق کو دوسرے پر ترجیح دی ہے دوسرے اسلئے کہ وہ مال خرچ کرتے ہین ۔
ولقد ضربنا للناس فی ہذا القرآن من کل مثل لعلہم یتذکرون قرانا عربیا غیر ذی عوج لعلہم یتقون۔ ضرب اللہ مثلا رجلا فیہ شرکاء متشاکسون ورجلا سلما لرجل ہل یستویان مثلا الحمد للہ بل اکثرہم لایعلمون سورہ زمر ع ۳ ۔	اور نیز ارشاد فرمایا ہے کہ ہمنے قرآن مین ہر طرحکی مثالین بیان کی ہین تاکہ وہ لوگ سمجہین وہ قرآن عربی ہے جسمین کوئی کجی نہین تاکہ وہ لوگ جو عربی ہین یا عربی زبان جان سکے ہین انکار سے بچین۔ اور ایک مثال خدا نے یہہ بیان کی ہے۔ کہ ایک آدمی کئی شریکون کے ملک ہے

جو سب آپسمین جہگڑنے والے ہین اور ایک خالص ایک شخص کا کیا یہہ دونون برابر ہین ہرگز نہین
خدا تعریف کے لائق ہے جسنے ایسی مثال پوری دی پر اکثر لوگ نہین جانتے ۔
اللہ تعالے نے سچ فرمایا کہ اکثر لوگ ان مثالون کے اسرار و مقاصد سے بے خبر ہین وہی لوگ اسلام
کی احکام و اخبار پر اس قسم کے اعتراض کرتے ہین ۔ کسینے سچ کہا ہے من جہل شیئا اعداہ یعنے
جو کسی چیز کا جاہل ہوتا ہے اسکا دشمن ہوجاتا ہے ۔ مجھکو ہندؤن اور عیسائیون پر اس قسم کے
اعتراض کرنے کا اسقدر افسوس نہین جسقدر حضرات نیچریہ پر افسوس ہے یہہ زبانی اسلام کا دعوی
کرتے ہین پہر اسی قسم کی باتین جو منکر اسلام کہتے ہین برملا کرتے ہین ۔

چند روز کا عرصہ ہوا ہے کہ ایک نوجوان نیچری جو مدرستہ العلوم علیگڈہ مین تعلیم پایا ہے
لاہور مین آیا اور مجھسے ملاقی ہوا اور یہی بات جسکا جواب دیا گیا ہے زبان پر لایا اور علاوہ
اسکے اسپر یہہ بہی حاشیہ چڑہا دیا کہ اگر ایک ایک مومن کے لئے بعوض ایکدفعہ پانی پلانے کے اس
قدر حورین ملتی ہین تو پہر [illegible] مین اور رنڈیون کے چکلہ مین کیا فرق ہے ۔ اسکی آزادی
دیکھکر مینے اسکو تو جواب سے مخاطب نہ کیا پر اس خیال سے کہ اب یہہ لوگ ان باتون کو عام
مسلمانون مین پہیلانے لگے ہین اسکا جواب اس مقام مین مناسب سمجھا اور اسکو بہی یہی کہدیا
کہ اسبات کا جواب اشاعۃ السنہ مین تحریر کرینگے ۔

یہان سے اہل اسلام تاثیر تعلیم مدرستہ العلوم علیگڈہ کا اندازہ کرلین اور جو جو
ابطال و انکار اصول اسلام اس سے متفرع ہونے والا ہے اسکا نمونہ بہی ایک بات دیکہہ لین ۔
حامیان مدرستہ العلوم کہتے ہین کہ مدرستہ العلوم کی تعلیم مین سید احمد خانصاحب کی خیالات
و اعتقادات کو کیا دخل ہے ۔ وہان مذہبی تعلیم اہل سنت کو تو کتب اہلسنت سے ہوتی
اور شیعہ کو کتب اہل تشیع سے مگر یہہ بات انکی سراسر دہوکہ ہے ۔ مانا کہ وہان دس پندرہ
[illegible] کے لئے ہدایہ یا شرائع کا شغل کرایا جاتا ہے مگر اس شغل کے بعد تو تمام روز وہی اشتغال
و خیال و صحبتین رہتے ہین جو دین و ایمان کے مخرب ہین کہین تہذیب الاخلاق مطالعہ مین آتی ہے

کہین تفسیر سراپا تحریف یا کسی اور دہریہ یوروپ کی تالیف پڑہی جاتی ہے - کہین از اہل سید احمد تہا
یہا در کلکتہ یا شملہ سے آتے یا جاتے کوئی لکچر مبطل اصول اسلام دی رہے ہین - کہین آپکے حواریین آپکی
تائید مین سپیچ فرما رہے ہین - غرض رات دن یہی وہت طالب علمون کے کان مین پڑتی ہے - پہر وہان
وہ بیدردمنت کے شغل شرح وقایہ یا شرایع کی کیا چلتی ہے -

دیکہو مشن کے بعضے سکولون مین قرآن بہی پڑہا جاتا ہے مگر جب ساتہ اسکے انجیل کا سبق ہوتا ہے
تو وہ قرآن کا پڑہنا کسکام آتا ہے -

نہین نہین یہی غلطی کی مدرستہ العلوم علیگڈہ مشن کے سکولون کے برابر نہین - بلکہ **اس سے**
بدرجہا **بدتر** ہے اور اہل اسلام کے لڑکون کے لئے نہایت مضر - اسلئے اگرچہ **مشن** مین پادری
انجیل پڑہاتے ہین مگر مسلمانون کے اکثر لڑکے اوسسے کچہہ ضرر نہین پاتے وہ مذہب عیسائی کو باطل
سمجہکر جو کچہہ زبان سے پڑہتے ہین دل سے اسکو جہوٹ جانتے ہین اور اسکے سبب اپنے اعتقاد کو چہوڑ
نہین دیتے **بخلاف** خیالات سید احمد خان کے کہ قرآن وحدیث کے لباس مین ظاہر کئے جاتے ہین
اسکو مسلمانون کے ناواقف لڑکے قرآن وحدیث کے مطابق سمجہکر قبول کر لیتے ہین اور اسلام کو
ہاتہہ سے دے بیٹہتے ہین - وہی نوجوان مدرسہ علیگڈہ مین جانے سے بیشتر خاصہ پکا مسلمان تہا
مگر جب علیگڈہ سے ہوکر آیا تو کچہہ کا کچہہ بن گیا - صورت وسیرت و لباس و قول و عمل و اعتقاد سے اسلام
کا معارض نظر آیا - یہہ ذکر مدرستہ العلوم بذیل اعتراض بر نوجوان کے تبعًا و اتفاقًا ہو گیا ہے مستقل
طور پر اسکا ذکر جمیل پہر کسی موقع پر ہوگا اس مقام مین صرف اتنا بیان کرنا مقصود تہا کہ جو اعتراض
اسلام پر ہنود و عیسائی کرتے ہین وہ اب نیچری کرنے لگے ہین - اور اس اعتراض مین وہ ہندوؤن
اور عیسائیون کی نسبت زیادہ افسوس کا محل ہے -

الحاصل دونون دلیلین خیالی مخاطب امام غزالی کے مقابلہ مین باطل و ناتمام اور امام
غزالی کے دعوی کو اوٹہا نہین سکتے ہین -

اس بیان مین گو کسیقدر تطویل ہو گئی ہے مگر اس تطویل سے یہہ بات بخوبی ثابت ہوئی کہ جو کچہہ

امام غزالی یا تمام مسلمان بہشت اور نعماء بہشت کی نسبت خیال رکھتے ہین وہ صحیح و حق و عقل و نقل کے مطابق ہین اور جو جناب مخاطب نے اُسپر نکتہ چینی کی ہے وہ نیچر اور نیچر کی برخلاف ہے۔

اسکے بعد امام صاحب نے فرمایا ہے دوسری مثال وجود عقلی کی آنحضرت صلعم کا یہہ قول ہے

المثال الثانی قولہ صلعم ان اللہ خمر آدم بیدہ اربعین صباحا فقد اثبت للہ تعالے یداً ومن قام عندہ البرہان علے استحالتہ الید للہ تعالے التی ہی جارحۃ محسوسۃ او متخیلۃ فیثبت للہ تعالے یداً روحانیاً وعقلیاً اعنی انہ یثبت معنے الید و حقیقتہ وروحہ دون صورتہ اذ روح الید ومعناہ ما یبطش بہا و یفعل و یعطے و یمنع واللہ تعالے یمنع و یعطے بالملائکۃ۔ × × × × × × ×

کہ اللہ تعالے نے حضرت آدم کی مٹی کو چالیس دن تک اپنے ہاتھہ سے گوندھا ہے اس سے خدا کے لیے ہاتھہ ثابت ہوتا ہے اور جسکے لئے نزدیک خدا کے لئے ہاتھہ (جو ایک نظر آتا یا خیال کیا جاتا عضو ہے) کا ہونا محال ہے وہ خدا کے لئے روحانی اور عقلی ہاتھہ ثابت کرتا ہے یعنے ہاتھہ کی صفت اور حقیقت اور اسکی روح نہ اسکی صورت کہ ہاتھہ کی روح اور حقیقت یہہ ہے کہ اس سے پکڑا جاوے اور لیا دیا جاوے اور اللہ تعالے فرشتون کے واسطہ سے دیتا ہے اور روکتا ہے یعنے اس ہاتھہ سے فرشتہ مراد ہے۔

اما الوجود الشبہی فمثالہ الغضب والشوق والفرح والصبر وغیر ذلک مما ورد فی حق اللہ تعالے فان الغضب مثلاً حقیقتہ انہ غلیان دم القلب لارادۃ التشفی۔ وہذا ینفک عن نقصان و الم فمن قام عندہ البرہان علے استحالتہ ثبوت نفس الغضب ثبوتاً ذاتیاً وحسیاً وخیالیاً وعقلیاً نزلہ علے ثبوت صفۃ اخرے یصدر منہا ما یصدر

وجود شبہی کی مثال غصہ۔ شوق۔ خوشی صبر وغیرہ صفات ہین جو خدا کے حق مین وارد ہین غصہ کی حقیقت یہہ ہے کہ خون دل جوش مین آوے تاکہ اس سے دل کا ارمان نکل جاوے

اور یہہ امر نقصان اور رنج سے خالی نہین ہے اور جس شخص کے نزدیک خدا کے لئے وجود ذاتی وحسی و خیالی و عقلی غصہ کے محال ہونے پر دلیل قائم ہے وہ اس غصہ کو اور صفت پر محمول کرتا ہے

من الغضب کارادة العقاب والارادة لاتناسب الغضب فی حقیقتہ ذاتیۃ لاکن فی صفۃ من الصفات تقاربہا او اثر من الآثار یصدر عنہا وھو الایلام۔

جس سے وہی اثر ظاہر و صادر ہوتا ہے جو غصہ سے صادر ہوتا ہے جیسے ارادہ انتقام اس ارادہ کو غصہ سے حقیقت ذاتی میں مناسبت نہیں ہے بلکہ صفۃ میں جو اس حقیقت کے قریب قریب ہو یا اثر میں جو اس سے صادر ہو وہ کیا ہے کسیکو دکھ پہنچانا یا تکلیف دینا۔

راقم کہتا ہے جن لوگون سے امام صاحب نے مثال دوم وجود عقلی اور مثال وجود شبہی کی تاویل نقل کی ہے وہ فلسفی مسلمان ہین جو ایک دفعہ دریا فلسفہ مین ڈوبے ہین تو پہر باوجود ارادہ باہر نکلنے کی اس سے نکل نہین سکی اُنکی کسی نہ کسی بلا مین مبتلا ہین پر اُسکو ابتلاء نہین سمجھے۔ اور بعض تو انمین ایسے ہین کہ ابتک اسکے قعر مین مستغرق ہین اور بحر شریعت اسی دریاے فلسفہ کو سمجھتے ہین۔ جناب مخاطب اور اُنکے ہم مذہب ان ہی لوگون کے مقلد ہین اور انکی تقلید سے صفات باری مین یہی اعتقاد رکہتے ہین چنانچہ مولوی مہدی علیصاحب نے مضمون نمبر ۸۹ تہذیب مین خدا تعالے کے ہاتہ کو اسی وجود عقلی سے تاویل کیا ہے اور جناب مخاطب نے مضمون نمبر ۲ مین اسکو تصدیق فرمایا اور سوا اسکے اور بہت جگہہ ایسا ہی فرمایا ہے۔ ولیکن سلف صالحین صحابہ و تابعین و ائمہ اخیار و محدثین انکے مخالف ہین۔ وہ جملہ صفات باری ید۔ وجہ۔ استواء وغیرہ کو نہ ظاہری معنے پر جو جسم کے مناسب ہین محمول کرتے ہین اور نہ اُنکی تاویل وجود عقلی یا شبہی سے جائز سمجھتے ہین۔ بلکہ حقیقت ان صفات کو خدا کے سپرد کرتے ہین اور اُنکے وجود پر جس معنے کر کہ خدا نے ارادہ کیا ہے اور اسکی ذات کو لائق ہے ایمان رکہتے ہین۔

وہ کہتے ہین کہ خدا تعالے کا ہاتہ ہے نہ ایسا جیسا ہمارا یا کسی اور مخلوق کا اور نہ ان معنے کر کہ اس سے کوئی قوت یا قدرت مراد ہے بلکہ اس معنے کر جو خدا کی ذات کو لائق ہے اور خدا کے نزدیک وہ مراد ہے اسکی حقیقت کا ہمکو علم نہین پر اسکے لوازم و آثار و افعال کا علم حاصل ہے۔ لینا دینا بنانا بگڑنا وغیرہ افعال اسکے لوازم و آثار ہین۔ و علے ہذا القیاس وہ بقیہ صفات کو خیال کرتے ہین۔

حنابلہ کا صفات باری میں یہی اعتقاد ہے جسکو متعصب یا ناواقف لوگ تجسیم و تشبیہ سے تعبیر کرتے ہیں اور اس اعتقاد کے معتقدین کا مجسم اور مشبہ نام رکھتے ہیں —

امام الحنابلہ شیخ الاسلام ابن تیمیہ نے مسئلہ استوا کو باب میں فرمایا ہے کہ اسمیں وہی قول

القول فی الاستواء والنزول کالقول فی
سائر الصفات التی وصف اللہ بہ انفسہ فی
کتابہ وعلی لسان رسولہ صلعم فان اللہ تعالے
سمی نفسہ باسماء ووصف نفسہ بصفات فالقول
فی بعض ہذہ الصفات کالقول فی بعض ومذہب
سلف الامۃ وائمتہا ان نصف اللہ تعالے
بما وصف بہ نفسہ وبما وصفہ بہ رسولہ صلعم من غیر
تحریف ولا تعطیل ولا تکییف ولا تمثیل فلا یجوز
نفی صفات اللہ تعالے التی وصف بہا نفسہ ولا یجوز
تمثیلہا بصفات المخلوقین بل ہو سبحانہ لیس
کمثلہ شئی وہو السمیع البصیر لیس کمثلہ شئی
لا فی ذاتہ ولا فی صفاتہ ولا فی افعالہ۔
ومذہب السلف مذہب بین مذہبین
وہدی بین الضلالتین اثبات الصفات
ونفی مماثلۃ المخلوقات فقولہ تعالے لیس
کمثلہ شئی رد علی اہل التشبیہ والتمثیل
وقولہ وہو السمیع العلیم رد علی اہل النفی
والتعطیل فالممثل اعشی والمعطل اعمی

(مقبول) ہے جو تمام صفات باری میں ہے
جن صفات سے خدانے اپنا آپکو موصوف
فرمایا ہے ان میں سے ایک صفت میں وہی
قول ہے جو دوسرے میں ہے مذہب سلف
امۃ اور ائمہ کا اس میں یہہ ہے کہ ہم خداکو اس
صفت سے موصوف کریں جس سے خدانے اپنے
آپکو اور اسکے رسول نے خداکو موصوف کیا ہے
نہ اسکو تحریف (یعنے تاویل) کرکے بے معنی و بے کار
کردیں اور نہ اسکی کوئی مثال و کیفیت بیان
کریں نہ کسی صفت کی نفی کریں نہ کسی صفت کو صفات
مخلوقات سے تشبیہ دیں وہ خدا تعالے ایسا ہے
کہ اسکی مثل کوئی چیز نہیں اور وہ سننے اور دیکھنے
والا ہے کوئی چیز نہ اسکی ذات کی مثل ہے نہ اسکی
صفات کی نہ اسکی افعال کی - مذہب سلف ہمیں
دو مذہبوں کے بیچا بیچ میں ہے دو گمراہیوں کے
بیچ میں وہ ہدایت ہے یہہ کہ خدا کی صفات
کو ثابت کریں اور مشابہتہ مخلوق کو مٹادیں
پس خدا کا یہہ قول کہ اسکی مثل کوئی چیز نہیں ہے

والممثل يعبد صنماً والمعطل يعبد عدماً

خدا کی صفت کو مخلوق سے تشبیہ و تمثیل دینے والون پر رد ہے اور خدا کا یہہ قول کہ وہ سننے اور دیکھنے والا ہے۔ اسکی صفات کو مٹانے والے اور اسکو صفات سے بیکار کرنے والون پر رد ہے۔ صفات خدا کی مثال بنانے والا نیم کور ہے اور خدا کو صفات سے معطل کرنے والا اندھا ہے۔ تشبیہ دینے والا بت کی پرستش کرتا ہے اسکو صفات سے معطل کرنے والا محض عدم کو پوجتا ہے۔

یہی اعتقاد اکابر ائمہ محدثین نے سلف سے نقل کیا ہے اور اسکے خلاف کو ضلالت سے تعبیر کیا ہے امام **ابو عیسے** محمد بن عیسے ترمذی نے اپنی کتاب **سنن جامع** مین (بذیل اس حدیث کے کہ

وقد قال غير واحد من اهل العلم في هذا الحديث وما يشبه هذا من الروايات من الصفات ونزول الرب تبارك وتعالى كل ليلة الى السماء الدنيا قالوا قد تثبت الروايات في هذا ويؤمن بها ولا يتوهم ولا يقال كيف هكذا روي عن مالك بن انس وسفيان بن عيينة وعبد الله بن المبارك انهم قالوا في هذه الاحاديث امروها بلا كيف وهكذا قول اهل العلم من اهل السنة والجماعة واما الجهمية فانكرت هذه الروايات وقالوا هذا تشبيه وقد ذكر الله تبارك وتعالى في غير موضع من كتابه اليد والسمع والبصر فتأولت الجهمية هذه الآيات وفسروها على غير ما فسر اهل العلم وقالوا ان الله لم يخلق آدم بيده وقالوا انما اليد القوة وقال اسحاق

خدا تعالی پاک صدقہ کو لینے والے ہاتھ سے قبول کرتا ہے) فرمایا ہے کہ بہت سے اہل علم نے اس حدیث مین اور جو اسکی مثل صفات باری مین وارد ہین فرمایا ہے کہ اسمین جو کچھہ وارد ہے اسپر ہم ایمان لاتے ہین اور اسمین وہم نہین دوڑاتے اور یہہ نہین کہتے کہ وہ کیونکر ہین۔ ایسا ہی امام مالکؒ و سفیانؒ و عبد اللہ بن المبارکؒ سے مروی ہے انہون نے کہا ہے کہ ان احادیث کو جیسے یہہ آئی ہین ویسے ہی جاری کرو اور انکی کیفیت سے تعرض نکرو یہی اعتقاد اہل سنت و جماعت کا ہے فرقہ جہمیہ اسکے منکر ہین اور اس اعتقاد اہل سنت کو تشبیہہ کہتے ہین۔ اور جو خدا تعالی نے بہت جگہہ اپنی کتاب مین اپنے لیے ہاتھہ سننے دیکھنے کو ذکر فرمایا ہے تو اسکی جہمیہ نے بخلاف اہل علم تاویل کی ہے کہتے ہین کہ ہاتھہ

ابن ابراہیم انما یکون التشبیہ اذا قال ید کید او مثل ید او سمع کسمع او مثل سمع فاذا قال سمع کسمع او مثل سمع فہذا التشبیہ واما اذا قال کما قال اللہ تعالے ید وسمع وبصر ولا یقول کیف ولا یقول مثل سمع ولا کسمع فہذا لا یکون تشبیہاً وہو کما قال اللہ تبارک وتعالے فی کتابہ لیس کمثلہ شئ وہو السمیع البصیر

سے قدرت مراد ہے اسحاق بن ابراہیم انکو رد یون کہتے ہین کہ خدا کے لیے ہاتہہ ثابت کرنے مین تشبیہ تب ہو جبکہ اسکے ہاتہہ کو کیسے ہاتہہ کی مثل کہا جاوے اور اسکے سننے کو کیسے سننے کی مثل۔ اور اگر صرف اتنا ہی کہین جتنا خدا نے کہا ہے کہ خدا کے لئے ہاتہہ ہے اور سنتا ہے اور دیکھتا ہے اور یہہ نکہین کہ کیسا ہے اور نہ یہہ کہین کہ کسی مخلوق جیسا ہے تو یہہ تشبیہ نہین ہے چنانچہ خدا تعالے خود فرماتا ہے لیس کمثلہ شئ وہو السمیع البصیر یعنے اسکی مانند کوئی چیز نہین۔ اور وہ سننے دیکھنے والا ہے اور ملخص طبقات ذہبی مین بذیل ترجمہ خطیب بغدادی مرقوم ہے کہ خطیب کی کلام سے یہہ بھی ہے کہ صفات باری مین کلام اور جو اسمین کتب سنن وصحاح مین مذہب سلف مروی

من کلام الخطیب اما الکلام فی الصفات وان ما روی فیہا فی السنن والصحاح مذہب السلف اجراؤہا علی ظواہرہا ونفی الکیفیۃ والتشبیہ عنہا وقد نفاہا قوم فابطلوا ما اثبتہ اللہ تعالے وحققہا قوم من المثبتین فخرجوا فی ذلک الی ضرب من التشبیہ والتکییف والقصد انما ہو سلوک الطریق المتوسط بین الامرین ودین اللہ تعالی بین الغالی فیہ والمقصر عنہ والاصل فی ہذا ان الکلام فی الصفات فرع الکلام فی الذات ویحتذی فی ذلک حذوہ ومثالہ فاذا کان معلوم

ہو یہہ ہے کہ انکو ظاہری معنون پر (جو شایان ذات جلالت ہین) جاری کیا جاوے اور کیفیت وتشبیہ کو انسے دور کیا جاوے۔ ان صفات کو ایک قوم (یعنے جہمیہ مقلدین فلاسفہ) نے تو صاف مٹا یا ہے اور جو خدا تعالے نے ثابت کیا ہے اسکو انہون نے باطل کیا اور ایک قوم (یعنے فرقہ مجسمہ) نے ایسا ثابت کیا ہے کہ اس ثبات مین تشبیہ وبیان کیفیت کا رستہ اختیار کیا ہے۔ میانہ روی یہی ہے کہ دونون مذہب کے بیچ کے راہ چلین اور افراط اہل ثبات اور تفریط اہل نفی کے مابین دین

ان اثبات رب العالمین انما ہو اثبات وجود لا اثبات کیفیۃ فکذلک اثبات صفاتہ انما ہو ثبات وجود ولا اثبات تحدید وتکییف فاذا قان الله ید وسمع وبصر فانما ہی صفات اثبتہا الله تعالے لنفسہ ولا نقول ان معنی الید القدرۃ ولا ان معنے السمع والبصر العلم ولا نقول انہا جوارح ولا نشبہہا بالایدی والاسماع والابصار التی ہی جوارح وادوات القول ونقول انما وجب اثباتہا لان التوقیف ورد بہا ووجب نفی التشبیہ عنہا لقولہ تعالے لیس کمثلہ شئ ولم یکن لہ کفوًا احد

اختیار کریں - اصل اسمین یہہ ہے کہ خدا کی صفات میں کلام کرنا اسکی ذات میں کلام کرنے کی فرع ہے اور یہہ اسکے قائم مقام اور اسکی مثال ہے اور ظاہر ہے کہ خدا کی ذات کا اثبات اسی حد تک ہوا ہے کہ اسکا وجود ہے نہ یہہ کہ اسکی ذات کسطرح کی ہے اور اسکی کیفیت کیا ہے - اسی طرح اسکی صفات کا اثبات اسیقدر ہوسکتا ہے کہ ان صفات کا وجود ہے نہ یہہ کہ انکی کیا حقیقت ہے پس جب ہمنے کہا کہ خدا کے لئے ہاتھ ہے یا سننا تو ہمسے یہی مراد ہے کہ یہہ خدا کی صفتیں ہیں جنکو خدا نے اپنی ذات کے لئے ثابت کیا ہے - اسمین ہم یہہ نہین کہتے کہ ہاتھ سے مراد قدرت ہے اور سمع اور بصر سے مراد علم ہے - اور نہ یہہ کہتے ہین کہ وہ ہمارے جیسے جوارح و آلات جسمانی ہین - ہم تو یہی کہینگے کہ ان صفات کے وجود سے شارع نے ہمکو واقف کیا ہے اسلئے ہم پر انکا ماننا واجب ہے اور انکی مخلوق سے تشبیہ دینے کی نفی بھی واجب ہے خدا نے خود فرمایا ہے اسکی مثل کوئی چیز نہین ہے - اور اسکا کوئی ہمتا نہین ہے -

اور تفسیر **معالم التنزیل** مین بذیل آیہ ثم استوی علی العرش فرمایا ہے کہ معتزلہ اس استوا کی استیلاء سے

واولت المعتزلۃ الاستواء بالاستیلاء فاما اہل السنۃ فیقولون الاستواء علی العرش صفۃ لله تعالے بلا کیف یجب علی الرجل الایمان بہ ویکل العلم فیہ الی الله عزوجل وسال رجل مالک بن انس عن قولہ الرحمن علی العرش استوی کیف استوی

تاویل کرتے ہین مگر اہل سنت کہتے ہین کہ استوار علے العرش خدا کی ایک صفت ہے جسکی کیفیت نامعلوم ہے انسان پر واجب ہے کہ اسپر ایمان لاوے اور اسکی (حقیقت کا) علم خدا کے سپرد کرے - ایک شخص نے امام مالک سے آیہ الرحمن علے العرش

فاطرق راسہ ملیا وعلاہ الرحضاء ثم قال الاستواء غیر مجہول والکیف غیر معقول والایمان بہ واجب والسوال عنہ بدعۃ وما اظنک الا ضالا ثم امر بہ فاخرج وروی عن سفین الثوری والاوزاعی واللیث بن سعد وسفین بن عیینۃ وعبد اللہ بن المبارک وغیرہم من علماء السنۃ فی ہذہ الآیات التی جاءت فی الصفات المتشابہات امروہا کما جاءت بلا کیف۔

استوی کا مطلب پوچھا اور کہا کہ خدا کا استوا عرش پر کیونکر ہے تو آپنے دیر تک سر کو نیچے کر لیا اور انکو پسینہ آگیا پھر فرمایا کہ خدا کا عرش پر ہونا معلوم ہے اور اسکی کیفیت مجہول اور اسپر ایمان لانا واجب ہے اور اس سے سوال بدعت ہے میرے خیال میں تو کوئی گمراہ معلوم ہوتا ہے پھر آپنے حکم دیا تو وہ شخص نکالا گیا۔ اور سفیان ثوری اور اوزاعی اور لیث ابن سعد و سفیان بن عیینہ و عبد اللہ بن مبارک وغیرہ علماء اہل سنت سے یہی مروی ہے کہ ان آیات کو جو صفات متشابہات میں وارد ہوئیں جیسی وہ وارد ہیں ویسے انکو جاری کرو اور انکی کیفیت سے تعرض نکرو۔ اسبارے میں کئی رسایل مستقل سلف وخلف نے تالیف کئے اور وہ خدا تعالی کی عنایت سے چھپکر شائع بھی ہوگئے ہیں ازانجملہ دو رسالہ نہایت عجیب ہیں† التحف فی الارشاد الی مذہب السلف تالیف امام محمد بن علی شوکانی۔ وجواب سوال از شیخ محمد بن ناصر حازمی۔

اس تفصیل سے ثابت ہوا کہ سلف صالحین صفات باری میں تفویض وتسلیم کے قایل ہیں نہ انکو صفات مخلوق کی مانند سمجھتے ہیں نہ انمیں تاویل کو پسند کرتے ہیں۔ تاویل تعطیل اہل بدعت وضلالت (فلاسفہ یا مقلدین فلاسفہ) کا مذہب ہے جو جناب مخاطب اور انکے ہمنواؤں نے اختیار کیا ہے۔ **ولیکن اس** تفصیل کو جناب مخاطب کب سنتے ہیں اور ترمذی یا ذہبی یا امام مالک یا عبد اللہ بن المبارک کی کب مانتے ہیں اور کسی محدث یا مفسر یا صحابی یا تابعی کو وہ کیا جانتے ہیں۔

† یہہ رسالے لاہور میں حافظ بہادر دین ٹھیکہ دار ساکن کوچہ کندیگران سے اور شیخ محی الدین تاجر کتب ساکن بازار کشمیری سے بقیمت ۳ر معہ محصول ڈاک مل سکتے ہیں ایسا ہی اور رسایل توحید وصفات۔

پس وہ سلف صالحین کی متابعت سے تفویض کو کیونکر قبول کرتے ہین اور اپنے فلسفی مذہب تاویل کو کسطرح بدعت سمجھہ سکتے ہین اسلیئے مناسب ہے کہ انکا افہام انجام عقلی تقریر سے عمل مین آوے - اور کسی نیچری کی کلام کو ہمین بطور سند پیش کیا جاوے - سو جناب خود بدولت ہی ہین جو صفات باری مین اپنی عقل سے وہی تقریر کر چکے ہین جو مذہب محدثین کے قریب قریب ہے -

چنانچہ تہذیب الاخلاق سنہ ۱۲۹۰ھ نمبر چہارم مین بصفحہ ۱۰ آپ فرماتے ہین -

مضمون نمبر ۴۰۲

عقاید مذہب اسلام

عقیدہ سوم

متعلق بہ صفات باری جل جلالہ

وہ ہستی جسکو ہم خدا یا علۃ العلل کہتے ہین نہ ہمارے دیکھنے مین آتا ہے نہ چھونے مین اور نہ خیال مین تو ہم بجز اتنی بات جاننے کے کہ ہو اور کچھہ حقیقت اسکی ذات کی نہین جان سکتے خدا بہی تو اپنی ذات کی حقیقت ہمکو نہین بتا سکتا - موسٰی نے پوچھا کہ فرعون کے پاس تیرا پیغام لیکر جاؤن تو کیا بتاؤن کہ تو کون ہے تو یہی جواب ملا کہ مین وہی ہون جو ہوان پس جبکہ ہم ایک ذات کی حقیقت نہین جان سکتے تو اسکی صفات کی حقیقت بہی نہین جان سکتے بلکہ درحقیقت اسکو کسی صفت کا محل نہین قرار دے سکتے

تمام صفات جنکو ہم خیال کر سکتے ہین وہ سب مفہومات ہین جو ہمنے بلحاظ ان چیزون کے حالتون کے جنکو ہم دیکھتے ہین یا چھوتے ہین یا سونگتے ہین یا سنتے ہین یا سمجھتے ہین اخذ کئے ہین مگر جبکہ وہ ہستی ہماری ان سب حسون سے اوپر ہے تو ہم کیونکر جان سکتے ہین کہ وہ صفات اسمین بہی ہین یا وہ ان صفات کا محل بہی ہو سکتی ہے اسلئے تمام صفات جو خدا کی طرف نسبت کیجاتی ہین انکو یون کہا جاتا ہے کہ وہ صفات تو اسمین ہین مگر ویسی نہین ہین جیسیکہ ہم جانتے ہین یعنے جو حقیقت

ان صفات کی جو ہم نے موجودات عالم سے اخذ کر کر سمجھی ہے وہ حقیقت ان صفات کی نہیں ہی جو اسمین ہین اور یہہ کہنا ہمارا صاف صاف یہی کہتا ہے کہ اُن صفات کا جنکو ہم جانتے ہین انمین ہونا نہین جانتے ۔

خدا کو ہاتہہ پاؤن والا آنکہہ والا بولتا چلتا پہرتا سنتا دیکہتا کرتا کراتا جیتا جاگتا خوش ہونے والا خفا ہونے والا سب کچہہ کہتے ہین ۔ مگر اسکے ساتہہ یہہ بہی کہتے ہین کہ ہمارے سے ہاتہہ پاؤن ہمارا سا منہہ ہمارا سا بولنا ہمارا سا چلنا پہرنا ہمارا سا سننا دیکہنا ہمارا سا کرنا کرانا ہمارا سا جینا جاگنا ہمارا سا خوش اور خفا ہونا نہین ہے ۔ مگر جب پوچہو کہ اگر ویسا نہین ہے تو پہر کیا ہے تو جواب یہی ہوگا کہ ہم نہین جانتے ۔ بات کا تو بہت اُلٹ پہیر ہوا مگر نتیجہ یہی نکلا کہ اُن صفات کا جنکو ہم جانتے ہین اُس مین ہونا نہین جانتے ۔

صفات باریکا اسکی نسبت یقین کرنا اس یقین سے نہین ہی کہ درحقیقت وہ صفتین جسطرح ہم انکو جانتے ہین اسمین ہین یا وہ انکا محل ہے بلکہ یقین اس وجہ سے ہی کہ ایسی ذات کو جو علت العلل ہے ان صفات کو مشابہ صفتون کا موصوف یا ان صفات کی مانند قدرتون پر قادر ہونا لازم ہی کیونکہ بغیر اُنکے وہ علت العلل نہین ہو سکتی جسکا علت العلل ہونا تسلیم کیا تہا ۔

زندگی اور موت دو صفتین ہین جنکے مفہوم کو ہمنے جاندار چیزون کی حالات سے اخذ کیا ہے پس کیا ہم یقین کر سکتے ہین کہ اس زندگی یا موت کا جسکو ہم جانتے ہین خدا محل ہو سکتا ہے یا اسیہہ ہم اسکو حی لا یموت کہتے ہین ۔ دہریون نے مسلمانون کی مذہبی کتابون مین اُن لفظون کو جو صفات باری کی نسبت بولے گئے ہین انہی کا مفہومات کا دال سمجہہ لیا جو انہون نے موجودات کی حالات سے اخذ کئے تہے اور پہر ان صفات کے منکر ہو کر کہنے لگے کہ ہم کیونکر یقین کرین کہ صفت قدرت کی یا رحم کی اسمین ہے ۔ ہم کہتے ہین کہ ہم کب یقین کرتے ہین اور ہم کب اُن صفتون کا جنکو ہم جانتے ہین اُسکو محل قرار دیتے ہین بلکہ یہہ کہتے ہین کہ جن صفتون کو ہم جانتے ویسی ہی کچہہ اس علۃ العلل کی ذات کو لازم ہین اور اسی لئے اسکے لوازم ہونے پر یقین ہے ۔ ×××××××××

تا آنہیہ جسطرح ہم اسکی ذات کی حقیقت نہین جانتے اسطرح اسکی صفات کی حقیقت کو بہی نہین جانتے

بانی اسلام نے بہی انکی حقیقت کا جاننا ہمارے ایمان کا جز نہین قرار دیا بلکہ خود اُسنے انکی حقیقت کو کچہہ

خود نہین بتلایا غفور - رحیم - قادر - حی - لاہوت بتلایا اور اس بتانے سے اسکی ذہنے کا محل ہونا

لازم نہ آیا تو ایسا خیال کرنا خود ہماری غلطی ہے -

خدا کے ساتہہ جن صفتون کو ہم بتاتے ہین گو انکے مفہومات تو موجودات کے حالات سے اخذ کئے ہوئے

ہین مگر خدا کیطرف من حیث الاطلاق نسبت کرتے ہین بلکہ اطلاق کی قید سے بہی مطلق رکہتے ہین

تاکہ صرف مفہوم ہی مفہوم باقی رہ جاوے اور اسیلیے جب کسی صفت کو کہتے ہین کہ ہے تو یہہ ہی

کہتے ہین کہ ایسے نہین ہے -

یہہ ایک بحث عام صفات باری کی نسبت تہی اور آیندہ ہم وقتاً فوقتاً ہر ایک صفت کی نسبت

خاص خاص بحث کرینگے و لی التوفیق - (راقم سید احمد)

یہہ کلام انرایبل صاحب بہادر اگرچہ شتر و گربہ سے خالی نہین کیونکہ اسکی کسی فقرہ مین تفویض

و تسلیم صفات مناسب ذات پائی جاتی ہے جیسا کہ اہل حدیث کا اعتقاد ہے اور کسی فقرہ سے نفی

و تعطیل ٹپکتی ہے جو جہمیہ کا اعتقاد ہے ولیکن ہمکو آپکے جہمیانہ فقرات سے کچہہ کام نہین بلکہ بس

مقام الزام مین صرف انہی فقرات سے احتجاج و استدلال کافی ہے جنمین تفویض پائی جاتی ہے -

اور انپر خط کہینچکر نمبر و نشان لگائے گئے ہین - ان فقرات خمسہ کی وست آویز سے انرایبل صاحب

بہادر اور اُنکے ذریات کو الزام دیتے اور یہہ کہتے ہین کہ جس حالت مین خود انرایبل صاحب بہادر

صفات باری مین ایسا کچہہ کہہ چکے ہین جسکے رو سے خدا کے ہاتہہ وغیرہ صفات کا وجود ذاتی

مناسب ذات خداوندی ممکن ہے تو پہر اسکو بوجود عقلی کیون تاویل کیا جاتا ہے اور اسکا بوجود

ذاتی موجود ہونا اور اسکی حقیقت و کیفیت کا علم خدا کی سپرد ہونا کیون تسلیم نہین کیا جاتا - اور اسکی

نسبت یہہ کیون نہین کہا جاتا (جیسے آپنے ان فقرات مین کہا ہے) کہ ہاتہہ تو ہمین ہے مگر ایسا نہین جیسا ہم جانتے ہین

(۲) جس ہاتہہ کو ہم جانتے ہین اسکا ہونا ہمین نہین جانتے (۳) پر جس ہاتہہ کو

ایساہی کچہہ اس علۃ العلل کی ذات کو لازم ہے (۴) باانہمہ جسطرح ہم اسکی ذات کی حقیقت نہین جانتے اسیطرح اُسکے ہاتہہ کی حقیقت نہین جانتے بانی اسلام نے بہی اسکی ہاتہہ کی حقیقت کا جاننا ہمارے ایمان کا جزو قرار نہین دیا۔ ید اللہ فوق ایدیہم۔ بل یداہ مبسوطتان۔ والسماء بنیناہا بایدٍ۔ یمین اللہ ملاء وغیرہ فرمادیا (۵) اسیواسطے جب ہم ہاتہہ کو کہتے ہین تو یہہ بہی کہتے ہین کہ ایسا نہین ہے دیسے جیسا ہمارا) یہہ بیان الزام و افحام نیچریون کے لئے (اگر وہ منفعل ہون) کافی برہان ہے اور جو منفعل نہون انکے سامنے بدیہی سے بدیہی دلیل ہے مضحکہ و ہزیان ہے۔ اور اس مقام مین کہ اس مسئلہ کا ذکر صرف الزام نیچریہ کیلئے نہین ہوا بلکہ عامہ خیالات کی اصلاح بہی اسمین مدنظر ہے اکثر لوگ مسئلہ صفات مین حق و تحقیق سے ناواقف ہین اور اس ناواقفی کے سبب از دست اہلحق (محدثین حنابلہ) پر یہہ سوء ظنی رکہتے اور طعن کرتے ہین کہ یہہ لوگ خدا کو عرش پر مستقر بتاتے ہین اور اسکا عرش پر ہونا اور اسکے ہاتہہ پاؤن اپنے سے جانتے ہین۔ یہہ سوء ظنی و ناواقفی نہ صرف عوام جہلا کو ہے۔ بلکہ خواص علماء (و بزعم خود) فضلاء کو بہی دامنگیر ہے۔ اسی مہینے مین دہلی کے مقلدین نے ایک اشتہار شایع کیا ہے جسمین انہون نے میری اس بات کا جواب دیا ہے جو مینے نمبر ۴ جلد ہذا کے صفحہ ۱۲۵ مین انکی درخواست مباحثہ کے جواب مین لکہی تہی کہ مقلدین کو مجہسے الجہنا مناسب نہین۔ ہم اور مقلدین باوجودیکہ مسائل فرعیہ عملیات مین باہم مختلف ہین تاہم اصول اعتقادات مین متفق ہین۔ اور نیچریہ اصول و فروع دونون مین ہم دونون فریق کے مخالف ہین ایسی حالت مین ہم دونون فریق کو مناسب ہے کہ باہمی فروعی جہگڑے چہوڑکر ان مخالفین کی تحریراً و تقریراً خبر لین اس جواب حضرت مقلدین کا حاصل یہہ ہے کہ تم خدا کو عرش پر متمکن کہتے ہو پہر تمہارا ہمارا کیا اتفاق و اتحاد ہے۔ اس بیان مین ہمنے ان حضرات کی سوء ظنی کا بہی علاج کردیا ہے اور خوب تفصیل سے بتایا ہے کہ اہلحدیث کا استوا وید و وجہ وغیرہ صفات باری مین وہی اعتقاد ہے جو تمام سلف صالحین صحابہ و تابعین و ائمہ مجتہدین کا اعتقاد ہے اب تو تو ہمارے حریف بدگمانی او شہادین اور ہمسے اتحاد دیکہتی ہے اور آپ ہمسے اتفاق کرکے اعداء دین نیچریین کی تحریراً و تقریراً خبرلین۔ اور باہمی

مبارزت وخانہ جنگی کو چہوڑ دین ۔

بالجملہ جن لوگون سے امام غزالی نے مثال وجود وجود عقلی اور وجود شبہی کی تاویل اتفاق کے
وہ اہل بدعت وفلاسفہ مشرب ہین اہلحدیث اتباع سنت اس تاویل کو پسند نہین کرتے ۔

ان درجات وجود اور انکی تمثیلات بیان کرنے **کے بعد امام صاحب** نے فرمایا ہے تو جان

اعلم ان کل من نزل قولا من اقوال صاحب الشرع علے درجۃ من ہذہ الدرجات فہو من المصدقین وانما التکذیب ان ینفی جمیع ہذہ المعانی ویزعم ان ما قالہ لا معنے لہ وانما ہو کذب محض وغرضہ فیما قال التلبیس او مصلحۃ الدنیا وہو الکفر المحض والزندقۃ ولا یلزم کفر المؤلین ماداموا یلازمون قانون التاویل کما سنشیر الیہ وکیف یلزم الکفر وما من فریق من اہل الاسلام الا وہو مضطر الیہ فابعد الناس عن التاویل احمد بن حنبل وابعد التاویلات عن الحقیقۃ واقربہا الی ان یجعل الکلام مجازا او استعارۃ ہو الوجود العقلی والوجود الشبہی الحنبلی مضطر الیہ وقائل بہ الی ان نقل اشیاء ذلک عن احمد وغیرہ ۔

لے جتنے صاحب شریعت کی کسی قول کو ان درجات مین سے کسی درجہ پہ محمول کیا وہ شارع کے تصدیق کرنے والون سے ہوا ۔
شارع کو جہوٹا سمجہنا یہی ہے کہ ان سب درجات کو مٹا دینے اور یہہ خیال کرے کہ جو شارع نے کہا ہے اسکا کوئی واقعی مطلب نہین شارع نے لوگون کو دہوکہ دینے کی نیت سے یا دنیاوی مصلحت سے کہا ہے جو کہا ہے اور یہہ خیال محض کفر ہے اور چہپا ارتداد ۔
مگر تاویل کرنے سے کفر لازم نہین آتا جب تک کہ تاویل کرنے والے قانون تاویل کو جسکا ہم آیندہ ذکر کرینگے لازم پکڑے ۔ تاویل کنندگان کی تکفیر کیونکر جایز ہے حالانکہ اہل اسلام سے کوئی فرقہ ایسا نہین ہے جو تاویل کا محتاج نہین ہے ۔

سب سے بڑہکر تاویل سے دور رہنے والے احمد بن حنبل ہین اور سب تاویلوں کی نسبت حقیقت سے دور اور مجاز کے قریب وجود عقلی اور شبہی ہے اور حنبلی بہی اسکے محتاج اور قایل ہین پہر امام صاحب نے اون تاویلوں کی تفصیل کی جو احمد بن حنبل وغیرہ ائمہ اہل سنت نے کی ہین ۔

اور ان تاویلات سے (بزعم امام) کسیکو چارہ نہیں ہے نقل کی ہے ہم انکو بلا ضرورت نہیں کہہ چھوڑ دیا ہے ۔

اس **قول** میں جو امام صاحب نے تکفیر مؤولین سے منع کیا ہے ہمکو تو جناب **مخاطب نے** بڑی خوشی وافتخار سے قبول و تسلیم کر لیا ہے اور اسپر چند نتائج کو بطور سوالات متفرع کیا ہے ۔ اور جو اسمین معنے ظاہری کو سوا اور معانی مجازی لینے کو تاویل قرار دیا ہے اور تاویل کے جواز کو بنا ہی قانون تاویل سے مشروط ٹھہرایا ہے اسکو رد کر دیا ہے چنانچہ **فرمایا ہے** اب ہم

اب ہم پوچھتے ہین کہ موجب اس تشریح کے جو امام صاحب نے بیان کی کیا وجہ ہے کہ جو لوگ ان صحابہ کا اقرار کرتے ہین کہ الاخبار من الجنۃ والنار حق مگر انکے نزدیک دلیل سے ثابت ہوا ہے کہ جنت و دوزخ منوا مالی کا سا باغ اور کلوا لوہار کیسی بھٹی نہین ہو سکتی اور اسلئے وہ اسکا وجود تشبیہی قرار دیتے ہین پھر وہ کیون کافر ہین ؟ ۔

وہ لوگ جنکے نزدیک کسی دوسرے جسم غیر مرئی وغیر محسوس کا مغوی للانسان یا ہادی للانسان ہونا محال ثابت ہوا ہے اور اسلئے وہ شیطان یا ملائکہ کے وجود خارجی کے منکر ہو کر انکا وجود فی نفس الانسان تسلیم کرتے ہین اور بعوض اسکے کہ عورت کی رحم مین ایک مصور فرشتہ گھسا ہوا سمجھین قوت مصورہ ہی پر ملک کا اطلاق کرتے ہین کیون کافر ہین ۔

جو لوگ کہ لوح محفوظ کو لڑکوا کیسی تختی اور قلم کو نیزہ یا ٹھیٹری کا قلم نہین سمجھتے بلکہ اسکا وجود عقلی تسلیم کرتے ہین وہ لوگ کیون کافر ہین ؟ ۔

جو لوگ کہ وحی من اللہ مین کسی دوسرے کیوسطے کو بدلائل محال سمجھتے ہین اور وہ اسی قوت کو جو انبیاء مین ہے جسکے سبب انپر نزول وحی ہوتا ہے اور جسکو ملکہ نبوت سے بھی تعبیر کیا جاتا ہے جبرائیل امین تسلیم کرتے ہین اور کہتے ہین کہ الجبریل حق وہ کیون کافر ہین ؟ ۔ علاوہ اسکے بے انتہا دریا اسی قسم کی مثالون کا اس چشمہ سے جسکو امام صاحب نے کھولا ہے بہہ سکتا ہے ۔

قدرت وصفات خدا ہی ہیں کیوں نہو جب کفر قرار نہیں دیا تو امام صاحب کے بنائے ہوئے قانون تاویل کی مخالفت سے کیون کفر لازم آویگا پس یہہ وہی مثل ہوئی کہ فر من المطر و قع تحت المیزاب کوئی شخص جسکو امام صاحب نے موؔل کہا ہے جب تک کہ وہ تاویل کرتا ہے اور تکذیب نہیں کرتا کافر نہیں کہلایا جا سکتا گو کہ اسکی تاویل کیسی ہی غلط ہو۔ کیا کہوگے حضرت امام محی الدین ابن عربی کو جنکی تفسیر ایسی رکیک تاویلوں سے بھری ہوئی ہے جنکے لئے کوئی قانون ہی نہیں نا ہل ہو کا فر نعوذ باللہ منہا۔

راقم کہتا ہے کہ جو کچھہ آپنے **مقام تسلیم** مین فرمایا ہے اسکا حاصل یہہ ہے کہ جس حالت میں بنا بر تشریح امام صاحب کے باب تاویل مفتوح اور اسکا سلسلہ جاری ہے اور موؔل کی تکفیر نا جائز ہے تو پھر جو لوگ دوزخ و بہشت کے بوجود شبہی تاویل کرتے ہین اور شیطان و ملائکہ کی تقوائے انسانی۔ اور لوح و قلم کے بوجود عقلی اور جبریل کی بقوت ملکہ نبوت تاویل کرتے ہین انکو کافر کہنے کی کیا وجہ ہے۔

اور چونکہ یہہ سوال محض الزامی ہے جو امام غزالی کی اس تشریح و تسلیم تاویل پر مبنی ہے۔ اسلئے امام غزالی کیطرف سے **اسکا یہہ جواب** کافی ہے کہ وجہ جسمانی نعیم و آلام بہشت و دوزخ کو بوجود شبہی اور وجود ذاتی جبریل وغیرہ ملائکہ کو بوجود عقلی تاویل کرنے والے کو کافر کہنے کی ہمارے نزدیک یہہ وجہ ہے کہ وہ ہماری شرط تاویل کا پابند نہیں ہے۔ اور جس محل میں وہ تاویل کرتا ہے اسمین تاویل کی گنجائش نہیں ہے اس محل مین تاویل کرنے سے مہمات عقائد و ضروریات دین کا انکار پایا جاتا ہے چنانچہ اسکا مفصل بیان اس قول کے بعد دوسرے اور تیسرے قول میں آتا ہے۔ رہا اسیر مخاطب کا وہ اعتراض کہ حنبل اور اشعری کے خلاف سے کیوں کفر لازم آسکتا ہے سو عنقریب دفع کیا جاتا ہے۔ اس جواب سے یہہ پہلا سوال تو صاف اٹھہ گیا اور یہہ بھی ثابت ہوا کہ موؔلین وجود جسمانی نعیم و آلام بہشت و دوزخ و وجود ذاتی جبرائیل و ملائکہ کو کافر کہنا اس تشریح امام غزالی کی مخالف نہیں ہے۔ اس تشریح کے صحیح ہونے کے ساتھہ وہ لوگ امام

غزالی کے نزدیک پکے کافر ہین - اور انکے کافر ہونے کی وجہ امام غزالی کی کلام آئیندہ مین بہ بسط تمام مذکور ہے -

اور جو مقام رد مین آپنے رقم فرمایا ہے اسکا ماحصل تین اعتراض ہین -

اول یہہ کہ تاویل کے معنے صحیح صرف الکلام عن الظاہر ہین یعنے کلام کو اسکے ظاہر معنے سے پہیرنا - اور امام صاحب نے تاویل کے معنے صرف الکلام عما قالہ القایل یعنے کلام کو مراد متکلم سے پہیرنا قرار دئیے مین جو مساوی تکذیب ہین اور کفر محض - **اعتراض دوم** - امام صاحب نے بوقت تعذر معنے ظاہری کلام کے معنے تشبیہی ومجازی مراد لینے کو تاویل قرار دیا ہے - اور یہہ حماقت ہے - اسلئے کہ معنے مجازی تاویل نہین ہے بلکہ جسحالت مین مراد متکلم وہی معنے مجازی ہون تو وہی معنے اس لفظ کے اصلی معنے ہین -

مثلاً زید کو شیر کہنے کے وقت لفظ شیر بمعنے ایک انسان بہادر بولا گیا ہے تو یہہ درحقیقت اپنے اصلی معنے مین مستعمل ہوا ہے - نہ تاویلی معنے مین جیسے کسی شخص کا شمس نام رکہنے کے وقت شمس کا اطلاق اسپر بطور حقیقت ہوتا ہے نہ بطور تاویل -

غرض آپکے نزدیک منقول ومجاز مین کچہہ فرق نہین ہے - دونون کا استعمال یکسان اصلی معنے مین ہوتا ہے -

اعتراض سوم - اس قانون کی تاویل بنانے والے امام غزالی خود ہین پہر انکا یہہ کہنا کہ جو کوئی ہمارے قانون تاویل کا پابند نہو گا وہ کافر ہے ویسا ہی فاسد و باطل ہے جیسا اشعری یا حنبلی کا اپنے مخالف مذہب کو کافر کہنا باطل ہے - اور حق اسباب مین یہہ ہے کہ تاویل کا کوئی قانون نہین ہے اور نہ اسکے صحیح وغیر صحیح ہونے کی کوئی شرط ہے - جب تک کوئی تاویل کرتا ہے گو وہ تاویل اسکی کیسی ہے غلط ہو وہ کافر نہین ہے - چنانچہ شیخ محی الدین بن عربی نے ایسی ہی تاویلین رکیک اپنی تفسیر مین کی ہین جنکے لئے کوئی قانون نہین ہے پہر وہ کافر نہین ہے -

جواب اعتراض اول - امام غزالی کی کسی لفظ صریح یا اشارہ سے یہہ معلوم نہین ہوتا

کہ انکے نزدیک تاویل کے معنے وہی معتبر ہیں جو آپکے نزدیک کفر ہین یعنے صرف الکلام عما قالہ القائل یہہ کفر تو آپ ہی کے دل و دماغ سے پیدا ہوا ہے جو کفر کا مخزن و معدن ہے - امام غزالی کے نزدیک تو تاویل کے وہی معنے معتبر ہین جنکو آپ بہی مانتے ہین یعنے صرف الکلام عن الظاہر انکا مقصد و مدعا جسپر انکے الفاظ ناطق ہین یہہ ہے کہ جب تک کلام خدا و رسول کے ظاہری معنے کے محال ہونے پر کوئی دلیل قایم ہوگی اس کلام سے وہی ظاہری معنے مراد سمجھے جاینگے اور جب اسکے ظاہری معنے کے محال ہونے پر کوئی دلیل قایم ہوئی تو ہم یہہ یقین کرینگے کہ یہہ ظاہری معنے ہرگز ہرگز خدا و رسول کی مراد نہین ہے اسوجہ سے اس کلام کو ظاہری معنے سے پہیر کر معنے مستعمل مجازی پر حمل کرینگے اور اسکو مراد متکلم قرار دینگے - اس مدعا کا یہہ مطلب قرار دینا کہ اسمین مراد متکلم سے کلام کو پہیرنا تجویز کیا گیا ہے پہر اسکو کفر قرار دینا اپنے ہی فہم و خیال کو مورد کفر بنانا ہے -

جواب اعتراض دوم - یہہ اعتراض اگر کسی اہل علم کی قلم یا زبان سے سرزد ہوتا تو یہی جواب دیا جاتا کہ اس اعتراض کو زبان پر لانے سے ڈوب کر مرجانا بہتر ہے جسنے کبہی استانی جی سے بہی **تہذیب** منطق یا **تلخیص** معانی یا **منار** اصول پڑہی ہوگی اس سے یہہ جرءت نہو سکیگی کہ معنے مجازی کسی لفظ کے اصلی و حقیقی معنے موضوع لہ کی نسبت تاویل نہین ہے - او منقول و مجاز مین اصلی معنے مین اور تاویلی معنے مین مستعمل ہونے کے راہ سے فرق نہین ہے - مگر آپ معذور ہین - ان علوم منطق و معانی کو گوزشتر اور اصول کو ڈہکوسلہ و شکنجہ سمجہکر اس کوچہ کی شناسائی کو بادیہ پیمائی یا ہرزہ درائی جانتے ہین مع ذلک نرا ابیل اور بڑے جلیل القدر ہین اسلئے آپکی خدمت مین اسکا جواب بجز اسکے کچہہ کہنا مناسب نہین ہے کہ جن لوگون نے حقیقت و مجاز و منقول و مؤول وغیرہ اصطلاحات مقرر کئے ہین اور جنکے دن یہہ الفاظ انکے محاورہ و استعمال مین آتے ہین انکے نزدیک لفظ مستعمل معنے مجازی (جیسے لفظ شیر جو بمعنے انسان شجاع مین مستعمل ہو) گو بنظر مراد متکلم وہ مؤول نہین ہے - مگر اصلی معنے موضوع لہ

کی نظر سے وہ مؤول ہے اور معنے غیر اصلی وغیر حقیقی میں مستعمل ہوا ہے۔
اسکو کوئی اہل لسان یہہ نہیں کہہ سکتا کہ جس معنے میں یہہ اس جگہہ مستعمل ہوا ہے وہی درحقیقت
وور اصل معنے اس لفظ کے ہیں بخلاف اس لفظ کے جو اپنے اصلی معنے سے منقول ہوکر دوسری معنے میں
مشتہر ہو (جیسے لفظ شمس جو معنے آفتاب سے منتقل ہوکر کسی انسان کا نام مقرر ہو گیا ہو) وہ سب اہل
لسان کے نزدیک معنے ثانی پر بولے جانے کے وقت بہی اصلی وحقیقی معنے میں (جو بوضع ثانی اسکے
معنے قرار پائے ہیں) مستعمل سمجہا جاتا ہے اور اسکو کوئی شخص تاویل نہیں کہہ سکتا۔
اسکی وجہ یہہ ہے کہ ان لوگوں کے نزدیک مجاز و منقول میں فرق بین ہے مجاز[1] وہ لفظ ہے جو
اپنے اصلی معنے موضوع لہ (یعنی جن معنے کے لئے وہ بنایا گیا ہے) کے سوا اجنبی معنے میں جو اصل معنے کے مشابہ
و مناسب ہوں استعمال کیا جاوے۔
اور منقول وہ ہے جو اپنے اصلی اور حقیقی معنے موضوع لہ میں (بوضع ثانی کیوں نہو) مستعمل ہو
منقول انکے نزدیک بحیثیت نقل حقیقت میں داخل ہیں اور مجاز اسکی نقیض و مقابل ہے۔

---

[1] الحقیقۃ الکلمۃ المستعملۃ فیما وضعت تلک الکلمۃ لہ فی اصطلاح وقع بہ التخاطب المجاز الکلمۃ
المستعملۃ فی غیر ما وضعت لہ فی اصطلاح بہ التخاطب (مختصر المعانی ملخصاً)
وان کثر معناہ فان وضع لکل ابتداءً اے بلا تخلل النقل فمشترک والا ای وان لم یوضع ابتداءً
فان اشتہر فی الثانی فمنقول شرعی او عرفی عام او خاص قال سیبویہ الا علام کلہا منقولات
والا فحقیقۃ ومجاز (ملاحسن شرح سلم مختصراً)
ان استعمل اللفظ فیما وضع لہ فاللفظ حقیقۃ وان استعمل فی غیرہ لعلاقۃ بینہما فمجاز ۔ اولا لعلاقۃ
فمرتجل وہو حقیقۃ ایضا للوضع الجدید ۔ واما المنقول فمنہ ما غلب فی معنی مجازی للموضوع لہ الاول حتی ہجر الاول
وہو حقیقۃ فی الاول مجاز فی الثانی من حیث اللغۃ وبالعکس اے حقیقۃ فی الثانی مجاز
فی الاول من حیث الناقل ۔ (توضیح مختصراً)

اور ان لوگوں کے نزدیک مجاز و منقول کو یکسان کہنا حقیقت و مجاز کو ایک کرنا ہے اور حماقت میں داخل ہے جیسے آپکے نزدیک منقول و مجاز میں فرق نکرنا حماقت ہے ۔
لفظ حقیقت و مجاز و حقیقی و مجازی تو آپکی تصنیفات میں بہی کم سے کم سو جگہہ موجود ہے بلکہ مجکو ہوتا ہے کہ حضرت نے ابتدائی زمانہ صحبت طلبا رکے سنے سنائی الفاظ یاد کر رکھے ہین جنکو بے موقع یا با موقع زبان و قلم مین لے آتے ہین پر انکے معانی کے سمجھنے کو غیر مہذب لوگون کی رسم و عادت سمجھکر اس سے پرہیز رکھتے ہین ۔
شاید آپ یا آپکے احباب اس کے جواب مین فرماوین کہ ہم معانی حقیقت و مجاز کو تو بخوبی سمجھتے ہین مگر چونکہ ہم تقلید کو شرک مانتے ہین اسلئے ان معانی کے ماننے مین علمار معانی واصول و معقول کی تقلید نہین کرتے بنا ءً علیہ ہم منقول و مجاز مین فرق نہین کرتے دونوکو یکسان اصلی معنے مین مستعمل سمجھتے ہین ۔
اسکا جواب یہہ ہے کہ اگر آپ اہل لسان کی بول چال و محاورہ و استعمال مین پابندی کو بہی تقلید مذموم سمجھتے ہین تو آپکو اختیار ہے کہ حقیقت کا نام مجاز رکھین اور مجاز کو حقیقت فرماوین پیشاب کو پانی کہین اور پیشاب کا نام پانی قرار دین اور اگر اہل لسان کی پابندی سے کلام کرین تو اس باب مین ان ہی کی بول چال و محاورہ استعمال پر فیصلہ ہونا ضروری ہے حقیقت وہی ہے جسکو وہ حقیقت سمجھتے ہین اور معنے موضوع لہ مین مستعمل خیال کرتے ہین مجاز وہی ہے جسکو وہ مجاز سمجھتے ہین اور غیر موضوع لہ مین مستعمل جانتے ہین اور اسمیات کا مان لینا تقلید بہی نہین جو بے دلیل قول ماننے کا نام ہے ۔ اسلئے کہ ان لوگون کا قول و محاورہ اس باب مین حجت و دلیل ہے اور اگر یہہ بہی تقلید ہے تو ایسی تقلید سے کسی محقق کو بہی چارہ نہین ہے سہ نہ ہر جا مرکب تو ان تاختن کہ جاہا سپر باید انداختن ۔

جواب اعتراض سوم ۔ اگر تاویل کا مقرر نکیا جاوے تو دنیا مین کوئی کا قرینہ ہے کوئی بہی (کفر کا مسئلہ) قانون

اشاعۃ السنۃ النبویۃ

نمبر ہفتم و ہشتم — علی صاحبہا الصلوٰۃ والتحیۃ — جلد سوم

بابت رجب و شعبان ۱۲۹۷ھ مطابق جولائی و اگست ۱۸۸۰ء

شرح قیمت وغیرہ امور متعلقہ رسالہ بحسب انتظام جدید

درجات و مراتب قیمت	تفصیل خریداران بشرح مراتب	رقم سالانہ
(۱) اخص قیمت	اسلامی ریاستوں کے نواب اور رئیس	کم از کم للعہ
(۲) خاص قیمت	گورنمنٹ انگریزی و معزز عہدہ داران گورنمنٹ و عامہ اغنیا و لائبریری و سوسائٹی	کم سے کم عہ
(۳) عام قیمت	متوسط اہل وسعت۔	سے
(۴) رعایتی قیمت	کم وسعت لوگ جنکی آمدنی دس روپیہ ماہواری سے زیادہ نہیں + جنکو ہم نے رسالہ دیا	لے
(۵) للّٰہی قیمت	بے وسعت جو دس روپیہ ماہواری کی آمدنی بھی نہیں رکھتے مگر علمی لیاقت رکھتے ہیں اور رسالہ	ثواب آخرت

شکریہ و شکایت

بقیہ شرح نرخ و مراتب مطابق تفصیل سابق دنشان مندرجہ ذیل سے ہونا چاہیے
خط و کتابت بنام مہتمم بورے عنوان و ارسال زر بذریعہ منی آرڈر و رجسٹری

جن معاونین نے شکایت مندرجہ رسالہ نمبر ۴ کی طرف توجہ فرما کر زر واجب الادا کل یا جزو ارسال فرما کر مہتمم کو زیر بار احسان کیا ہے مہتمم انکا دل سے شکریہ ادا کرتا ہے اور بذکر مواضع اقامت ان حضرات کے وسمہ شکایت انکے دامن عنایت سے دور کرتا ہے وہ مواضع یہہ ہیں۔ بنارس۔ پٹیالہ۔ جبلپور۔ دہلی۔ ڈہاکہ۔ راولپنڈی کوٹلہ مالیر۔ لودہانہ۔ مظفرگڈہ۔ مرادآباد۔ کوچی بندر

اللہم فبارک لہم فی اعمالہم واموالہم وانصرہم کما ینصرون سنۃ نبیہم۔ اور جن حضرات نے ابتک اس شکایت ماہ اپریل کو اس ماہ ستمبر تک کچھہ نہیں سمجھا اور نہ ان رقعات کا جو ایک ایک اور دو دو دفعہ انکے نام جاری ہو چکے ہیں کچھہ جواب دیا ہے انکی خدمت میں اب بار سوم یا چہارم مکلف ہے کہ وہ حضرت بے اعتنائی کو دور فرماویں اور اگر کوئی

مطبع مصطفائی لاہور میں طبع ہوا

عذر ہے تو اُس سے بذریعہ تحریر اطلاع دین - مطالبہ قیمت پر نیپ جاپ ہورہنا اور
پرچہ کو وقت لے وقت بسم اللہ پڑھکر قبول کر لینا عرف شرع و عرف معاملہ کے روسے
پسندیدہ نہین ہے - اُن حضرات کے مواضع قیام یہہ ہین - امرتسر - آرہ - اٹھورہ
جے پور - حیدر آباد دکہن - عظیم آباد پٹنہ - علی پور کراچے بندر -

اللہم فوفقہم لقضاء ما علیہم باحسن القضیہ وقہم حب الدنیا الذی ہو راس کل خطیئۃ
ان دونون فریق کے بابین ایسے لوگ بہی ہین جنکا نہ ہم شکریہ ادا کر سکتے ہین اسلئے
کہ وہ ہنوز ادائے حق سے قاصر ہین اور نہ بذکر مواضع ان حضرات کے انکی شکایت
قلم مین لا سکتے ہین - اس سے ہمکو کئی وجوہات مانع ہین وہ اپنا حال آپ ہی
سمجہہ جائین اور بحکم العاقل تکفیہ الاشارۃ اسی اشارہ کو بمنزلہ شکایت سمجہکر
حساب کی صفائی کرین -

جواب شکایت

ایک مہربان صوبہ برار سے ہماری شکایت کی جواب مین ارقام فرماتے ہین کہ آپکا رسالہ جیسا یہ
ماہواری دو مہینے کے بعد شائع ہوا ہے چار مہینے سے تو یہی حال ہے ورنہ اتنیک مدت کا روپیہ
پہنچ گیا ہوتا" شاید اور حضرات بہی روپیہ بہیجنے کی یہی وجہ خیال مین رکہتے ہین جو کسی لحاظ سے ظاہر
نہین کر سکتے اسلئے اسکا جواب ضروری نظر آیا جو بوجوہ ذیل معروض ہے -

اول جواب ترکی بترکی ہے کہ حضرات خریداران چہہ چہہ مہینے اور بعض سال دو سال تک روپیہ
بہیجنے کا نام بہی نہین لیتے ورنہ ابتدا سے آجتک رسالہ ماہ بماہ پہنچتا -

(۲) روپیہ کے موجود ہونے پر بہی رسالہ کے وقت پر نکلنے کے لئے اور اعذار وموانع کا ارتفاع
بہی شرط ہے اور یہان کوئی نکوئی عذر سفر یا مرض یا جہد صیام (جو رسالہ حال کے قوی اسباب
توقف سے ہے) موجود رہے ہے -

(۳) یہہ رسالہ دیسی اخبار نہین ہے کہ ادہر ادہر کی گپین لیکر کچہہ نہ کچہہ اناپ سناپ
بناکر ہفتہ وار شائع کر دیا بلکہ یہہ مورد و مجمع ادق مسائل دین ہے جنمین بہت غور
و تامل تحقیق و تنقیح دیکار ہے - پہر ان مسائل کا ایراد و بیان اس رسالہ مین

بقیہ تفرقہ بین الاسلام والزندقہ

یعنے چھپی ارتداد و اسلام مین تمیز کا بقیہ

ہے کہ جن لوگون کو جناب مخاطب آنرایبل صاحب بہادر زبان سے کافر کہتے ہین اگو دل سے وہ کسیکو منکر خدا ہو خواہ مکذب رسول کافر نہین جانتے) وہ بہی کسی نکسی تاویل کی آڑ مین بے کھٹکہ کفر کر سکتے ہین اور پہر کافر نہین بنتے۔ اسلئے کہ جس حالت مین تاویل کے لئے کوئی قاعدہ یا قید نہین ہے اور اسمین صحت کی بہی شرط و ضرورت نہین بلکہ غلط سے غلط تاویل کو بہی یہان گنجائش ہے تو پہر کفر کا وجود کہان ممکن ہے۔ اور کسی کافر کا فر ہونا کب متصور ہے۔

اس لیے قانون اور وسیع تاویل کے ذریعہ سے تو جملہ اصول و فروع اسلام وغیرہ ملل سماویہ کا انکار ہو سکتا ہے اور پہر کفر پاس نہین پہٹکتا بلکہ کفر کا فر غیر مول کا بہی گنجائش تاویل رکہتا ہے۔

کتنا ہی بڑے سے بڑا کفر فرض کیا جاوے جیسے کفر فرعون یا ابو جہل، اسمین بہی کوئی نہ کوئی غلط سلط تاویل ممکن ہے۔ اور کیسا ہی† منکر سے منکر مدعی کفر خیال کیا جاوے اسکے کفر و انکار کی بہی تاویل متصور ہے۔ پہر تو روے زمین پر ڈہونڈے سے کفر نظر نہ آئیگا۔ اور کافر کا نام جو اہل مذاہب سماویہ کا زبان زد ہے محض فرضی و جعلی بشر و جود اعتقاد قرار پائیگا۔

---

† تاویل دو قسم ہے ایک وہ تاویل جو کافر عمل مین لاتا ہے اور اسکی آڑ مین اپنے کفر کو چھپاتا ہے دوسری تاویل جو کافر (اصول ہو خواہ معاند) کی کفرین مدعی اسلام بہم پہنچاتا ہے اور اسکے ذریعہ سے اسکو کفر سے بچاتا ہے۔ امام غزالی کا قانون تاویل دونو قسم کی تاویل کو شامل ہے اور آنرایبل صاحب کی انسے مخالفت بہی دونون قسم کی متعلق ہے اسلئے دونون قسم سے یہان تعرض ہوا اور دونون مین قانون تاویل کی مخالفت کے نتائج کو بیان کیا گیا ۱۲۔

تمثیلات

ایک دہریہ خدا کے وجود سے منکر ہے - آپکے اصول پر اسکے انکار کی یہہ تاویل ممکن ہے کہ گو اسکے زبان سے انکار نکلتا ہے مگر اسکے دل مین اقرار وجود خدا موجود ہے اسلئے یہہ خدا کا منکر و کافر نہین ہے بلکہ ناجی و مسلمان ہے چنانچہ دہریہ کی نسبت آپ نے یہی کہہ + کر کہا ہے -

ایک اور منکر کہتا ہے کہ خدا کا وجود ذاتی نہین ہے صرف عقلے یا تشبیہی ہے جس سے مراد وہی قوای ہین جو موجودات عالم مین پائی جاتی ہین جیسے ملائکہ و شیاطین سے وہی قوائے مراد ہین جو انسان مین نیک و بد قوے پائی جاتی ہین - آپکے اصول پر اسکی نسبت یہی کہا جا سکتا ہے کہ چونکہ یہہ کسی مرتبہ مین وجود خدا کا قایل ہے اسلئے یہہ خدا کا منکر و کافر نہین ہے بلکہ پکا مسلمان و ناجی ہے چنانچہ وجود ملائکہ و شیاطین کی نسبت آپکا یہی I اعتقاد ہے اور وجود خدا کی نسبت بہی آپکا اعتقاد ایسا ہی معلوم ہوتا ہے

ایک اور متکبر یا مشرک کہتا ہے کہ خدا کا وجود تو ذاتی ہے اور وہی معبود برحق ہے لا الہ الا اللہ مگر اس سے مراد اور اور اسکا مصداق میرا ہی وجود ہے یا اسکا وجود جو اشیاء عالم (حجر و شجر دیبی و دیوتا انبیاء و اولیاء) سے میرا معبود ہے پس وہ اس تاویل سے اپنے نسبت کہتا ہے انا ربکم الاعلی ‖ - وما علمت لکم من الہ غیری # یا اپنے معبود کی نسبت کہتا ہے ان § اللہ ہو المسیح عیسے بن مریم وغیرہ وغیرہ آپکے اصول

+ دیکھو تہذیب الاخلاق ماہ ذیقعدہ ۹۶ھ و اشاعۃ السنہ نمبر ۱۱ و ۱۲ جلد ۲ - وغیرہ -

I ملائکہ کی نسبت آپنے اس اعتقاد کو تفسیر سورۂ تزویر کے صفحہ ۴۹ وغیرہ مین اور شیطان کی نسبت تہذیب ۹ صفحہ وغیرہ مین خود ظاہر کیا ہے اور خدا کی نسبت انکا یہہ اعتقاد آپکی اس کلام سے معلوم ہوتا ہے جو نمبر ۱ اشاعۃ السنہ مین ... منقول ہے

‖ تمہارا بڑا رب مین ہون # تمہارے لئے مین اپنے سوا کوئی معبود نہین جانتا -

§ خدا وہی ہے جو مسیح بن مریم کہلاتا ہے -

پر یہہ شخص بہی خاصہ مومن و لا الہ الا اللہ کا مصدق ہے اسلئے کہ اسمین تاویل کرتا ہے اسکا صاف منکر نہین ہے ایک اور مشرک بت یا کسی بزرگ کے آگے سجدہ کرتا ہے اور اسکو معبود بنائے بیٹہا ہے اس تاویل سے کہ جو عبادت خدا کے ساتہہ مخصوص ہے وہ حقیقی عبادت ہے جو نہایت تذلل دلی سے عبارت ہے اور اسمین دوسرے کو شریک کرنا شرک حقیقی ہے کسیکے آگے سر جہکانا اور زبان سے گڑگڑانا عبادت مین داخل نہین ہے آپ کے اصول پر یہہ مشرک بہی موحد ہے خدا کی عبادت کا منکر اور اسکو غیر اللہ کے لئے مثبت نہین ہے اسلئے کہ معنے عبادت مین تاویل کرتا ہے۔ ایک منکر رسالت کہتا ہے کہ عیسےٰ و موسےٰ و محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہم اجمعین پیغمبر تہے مگر احمقون اور جاہلون کے لئے تہے۔ مہذب اور فلاسفرون کے لئے وہ پیغمبر نہ تہے۔ آپ کے اصول پر یہہ شخص بہی صاف منکر نہین ہے بلکہ رسالت کا بتاویل و تخصیص مصدق ہے۔

ایک مرتد و منافق کہتا ہے کہ نماز روزہ حج و زکوۃ جو مذہب مین وارد ہین انسے مراد وہ معانی و حقائق نہین ہین جو اہل مذہب نے قرار دئے ہین اور انمین معمول و مروج ہین۔ بلکہ نماز سے مراد صرف دعا ہے۔ یا کودنا اچہلنا اور سرین کو ہلانا۔ اور روزہ سے تمام روز چپ رہنا۔ حج سے مراد علیگڈہ یا لنڈن کا سفر کرنا۔ زکوۃ سے مراد مدرسہ علیگڈہ مین چندہ دینا اور جو مذہب مین شراب کی ممانعت آئی ہے اس سے وہ شراب مراد نہین ہے جو مہذب لوگ نہایت عمدگی و صفائی سے بناتے ہین بلکہ وہ شراب مراد ہے کہ عرب کے گوار وحشی بے تہذیبی سے تیار ہوتے تہے۔ اور جس خنزیر کی ممانعت مذہب مین آئی ہے اس سے مہذب خنزیر مراد نہین ہے جو نہایت موٹے و تازے سفید رنگ کی تہذیب سے پالے جاتے ہین بلکہ وہ خنزیر مراد ہین جو کالے کالے اور دُبلے پتلے بے تہذیبی سے عرب کے غیر مہذب لوگ

میں پرورش پاتے تھے۔
آپکے اصول پر یہہ مرتد و منافق بہی ان احکام اسلام کا مصدق ہے اور ان تاویلات کے سبب صاف منکر نہیں ہے۔
اس قسم کے صدہا مثالوں کا دریا اس چشمہ تاویل سے جسکو آنرایبل صاحب نے کہولا ہے بہہ سکتا ہے اور کفر کا کہیں پتہ نہیں لگتا جس قسم کا کفر کوئی چاہے بذریعہ تاویل کرسکتا ہے اور جس قسم کا کوئی کافر ہو اسکا کفر تاویل میں چہپ سکتا ہے اور یہہ بات نہ صرف اسلام کے بلکہ تمام مذاہب و ملل سماویہ کے مخالف ہے ہر ملت و مذہب کسی نہ کسی حکم اعتقاد کے منکر کو کافر بتاتا ہے اور کتب مذاہب منزلہ (قرآن توریت انجیل وغیرہ) میں جابجا کفر اور کافرون کا ذکر موجود ہے جسکی تفصیل اہل مذاہب کے سامنے پیش کرنی ضروری نہیں ہے ومع ذلک کفر منکر رسول و مکذب آیات واحکام کی تفصیل نمبر پنجم جلد ہذا میں گذر چکی ہے۔
اور طرفہ یہہ ہے اگرچہ آنرایبل صاحب کا دلی اعتقاد تو مسلمات کے موافق ہے چنانچہ آپکا مضمون پرچہ ذیقعدہ جسکا ذکر صفحہ (۱۳۶) وغیرہ میں بہی ہوچکا ہے اسپر ناطق ہے مگر آپکا مضمون حال جسکے جواب میں اب قلم جاری ہے اور نیز اور مضامین تہذیب الاخلاق سنین گذشتہ اسکے مخالف ہیں۔
مضمون حال میں بضمن پرچہ صفر ۱۲۹۵ھ بصفحہ ۱۳ - آپنے فرقہ مشرکین کو ذکر کیا ہے پہر انکی نسبت فرمایا ہے کہ ایسے فرقے کو میں خدا کی رحمت میں باوجود یکہ اسکی بے انتہا وسیع ہونیکا مجھے یقین ہے داخل نہیں کرسکتا اسمین صاف اقرار ہے کہ کفر یا شرک بہی کوئی چیز ہے جسپر بلا تاویل آپ نے یہہ حکم لگادیا ہے کہ اسکا مرتکب خدا کی رحمت کا مورد نہیں ہوسکتا ہے۔
اور مضامین تہذیب گذشتہ میں تو آپنے صاف تسلیم کرلیا ہے کہ تاویل کرکے

کسی نہ کسی قانون کا ہونا ضروری ہے ورنہ الحاد و ارتداد کا دروازہ کہل جائیگا اور تاویل کے ذریعہ سے الحاد اور دہریہ پن پہیلیگا ۔

یہہ بات دراصل آپکے ثناء اتمنین مصداق لحمک لحمی مولوی مہدی علی صاحب فرمائی ہے اور آپنے بڑے فخر و خوشی سے اسکی تصدیق کی ہے مولوی صاحب ممدوح نے تہذیب الاخلاق نمبر ۲ جلد ۳ مطبوعہ سنہ ۱۲۸۹ ہجری مین ہو بہو امام غزالی کی تقریر کو اردو الفاظ مین بیان کیا ہے پہلے ان ہی مراتب خمسہ وجود کو جو امام غزالی نے بنائے ہین بیان کیا اسکے بعد بعینہ وہی کہا ہے جو امام غزالی نے کہا ہے اسکی ضمن مین اسبات کو بتصریح بیان فرمایا ہے چنانچہ کہا ہے غرض کہ جب مدلول الفاظ کے مراتب کی حقیقت معلوم ہوگئی تب ہم کہتے ہین کہ قرآن و حدیث کے الفاظ و کلمات کو منجملہ اُن مراتب پنجگانہ کے اول مرتبہ پر محمول کرنا ظاہری تفسیر ہے اور جب دلیل قوی اسکے استحالہ پر قایم ہو اور کسی مرتبہ پر منجملہ ان مراتب کے کلام محمول کیا جاوے وہ باطنی تفسیر ہے اور اسیکو تاویل کہتے ہین اور جبتک کوئی شخص خدا کی کلام کو منجملہ ان مراتب کے کسی مرتبہ پر محمول کرکے اسکی تصدیق کرے تب تک وہ تصدیق کرنیوالہ قرآن ٹھہریگا ۔ نہ انکار کرنے والا لیکن اب یہہ بات بحث طلب باقی رہی کہ خدا کی کلام کو منجملہ اُن مراتب کے کسی مرتبہ پر محمول کرنیکا وہ اصول کیا ہے جس سے دین اسلام قایم رہے ۔ کیونکہ اگر کوئی حد مقرر نکی جاوے تو ہر ملحد سست تاویل بڑہا دیگا اور لفظون کے فرضی معنے بنانے لگیگا اور اپنے تئین مصدق قرآن کہیگا یہہ سمجھکر کہ وہ کسی ایک مرتبہ پر منجملہ اُن مراتب پنجگانہ کے لفظ کو محمول کرتا ہے پس خدا کی توحید اسکا علم یا جزئیات مسائل فرائض و واجبات وغیرہ کا انکار بہی انکار قرآن نسمجہا جاویگا و ما ذا بعد الحق الا الضلال یہین اسواسطے ہم نے ان معانی کے مراد لینے کو بے قید نہین رکہا اور چند ایسی قیدین لگادی ہین کہ جنکے لحاظ کرنے سے کبہی دست تطاول الحاد نہ بڑہیگا اور لامذہبی اور دہریہ پن پر اطلاق تصدیق قرآن نہوگا وہ قیدین جو ہمنے کی ہین یہہ ہین ۔

اول لفظی مراد لینے سے مخالفت قرآن کی کسی اصل سے منجملہ اصول دین نہو۔ دوسرے مخالفت اسکی کسی مسئلہ سے منجملہ مسایل صحیحہ عقلیہ کی تیسری مخالفت اسکی کسی امر سے منجملہ امور واقعیہ کی پہر اسکی تشریح بطور تمثیل کی ہے۔ مخالفت اصول دین کی مثال مین لفظ (یداللہ) کو ذکر کیا ہے اور فرمایا ہے اگر یداللہ کے معنے ظاہری لئے جاوین تو اصول تقدس خدا کا خلاف ہوتا ہے۔ اسیطرح مسایل عقلیہ و امور واقعیہ سے مخالفت کی تمثیلات کو ذکر فرمایا ہے۔ ہرچند یہہ قیود و تمثیلات خود محل کلام ہین چنانچہ تمثیل اول مین کلام نمبر سابق بصفحہ ۱۸۱ وغیرہ گذر چکا ہے۔

اسیطرح بقیہ تمثیلات مین مفصل و مدلل کلام ہماری قلم سے نکل چکا ہے جو کسی موقع پر شائع ہونے والا ہے۔ ولیکن آپکا یہہ کہنا کہ تاویل کے لئے کوئی قانون مقرر نکرنا الحاد و دہریت ولامذہبی کا دروازہ کہولتا ہے بلا خلاف ہمارے مدعا کے تصدیق کرتا ہی۔

اور جو آنریبل صاحب نے اسکی تصدیق مین گوہر فشانی کی ہے وہ اسی جلد کے آٹھوین نمبر مین بصفحہ موجود ہے۔ آپ فرماتے ہین۔ **محبی تہذی**

مینے آپکا مضمون جسکا عنوان سوال و جواب ہے دیکہا اور اسیطرح بے قصد دل سے اٹہنے والے شوق سے وجد کیا جسطرح کہ آدم نے ان جان جانب کا ر خدا کی بات پر وجد کیا تہا۔ زندہ باشی و جان من باشی الخ ×××××××× آپکا ہم فدا **سید احمد**

اس اعتراف کے بعد اب آپکا یہہ کہنا کہ تاویل کے لئے کوئی قانون نہین ہے اور جب تک کوئی انکار نصوص مین تاویل کرتا ہے گو اسکی تاویل کیسی ہی غلط سے غلط ہو وہ کافر و منکر نصوص نہین ہے کب لائق قبولیت و اعتبار اولی الابصار ہو سکتا ہی۔

شاید آپ اسکے جواب مین کہین کہ ہمنے جو اس پرچہ مین کہا ہی انجان ہو کر کہا ہے اور جو کہا ہے جہوٹ کہا ہے حق وہی بات ہے جو آپ ہمکو سوجہا ہے۔ اسکا جواب یہہ ہے کہ انجان ہو کر یا کسیکے معتقد نبکر پہلے ایک جہوٹ یا غلط بات بنانا پہر کسیکو دوسرے

کی تقلید سے اسکا خلاف کرنا تو ہم آپکی کلام و سیرت مین بہت دیکھتے ہین تہذیب الاخلاق
مین گذشتہ و تہذیب حال مین کچھہ کچھہ دیکھا جاتا ہے ولیکن ان سے اس دوسری بات کا
صحیح و لایق اعتبار ہونا ثابت نہین ہوتا جبکہ وہ ایکدن کسیکی تقلید سے کچھہ لکھتا ہے
دوسرے دن دوسرے کی تقلید سے اسکے مخالف کچھہ اور تو اسکی بات کا اعتبار ہی کیا ہے۔ کیا
عجیب ہے جو بات آپ حق قرار دی گئی ہے کل کو وہی جھوٹ اور غلط قرار دیا دے
اسلئے آپکا یہہ جواب لائق قبولیت نہین ہے اور آپ ہی کی کلام سے آپ پر الزام ثابت
ہوگا اعتراض سوم جناب کا بہی پہلے دو اعتراضون کی طرح محض سفسطہ و ساقط الاعتبار ہے
اور جو امام غزالی نے فرمایا ہے کہ تاویل کے لئے قانون کی پابندی ضروری ہے نہایت
صحیح و درست ہے۔

اور جو اعتراض سوم کی تائید مین تفسیر شیخ محی الدین ابن عربی کا حوالہ دیا ہے اور کہا ہے
کہ انکی تفسیر ایسی رکیک تاویلون سے بہری ہوئی ہے جنکے لئے کوئی قانون نہین ہے پہر یا وہ
کافر نہین ہے۔ سو محض مغالطہ ہے اس تفسیر مین ایسی تاویلین نہین ہین جو ظاہر نص آیات
کی مخالف ہون اور انمین ظاہری معنے آیات کو ترک کر دیا گیا ہو بلکہ وہ ایسی تاویلین ہین
جنمین ظاہری معنے کے مراد ہونے کے ساتہہ باطنی معنی کیطرف بہی آیات کا اشارہ
مراد ہونا قرار دیا گیا ہے جیسے لفظ فرعون ہے کہ اس سے وہ فرعون (جسکے مقابلہ
موسے علیہ السلام کو بہیجا گیا تہا) بہی مراد لیا گیا ہے۔ اور ساتہہ اسکے نفس امارہ
ہر انسان کو بہی مراد لیا گیا ہے۔ جو معنے اور صفتہ فرعون ہے۔ کما قال قائلہم۔
نفس ما را کمتر از فرعون نیست لیک اورا عون و ما را عون نیست۔
یا جیسے لفظ نوح اور اسکی قوم ہے جس سے نوح نبی اور اسکی قوم بہی مراد لئے گئے ہین
و مع ذلک نوح سے ہر ایک انسان اور اسکی قوم سے انسان کے قوائے لئے گئے ہین
وعلے ہذا القیاس۔

تفسیر ابن عربی اسوقت میرے پاس نہیں ہے ورنہ میں اصل عبارت کتاب نقل کرتا اور جناب مخاطب کے مغالطہ کو اچھی طرح بتاتا۔

رہا یہہ امر کہ ایسے اشارت آیات سے مراد لینے صحیح اور کسی قانون پر مبنی ہیں یا نہیں سو سمجھیں وہ لوگ تو یہہ حدیث سند پیش کرتے ہیں جو حضرت ابن مسعود سے مروی ہے کہ آنحضرت

عن ابن مسعود قال انزال القرآن علے سبعۃ احرف لکل اٰیۃ منہا ظہر وبطن ولکل حد مطلع رواہ فے شرح السنۃ۔ قال السعید جمال الدین فمطلع الظاہر فعلم العربیۃ والتمرن فیہا وتتبع ما یتوقف علیہ معرفۃ الظاہر ومطلع الباطن تصفیۃ النفس بالریاضۃ انتہی مختصر

نے فرمایا ہے کہ قرآن سات طرح پر نازل ہوا ہے۔ ہر ایک آیات کے لئے ایک ظاہری معنے ہیں اور ایک باطنی اور ہر ایک معنے کو دیکھنے کے لئے ایک مقام ہے علما نے کہا ہے کہ ظاہری معنے کو دیکھنے کا مقام علوم عربیت ہیں اور باطنی معنے کو دیکھنے کو تزکیہ نفس و ریاضت ہے۔

ولیکن ہمکو اس قسم کی تاویل کے صحیح یا غیر صحیح ہونے سے بحث نہیں ہے اس مقام میں یہہ بحث و تفصیل محض اجنبی ہے یہاں صرف اتنا ہی مقصود ہے کہ ابن عربی کی تفسیر میں اس قسم کی تاویلیں نہیں ہیں جنکے لئے امام غزالی نے قانون تجویز کیا ہے اور معترض کو انکے لئے قانون ہونے کا دعوی ہے سو اس اجمالی طور سے بخوبی ثابت ہوگیا و باللہ التوفیق۔

اسکے بعد امام صاحب نے وہ **قانون تاویل** بیان کیا ہے جسکا اوپر ذکر ہوا۔

فاسمع الان قانون التاویل فقد عرفت اتفاق الفرق علے ہذہ الدرجات الخمس فے التاویل وان شیئا من ذلک لیس من حیز التکذیب واتفقوا ایضاً علے ان جواز ذلک موقوف علے قیام البرہان علے

چنانچہ فرمایا ہے اب تو تاویل کا قانون سن لے تو نے جان لیا کہ سب فرقوں کو درجات خمسہ تاویل پر اتفاق ہے ان درجات میں کسی کلام کو تاویل کرنا اسکو جھٹلانا نہیں ہے اور اسپر بھی سب کا اتفاق ہے کہ ہر تاویل کا

استحالۃ الظاہر والظاہر الاول ہو الوجود
الذاتی الحقیقی فانہ اذا ثبت تضمن الجمیع
فان تعذر فالوجود الحسی فانہ اذا ثبت
تضمن ما بعدہ فان تعذر فالوجود الخیالی
او العقلی فان تعذر فالوجود الشبہی المجازی
ولا رخصۃ للعدول عن درجۃ الی ما دونہا الا
لضرورۃ البرہان —

فیرجع الاختلاف علی التحقیق الی البراہین
اذ یقول الحنبلی لا برہان علی استحالۃ اختصاص
الباری تعالی بجہۃ الفوق ویقول الاشعری
لا برہان علی استحالۃ الرؤیۃ وکان کل واحد
لا یرتضی ما ذکرہ الخصم ولا یراہ دلیلاً قاطعاً
وکیف ما کان فلا ینبغی ان یکفر کل فریق خصمہ
بان رآہ غالطاً فی البرہان نعم یجوز ان
یسمیہ ضالاً او مبتدعاً اما ضالاً فمن حیث
انہ ضل عن الطریق عندہ واما مبتدعاً
فمن حیث انہ ابدع قولاً لم یعہد فی السلف
التصریح بہ اذ من المشہور فیما بین السلف
ان اللہ تعالی یری فقول القائل لا یری
بدعۃ وتصریحہ بتاویل الرؤیۃ بدعۃ بل ان
ظہر عندہ ان تلک الرؤیۃ معناہا مشاہدۃ القلبیۃ

جائز ہونا ظاہر معنے کے محال ہونے پہ موقوف
ہے ظاہری معنے وہی پہلے معنے ہین جو وجود
ذاتی اور معنے حقیقی ہین اسلئے کہ جب وہ ثابت
ہوتی ہین تو اور سبھی معنے اسمین آجاتے ہین
اور جب وجود ذاتی اور حقیقی کا مراد ہونا
بدلیل محال ہو تو وجود حسی مراد ہوتا ہے
اسلئے کہ جب وہ ثابت ہوتا ہے تو اسکے بعد
سبھی مراتب وجود اسمین آجاتے ہین اور اگر
اسکا مراد ہونا بھی (بدلیل) محال ہو تو وجود
خیالی یا عقلی مراد ہوتا ہے اور اگر انکا مراد
ہونا بھی (بدلیل) محال ہو تو وجود شبہی مجازی
مراد ہوتا ہے اور انمین سے ایک درجہ کو
چھوڑکر اس سے نیچے کے درجہ پر کلام کو محمول
کرنا بلا ضرورت و تقاضائے دلیل جائز نہین
یعنے جب ایک درجہ کا مراد ہونا بدلیل محال
ہوگا تو دوسرے درجہ کیطرف رجوع کیا جاویگا
اور جب دوسرے درجہ کا مراد ہونا محال ہوگا
تو تیسرا درجہ لیا جاویگا — وعلی ہذا القیاس
بقیہ درجات —

پھر کسی تاویل کے ماننے نماننے مین اختلاف ہوگا
تو اسکا رجوع بنابر تحقیق دلیل کیطرف ہوگا مثلاً

فينبغي ان لا يظهره ولا يذكره لان السلف
لم يذكروه لكن عند هذا يقول الحنبلي اثبات
الفوق لله تعالى مشهور عند السلف ولم يذكر
احد منهم ان خالق العالم ليس متصلا بالعالم ولا
منفصلا عنه ولا داخلا فيه ولا خارجا عنه فان
الجهات الست خالية عنه وان نسبة الفوق
اليه كنسبة جهة التحت فهذا اقول مبتدع
اذ البدعة عبارة عن احداث مقالة غير
مأثورة من السلف وعند هذا ينفتح لك ان
ههنا مقامين احدهما مع عوام الخلق والحق
فيه الاتباع والكف عن تغيير الظواهر راسا
والحذر عن ابداع التصريح بتأويلات لم يصرح
بها الصحابة رضي الله تعالى عنهم اجمعين
وحسم باب السوال راسا والزجر عن الخوض
في الكلام والبحث فيه واتباع ما تشابه به
من الكتاب والسنة كما روي عن عمر رض
انه سأله سائل عن آيتين متشابهتين فعلاه
بالدرة وكما روي عن مالك رحمه الله سئل
عن الاستواء فقال الاستواء معلوم والايمان به واجب
والكيفية مجهولة والسوال عنه بدعة
والمقام الثاني بين النظار الذين اضطربت

حنبلی کہیگا کہ خدا کی جہتہ فوق سے خصوصیت
کے محال ہونے پر کوئی دلیل نہیں ہے۔
(اسلئے اسکی تاویل معنے حقیقی و ذاتی سے
معنے مجازی کے ساتھہ جائیز نہیں) اور اشعری
کہیگا کہ دیدار خدا کے محال ہونے پر کوئی دلیل
قائم نہیں اسلئے اسکی تاویل معنے حقیقی سے
مجازی کے ساتھہ درست نہیں۔ اور ہر شخص
اپنے مقابل کی دلیل کو پسند نکریگا اور اسکو
دلیل قطعی نہ سمجھیگا بہرحال ایکفریق کو
اپنے مقابل کی تکفیر اس خیال سے کہ وہ دلیل
میں غلطی کرتا ہے جائیز نہیں۔ ہان یہہ جائیز
ہے کہ اسکو گمراہ یا بدعتی کہے۔ گمراہ اسلئے
کہ وہ اسکی نزدیک راہ حق سے بہولا ہوا ہے
بدعتی اسلئے کہ اسنے ایسی بات نکالی ہے کہ سلف میں
اسپر تصریح پائی نہیں گئی۔ اسلئے کہ سلف میں
مشہور ہے کہ خدا تعالی کا دیدار ہوگا۔ پہر
کسیکا یہہ کہنا کہ دیدار نہوگا اور اسکو تاویل
کرنا بدعت ہے۔ بلکہ اگر اسکو نزدیک یہی ثابت
ہو کہ اس دیدار سے مراد مشاہدہ دلی ہے نہ
مشاہدہ چشمی تو بہی اسکا ظاہر کرنا لائق نہیں
اسلئے کہ سلف نے ایسا نہیں کہا۔ لیکن یہہ بات

عقائدہم المأثورة الموروثة فيجوز ان يكون تفتيشهم بهذه الضرورة وتركهم الظاهر بالضرورة البرهان القاطع ولا ينبغي ان يأخذ بعضهم بعضاً بان يراه غالطاً فيما يعتقده برهاناً فان ذلك ليس امراً هيناً سهل المدرك ولكن البرهان بينهم قانون يتفق عليه يعترف كلهم به فانهم اذا لم يتفقوا في الميزان لم يمكنهم رفع الخلاف بالوزن وقد ذكرنا الموازين الخمسة في كتاب القسطاس المستقيم وهي التي لا يتيسر الخلاف فيها بعد فهمها اصلاً بل يعترف كل من فهمها بانها مدارك اليقين قطعاً والمتعاطون لها يتفقون عليهم عند الانصاف والانتصاف فيتفق الخطاء ورفع الخلاف لكن لا يستحيل بينهم الاختلاف الكليا اما لقصور بعضهم عن ادراك تمام شروطه واما لرجوعهم في النظر الى محض القريحة والطبع دون الوزن بالميزان كالذي يتبحج بعد تعلم العروض في الشعر الى الذوق فيستغني عن عرض كل شعر على العروض فانه يبعد ان يغلط والافتقار فيهم في العلوم التي هي مقدمات البراهين فان من العلوم التي هي اصول البراهين تجربية وتواترية وغيرهما والناس مختلفون

سنکر حنبلی کہیگا کہ خدا تعالے کے لئے جہتہ فوق کا ثابت کرنا سلف مین مشتہور ہے اور انمین سے کسی نے یہہ نہین کہا کہ خدا تعالے نہ عالم کے متصل ہے نہ اس سے جدا نہ اسمین داخل ہے نہ اس سے خارج کیونکہ جہات ستہ (تحت فوق یمین و یسار خلف و قدام) اس سے خالی ہین اور جہتہ فوق کو اس سے وہی نسبت ہے جو جہتہ تحت کو ہے پس یہہ قول بدعت ہے اسلئے کہ بدعت وہی قول ہے جو سلف سے مروی نہین ہے یہان سے تجھے معلوم ہو گیا کہ یہان دو مقام ہین ایک تو مقام عوام خلائق کا ہے اسمین حق یہی ہے کہ جو کچھہ شرع مین آیا ہے وہ اسکا اتباع کرین اور اسکے ظاہری معنے کو بدلانے سے رکے رہین اور ان تاویلات کے نکالنے سے جو سلف نے نہین کین ڈرین اور سوال کے دروازے کو توڑ دین - اور جو اسمین بحث و ٹٹول کرے اسکو روکین اور جو کچھہ کتاب و سنت مین متشابہہ (الحقیقتہ) وارد ہے اسکو بیان لین -

حضرت عمرؓ سے مروی ہے کہ آپسے کسی نے دو متعارض آیتون کے معنے پوچھے تو آپ

فی التجربة والتواتر فقد یتواتر عند واحد بالا یتواتر عند غیره وقد یتولے تجربته بالا یتولاه غیره واما الالتباس قضایا الوہم بقضایا العقل واما الالتباس الکلمات المشهورة المجردة بالضروریات والاولیات کما فصلنا ذلک فی کتاب محک النظر وبالجملة اذا حصلوا تلک الموازین وحققوها امکنهم الوقوف عند ترک العناد والتعسف علی مواقع الغلط

لسیر آ

وتہ انکیر اسپر چڑہ آئے - جیسے امام مالک سے مروی ہے کہ انسے کسینے استوار کا کا مسئلہ پوچھا تو آپنے فرمایا استوا معلوم ہے اور اسپر ایمان واجب ہے - اور اسکی کیفیت (کہ وہ کیونکر ہے) مجہول ہے اور اس کیفیت سے سوال بدعت ہے - دوسرا مقام اہل نظر واستدلال کا ہے جنکے اعتقادات مین (جو انکو اپنی اکابری سے پہنچے ہین) تزلزل واقع ہو گیا ہو انکو

بقدر ضرورت بحث کرنا اور ظاہری معنے کسی آیت کو دلیل قطعی کے سبب سے ترک کرنا چاہیے ہے اور یہہ لائق نہین ہے کہ جب کوئی اپنے خیال مین کسی دلیل کو قطعی سمجھکر اسکے سبب ظاہر معنی آیہ کو ترک کرے تو دوسرا شخص اس خیال سے کہ وہ اس دلیل کو قطعی سمجھنے مین غلطی کرتا ہے اسکو کافر کہدے یہہ اسلئے کہ دلیل قطعی کا پہچاننا سہل نہین کہ بسہولیت دریافت ہو سکے -

† لازم یہہ چاہئیے کہ جس دلیل کو قطعی سمجھکر اسکے سبب ظاہر معنے کو ترک کیا جاتا ہے وہ ایسا قانون ہو جسپر سب کا اتفاق ہو اور اسکی صحت سے سبکو اعتراف ہو اسلئے کہ اگر انکا ایسی میزان مین اتفاق نہوا تو وزن مین انکا اختلاف کیونکر رفع ہوگا اور ہمنے پانچ میزانین کتاب قسطاس المستقیم مین ذکر کی ہین ‡ وہ ایسی ہین کہ انکو سمجھنے کے بعد انمین اختلاف ممکن نہین ہے بلکہ جو کوئی ان میزانون کو سمجھ لیگا وہ انکی یقینی ہونیکا یقین کر لیگا - جو ان میزانون کو حاصل کر لیگا اسپر انصاف کرنے اور انصف لینے وقت حق سے پردہ اوٹھانا اور خلاف مٹانا سہل ہو جائیگا -

† ان فقرات کو جو دو خطوط قوسی مین محدود ہین مخاطب نے عبارت غزالی سے سرقہ کر لیا ہے - اور باقتدا انصاری جو اکثر مسائل مین آپکے مقتدا ہین انمین پوری تحریف عمل مین لاکر بجائے انکی از خود یہہ فقرہ بڑہا دیا ہے -

‡ یہہ حاشیہ لفظ آئندہ ہے -

لیکن اس وجہ سے انمین اختلاف ممکن ہے کہ لوگ ان میزانون کی تمام شرطون کے سمجھنے مین قصور کرین یا وہ اپنے ہی ذہن و طبعیت کے بہروسہ پر رہین ان میزانون کیطرف رجوع نکرین جیسے کوئی علم عروض سیکھکر اپنے اشعار کے اس علم پر لگانے کو بوجھل اور مشکل سمجھے اور اور اپنی ہی طبیعت سے ان اشعار کا امتحان کرے ایسے شخص سے بعید نہین ہے کہ وہ شعر مین غلطی کرے یا یہہ کہ وہ ان دلایل کے مقدمات مین اختلاف کرین اسلئے کہ بعض علوم جوان براہین کے مقدمات ہین تجربہ و تواتر سے ثابت ہوتے ہین اور تجربہ اور تواتر مین لوگ مختلف رہتے ہین ایک شخص کے نزدیک ایک امر تواتر کو پہنچتا ہے دوسرے کے نزدیک نہین پہنچتا۔ ایک کے تجربہ مین ایک امر آتا ہے دوسرے کی تجربہ مین نہین آتا یا یہہ کہ اونکو عقلی اور وہمی اور مشہور اور بدیہی امور مین اشتباہ ہو جائے۔ الحاصل جب وہ ان میزانون کو بخوبی حاصل و تحقیق کر لینگے تو انکو بشرط ترک عناد و تکلف کے مواضع غلطی پر اطلاع ہونا ممکن ہوگا۔

کہ برہان خواہ کیسی ہو اور انصاف سے اسپر غور کرین مگر تاہم اختلاف ہونا ممکن نہین ہے" اور اس تحریف سے آپکا مقصود یہہ ہے کہ ہر قسم کا سوال خواہ وہ کیسے ہی قطعی محل مین واہی تاویل کرے وہ امام صاحب کے نزدیک معذور ہے اور اسکی تاویل منظور۔

حالانکہ امام غزالی نے ان فقرات مین صاف فرمایا ہے کہ جس دلیل سے کوئی نص مین تاویل کرے اس دلیل کا متفق علیہ ہونا ضروری اور سوا ازین خمسہ مندرجہ قسطاس المستقیم الیسو دلایل ہین کہ انمین بشرط سمجھنے کے اختلاف نا ممکن ہے۔ اور اس قول کے بعد دوسری اور تیسرے قول مین اپنے صاف فرمادیا ہے کہ جو لوگ حشر جسمانی مین تاویل کرتے ہین انکی تاویل کی کسی دلیل کا موجود ہونا نا ممکن ہے۔ اور جو دلایل وہ پیش کرتے ہین وہ محض سفسطی مغالطے ہین جنکے سبب کفر

‡ یہہ پانچون میزانین قرآنی میزانی ہین نہ فلسفی و شیطانی میزان تعادل جو تین قسم ہے۔ (۱) میزان اکبر جسکی مثال آیۃ تلک حجتنا اتیناہا ابراہیم ہے۔ (۲) میزان اوسط جسکی مثال لا احب الافلین ہے۔ (۳) میزان اصغر جسکی مثال قل من انزل الکتاب الذی جاء بہ موسے ہے (۴) میزان تلازم جسکی مثال لو کان فیہما آلہۃ الا اللہ لفسدتا ہے (۵) میزان تعاند جسکی یہہ مثال ہے و انا او ایاکم لعلی ہدی او فی ضلال مبین۔ ان موازین کی تفصیل

اس **قول** کو آنریبل صاحب بہادر نے اپنے مدعا کا عمدہ وجہ کن سمجھکر اسپر پانچ **اعتراض** وارد کئے ہین ۔ اور جو اسکی اخیر یا ہمی تکفیر سے منع کیا اسکو موافق مدعا سمجھکر بڑی تعظیم سے تسلیم کر لیا ہے **اعتراض** اول یہہ ہے جو بعینہ آپکے الفاظ سے نقل کیا جاتا ہے ۔

قانون جو اونہون نے بنایا ہے عمدہ و سنجیدہ ہے مگر خدا و رسول کی کلام کیلئے ایسا قانون قرار دینا ٹھیک نہین ہے اس قانون کے تو یہہ معنے ہین کہ ہمکو خواہ مخواہ ایک شخص کی کلام کو درست کرنا اور صحیح بنانا ہے پس اگر اسکے ایک معنے نہین بنتے تو دوسرے معنے لیتے ہین جب دوسرے نہین بنتے تو تیسرے معنے لیتے ہین اور علی ہذا القیاس خدا و رسول کی کلام کے لئے ایسا قانون بنانا تو ایک ایسے نوکر کی مثال ہے جو اپنے آقا کے ہر غلط اور دور از قیاس بات کو صحیح پہلو پر ثابت کرنے کے لئے کوشش کرتا ہے ۔

اعتراض دوم کا خلاصہ یہہ ہے کہ امام صاحب نے ایسے شخص کو جو اس قسم کی تاویل کرتا ہے گمراہ کہنا پسند کیا ہے مگر ابھی تک اس شخص مین اور اسکی مخالف مین اسباب کا تصفیہ نہین ہوا کہ حق کسکی طرف ہے اسلئے ان دونون مین کسیکو گمراہ کہنا صحیح نہین ہے ۔

اعتراض سوم کا خلاصہ یہہ ہے کہ امام صاحب نے ایسے شخص کو بدعتی کہا ہے حالانکہ جو شخص کسی امر کے حق ہونیکا دعوی کرے اسپر اس امر کا لوگون سے قبول کرانا اور اسپر یقین دلانا واجب ہے اور خدا نے بھی یہی طریق اختیار کیا ہے کہ جنکو اسلام کی دعوت کی ہے انکے لئے اور منکرین و معترضین کی اسکات کے لئے قرآن مین دلیلین بھر دی ہین پھر یہہ امر جسکی نظیر قرآن مین موجود ہے بدعت کیونکر ہوسکتا ہے ۔

اعتراض چہارم کا خلاصہ یہہ ہے کہ امام صاحب نے عوام کو اس بحث سے منع کیا اور ظاہر آیات پر ایمان لانیکا حکم دیا ۔ اور جسکے دل مین شک ہو یا کوئی اسپر معترض ہو اسکو یہہ کہنا کہ تم اسپر یقین رکھو کب مناسب ہے ۔

اعتراض پنجم کا خلاصہ یہہ ہے کہ جن لوگون کو امام صاحب نے عوام ٹھیرا کر اس بحث سے منع کیا وہ اسیوقت کے لوگ ہونگے جو دار العلوم بغداد مین مین عربی پڑھکر ملا بن گئے تھے اسوقت جو انگریزی اور اردو زبان مین ریاضی و طبیعی علوم کو ترقی ہوئی ہے تو اب عوام کے لفظ کا اطلاق مشکل ہوگیا ہے (یعنے گوری گوری صاحب لوگ اور کالی کالی بابو لوگ اور انکے ہزارہا ستاکرد اس کثرت سے انگریزی وارد و مین اقلیدس وحساب و طبعیات کے ماہر ہوگئے ہین کہ اب کسیکو عامی نہین کہا جا سکتا)

یہہ **تو مقام ردمین** آپکا کلام ہے اور جو **مقام** مین **تسلیم** مین آپنے فرمایا ہے وہ اسقدر ہے کہ یہ تصریح امام صاحب کی (جو اخیر مین ہے) بالکل سچ و برحق ہے اور اہل اسلام کو ایک دوسرے کی تکفیر سے عمدگی سے منع کیا ہے۔

راقم کہتا ہے جو مقام رد مین آپنے اعتراضات وارد کئے ہین از انجملہ **اعتراض اول کا جواب** یہہ ہے کہ جو قانون فہم و تاویل کلام خدا و رسول کے لئے امام غزالی نے بیان کیا ہے یہہ ایسا قانون ہے کہ روی زمین کے اہل السنہ کو (حتے کہ قولاً نہ سہی عملاً و اعتقاداً معترض کو بھی) اسپر اتفاق ہے۔ کوئی فرد بشر کسی محاورہ (ہندی فارسی عربی انگریزی پشتو سنسکرت وغیرہ) مین کلام کرنے والا اسکی پابندی سے خارج نہین اسی نظر سے امام صاحب نے اسمین اتفاق و اجماع کا دعوی کیا ہے اور اتفقوا علی ان جواز ذلک موقوف علی **قیام البرہان** الخ فرما دیا ہے۔

اس **قانون کا حاصل** یہہ نہین ہے کہ خواہ مخواہ ایک شخص کی کلام کو صحیح بنائین ایک معنے کی نظر سے بن نہ سکے تو دوسری طرف لیجائین جیسے دانا نوکر اپنے احمق آقا کی غلط بات کو الٹ پھیر کر صحیح بنا تا ہے۔ بلکہ اسکا حاصل **یہہ ہے** کہ ایک شخص کی کلام مین غور و فہم کو کام مین لا دین اگر اسکے معنے ظاہری جنکے لئے لفظ بنایا گیا ہے ممکن المراد پا وین تو اسکو مراد متکلم قرار دین اور اگر ان معنے ظاہری کو صحیح نہ سمجھین تو اپنی نارسائی و نافہمی سے اس کلام کو

غلط نہ بتاوین بلکہ اور معانی صحیحہ کی تلاش مین پڑ جائین یہانتک کہ اصلی معنے مراد قائل کو پا لین جیسے ایک نوکر اپنے دانا اور حکیم آقا کا ایک حکم سنکر اولاً اوسکے معنے ظاہری سمجھتا ہی پہر جب اسکو مناسب مقام نہین پاتا تو غور و تامل کے بعد اسکے دوسرے معنے جو اصلی مراد متکلم ہین پا لیتا ہے - مثلاً آقا نے حکم دیا کہ شیر اور ہوا کو ہمارے پاس حاضر کر دیں بادی الرائی مین اس نوکر کا خیال اصلی شیر و ہوا کیطرف جاتا ہے جنکے لئے یہہ الفاظ موضوع ہین - پہر جب وہ فقط حاضر کرنے مین غور کرتا ہے اور اصلی شیر و ہوا کا حاضر کر دینا اپنی قدرت سے خارج سمجہتا ہے تو اس کلام کے یہہ معنے قرار دیتا ہے کہ یہان شیر سے مراد ایک انسان بہادر ہے اور ہوا سے مراد تیز آقا کا تیز رفتار گہوڑا ہی جنپر مجازاً شیر و ہوا کا اطلاق کیا گیا ہے -

اس الٹ پہیر مین اوسنے کلام آقا کو کچہہ نہین بنایا بلکہ اپنے ہی فہم کو سیدہا کیا ہے - یہی حال تمام زبانون کے اہل محاورہ کا ہے جب تک وہ ایک کلام کے معنے ظاہری کو ممکن المراد سمجہتے ہین تو معنے ظاہری مراد لیتے ہین اور جب ظاہری کا مراد ہونا محال سمجہتے ہین تو دوسرے معنو کو اس کلام کا مفہوم و مراد قرار دیتے ہین -

اسکا ستر و مبنی یہہ ہے کہ جو الفاظ کئی معنے رکہتے ہین بوقت اطلاق (یعنے بولے جانے) اون الفاظ کو ہر سامع کو ان الفاظ کے مراد سمجہنے کے لئے ضرور یہہ سوچنا پڑتا ہے کہ اس لفظ سے منجملہ ان متعدد معانی کے کونسے معنے مراد ہین - وہ سبہی معانی مراد ہین یا بعض معانی - پہر بعض معانی مراد ہین تو وہ کونسے معنے ہین اور ان معنے کے مراد ہونے پر کونسی دلیل اور قرینہ قائم ہے پہر ان دلائل کے سوچنے اور معانی کے متعین کرنے مین کبہی کسی دلیل اور معنے کیطرف وہ مائل ہوتا ہی کبہی کسی دلیل اور معنے کیطرف متوجہ ہوتا ہے پہر اگر اسکو بنظر وضع اس لفظ کے ثابت ہو کہ یہہ لفظ در اصل ایک معنے کے لئے موضوع ہوا (یعنے بنایا گیا) ہے اور اسکا استعمال دوسرے معانی مین بطور عاریت ہوا ہے تو اسپر لازم ہی کہ وہ اس معنے کو جسکے لئے وہ لفظ وضع ہوا ہی اوسکی حقیقی اور اصلی معنے سمجہے اور باقی معانی کو مجازی اور فرعی خیال کرے اور جب وہ لفظ بولا جاوے تو بشرط

عدم مانع قوی معنے حقیقی کو مراد متکلم قرار دی۔ اور جب کوئی دلیل و قرینہ اس معنے کے مراد ہونے سے روک دے تو اور معانی مجازی کو حسب تقاضائے مقام و قرینہ مراد متکلم ٹھہرا دی۔ اسکا یہ ہیر پھیر اور ادل بدل حیلہ سازی و تکلف پردازی نہیں ہے جسکے ذریعہ سے وہ متکلم کی غلط کلام کو صحیح بنانا چاہتا ہے بلکہ اس لفظ کثیر المعنے کے مقتضا کی یہ عین پیروی ہے جسمیں وہ اپنے فہم کو مطلب پر پہنچانا چاہتا ہے۔

اسی نظر سے علماء عربیت (عربی محاورہ دانوں) نے کہہ رکھا ہے کہ حقیقت اصل اور متبوع ہے + اور مجاز اسکی فرع و تابع ہے۔ اسلیے جب تک ایک لفظ کے معنے حقیقی کا مراد ہونا ممکن ہے اسکو معنے مجازی

+ المعنی الحقیقی متبوع والمجازی تابع - تلویح -

المسئلۃ العاشرۃ فی ان المجاز خلاف الاصل والذی یدل علیہ وجوہ الاول اللفظ اذا تجرد فاما ان یحمل علی حقیقتہ او مجازہ او علیہما او لا علی واحد منہما - والثلثۃ الاخیرۃ باطلۃ فتعین الاول - الی ان فصلہ - ثم قال الثانی ان المجاز لا یتحقق الا عند نقل اللفظ من شئی الی شئی لعلاقۃ بینہما وذلک یستدعی امورا ثلثۃ وضعہ للاصل ثم نقلہ الی الفرع ثم علۃ النقل - والثالث ان واضع اللفظ للمعنی انما یضعہ لہ لیکتفی بہ فی الدلالۃ علیہ ویستعمل فیہ فکانہ قال اذا سمعتمونی اتکلم بہذا الکلام فاعلموا انی اعنی ہذا المعنی واذا تکلم بہ متکلم فلیعن بہ ہذا وکل من تکلم بلغتہ یجب ان ینوی بہ ذلک المعنی ولہذا یسبق الی افہام السامعین تلک المعنی دون ما ہو مجاز فیہ ولو قال لنا مثل ذلک فی المجاز لکان حقیقۃ ولم یکن مجازا - الرابع اجماع الکل علی ان الاصل فی الکلام الحقیقۃ روی عن ابن عباس انہ قال ما کنت اعرف معنی الفاطر حتی اختصم الی شخصان فی بیر فقال احدہما فطرہا ای اخترعہا - وقال الاصمعی ما کنت اعرف الدہاق حتی سمعت جاریۃ تقول اسقنی دہاقا ای ملآن مترعا استدلوا بالاستعمال علی الحقیقۃ فلولا انہم عرفوا ان الاصل فی الکلام الحقیقۃ لما جاز لہم ذلک - الخامس لو لم یکن الاصل فی الکلام الحقیقۃ لکان الاصل اما ان یکون ہو المجاز وہو باطل بالاجماع الامۃ او لا یکون واحد منہما اصلا فحینئذ یتردد کلام الشرع بین امرین فیصیر الکل مجملا وہو باطل بالاجماع - (محصول فخر رازی)

پہ محمول کرنا جایز نہین ہے - اور کہا ہے کہ معنے حقیقی کی یہی پہچان ہے کہ وہ لفظ کے سنتے ہی سمجھہ مین آجاوے اور معنے مجازی کے یہہ پہچان ہے کہ انپر اطلاق اس لفظ کا محال معلوم ہو ‡

اور اسی بنا پر اہل اسلام نے بہشت و دوزخ و برزخ کے احوال کو معانی حقیقی پر حمل کیا ہے - بہشت کے دودہ سے وہی دودہ مراد سمجہا ہے جو پیا جاتا ہے اور شہد سے وہی شہد میٹہا میٹہا کہا جاتا ہے اور حورون اور ازواج سے ویسی ہی عورتین جیسے دنیا مین مباشرت کرتی ہین انار و سیب اور کہجورون سے وہی میوے جو دنیا مین کہاتے ہین وعلی ہذا القیاس اور دوزخ اور قبر کے سانپ بچہو سے وہی سانپ بچہو جو دنیا مین کاٹتے ہین - آگ سے وہی آگ جو دنیا مین لوگ جلاتے ہین وعلی ہذا القیاس -

دنیا کی اشیاء اور وہان کے چیزون مین انکے نزدیک فرق ہے تو کمی و بیشی کیفیات و مراتب و درجات مین ہے اصل حقیقت اور مطلق کیفیت مین انمین فرق نہین ہے -

اس باب مین انکی سند دست آویز یہی ہے کہ یہہ معانی اہل عرب کے نزدیک (جنکے محاورہ و اصطلاح مین ان الفاظ سے تخاطب ہوا ہے) ان الفاظ کے حقیقی معانی ہین - اور ان معانی کے محال ہونے پر کوئی دلیل قایم نہین ہے - اسلئے ان معانی کا مراد ہونا متعین و متحتم ہے -

اور جو لوگ اہل اسلام کی خلاف مین ان اشیاء کے معانی حقیقی سے انکاری ہین وہ کیا تو زندیق و معاند ہین جو دیدہ و دانستہ حق سے انکار کرتے ہین اور کیا مجنون و جاہل ہین جو معنے حقیقت و مجاز اور اونکی شروط و مراتب کو نہین سمجہتے اور امر ممکن مجہول الکنہ † و محال معلوم البطلان مین تمیز نہین کرتے ہین - اور مقتضائے عادت اور مقتضائے عقل کو ایک سمجہکر خلاف عادت و خلاف عقل کو یکسان محال جانتے ہین - ان مفاسد کی جڑہ یہہ ہے کہ وہ عربیت و علوم عقلیہ سے بے خبر ہین

‡ علامة الحقيقة التبادر والعراء عن القرينة و علامة المجاز الاطلاق على المستحيل (مسلم)

† دیکہو اشاعة السنة نمبرہ جلد ۲ -

علم طبعی یا ریاضی (جنکی تشریح عنقریب آتی ہے) کے سوائے کچھہ جانتے نہین ہین - پہر اس نااہلی پر وہ مذاہب کی منصفی کی سند پر بیٹھہ گئے ہیں جن اصول و فروع کی حقیقت کو نہین سمجھتے انکو ڈسمس او رمذہب سے خارج کر دیتے اور حقیقت مین وہ اپنے ہی آپ پر نااہلی وکم فہمی کی ڈگری کر رہے ہین -

بالجملہ جو قانون فہم کلام خدا و رسولؐ کے لیے امام غزالی نے بیان کیا ہے وہ سب اہل محاورات کا متفق علیہ ہے اسمین تکلف و تصنع کا دخل نہین ہے - اور آنریبل صاحب کا اسپر اعتراض اول مغالطہ ہے اس جواب کے ضمن مین اشیا ردوزخ و بہشت کی بوجود خارجی و ذاتی موجود ہونے کا بہی فیصلہ ہو گیا جسکا وعدہ نمبر سابق مین بصفحہ ۱۶۱ ہوا تہا اور کچھہ تتمہ اسکا آیندہ بہی ہوگا انشاءالله تعالے -

جواب اعتراض دوم - گمراہ کو گمراہ کہنا اسپر موقوف نہین ہے کہ گمراہ اور اسکے مخالف بیچ گمراہی و راہ حق کا فیصلہ ہو لے یعنے گمراہ راہ حق کو جان لے - اور اپنے تئین اس راہ سے بہولا ہوا یقین کرے تب ہی اسکو گمراہ کہا جاوے -

خدا تعالے نے قرآن مجید مین بہت گمراہون کو گمراہ کہا ہے حالانکہ انمین اور خدا تعالے مین گمراہی کا تصفیہ نہین ہوا ہے یعنے جس امر کو خدا تعالے نے گمراہی قرار دیا ہے اسکو انہون نے گمراہی نہین جانا بلکہ برعکس اسکے اسکو ہدایت[†] و راہ حق خیال کیا ہے اور خدا تعالے اور اسکے رسول کو جہوٹا سمجہا ہے - تعالے عن ذلک علوا کبیرا -

† قل ہل ننبئکم بالاخسرین اعمالا الذین ضل سعیہم فی الحیوۃ الدنیا وہم یحسبون انہم یحسنون صنعا اولئک الذین کفروا بایات ربہم ولقائہ فحبطت اعمالہم الایۃ - کہف ع ۱۲ -

کہا مین تمہین بتا دون کون ہین اعمال مین نقصان پانیوالے ہین جنکا دنیا مین کیا کرایا کہو یا گیا اور وہ یہہ سمجہہ رہے ہین کہ ہم اچہا کرتے ہین وہ لوگ کافر ہین تا آخر آیتہ -

ہے کیونکہ اس اعتراض سے معلوم ہوتا ہے کہ یہہ اعتراض آپکو در اصل خدا تعالے پر ہے جسنے بہت ایسے لوگون کو کافر کہا ہے جنہون نے کفر کو کفر نہین جانا اور اپنا کافر ہونا تسلیم نہین کیا - اور اس اعتراض کی بنا آپکے اس قدیم اعتقاد پر ہے کہ منکر خدا و مکذب رسول کافر نہین ہے - جسکو آپنے مضمون (مذہب انسان کا امر طبعی ہے) مین ظاہر کیا ہے اور اشاعۃ السنۃ نمبر ۱۱ و ۱۲ جلد ۲ و نمبر ۲ جلد ۳ مین اسکا بخوبی ابطال کیا گیا ہے -

جواب اعتراض سوم - اگر انکار وجود خالق یا شرک کو کوئی حق سمجھ لیگا تو پہر کیا اس شرک و انکار کا لوگون سے قبول کرانا اور اسپر یقین دلانا بہی اس شخص پر خدا کیطرف سے واجب ہوجائیگا۔ دین اسلام وغیرہ مذاہب سماوی تو اسکی تصدیق نہین کرتے -

بے شک قرآن مین امر حق کا ثبوت بہم پہنچانے اور منکرین کو سمجہانے اور معترض کو ساقط کرنے کے لئے دلیلین بہری پڑی ہین مگر امر حق کو مٹانے اور ناحق کو حق بنانے کی دلیلین قرآن مین نہین ہین اور امام صاحب نے بہی اثبات حق کی دلائل پیش کرنے والے کو بدعتی نہین کہا بلکہ ایسے شخص کو کہا ہے کہ جو حق کو مٹانے اور ناحق کو حق بنانے کیلئے دلیلین پیش کرتا ہے - وہ جو ظاہر آیات کتاب اللہ کے

وانهم ليصدونهم عن السبيل ويحسبون انهم مهتدون - زخرف ع ۴ -	شیاطین کافرون کو رستہ سے روک رہتے ہین اور وہ سمجہ رہے ہین کہ ہم راہ پر ہین -
وبدا لهم من الله ما لم يكونوا يحتسبون زمر ع ۵	انکو خدا کیطرف سے وہ (عذاب یا مواخذہ) پیش آیا جسکا انکو گمان نہ تہا -
افترى على الله كذبا ام به جنة سبا ع ۱ -	کافرون نے کہا یہہ رسول خدا پر جہوٹ باندہتا ہے یا دیوانہ ہے
قالوا انما نحن مصلحون بقرہ ع ۲	منافقون نے کہا کہ ہم تو سنوارنے والے ہین -
ان اردنا الا احسانا وتوفيقا نسا ع ۹ -	منافقون نے کہا ہم تو نیکی کرنے اور موافقت کی نیت رکہتے ہین

یہہ فی الجملہ ثبوت اس امر کا ہے کہ کفار کہ اپنے تئین کافر و گمراہ نہ سمجہتے اور پورا ثبوت اس امر کا بذیل قول آیندہ امام غزالی کے بجواب اعتراض اول مخاطب کے صفحہ (۲۲۲) آویگا -

مقابلہ مین اپنی خیالی باتین پیش کرتا ہے اور ظواہران دلائل کو جو خدا و رسول نے بیان کیے ہین صرف اس خیال سے کہ یہہ دلائل نیچر یا عقل کے مخالف ہین تسلیم نہین کرتا مثلاً **آیۃ** الرحمٰن علے العرش استویٰ سے جو خدا کا عرش پر ہونا سمجھا جاتا ہے اسکو اس خیال سے کہ اس سے خدا کا محدود ہونا لازم آتا ہے نہین مانتا اور اسکو استیلا سے تاویل کرتا ہے۔

اور آیۃ وجوہ یومئذٍ ناضرۃٌ الی ربہا ناظرہ سے جو دیدار خدا کا ہونا قیامت کے دن ثابت ہوتا ہے صرف اس خیال سے کہ اس سے خدا کا مجسم ہونا لازم آتا ہے نہین مانتا اور اسکی انتظار سے تاویل کرتا ہے۔ **اور جو آیۃ** کما بدأنا اول خلق نعیدہ وغیرہ سے حشر اجساد ثابت ہوتا ہے اسکو صرف اس خیال سے کہ اعادہ معدوم محال ہے اور بوسیدہ ہڈیون یا خاک کا انسان ہوجانا خلاف نیچر ہے نہین مانتا اور حشر کو صرف روحانی حشر سے تاویل کرتاہے وعلی ہذا القیاس۔ ایسے شخص کے مبتدع ہونے مین کسی مسلمان کو کب تامل ہو سکتاہے اور جو دلائل وہ پیش کرتا ہے ان دلائل کو ہمرنگ دلائل قرآن مثبت حق کون کہہ سکتاہے یہہ اسی شخص کا کام ہے جو کفر و اسلام کو ایک سا جانتا ہے اور مذہب اسلام کو بمقابلہ دوسرے مذاہب کے حق پر نہین سمجھتا۔ بلکہ کسی مذہب کا حق ہونا ہنوز اسکے نزدیک متعین نہین ہے۔

جواب اعتراض چہارم - امام غزالی نے عوام منکرین کو اس بحث سے منع نہین کیا بلکہ عوام مومنین کو اس سے روکا ہے - انہی کو آپنے فرمایا ہے کہ جو بات کتاب و سنت سے وہ سنتے آئی ہین اسکو بدل مان لین اور اسمین چون وچرا کرنے سے باز رہین - اسکی وجہہ یہہ ہے کہ غالباً ہر عصر و قرن مین اہل ایمان تین طبقہ چلے آئی ہین - **طبقہ اول** ان مومنین ہین جنکو کتاب و سنت مین پوری مہارت ہی - اور اسرار و احکام شریعت سے کامل واقفیت ایسے لوگون کیطرف تو شک و تردد راہ نہین پاتا - اگر احیاناً بمقتضائے بشریت و عدم عصمت جاتا ہے - اس طبقہ کے رؤسا و اعیان آنحضرت صلعم کے اصحاب ہین جنمین اہل بیت نبوت بہی داخل ہین - انکو بعد تابعین انکے بعد تبع تابعین جنمین ائمہ اربعہ وغیرہ مجتہدین و محدثین

بہی داخل ہین اُنکے بعد انکے اتباع ہر زمانہ کے علماء متبحرین ماہرین کتاب اللہ وسنت سید المرسلین ہین جو بحکم حدیث لایزال من امتی امۃ قائمۃ بامر اللہ لایضرہم من خذلہم ولا من خالفہم حتے یاتی امر اللہ وہم علے ذلک ہر عصر مین موجود رہتے ہین۔

طبقہ ثانیہ مومنین مذبذبین ہین جو نیم ملاں خطرہ ایمان و نیم حکیم خطرہ جان کے مصداق ہین۔ اس طبقہ مین اکثر وہ علماء داخل ہین جو تہوڑی یا بہت منطق و فلسفہ جانتے ہین اور علوم دین کتاب اللہ و سنت رسول اللہ صلعم سے واقف نہین ہوتے۔

انکو سنے سنائی احکام و اصول اسلام مین تشکک پیدا ہوتے ہین تو انکو منطقی و فلسفی اصول سے حل کرنا چاہتے ہین۔ پہر کبہی کوئی بات بنالیتے ہین اور اکثر تشکک و ترددات مین مبتلا ہوکر احکام اسلام سے انکاری ہو جاتے ہین۔

اس طبقہ کے لوگ اکثر منطقی و کلامی علماء ہین جنکا اپنے کمال پر پچہتانا اور اخیر عمر مین اپنے خیالات پر افسوس کہانا اور طبقہ ثالثہ کے اعتقاد پر ہونے کی تمنا ظاہر کرنا اشاعۃ السنۃ نمبر ا و ۲ جلد اول مین مفصل نقل ہو چکا ہے۔

طبقہ ثالثہ عوام مومنین کا ہے جو سُنے سُنائی اصول و احکام اسلام پر یقین رکہتے ہین اور کبہی کسے حکم یا اعتقاد کی نسبت یہہ سوال کہ یہہ کیون ہوا اور کس لئے فرمایا گیا نہین کرتے ہین۔ انکو کوئی معترض پوچہے کہ خدا کو کس دلیل سے ایک جانتے تو وہ لٹہیا لیکر اسکے پیچہے پڑتے ہین اور اگر کہے کہ رسول کو کسطرح رسول پہچانتے ہو تو وہ اسپر لاحول پڑہتے ہین۔ جب خدا کا عرش پر بیٹہنا آیہ الرحمن علی العرش استوی سے سُنتے ہین تو اسکی حقیقت کا علم خدا کے سپرد کرکے اسپر ایمان لاتے ہین۔ اسیطرح جب خدا کے دیدار کی آیت سن لیتے ہین تو اسکو بہی مان جاتے ہین

---

† میری امت سے ہمیشہ ایک جماعت خدا کے حکم پر قایم رہیگی انکو ضرر نہ پہنچائیگا جو ان سے مخالفہ کرنا کرنا چاہیگا۔ یہانتک کہ خدا کا حکم یعنے قیامت کا دن آجائیگا۔

ان لوگوں کی نسبت امام صاحب فرماتے ہیں کہ یہہ اپنی تقلیدی ایمان کو سنبھالیں کہیں تقلید پیغمبر کو چھوڑکر فلسفی محقق (جنکو ہمنے مذبذب کہا ہے) بننے کی حرص نکریں اس رستہ حق کی طرف کبھی واصل نہونگے - اور اپنے تقلیدی ایمان کو بھی کہو بیٹھینگے -

اب منصفین انصاف کرین کہ ایسے لوگوں کے حق میں جو امام غزالی نے فرمایا ہے وہ بہتر ہے یا بقول آنرایبل صاحب بہادر انکے لئے فلسفی محقق بننا بہتر ہے کیا انکا یہہ منصب ہے کہ تہذیب الاخلاق یا تصانیف حکماء یورپ دیکھکر مسایل و احکام اسلام پر نکتہ چینی کرین پھر اُن ہی اصول سے کچھہ نکچھہ اسمین فیصلہ کرلین - حاشا وکلا یہہ لوگ اس نکتہ چینی مین بہت بڑہینگے تو آنرایبل صاحب بہادر کے درجہ کو پہنچ جاوینگے اور اصول اسلام سے منکر ہوکر مسایل ذیل کے معتقد ہوں گے -

(۱) خدا کے وجود کا اقرار شرط نجات نہیں ہے ونباءً علیہ دہریہ منکرین وجود باری کو نجات حاصل ہے - +

(۲) رسول و کتب و احکام سماوی کا ماننا بھی ضروری و شرط نجات نہیں ونباءً علیہ جو لوگ کسی نبی کو نہیں مانتے اور نہ کسی کلام و کتاب سماوی کے قایل ہیں صرف خدا کو مانتے ہیں وہ بلا شبہہ مسلمان اور ناجی ہیں - ‡

(۳) شیطان و ملائکہ کا وجود ذاتی موجود نہیں اور جو خدا کے آدم و ملائکہ یا ابلیس کا قصہ قرآن مین بیان کیا ہے وہ ایسا ہے جیسے تماشا کرنے والے نے بہا متی کا تماشا بنایا ہے - ††

(۴) بہشت و دوزخ کے نعیم و آلام کا وجود ذاتی نہیں ہے اور جو قرآن مین ان نعیم و آلام کا ذکر ہے وہ صرف تشبیہات ہیں - #

(۵) نماز مین کعبہ کیطرف مونہہ کرنا اسلام کا اصلی حکم نہیں ہے - §

+ یہہ بات آپکی تہذیب بابت ذیقعدہ ۹۶ھ مین ہے - # یہہ تفسیر مین بصفحہ ۹ ۳ اور تہذیب ماہ محرم ۹۷ھ مین ہے

‡ یہہ بھی اسی پرچہ ذی قعدہ مین ہے -

†† یہہ بات تفسیر بابت دیں صفحہ ۵۲ و ۵۳ و ۵۴ وغیرہ مین ہے § یہہ تفسیر میں ہے صفحہ ۱۹۴ -

(۶) کعبہ* کا حج صرف ترقی تجارت و آبادی مکہ کے لئے مقرر ہوا ہے اس گھر کی تقدیس اور متعدی برکت کے سبب نہیں ہے کہ جو کوئی اسکے گرد سات بار پھرے وہ بہشتی ہو گیا۔ اس چو کہونٹی گھر کے گرد پھرنے سے کیا ہوتا ہے اُسکے گرد تو اونٹ اور گدھے بھی پھرتے ہیں وہ تو حاجی نہیں ہوتے

(۷) روزہ* رکھنے میں کچھ تکلیف ہو (گو حالت بیماری کو نہ پہنچی) تو روزہ کے بدلے ایک مسکین کو کھانا دینا کافی ہے تکلیف اوٹھا کر روزہ رکھنا فرض نہیں ہے[۵]

(۸) معجزہ و کرامت خلاف عادت ممکن نہیں اور خدا تعالے کو اسپر قدرت نہیں ہے[۲] —

(۹) امور معاشرت سے مذہب کو تعلق نہیں ہے ان امور میں ہر کسیکو اپنی خواہش و رای کے موافق عمل کرنا جایز ہے — وعلے ہذا القیاس —

اور ان مسایل کا قایل ہونا اسلام و ایمان سے منکر ہونا ہے۔ ایسے محقق بننے سے نبی کا مقلد رہنا بہتر ہے اور امام غزالی کا بھی عوام کو یہی ارشاد ہے —

جواب اعتراض پنجم — جس حالت میں عربی لیٹریچر (یعنے عربی زبان دانی) کا تنزل آپکے نزدیک مسلم تو علوم دین اسلام میں لوگوں کی تنزل ہوئی اور ان علوم کا نسبت جاہل و عامی ہونے کا تسلیم کرنا بھی آپ پر واجب ہم اسلئے کہ جسقدر علوم دین اسلام کے متعلق ہیں وہ سب عربی زبان میں ہیں — انگریزی یا فارسی یا ہندی میں کوئی علم منجملہ ان علوم کے کما حقہ مفصل و مدلل نہیں ہے —

اور آپکا یہہ کہنا کہ زمانہ حال میں علوم طبعی و ریاضی (ہیئت ہندسہ وحساب) کو بہت ترقی ہے اسلئے لفظ عوام کسی پر بولنا مشکل ہو گیا ہے آپکی کم توجہی و بے خبری سے خبر دیتا ہے - کوئی ان

---

* یہہ تفسیر میں ہے بصفحہ ۱۴۵ - ۲۵۲ - ۲۵۳ - ‡ یہہ تفسیر میں ہے بصفحہ ۲۲۹ -

۵ تفسیر جزو دوم کے اسی ہ بنا پر دیکھو صفحہ ۱۵ و صفحہ ۱۶ - اور آپکے ایک خلیفہ کا قول ہے کہ معجزہ بیان متی سانگ تھا جسمین سب کچھہ تھا اور کچھہ نہ تھا - دیکھو تہذیب ماہ رجب ۹۶ھ صفحہ ۵۰ -

۲ یہہ تہذیب جمادی الاولی ۹۶ھ وغیرہ میں ہے —

علوم مین ماہر ہونے سے علوم دین کی نسبت جاہل و عامی ہونے سے خارج نہین ہو سکتا ایک
بنگالی یا انگریز یا ہندی نے علم ہندسہ کو اقلیدس سے بڑہکر جان لیا تو کیا وہ اس سے قرآن کے
احکام و اسرار سے واقف ہو سکتا ہے - یا اگر کسی میڈیکل کالج کے لڑکے نے علم تشریح بو علی سینا
سے زیادہ سیکھہ لیا تو وہ اس ذریعہ سے تشریح اسرار اسلام کو بہی سمجھ سکتا ہے - ؟
اور اگر اس کہنے سے یہہ غرض ہے کہ یہہ مشکل اور دقیق علوم ہین ان کے جاننے سے انسان کا
فہم و ملکہ و ادراک بڑہ سکتا ہے جس سے فہم احکام و اسرار اسلام باسانی ممکن ہے تو یہہ بہی غلط
فہمی ہے اولاً تو علوم ریاضی مشکل و دقیق علوم نہین ہین بلکہ ایسی آسان و سہل ہین
کہ چہوٹے چہوٹے لونڈون کے سمجھنے کے لائق ہین - یہی وجہ ہے کہ اس علوم کے موجد و بانی
فلاسفہ چہوٹے لڑکون کو پہلے یہی علوم پڑہاتے جب انکے فہم و ادراک ان آسان علوم کے سمجھنے سے
مرتاض و تیز ہو جاتے تو پہر انکو دقائق علوم فلسفہ و منطق شروع کرا دیتے - یہی وجہ تسمیہ ان
علوم کی ریاضی سے ہے کہ ان علوم کے پڑہنے سے بچون کے لئے ریاضت حاصل ہوتی ہے -
اور یہی وجہ ہے کہ اس زمانہ مین بہی انگریزی سکولون کے لونڈون کو شروع تعلیم مین ریاضی
پڑہائی جاتی ہے اور اونکی سمجھہ مین بخوبی آجاتی ہے - اگر یہہ علوم مشکل و دقیق ہوتی تو چہوٹے
چہوٹے بچے بقول سابق فلاسفہ و زمانہ حال کے اسکو سمجھہ نہ سکتے -
ثانیاً تسلیم کیا کہ یہہ علوم منطق و فلسفہ کیطرح مشکل و دقیق علم ہین اور اونکے جاننے سے فہم و ملکہ
و ادراک بڑہ جاتا ہے مگر یہہ بہی جب تک علوم دین سے آگاہی نہو صرف ملکہ کس کام آتا ہے
دیکہیے منطق و فلسفہ بالاتفاق دقیق علوم سے ہین مگر صرف منطق و فلسفہ مین مہارت پیدا کرنے سے
اسرار احکام اسلام سمجھنے کی صلاحیت [illegible] - بڑے بڑے منطقیون اور فلسفیون نے ان
علوم سے بہرہ [illegible] علوم دین مین [illegible] بجز حیرت و حسرت کچھہ حاصل نہ کیا -
اور اخیر عمر مین [illegible] ظاہر کیا [illegible] کلمات ان حضرات کے رسالہ اشاعۃ السنۃ
نمبر ۱ و ۳ جلد اول مین تفصیل نقل ہو چکے ہین -

اس سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ ریاضی یا طبیعی اور علوم فلسفی مین خواہ کوئی کیسا ہی ماہر و کامل
ہو وہ جب تک علوم دین مین کامل مہارت پیدا کرے اسرار احکام اسلام کو پہنچ نہین
سکتا اور اہل علوم کی نسبت وہ عامی بلکہ اس سے بھی بدتر ہوتا ہے —
اور جس حال مین علوم دین مین لوگون کا تنزل آپکو بھی تسلیم اور اقبال ہے کہ عربی لٹریچر کو تنزل ہے اور
نیز مشاہدہ ظاہر حال سے ماننا پڑتا ہے تو ہم کہتے ہین اکثر لوگون کا باوجود ریاضی و طبیعی
دانی کے علوم دین کی نسبت جاہل و عامی ہونا بھی واجب التسلیم ہے — اور امام غزالی کا ایسے
لوگون کو عوام ٹھہراکر اونکو دخل در معقولات دینیہ سے روکنا نہایت صحیح ہے اگے ہٹ دھرمی
کا کچھہ علاج نہین ہے —
بالجملہ امام صاحب کے قانون تاویل پر جو آنرایبل جج صاحب نے اعتراض کئے ہین وہ سب کے
سب مغالطات و فاسد خیالات ہین اور امام صاحب کا قانون تاویل ایسا قانون ہے جسپر جہان کے
اہل محاورہ کو اتفاق ہے اس قانون کے سوائے کسی کلام کا (خواہ خالق کا ہو خواہ مخلوق کا) ضبط و اعتبار نہین رہتا
اور تاویل بلا قانون کے ذریعہ سے دن سے رات اور رات سے دن اور پانی سے بول اور بول سے
پانی — اور بکری سے خنزیر اور خنزیر سے بکرے کا مراد لینا ممکن ہے جس سے سلسلہ دین و دنیا
کا درہم برہم ہوجانا مقصود ہے —
اور جو آپنے **مقام تسلیم** فرمایا ہے اسکا جواب یہہ ہے کہ امام صاحب نے اہل اسلام کو باہمی
تکفیر سے منع کیا ہے تو اس سے آپکو کیا؟ جسپر آپ خوش ہو بیٹھے ہین اور اسکی تعریف کرنے لگے
امام غزالی کے اصول پر تو نہ آپ اہل اسلام ہین نہ آپکے خلافیات خلافیات اہل اسلام ہین اسلئے اس قول
کو تو آپسے کچھہ بھی لگاؤ نہین ہے — پھر آپکا یہہ کہنا کہ یہہ قول امام صاحب کا نہایت حق و درست ہے
آپ کے منہ سے کب زیبا ہے —
اسکے بعد امام صاحب نے فرمایا ہے بعض لوگ ایسے ہین جو بلا دلیل قطعی صرف غلبہ ظن سے
تاویل کیطرف دوڑ پڑتے ہین (انکی نسبت قاعدہ تو یہی چاہتا ہے کہ انکی تکفیر واجب ہو)

ومن الناس من یبادر الی التاویل بغلبات الظنون من غیر برہان قاطع ولا ینبغی ان یبادر ایضا الی تکفیرہ فی کل مقام بل ینظر فیہ فان کان فی امر لا یتعلق باصول العقاید ومہماتہا فلا نکفر وذلک کقول بعض الصوفیۃ ان المراد برویۃ الخلیل علیہ السلام الکوکب والشمس والقمر وقولہ ہذا ربی غیر ظواہرہا بل جواہر نورانیۃ ملکیۃ نورانیتہا عقلیۃ لا حسیۃ

مگر انکی تکفیر ہر جگہہ واجب نہین ہے بلکہ انکے محل تاویل کو دیکہنا ضروری ہے اگر وہ محل جسمین وہ تاویل کرتے ہین اصول عقاید مقصودہ سے نہو تو اس تاویل بلا دلیل کے سبب انکی تکفیر نہ کیجاوے اسکی مثال بعض صوفیون کا قول ہے کہ حضرت ابراہیمؑ نے جو چاند و سورج کو کہا تہا کہ یہہ میرا رب ہے اس سے مراد ظاہر چاند و سورج نہین ہے بلکہ عالم ملکوت کی نورانی چیزین جنکی نورانیت عقلی ہے نہ حسی

پہر امام صاحب نے ان صوفیہ کی واہی وجہ تاویل کو نقل کیا پہر اسکو بوجہ معقول رد کر دیا ہے انکی وجہ تاویل اور اسکی رد کو غیر ضروری سمجہکر نقل نہین کیا۔ پہر امام صاحب نے فرمایا اگر وہ محل جسمین کوئی بلا دلیل تاویل کرتا ہے اصول عقاید مقصودہ سے ہے اور وہ پہر اسکے ظاہری معنے کو بلا دلیل بدلتا ہے

فاما ما یتعلق من ہذا الجنس باصول العقاید المہمۃ فیجب تکفیر من یغیر الظاہر بغیر برہان قاطع کالذی ینکر حشر الاجساد وینکر العقوبات الحسیۃ فی الاخرۃ بظنون واوہام واستبعادات من غیر برہان قاطع فیجب تکفیرہ قطعا اذ لا برہان علی استحالۃ رد الارواح الی الاجساد وذکر ذلک عظیم الضرر فی الدین فیجب تکفیر من ینطق بہ وہو مذہب اکثر الفلاسفۃ وکذلک یکفر من قال ان اللہ تعالی لا یعلم الا نفسہ ولا یعلم الا الکلیات

تو ایسے شخص کی تکفیر واجب ہے جیسے منکرین حسی عقوبات اخروی (دوزخ کے سانپ و بچہو) کہ وہ محض اپنے ظنون اور وہمون سے بلا دلیل قطعی اس حشر و عذاب کو محال و بعید سمجہتے ہین انکی تکفیر یقیناً واجب ہے اسلئے کہ ارواح کے جسم کیطرف پہر آنے کے محال ہونے پر کوئی دلیل قائم نہین ہے اور اس بات کا ذکر کہ وہان صرف حشر ارواح ہے نہ حشر اجسام اور لذت بہشت و عذاب دوزخ کا وجود ذاتی وخارجی نہین ہے)

غیرہ فقال ما فیہ صلاح کما

قال وہذا القول باطل قطعاً لانہ تصریح بالکذب

ثم طلب عذر لہ انہ لم کذب وتجب اجلال

منصب النبوة من ہذہ الرذیلة تقتضی الصدق

واصلاح الخلق بہ مندوحة عن الکذب

وہذا اول درجات الزندقة وہی رتبة

بین الاعتزال والزندقة المطلقة فان

المعتزلة تقرب مناہجہم من مناہج الفلاسفة

الا فی ہذا الامر الواحد وہو ان المعتزلی

لا یجوز الکذب علی الرسول بمثل ہذا العذر بل

یؤول الظاہر مہما ظہر لہ البرہان علی خلافہ

والفلسفی لا یقتصر مجاوزة الظواہر علی ما

یقبل التاویل علی قرب او علی بعد واما الزندقة

المطلقة فہی ان ینکر اصل المعاد عقلیاً وحسیاً

وینکر الصانع للعالم اصلاً اما اثبات المعاد بنوع

عقلی مع نفی الآلام واللذات الحسیة واثبات

الصانع مع نفی علمہ بتفاصیل الامور فہی زندقة

مقیدة بنوع من اعتراف بالصدق۔

اسیطرح اس اعتقاد مین (کہ جو کچھہ ہوتا ہے

خدا تعالی اسکو جانتا ہی اور خدا تعالی ہر وقت

انپر نگاہ رکھتا ہے) انکی بہتری ہے اسلیے

انکو یہہ سمجھانا کہ جو کچھہ ہم کرتے ہین خدا جانتا ہے

رسول کے لئے کہنا جایز ہو گیا اور جن باتون

کے بیان مین لوگون کا فایدہ ہو انکے بیان

کرنے والا جھوٹا ہی نہین ہے اگرچہ واقعہ

مین ان باتون کا وجود نہو۔ اور یہہ کہنا اونکا

یقیناً باطل ہے کیونکہ یہہ کہنا کہ جھوٹا تہا اسکے

پہر اس جھوٹ کا سبب بتانا کہ پیغمبر نے

اسلیے بولا ہے۔ اس کمینہ پن سے منصب

نبوت کا برتر سمجھنا واجب ہے۔ اور سچ

کہنے اور اسی سچ سے لوگون کی اصلاح کرنے میں

جھوٹ سے استغنا رہ گیا گنجایش ہے ایسی تاویل

کرنا زندیق (جیسی مرتد) ہونیکا پہلا درجہ

ہے اور یہہ رتبہ معتزلین اور مطلق زندیقون

ہی کی بیچا بیچ مین ہے۔

اس لیے کہ معتزلہ کا طریق طریق فلاسفہ کو قریب ہے

آنریبل صاحب نے لفظ اجلال کو جو جیم سے ہے اخلال خائے سے سمجھا ہے اور ترجمہ خلل کیا ہے مگر ساتھ ہی اسکے لفظ سبب

فقرہ مابعد کو لکھہ نہ فرمایا تغیری ہوگی مولویت جو بن پڑھی پڑھائی خاموش ہو جاتی ہے یہی اثر دکھاتی ہے۔

ہے بجز ایک اس بات کی کہ معتزلے آنحضرت کو ایسے عذر کے سبب جھوٹا کہنا جائز نہین سمجھتے۔ بلکہ ظاہر قول رسول کے (جب انکو بدلیل اسکا خلاف ثابت ہو) تاویل کردیتے ہین اور فلسفی ظاہر قول رسول کے ترک کرنے کو کسی تاویل قریب یا بعید پر منحصر نہین رکھتا بلکہ جہان تاویل نہوسکے وہان رسول کا جھوٹ بولنا تجویز کردیتا ہے۔ اور مطلق زندیق پن یہہ ہے کہ سرے سے معاد کو عقلی ہو خواہ روحانی نمانین اور وجود خدا سے بہی انکاری ہوجاوین۔ مگر معاد عقلی کو ماننا و لذات و آلام حسی کو نماننا اور وجود خدا کو ماننا اور اسکے علم تفصیلی ہمات جزئیات کے نفی کرنا یہہ مقید زندیق پن ہے جسمین ایک نوع اقرار پایا جاتا ہے۔

اس قول پر آنرایبل صاحب بہادر نے **چار اعتراض** کئے ہین اول یہہ آپکے الفاظ سے مفہوم ہوتا ہے یہہ ہے یہی مقام ہے جہان امام صاحب اپنی تقلیدی و تعصبی بندش کو توڑ نہین سکے اور اپنی کلام کی اختلاف کو بہی خیال مین نرکہہ سکے۔ اوہون نے فرمایا ہے کہ جو شخص مہمات عقاید مین بغیر برہان قاطع تاویل کرے اسکی تکفیر واجب ہے اور اسکی مثال حشر اجساد اور عقوبات کی ظاہری معنون کی تاویل کی دی ہے۔ برہان قاطع ہونے کی امن قاطع کی شرط لگائی ہے۔ اور خود لکہا ہے مین کہ برہان کو برہان قرار دینے مین بہت سی اشتباہات اختلاف رائے ہوسکتا ہے اور برہان کی غلطی کے سبب تکفیر نہین چاہیی پس آپ یہہ سوال ہے کہ گو امام صاحب کی نزدیک اعادہ ارواح اجسام مین محال نہو مگر جس شخص کے نزدیک اسکا محال ہونا برہان سے ثابت ہوا ہو اور گو کہ برہان مین اس سے غلطی ہو اسکی تکفیر کیونکر واجب ہے۔

اعتراض دوم کا خلاصہ یہہ ہے کہ امام صاحب نے حشر اجسام پر بحث کرنے مین دین کا ضرر بتایا اور درحقیقت حشر اجسام پر بحث نکرنے مین دین کا ضرر ہے جبکہ اس زمانہ مین حشر اجسام و آلام ولذائذ معاد کی نسبت شبہات پیدا ہوگئی ہین اور وہ اعادہ روح کو اجسام مین محال جانتے ہین انکے لئے ان امور پر مباحثہ کرتے اور انکی حقیقت کو بیان کرنے مین دین کا ضرر ہے یا نفع۔ ایک کافر مسلمان ہوجاتا ہے بشرطیکہ اسکو سمجہادو کہ اسلام مین جو حشر اجسام وغیرہ

وآلام بہشت ودوزخ وارد ہین یہہ کیونکر ہوسکتی ہین یا ایک مسلمان اسلام کو ترک کرتا ہے اسلیئے کہ اسلام مین حشر اجسام وحسی نعیم وآلام وارد ہین - اور انکا وجود محال ہے ایسے لوگون کو امام صاحب تو یہہ فرماتے ہین کہ چپ رہو یہہ بحث مت کرو ہمین دین کا ضرر ہے - اور سید احمد کہتا ہے کہ اس امر مین بلکہ دین کے کسی مسئلہ مین بحث کرنے مین کچھہ اندیشہ نہین ہے - اور حشر اجسام وحسی نعیم وآلام کی حقیقت سمجھانے کو مستعد ہوتا ہے ان د . نون مین کون شخص دین کو نفع رسان ہے اور کون ضرر رسان -

اعتراض سوم کا حاصل یہہ ہے کہ جن آیات واحادیث سے خدا کا جزئیات شخصیہ کو جاننا ثابت ہوتا ہے اگر ان آیات سے یہہ امر منکر کے نزدیک ثابت نہین ہے تو وہ مکذب آیات کیونکر ہوسکتا ہے ✣

اعتراض چہارم کا محصل یہہ ہے کہ جو شخص کہتا ہے کہ رسول نے مصلحۃ ترغیبًا وترہیبًا معاد عقلی کو معاد جسمانی کے پیرایہ مین بتایا ہے - اور علم کلی خدا تعالی کو علم تفصیلی کے پیرایہ مین ظاہر فرمایا ہے - اور یہہ کہنا جھوٹ بھی نہین ہے اسلیئے کہ جس بات مین لوگون کی بہتری ہو اسکا بیان کرنا اگرچہ خلاف واقعہ ہو جھوٹ نہین ہوتا وہ شخص پیغمبر کو علیہ السلام کو جھوٹا نہین بناتا پھر اسکو صاف صاف رسول کی تکذیب کرنے والا کیون ٹھہرایا گیا -

اس اعتراض اور اعتراض سوم کی **تائید یا تفریع** مین آپنے فرمایا ہے اصل یہہ ہے کہ جس شخص نے لا الہ الا اللہ پر یقین کیا اسنے ذات باری کو جامع جمیع صفات وبری جمیع نقصانات سے یقین کیا ہے اور جس شخص نے محمد رسول اللہ پر یقین کیا اسنے نبی صادق کو تسلیم کیا اور ہر جا ہر کو حق مانا ہے پس اسکے کسی قول سے اپنے قیاس کے مطابق ایک امر کا استنباط کرنا اور کہنا کہ اس سے تکذیب رسول لازم آتی ہے تفسیر القول بما لا یرضے بہ قائلہ ہے اور اس تفسیر سے جسکو خود قائل قبول نہین کرتا اسکی تکفیر بہت بڑی غلطی اور نادانی ہے - ممکن ہے کہ اسکی تمام تاویلون کو اور تمام دلیلون اور براہین کو ظن وہم سفسطہ

کہا جاوے مگر اسکو کافر نہین کہا جا سکتا لیں گا۔ گو کو کافر کہنا سخت گمراہی ہے لا نکفر احدًا من اہل القبلۃ صحیح اور ٹہیک مذہب ہے ۔

راقم کہتا ہے جواب اعتراض اول یہہ ہے کہ قول سابق مین جو امام صاحب نے برہان کو قایم کرنے اور اسکو قطعی قرار دینے مین اختلاف اور غلطی کا ممکن ہونا تجویز کیا ہے اور اسکے سبب تکفیر سے منع کیا ہے تو وہ ایسے محل (ظاہر آیۃ یا حدیث) کی نسبت ہے جو اپنے ظاہری معنے پر قطعی الدلالۃ نہین ہے۔ اور اسمین تاویل کی گنجایش ہے اور جو اس قول مین منکرین حشر اجسام پر فتوی کفر لگایا ہے تو یہہ ایسے محل (نص قطعی) مین تاویل کرنے والے کی نسبت ہے جو قابل تاویل نہین اور وہ اپنے معنے منصوص پر قطعی الدلالۃ ہے - یہہ بات آپ نے اس کلام مین (جسپر معترض نے اعتراض کیا ہے) کہو لکر فرمادی ہے† اور آپکے قول آیندہ مین بہی اسکی تشریح موجود ہے‡ بر خیال معترض نے اسکی طرف توجہ نہین کی - پس امام صاحب کا قول سابق اس قول کے مخالف نہوا اور معترض کا اعتراض تخالف و تناقض مندفع ہوا -

رہا آپکا یہہ اعتراض - کہ تمہارے نزدیک اس محل کا قابل تاویل ہونا اور اسکے ظاہر معنے کا بدلیل قطعی محال ہونا مسلّم نہ سہی خصم (منکر و مؤول) کے نزدیک تو وہ مسلم ہے پہر اسکی تکفیر کیونکر واجب ہے - اسکا جواب یہہ ہے کہ اگر تکفیر کے باب مین زعم و عندیہ مخالف کا (جسکی تکفیر کیجاوے) لحاظ ضروری ہو تو دنیا مین کسی کافر کو (جب تک وہ اپنے نزدیک کافر نہو اور خود کافر نہ کہلاوے) کافر کہنا صحیح نہو - حالانکہ باتفاق کل بہت ایسے لوگون کو کافر کہا گیا ہے جنہون نے اپنے تئین کافر نہین سمجہا -

لا بد اس امر کا فیصلہ کہ منکر یا مؤول اپنے انکار و تاویل مین قطعیات کا انکاری ہے اور اسکے انکار و تاویل کے ان قطعیات مین گنجایش نہین ہے اسلئے وہ کافر ہے ہر شخص اپنے ہی تحقیق و عندیہ سے کرتا ہے جس حکم یا آیت کو وہ اپنے نزدیک قطعی اور واجب التسلیم جانتا ہے اور اسمین تاویل و انکار کی گنجایش نہین دیکہتا اسکے منکر و مؤول کو کافر کہدیتا ہے اسمین زعم

† دیکہو نمبر سابق صـ ۲۲۲ ‡ یہہ جو نمبر آیندہ مین آویگا

وعندیہ خصم کی موافقت و اجازت کا منتظر نہین رہتا۔
دور کیون جائین آپ ہی کے فتوی تکفیر کو کیون نہ دیکھین۔ جن لوگون **آپنے** زبانی زبانی **کافر** کہا ہے (گو دل مین آپکے کسیکے کافر ہونیکا اعتقاد نہین ہے چنانچہ مضمون تہذیب ماہ ذیقعدہ ۹۶ء اسپر شاہد ہے) اون لوگون کی تکفیر مین آپنے اونکے زعم وعندیہ کا لحاظ نہین فرمایا۔ کیا جنکو کافر مطلق کہا ہے[†] وہ سب اپنے نزدیک کافر ہین؟ اور اپنے اعتقاد یا عمل کو کفر سمجھکر اسکے مرتکب ہین؟ اور جنکو مشرک بتایا ہے[‡] وہ سب اپنے خیال مین مشرک ہین؟ اور اپنے فعل یا اعتقاد کو شرک حقیقی سمجھتے ہین؟ اور اسمین خدا تعالی کی ناراضگی کا یقین رکھتے ہین؟ ۔
کفار و مشرکین مکہ کا حال تو قرآن و حدیث سے یہہ معلوم ہوتا ہے کہ جو کچھہ کفر یا شرک

[†] دیکھو تہذیب ماہ محرم ۹۶ء صفحہ ۱۱ جسکی عبارت اشاعۃ السنہ نمبرہ جلد ۳ مین بصفحہ ۱۴۱ گذر چکی ہے۔

[‡] دیکھو تہذیب ماہ صفر ۹۷ء صفحہ ۱۳۷ جسمین آپ فرماتے ہین کہ تاریخی واقعات سے ثابت ہے کہ ہر قوم مین کوئی نکوئی رفارمر یا پیغمبر گذرا ہے جسکی تعلیم کی بنیاد وحدانیت باری پر قایم ہوئی ہے گو کہ بعد کو لوگون نے بجز ذات واحد کے ماسوے کی پرستش اختیار کی ہو اور کسی دوسری شے مین الوہیت کا یقین کیا ہو جو شرک حقیقی کے لوازم ذاتی مین سے ہے تو ایسے فرقہ کو بھی خدا کی رحمت بین باوجود یکہ اسکی بے انتہا وسیع ہے انہی لوگون مین وہ لوگ بھی داخل ہین جنکی قوت مدرکہ بچپن سے اور ابتداء عمر سے ایسی تعلیم و تربیت کی بوجہہ سے یا معاشرت کی تبدیلیون مین تبدیلگی ہوجا ایمان باللہ اور اسکی توحید فی الذات و فی الصفات و فی العبادت کے منافی ہین۔ اور اسکے سبب سے انکے دل مین اس نا معلوم وجود کے یتانے والے کی یا اسکو یاد دلانے والے کی بات نہین سماتی یا سما کر برابر نہین جاتی یا لا علمی و نا سمجھی کے سبب سے اسکو سمجھنے کی اور جو سمجھتے ہین اسکے ڈھونڈہنے کی اور جستجو کرتے ہین اسکی کیئے جانے کی معذرت کیجاتی ہے۔ ×××××× اس فرقے کو بھی مین خدا کی رحمت میں باوجود اسکے بے انتہا وسیع ہونے کی جگہہ نہین دے سکتا "

یا فسق وہ لوگ کرتے اسکو کفر و شرک و فسق نہ سمجہتے بلکہ سراسر عبادات و اطاعت و قربت خدا خیال کرتے اور اس سے روکنے والوں (آنحضرؐ اور اونکے اصحاب) کو خارج از دین و مخالف

والذین اتخذوا من دونه اولیاء ما نعبدهم الا لیقربونا الی الله زلفی — ان الله یحکم بینهم فی ما هم فیه یختلفون ان الله لا یهدی من هو کاذب کفار — زمر ع ۱ —

جنہوں نے خدا کے سوے اور کارساز بنائی ہیں وہ یہہ کہتے ہیں کہ ہم تو انکو اسواسطے پوجتے ہیں کہ یہہ ہمکو خدا سے نزدیک کر دیں اللہ تعالے انمیں فیصلہ انکا جسمیں اختلاف کر رہے ہیں اللہ تعالی جہوٹے ناشکرے کو راہ نہیں دکہاتا۔

اس آیت سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ جنکو وہ پوجتے ہیں اور پکارتے انکو اصلی معبود نہ سمجہتے بلکہ اصلی معبود خدا تعالی کو سمجہتے اور انکو محض وسیلہ خیال کرتے اور اس تجویز سے وہ بزعم خود حقیقی شرک نہ کرتے۔ پہر خدا تعالی نے برخلاف انکے خیال کے انکے فعل کو شرک ٹہرایا اور اونکو کفار بلکہ بڑے کافر بتایا۔

ویعبدون من دون الله ما لا یضرهم ولا ینفعهم ویقولون هؤلاء شفعاؤنا عند الله قل اتنبئون الله بما لا یعلم فی السموات ولا فی الارض سبحانه وتعالی عما یشرکون — یونس ع ۲ —

اور خدا کے سوے انکو پوجتے جو انکو نقصان پہنچاتے نہ نفع پہنچاتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ یہہ لوگ ہمارے اللہ کے پاس سفارشی ہیں تو کہدے کہ تم خدا کو بتاتے ہو جو خدا آسمانوں اور زمینوں میں نہیں پاتا۔ وہ پاک ہے اس سے جسکو اسکا شریک بناتے ہیں۔

یہہ آیت بہی صاف ناطق ہے کہ جنکو وہ پوجتے تہے اسکو خدا یا خدا کی مثل نہ سمجہتے بلکہ خدا کی جناب میں سفارشی بناتے تسپر بہی خدا نے انکو مشرک کہا اور انکے خیال و اعتقاد کا لحاظ نفرمایا۔

واذا فعلوا فاحشة قالوا وجدنا علیها آباءنا والله امرنا بها قل ان الله لا یامر بالفحشاء اتقولون علی الله ما لا تعلمون — اعراف ع ۳

اور جب وہ کوئی بے حیائی بت پرستی یا ننگے بحالت برہنگی کرتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہمنے اپنے بزرگوں کو اسپر پایا اور یہی خدا نے حکم دیا ہے تو کہدے خدا تعالے بے حیائی کا حکم نہیں دیتا کیا تم خدا پر افترا کرتے ہو جسکا علم نہیں رکہتے۔

اطاعت رب العالمین خیال کرتے - باانیہمہ خدا تعالے انکو کافر و مشرک ٹہرایا اور
اور انکے زعم و خیال کا لحاظ نفرمایا اور آپنے بہی ایسے لوگون کا کافر و مشرک مخلد فی النار

وقال الذين اشركوا لو شاء الله ما عبدنا
من دونه من شيء نحن ولا آباؤنا ولا حرمنا
من دونه من شيء كذلك فعل الذين من قبلهم — نحل ع ۵
قل هل عندكم من علم فتخرجوه لنا ان تتبعون
الا الظن وان انتم الا تخرصون - انعام ع ۱۸
ما لهم بذلك من علم ان هم الا يخرصون - زخرف ع ۲

مشرکون نے کہا خدا کی مرضی نہوتی تو ہم
اسکے سوائے کسیکو نہ پوجتے اور نہ کچھہ حرام
کرتے انکو کہدے تمہارے پاس اسکی کچھہ سند ہے؟
کہ تم اسکو پیش کرو - تم تو اپنے ظن و خیال ہی
کے پیرو ہو اور تم اٹکلین ہی دوڑاتے ہو
تم کو اس امر کا علم نہیں یہہ آیتین ہی صاف

ناطق ہین کہ جو کچھہ وہ شرک وغیرہ کرتے اسمین وہ بزعم خود حکم و رضاء الٰہی کی تابع تہے تسپر خدا نے
مشرک کہا اور انکے عندیہ و خیال کا کچھہ لحاظ نفرمایا -

اور سورہ یونس ع ۴ - بنی اسرائیل ع ۷ - نحل ع ۵ - عنکبوت ع ۷ - لقمان ع ۴ - زخرف ع ۱ و ۷
زمر ع ۴ - وغیرہ مقامات مین مشرکین کے صاف صاف اعتراف منقول ہین کہ عالم مین جو کچھہ پیدایش
و تدبیر ہین جلانا مارنا رزق دینا مینہ برسانا چاند سورج کو چلانا رات دن کا نکالنا ڈوبتے ناؤ ان کو
بچانا سبہی خدا کی قدرت مین ہے جس سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ وہ اصل معبود خدا ہے کو جانتے اسکو
سوائے جسکو مانتے بزعم خود بڑے خدا مانتے اور اسکی عبادت کو عبادت خدا کیطرح اصلی و حقیقی عبادت
نہ جانتے بلکہ عبادت و قرب خدا کا وسیلہ خیال کرتے باانیہمہ خدا و رسول نے انکو مشرک قرار دیا - اور
انکے خیال و خانہ ساز اعتقاد کا کچھہ لحاظ نکیا - اور صحیح مسلم مین حضرت ابن عباس سے حدیث ہے کہ مشرکین

عن ابن عباس قال كان المشركون يقولون
لبيك لا شريك لك فيقول رسول الله ويلكم قد قد فيقولون الا شريكا
هو لك تملكه وما ملك يقولون هذا وهم يطوفون بالبيت

مکہ طواف کرتے تو اسمین یہہ کلمات کہتے ای خدا ہم
تیری عبادت کو لئے حاضر ہین تیرا کوئی شریک نہین
ہے پر ایک شریک ہے سو بہی ایسا ہے کہ تو اسکا مالک

ہونا تسلیم کر لیا ہے - پس اگر ایسا ہی امام غزالی نے منکرین حشر اجسام و اخروی نعیم و آلام
اپنی تحقیق سے بلا لحاظ زعم و عندیہ اون منکرین کی کہا تو کیا برا -
کفر یا شرک و غیرہ مذہبی جرایم کی تجویز پر کیا حصر ہے عقلی اور دنیاوی جرایم کی کسی شخص
مین ثابت کرنے وقت بہی ایسے ہی قانون پر فیصلہ ہوتا ہے کہ جہان کسی شخص مین کوئی امر خلاف

ہے وہ خود مالک نہین ہے یا جسکا وہ مالک ہے وہ بہی تیرے ملک ہے انکی یہہ کلمات بہی صاف تقریر
دلاتی ہین کہ وہ کسی معبود کو خدا کی برابر نہ سمجہتے اور بزعم خود شرک حقیقی کے مرتکب نہ تہی تس پر آنحضرت نے انکو
نہ چہوڑا اور اس لفظ سے جیسے وہ ہون بے ایک معبود پر لفظ شریک کا اطلاق کیا تہا منع کیا اور انکی
خیال کا کچہہ لحاظ نفرمایا بالجملہ ان آیات واحادیث سے بخوبی ثابت ہوتا ہے کہ مشرکین عرب اپنے زعم و خیال مین
مشرک نہ تہے پہر خدا و رسول نے انکو مشرک کہا اور انکی عندیہ کا اعتبار نفرمایا اور اس مضمون کی
آیات واحادیث بہت ہین کہ از انجملہ بعض آیات بجواب سوال اول بصفحہ (۲۱۳) بہی نقل ہو چکے ہین -
یہان شاید کوئی نیچری یا کوئی اور ملحد خدا و رسول پر یہہ اعتراض کرے کہ جب علی التعیین مشرکین کا خدا اور دوسرے
معبودون کی نسبت یہہ اعتقاد تہا جو قرآن و حدیث سے بیان ہوا تو پہر خدا و رسول نے انکی عبادت
غیر اللہ کو شرک حقیقی کیون ٹہرایا - یہہ غلطی ہے اور سراسر ناانصافی - **اسکا جواب** یہہ ہے کہ بعض
صورتون اور ہیئتون اور قالبون کو (جیسے سر جہکانا - گڑگڑانا وامثال ذالک) خدا نے عبادت حقیقی
ٹہرا کر اپنے لئے مخصوص کیا تہا اور اپنے سوا اورون کے لئے انکی بجالانیکو (گو کسی نیت و خیال سے ہو) حقیقی
شرک ٹہرا دیا انہین اونہون نے غیرونکو شامل کر لیا اور اس فعل سے اپنی اس ادعائی اعتقاد کو جہوٹا کر دیا
اسلئے خدا نے انکو مشرک ٹہرایا اور اونکے اعتقاد کو کان لم یکن سمجہکر اسکا اعتبار نکیا اور
ثبوت اس امر کا کہ جب عمل اعتقاد کا مکذب و مخالف ہوتا ہے تو وہ لائق اعتبار نہین
رہتا عنقریب بصفحہ (۲۴۴) آتا ہے جہان مخاطب کی اس کلام کا جواب ہے جو اعتراض سوم
وچہارم کی تائید یا تقریب مین اوسنے کہا ہے -

عقل یا خلاف اصول معاشرت کوئی تجویز کرتا ہے تو اسمین اپنے ہی تحقیق کے بہروسے
اس شخص پر وہ جرم جما دیتا ہی اسمین مجرم کی عندیہ کا لحاظ نہین کرتا -
حضور پر نور ہی کو دیکہو جب عہدہ مجسٹریٹی پر مامور تھے تو جس شخص کا اپنی تحقیق سے جور
ہونا ثابت کرتے اُسکو جیلخانہ ہین بہیجدیتے اسمین مجرم کی زعم و عندیہ کی رعایت نکرتے
اور جسکو قتل عمدی کا مرتکب قرار دیتے اسکو بلا لحاظ اس امر کے کہ وہ اپنے زعم مین قاتل
ہی یا نہین پہانسی کے لئے حاکم بالادست کے پاس بہیجدیتے اور اب بہی جس منصب پر ہین اسمین
بہی یہی کارروائی کر رہے ہین - جسکو اپنی تحقیق وخیال سے غیر مہذب یا غیر محقق یا بے عقل
یا خطا پر سمجہتے ہین اسپر اپنے خیال کے موافق یہی احکام لگاتے ہین اسمین زعم
مخالف کا لحاظ نہین فرماتے
بالجملہ تکفیر یا تخطیہ یا تضلیل مین زعم مخالف کا لحاظ کرنا ایسا امر ہے جسپر نہ خدا کا عمل ہے
نہ کسی رسول کا نہ کسی مذہب و ملت کے علماء کا نہ کافہ انام و عامہ عقلاء کا حتے کہ خود جناب
آنرایبل صاحب کو بہی اسکی پابندی نہین ہے - پہر امام غزالی پر اسکے خلاف کا الزام لگانا
خدا و رسول و کافہ خلایق پر الزام لگانا ہے اور اپنے آپ کو خود ہی جھٹلانا ہے اور یہہ بہادری
بجز آنرایبل صاحب کس سے ہو سکتی ہے -

این کار از تو آید مردان چنین کنند

جواب اعتراض اول پورا ہوا اور یہہ اس انداز سے لکہا گیا ہے کہ جواب اعتراض سوم و چہارم
بہی اسمین ادا ہوا جسکا خلاصہ یہہ ہے کہ گو منکر کے نزدیک علم باری متعلق جزئیات آیات
و احادیث سے ثابت نہو اور گو بنا بر علیہ وہ اپنے زعم مین منکر و مکذب آیات نہو مگر نفس الامر
مین اور خدا و رسول و مسلمانون کے نزدیک تو وہ علم آیات و احادیث سے اس وضاحت
سے ثابت ہی کہ ان مین تاویل کی گنجایش نہین ہے اسلئے وہ نفس الامر مین اور خدا و رسول
و مسلمانون کے نزدیک ان آیات و احادیث کا مکذب ہے - اور اسباب مین اسکی زعم

ہے بجز ایک اس بات کی کہ معتزلے آنحضرت کو ایسے عذر کے سبب جھوٹا کہنا جائز نہین سمجھتے۔ بلکہ ظاہر قول رسول کے (جب انکو دلیل اسکا خلاف ثابت ہو) تاویل کر دیتے ہین اور فلسفی ظاہر قول رسول کے ترک کرنے کو کسی تاویل قریب یا بعید پر منحصر نہین رکھتا بلکہ جہان تاویل نہو سکے وہان رسول کا جھوٹ بولنا تجویز کر دیتا ہے۔ اور مطلق زندیق پن یہہ ہے کہ سرے سے معاد کو عقلی ہو خواہ روحانی نمانین اور وجود خدا سے بھی انکاری ہو جاوین۔ مگر معاد عقلی کو ماننا ولذات وآلام حسی کو نماننا اور وجود خدا کو ماننا اور اسکے علم تفصیلی متعلق جزئیات کے نفی کرنا یہہ مقید زندیق پن ہے جسمین ایک نوع اقرار پایا جاتا ہے۔

اس قول پر آنرایبل صاحب بہادر نے **چار اعتراض** کئے ہین اول یہہ آپ ... الفاظ سے منقول ہوتا ہے یہہ ہے یہی مقام ہے جہان امام صاحب اپنی تقلیدی ... کو توڑ نہین سکے اور اپنی کلام کی اختلاف کو بھی خیال مین نرکھہ سکے۔ اونہون نے فرمایا ہے جو شخص مہمات عقائد مین بغیر برہان قاطع تاویل کرے اسکی تکفیر واجب اور اسکی مثال حشر اجساد اور عقوبات کی ظاہری معنون کی تاویل کی دی ہے۔ برہان قاطع اونہون نے اس ... کی شرط لگائی ہے۔ اور خود لکھا ہی ہین کہ برہان کو برہان قرار دینے مین بہت ... اختلاف رہے ہو سکتا ہے اور برہان کی غلطی کے سبب تکفیر نہین چاہیئے پس اب یہہ سوال ہے کہ گو امام صاحب کی نزدیک اعادہ ارواح اجسام مین محال نہو مگر جس شخص کے نزدیک اسکا محال ہونا برہان سے ثابت ہوا ہو اور گو کہ برہان مین اس سے غلطی ہو اسکی تکفیر کیونکر واجب ہے۔

اعتراض دوم کا خلاصہ یہہ ہے کہ امام صاحب نے حشر اجسام پر بحث کرنے مین دین کا ضرر بتایا اور درحقیقت حشر اجسام پر بحث نکرنے مین دین کا ضرر ہے جنکے دلون مین حشر اجسام وآلام ولذائذ معاد کی نسبت شبہات پیدا ہو گئی ہین اور وہ اعادہ روح کو اجسام مین محال جانتے ہین انکے لئے ان امور پر مباحثہ کرنے اور اونکی حقیقت کو بیان کرنے مین دین کا ضرر ہے یا نفع۔ ایک کافر مسلمان ہونا چاہتا ہے بشرطیکہ اسکو سمجہا دو کہ اسلام مین جو حشر اجسام ...

و آلام بہشت و دوزخ وارد ہین یہہ کیونکر ہو سکتی ہین یا ایک مسلمان اسلام کو ترک کرتا ہے
اسلیے کہ اسلام مین حشر اجسام وحسی نعیم وآلام وارد ہین - اور انکا وجود محال ہے
ایسے لوگون کو امام صاحب تو یہہ فرماتے ہین کہ چپ رہو یہہ بحث مت کرو ہمین دین کا
ضرر ہے - اور سید احمد کہتا ہے کہ اس امر مین بلکہ دین کے کسی مسئلہ مین بحث کرنے مین
کچہہ اندیشہ نہین ہے - اور حشر اجسام وحسی نعیم وآلام کی حقیقت سمجہانے کو مستعد
ہوتا ہے ان دونون مین کون شخص دین کو نفع رسان ہے اور کون ضرر رسان -

اعتراض سوم کا حاصل یہہ ہے کہ جن آیات واحادیث سے خدا کا جزئیات شخصیہ
کو جاننا ثابت ہوتا ہے اگر ان آیات سے یہہ امر منکر کے نزدیک ثابت نہین ہے تو وہ
مکذب آیات کیونکر ہو سکتا ہے ؟

اعتراض چہارم کا محصل یہہ ہے کہ جو شخص کہتا ہے کہ رسول نے مصلحۃ ترغیباً وترہیباً
معاد عقلی کو معاد جسمانی کے پیرایہ مین بتایا ہے - اور علم کلی خدا تعالی کو علم تفصیلی کے
پیرایہ مین ظاہر فرمایا ہے - اور یہہ کہنا جہوٹ بہی نہین ہے اسلیے کہ جس بات مین لوگون
کی بہتری ہو اسکا بیان کرنا اگرچہ خلاف واقعہ ہو جہوٹ نہین ہوتا وہ شخص پیغمبر کو کہلم کہلا
تو جہوٹا نہین بناتا پہر اسکو صاف صاف رسول کی تکذیب کرنے والا کیون ٹہرایا گیا -

اس اعتراض اور اعتراض سوم کی **تائید یا تصریح** مین آپنے فرمایا ہے اصل یہہ ہے
کہ جس شخص نے لا الہ الا اللہ پر یقین کیا اسنے ذات باری کو جامع جمیع صفات وبری جمیع
نقصانات سے یقین کیا ہے اور جس شخص نے محمد رسول اللہ پر یقین کیا اسنے نبی صادق
کو تسلیم کیا اور ناچار یہ کو حق مانا ہے پس اسکے کسی قول سے اپنے قیاس کے مطابق ایک امر کا
استنباط کرنا اور کہنا کہ اس سے تکذیب رسول لازم آتی ہے تفسیر القول بما لا یرضی بہ
قائلہ ہے اور اس تفسیر سے جسکو خود قائل قبول نہین کرتا اسکی تکفیر بہت بڑی غلطی اور
نادانی ہے - ممکن ہے کہ اسکی تمام تاویلون کو اور تمام دلیلون اور براہین کو ظن وہم سفسطہ

کہا جاوے مگر اسکو کافر نہین کہا جاسکتا لیں کلمہ گو کو کافر کہنا سخت گمراہی ہے لا نکفر احدًا
من اہل القبلة صحیح اور ٹھیک مذہب ہے ۔

راقم کہتا ہے جواب اعتراض اول یہہ ہے کہ قول سابق مین جو امام صاحب نے برہان کو قایم کرکے
اور اسکو قطعی قرار دینے مین اختلاف اور غلطی کا ممکن ہونا تجویز کیا ہے اور اسکے سبب تکفیر سے
منع کیا ہے تو وہ ایسے محل (ظاہر آیۃ یا حدیث) کی نسبت ہے جو اپنے ظاہری معنے پر قطعی الدلالۃ
نہین ہے۔ اور اسمین تاویل کی گنجائش ہے اور جو اس قول مین منکرین حشر اجسام پر فتوی کفر
لگایا ہے تو یہہ ایسے محل (نص قطعی) مین تاویل کرنے والے کی نسبت ہے جو قابل تاویل نہین
اور وہ اپنے معنے منصوص پر قطعی الدلالۃ ہے - یہہ بات آپ† نے اس کلام مین (جسپر معترض
نے اعتراض کیا ہے) کہولکر فرمادی ہے اور آپکے قول آیندہ‡ مین بہی اسکی تشریح موجود ہے
پر جناب معترض نے اسکی طرف توجہ نہین کی - پس امام صاحب کا قول سابق اس قول کے مخالف نہوا
اور معترض کا اعتراض تخالف و تناقض مندفع ہوا -

(۲) آپکا یہہ **اعتراض** - کہ تمہارے نزدیک اس محل کا قابل تاویل ہونا اور اسکے ظاہر معنی کا
بدلیل قطعی محال ہونا مسلم نہ سہی خصم (منکر و مؤول) کے نزدیک تو وہ مسلم ہے پہر اسکی تکفیر کیونکر
واجب ہے - اسکا جواب یہہ ہے کہ اگر تکفیر کے باب مین زعم و عندیہ مخالف کا (جسکی تکفیر
کیجاوے) لحاظ ضروری ہو تو دنیا مین کسی کافر کو (جب تک وہ اپنے نزدیک کافر نہولے اور خود کافر
نہ کہلاوے) کافر کہنا صحیح نہو - حالانکہ باتفاق کل بہت ایسے لوگون کو کافر کہا گیا ہے
جنہون نے اپنے تئین کافر نہین سمجہا -

لابد اس امر کا فیصلہ کہ منکر یا مؤول اپنے انکار و تاویل مین قطعیات کا انکاری ہے اور اسکے انکار
و تاویل کے ان قطعیات مین گنجائش نہین ہے اسلئے وہ کافر ہے ہر شخص اپنے ہی تحقیق و اعتقاد
سے کرتا ہے جس حکم یا آیت کو وہ اپنے نزدیک قطعی اور واجب التسلیم جانتا ہے اور اسمین
تاویل و انکار کی گنجائش نہین دیکہتا اسکے منکر و مؤول کو کافر کہدیتا ہے اسمین زعم

† دیکہو نمبر سابق صفحہ ۲۲۲ ‡ یہہ جو نمبر آیندہ مین آویگا

و عندیہ خصم کی موافقت و اجازت کا منتظر نہین رہتا۔

دور کیون جائین آپ ہی کے فتویٰ تکفیر کو کیون نہ دیکھین۔ جن لوگون **آپنے** زبانی زبانی **کافر** کہا ہے (گو دل مین آپکے کسیکے کافر ہونیکا اعتقاد نہین ہے چنانچہ مضمون تہذیب ماہ ذیقعدہ ۱۲۹۶ھ اسپر شاہد ہے) اون لوگون کی تکفیر مین آپنے اونکے زعم و عندیہ کا لحاظ نہین فرمایا۔ کیا جنکو کافر مطلق کہا ہے † وہ سب اپنے نزدیک کافر ہین؟ اور اپنے اعتقاد یا عمل کو کفر سمجھکر اسکے مرتکب ہین؟ اور جنکو مشرک ‡ بتایا ہے وہ سب اپنے خیال مین مشرک ہین؟ اور اپنے فعل یا اعتقاد کو شرک حقیقی سمجھتے ہین؟ اور ہمین خدا تعالیٰ کی ناراضگی کا یقین رکھتے ہین؟۔

کفار و مشرکین مکہ کا حال تو قرآن و حدیث سے یہہ معلوم ہوتا ہے کہ جو کچھہ کفر یا شرک

---

† دیکھو تہذیب ماہ محرم ۱۲۹۷ھ صفحہ ۱۱ جسکی عبارت اشاعۃ السنہ نمبرہ جلد ۳ مین بصفحہ ۱۳۸۱ گذر چکی ہے۔

‡ دیکھو تہذیب ماہ صفر ۱۲۹۷ھ صفحہ ۱۳۷ جسمین آپ فرماتے ہین کہ تاریخی واقعات سے ثابت ہے کہ ہر قوم میں کوئی نکوئی رفارمر یا پیغمبر گذرا ہے جسکی تعلیم کی بنیاد وحدانیت باری پر قایم ہوئی ہے گو کہ بعد کو لوگون نے بجز ذات واحد کے ماسوے کی پرستش اختیار کی ہو اور کسی دوسری شے مین الوہیت کا یقین کیا ہو جو شرک حقیقی کے لوازم ذاتی مین سے ہے تو ایسے فرقہ کو بہی خدا کی رحمت بمن باوجودیکہ اسکی بے انتہا وسیع آنہی لوگون مین وہ لوگ بہی داخل ہین جنکی قوت مدرکہ بچپن سے اور ابتدا عمر سے ایسی تعلیم و تربیت کی وجہہ سے گہیکر یا معاشرت کی بندشون مین بندہگئی ہے جو ایمان باللہ اور اسکی توحید فی الذات و فی الصفات و فی العبادت کے منافی ہین۔ اور اسکے سبب سے انکے دل مین اول معلوم وجود کے بتانیوالے کی یا اسکی یاد دلانیوالے کی بات نہین سماتی یا سمجہہ بوجہہ نادانی نہین جاتی یا لاعلمی و ناسمجہی کے سبب سے اسکو سمجہنے کی اور جو سمجہتے ہین اسکے بوجہہ جہتوکی اور رجوع کرتے ہین اسکو کچھہ جانی کی معذرت کیجاتی ہے۔ × × × × × اس فرقے کو بہی مین خدا کی رحمت بمن باوجودیکہ اسکے بے انتہا وسیع ہونے کی جگہہ نہین دی سکتا۔"

یا فسق وہ لوگ کرتے اسکو کفر و شرک و فسق نہ سمجھتے بلکہ سراسر عبادت و اطاعت و قربت خدا خیال کرتے اور اس سے روکنے والوں (آنحضرؐ اور اونکے اصحاب) کو خارج از دین و مخالف

+ والذین اتخذوا من دون اللہ اولیاء ما نعبدہم الا لیقربونا الی اللہ زلفی ۔ ان اللہ یحکم بینہم فی ما ہم فیہ یختلفون ان اللہ لا یہدی من ہو کاذب کفار ۔ زمر ع ۱ ۔

جنہوں نے خدا کے سوا اور کارساز بنائی ہین وہ یہہ کہتے ہین کہ ہم تو انکو اسواسطے پوجتے ہین کہ یہہ ہمکو خدا سے نزدیک کر دین اللہ تعالیٰ انمین فیصلہ کریگا جسمین وہ اختلاف کر رہے ہین اللہ تعالیٰ جہوٹے ناشکر کیلئے راہ نہین دکہاتا ۔

اس آیت سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ جنکو وہ پوجتے ہین اور پکارتے انکو اصلی معبود نہ سمجھتے ۔ بلکہ اصلی معبود خدا تعالیٰ کو سمجھتے اور انکو محض وسیلہ خیال کرتے اور اس تجویز سے وہ بزعم خود حقیقی شرک نہ کرتے ۔ پہہ خدا تعالیٰ نے برخلاف انکے خیال کے انکے فعل کو شرک ٹہرایا اور اونکو کفار ریعنے بڑے کافر بنایا ۔

ویعبدون من دون اللہ ما لا یضرہم ولا ینفعہم ویقولون ہؤلاء شفعاؤنا عند اللہ قل اتنبئون اللہ بما لا یعلم فی السموات ولا فی الارض سبحانہ وتعالی عما یشرکون ۔ یونس ع ۲ ۔

اور خدا کے سوا انکو پوجتے جو انکو نقصان پہنچاتے نہ نفع پہنچاتے ہین ۔ اور کہتے ہین کہ یہہ لوگ ہمارے اللہ کے پاس سفارشی ہین تو کہدو تم خدا کو بتاتے ہو جو خدا آسمانون اور زمینون مین نہین جانتا ۔ وہ پاک ہے اس سے جسکو اسکا شریک بناتے ہین

یہہ آیت بہی صاف ناطق ہے کہ جنکو وہ پوجتے تہے اسکو خدا یا خدا کی مثل نہ سمجھتے بلکہ خدا کی جناب مین سفارشی بناتے تہے پہر بہی خدا نے انکو مشرک کہا اور انکے خیال و اعتقاد کا لحاظ نفرمایا ۔

واذا فعلوا فاحشۃ قالوا وجدنا علیہا آباءنا واللہ امرنا بہا قل ان اللہ لا یامر بالفحشاء اتقولون علی اللہ ما لا تعلمون ۔ اعراف ع ۳

اور جب وہ کوئی بے حیائی (بت پرستی یا طواف بحالت برہنگی) کرتے ہین تو کہتے ہین کہ ہمنے اپنے بزرگون کو اسپر پایا اور یہی خدا نے حکم دیا ہے تو کہدے خدا تعالےٰ بے حیائی کا حکم نہین دیتا کیا تم خدا پر افترا کرتے ہو جسکا علم نہین رکہتے ۔

اطاعت رب العالمین خیال کرتے - باانہمہ خدا تعالے انکو کافر و مشرک ٹھہرایا اور
اور انکے زعم و خیال کا لحاظ نفرمایا اور آپنے بہی ایسے لوگون کا کافر و مشرک مخلد فی النار

وقال الذین اشرکوا لوشاء الله ما عبدنا
من دونه من شیء نحن ولا آباؤنا ولا حرمنا
من دونه من شیء کذلک فعل الذین من قبلهم نحل ۱۵
قل هل عندکم من علم فتخرجوه لنا ان تتبعون
الا الظن وان انتم الا تخرصون - انعام ۱۸
ما لهم بذلک من علم ان هم الا یخرصون - زخرف ۲

مشرکون نے کہا خدا کی مرضی نہوتی تو ہم
اسکے سوائے کسیکو نہ پوجتے اور نہ کچھ حرام
کرتے انکو کہدے تمہارے پاس اسکی کچھ سند ہے؟
کہ تم اسکو پیش کرو - تم تو اپنے ظن و خیال ہی
کے پیرو ہو اور تم اٹکلین ہی دوڑاتے ہو
تم کو اس امر کا علم نہین یہہ آیتین بہی صاف بکھو
ناطق ہین کہ جو کچھ وہ شرک وغیرہ کرتے اسمین وہ بزعم خود حکم و رضاء الٰہی کی تابع تہے تسپر خدا نے
مشرک کہا اور انکے عندیہ و خیال کا کچھہ لحاظ نفرمایا -

اور سورہ یونس ع ۴ - بنی اسرائیل ع ۷ - نحل ع ۵ - عنکبوت ع ۷ - لقمان ع ۳ - زخرف ع ۱ و ۲
زمر ع ۴ - وغیرہ مقامات مین مشرکین کے صاف صاف اعتراف منقول ہین کہ عالم مین جو کچھ پیدائش
و تدبیرین جلانا مارنا رزق دینا مینہ برسانا چاند سورج کو چلانا رات دن کا نکالنا ڈوبتے ناؤن کو
بچانا سبہی خدا کی قدرت مین ہے جس سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ وہ اصل معبود خدا ہے کو ن جانتے اسکے
سوائی جنکو مانتے بزعم خود بڑے خدا مانتے اور اسکی عبادت کو عبادت خدا کیطرح اصلی و حقیقی عبادت
نہ جانتے بلکہ عبادت و قرب خدا کا وسیلہ خیال کرتے باانہمہ خدا اور رسول نے انکو مشرک قرار دیا - اور
اُنکے خیال و خانہ ساز اعتقاد کا کچھہ لحاظ نکیا - اور صحیح مسلم مین حضرت ابن عباس سے حدیث ہے کہ مشرک

عن ابن عباس قال کان المشرکون یقولون
لبیک لا شریک لک فیقول رسول الله قد قد فیقولون الا شریکا
هو لک تملکه وما ملک یقولون هذا وهم یطوفون بالبیت

لوگ طواف کرتے تو اسمین یہہ کلمات کہتے ای خدا ہم
تیری عبادت کیلئے حاضر ہین تیرا کوئی شریک نہین
ہے پر ایک شریک ہے سو بہی ایسا ہے کہ تو اسکا مالک

ہونا تسلیم کرلیا ہے - پس اگر ایسا ہی امام غزالی نے منکرین حشر اجسام و اخروی نعیم و آلام
اپنی تحقیق سے بلا لحاظ زعم و عندیہ اون منکرین کے کہا تو کیا بڑا -
کفر یا شرک و غیرہ مذہبی جرایم کی تجویز پر کیا حصر ہے عقلی اور دنیاوی جرایم کو کسی شخص
مین ثابت کرنے وقت بھی ایسے ہی قانون پر فیصلہ ہوتا ہے کہ جہان کسی شخص مین کوئی امر خلاف

ہے وہ خود مالک نہین ہے یا جسکا وہ مالک ہے وہ بھی تیرے ملک ہے انکی یہہ کلمات بھی صاف تصدیق
دلاتی ہین کہ وہ کسی معبود کو خدا کی برابر نہ سمجھتے تھے اور بزعم خود شرک حقیقی مرتکب نہ تھے تو بہر آنحضرت نے انکو
نچھوڑا اور اس لفظ سے بھی اونہون نے ایک معبود پر لفظ شریک کا اطلاق کیا تہا منع کیا اور انکے
خیال کا کچھہ لحاظ نفرمایا بالجملہ ان آیات واحادیث سے بخوبی ثابت ہوتا ہے کہ مشرکین عرب اپنے زعم و خیال مین
مشرک نہ تھے پہر خدا و رسول نے انکو مشرک کہا اور انکے عندیہ کا اعتبار نفرمایا اور اس مضمون کی
آیات واحادیث بہت ہین کہ از انجملہ بعض آیات بجواب قول سابق بصفحہ (۲۱۲) بہی نقل ہو چکے ہین -
یہان شاید کوئی نیچری یا کوئی اور ملحد خدا و رسول پر یہہ اعتراض کرے کہ جیسے ان مشرکین کا خدا اور دوسرے
معبودون کی نسبت یہہ اعتقاد تہا جو قرآن و حدیث سے بیان ہوا تو پہر خدا اور رسول نے انکی عبادت
غیر اللہ کو شرک حقیقی کیون ٹھہرایا - یہہ غلطی ہے اور سراسر ناانصافی - **اسکا جواب** یہہ ہے کہ بعض
صورتون اور ہیئتون اور قالبون کو (جیسے سر جھکانا - گڑگڑانا وامثال ذالک) خدا نے عبادت حقیقی
ٹھہرا کر اپنے لئے مخصوص کیا تہا اور اپنے سوا اورون کے لئے انکو بجالانیکو ڈکو کسی نیت و خیال سے ہو حقیقی
شرک ٹھہرادیا اینہون اوہون نے غیرونکو شامل کرلیا اور اس فعل سے اپنی اس دعائی اعتقاد کو چہوڑ کر دیا
اسلئے خدا نے انکو مشرک ٹھہرایا اور اونکے اعتقاد کو کان لم یکن سمجہکر اسکا اعتبار نکیا اور
ثبوت اس امر کا کہ جب عمل اعتقاد کا مکذب و مخالف ہوتا ہے تو وہ لائق اعتبار نہیں
رہتا عنقریب بصفحہ (۲۳۳) آتا ہے جہان مخاطب کی اس کلام کا جواب ہے جو اعتراض سوم
و چہارم کی تائید یا تقریب مین اوسنے کہا ہے -

عقل یا خلاف اصول معاشرت کوئی تجویز کرتا ہے تو اسمین اپنے ہی تحقیق کے بہروسے
اس شخص پر وہ جرم جما دیتا ہی اسمین مجرم کی عندیہ کا لحاظ نہین کرتا۔
حضور پرنور ہی کو دیکہو جب عہدہ مجسٹریٹی پر مامور تہے تو جس شخص کا اپنی تحقیق سے چور
ہونا ثابت کرتے اُسکو جیلخانہ مین بہیجدیتے اسمین مجرم کی زعم و عندیہ کی رعایت نکرتے
اور جسکو قتل عمدی کا مرتکب قرار دیتے اسکو بلا لحاظ اس امر کے کہ وہ اپنے زعم مین قاتل
ہی یا نہین پہانسی کے لئے حاکم بالادست کے پاس بہیجدیتے اور اب بہی جس منصب پر ہین اسمین
بہی یہی کارروائی کررہے ہین۔ جسکو اپنی تحقیق و خیال سے غیر مہذب یا غیر محقق یا بے عقل
یا خطا پر سمجہتے ہین اسپر اپنے خیال کے موافق یہی احکام لگاتے ہین اسمین زعم
مخالف کا لحاظ نہین فرماتے

بالجملہ تکفیر یا تخطیہ یا تضلیل مین زعم مخالف کا لحاظ کرنا ایسا امر ہے جسپر نہ خدا کا عمل ہے
نہ کسی رسول کا نہ کسی مذہب و ملت کے علماء کا نہ کافہ انام و عامہ عقلاء کا حتے کہ خود جناب
آنرایبل صاحب کو بہی اسکی پابندی نہین ہے۔ پہر امام غزالی پر اسکے خلاف کا الزام لگانا
خدا و رسول و کافہ خلائق پر الزام لگانا ہے اور اپنے آپ کو خود ہی جہٹلانا ہے اور یہہ بہادری
بجز آنرایبل صاحب کس سے ہوسکتی ہے۔

این کار از تو آید مردان چنین کنند

جواب اعتراض اول پورا ہوا اور یہہ اس انداز سے لکہا گیا ہے کہ جواب اعتراض سوم و چہارم
بہی اسمین ادا ہوا جسکا خلاصہ یہہ ہے کہ گو منکر کے نزدیک علم باری متعلق جزئیات آیات
و احادیث سے ثابت نہو۔ اور گو بنا ر علیہ وہ اپنے زعم مین منکر و مکذب آیات نہو مگر نفس الامر
مین اور خدا و رسول و مسلمانون کے نزدیک تو وہ علم آیات و احادیث سے اس وضاحت
سے ثابت ہی کہ ان مین تاویل کی گنجائش نہین ہے اسلئے وہ نفس الامر مین اور خدا و رسول
و مسلمانون کے نزدیک ان آیات و احادیث کا مکذب ہے۔ اور اسباب مین اسکی زعم

وخیال کا کچھہ لحاظ واعتبار نہین ہے ـ بحکم ان آیات کے جنکا بیان ابہی گذر آیا ہے ـ
ایسا ہی جو شخص رسول کی نسبت کہتا ہے کہ واقعہ مین حشر اجسام محال ہے اور اسکا ہونا
ناممکن ہے ایسا ہی خدا کا جزئیات کو جاننا ناممکن و غیر واقعی ہے مگر رسول نے ان
باتون کو مصلحۃ بیان کر دیا ہے یہہ شخص نفس الامر او رواقع مین رسول کو جہوٹ بولنے والا
قرار دیتا ہے گو اپنے زعم مین اس جہوٹ کو جہوٹ نہین سمجہتا یا سمجہتا ہے پر اسکا
نام نہین لیتا ـ

پس اگر شق اول ہے تو بحکم آیات سابقہ اسکی سمجہہ کا اعتبار نہین ہے اور وہ واقعی کذب
رسول کا مجوز ہے ـ اور اگر شق ثانی ہے تو وہ اور شریر و مکار ہے اس جہوٹ کو جہوٹ نہ کہنے
مین اور اسکی شرارت و بزعم خود حکمت عملی ہے جسکے ذریعہ سے وہ مسلمانون کو دام مین لاتا ہے
اور انسے نبیؐ کی تعلیمات و اعتقادات کا انقیاد چہوڑاتا ہے ـ اگر وہ نبیؐ کی بات کو
صاف جہوٹ کہے تو مسلمان لوگ اسکو کافر و منکر سمجہکر اسکی بات نہ سنین اسلئے وہ
نبیؐ کو صاف جہوٹا نہین کہتا بلکہ نبیؐ پر ایسی بات جماتا ہے جس سے احمق و بے سمجہہ
ایک نہ ایک دن خود ہی نبی کو جہوٹا کہنے لگین اور اسلام کو سلام کرین ـ

ایسا شخص ظاہری منکر و کہلے کافر سے بڑہکر اسلام کا دشمن ہے اور اسکی عداوت
شیطان کے ہمرنگ ہے جسکی نسبت خدا نے قرآن مین فرمایا ہے کہ وہ شیطان اور
اوسکی جماعت تمکو دیکہتی ہین جہان سے تم انکو نہین دیکہتے
مالک بن دینار کا قول ہے کہ جو دشمن تجہے دیکہے
اور تو اسکو نہ دیکہے وہ سخت مصیبت مین ڈالتا ہے

انہ یراکم ہو و قبیلہ من حیث لا ترونہم اعراف ۳۶ ـ
قال مالک بن دینار ان عدوًا یراک ولا تراہ
لشدید المؤنۃ الا من عصمہ اللہ (معالم التنزیل)

اور جو اعتراض سوم و چہارم کی تائید مین (گویا ہمارے اس تقریر کی جواب مین) آپنے
فرمایا ہے کہ جس نے لا الہ الا اللہ پر یقین کیا اسنے خدا کو سب نقصانون سے بری جانا اور رسولؐ کو
صادق و برحق مانا پہر اسکے قول سے تکذیب رسولؐ نکالنا اور بدست آویز اسکے اسکو

کافر قرار دینا غلطی و نادانی ہے اور کلمہ گو کو کافر کہنا سخت گمراہی ہے اور اہل قبلہ کی تکفیر سے بچنا نہایت صحیح و درست مذہب ہے **اسکا جواب** یہہ ہے کہ جس شخص کے قول یا فعل سے یقیناً رسول کی تکذیب نکلتی ہے اسکا دل سے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہنا کب مسلم ہے اگر وہ دل سے اس کلمہ پر یقین رکھتا تو اپنے قول و عمل سے رسول کی تکذیب نکرتا اسکا قول و عمل جو یقیناً رسول کو جھٹلاتے ہیں صاف یقین دلاتے ہیں کہ وہ کلمہ صرف زبان سے منافقانہ طور پر کہتا ہے اسکے دل میں اسکا کچھہ اثر و یقین نہیں ہے اور اس زبانی اقرار سے اسکا مقصود دفعیہ ضرر ہے یا جلب منفعت ہو اور اس زمانہ شوکت کفر میں گو کفر کے اظہار و اشاعت میں چندان ضرر نہیں ہے مگر اسکے چھپانے میں منفعت یہہ ہے کہ اس پیرایہ میں اسلام کی تکذیب و تخریب اور ملحدانہ عقاید کی اشاعت و ترویج بآسانی ممکن ہے جو کھلم کھلا کافر ہو کر اگر اصول اسلام کا انکار سناوے تو اسکی لکچر میں کوئی دیندار نہ آوے **مسلمان بن کر** جو کچھہ چاہے لوگون کو سناوے اس قسم کے لوگ ہر زمانہ میں چلے آئے ہیں اور انپر خدا اور رسول اور علماء اسلام نے یہی فتوی لگائے ہیں کہ انکی کلمہ گوئی دفع مضرت یا جلب منفعت کے لیے ہے اور حقیقت میں یہہ اس کلمہ کے منکر اور منافق اور زندیق دینے چھپے مرتد ہیں۔

کتب فقہ میں ان لوگون کے احکام کے بیان میں مستقل ابواب مقرر و منعقد ہیں اور کتاب و سنت میں بہت جگہہ انکا ذکر موجود ہے۔ منافقین عصر نبوی کا حال سورہ بقرہ میں بیان فرمایا ہے کہ بعض ایسے لوگ ہین جو کہتے ہین ہم خدا پر اور پچھلے دن پر ایمان لائے۔ اور در حقیقت مومن نہین ہیں

ومن الناس من یقول اٰمنا باللہ وبالیوم الاٰخر وما ہم بمومنین - بقرہ - ۲ - ۱ -

اور سورہ نساء میں فرمایا ہے کیا تون نے نہین دیکھا ان لوگون کو جو اپنے خیال میں اس کتاب پر جو تجھہ پر نازل ہوئی ہے اور اسپر جو تجھسے پہلے نازل ہوئی ایمان لائے ہین پھر اپنے مقدمات کا فیصلہ ایک بڑے سرکش

الم تر الی الذین یزعمون انہم اٰمنوا بما انزل

الیک وما انزل من قبلک یریدون ان
یتحاکموا الی الطاغوت وقد امروا ان یکفروا
به ویرید الشیطن ان یضلهم ضلالا بعیدا
واذا قیل لهم تعالوا الی ما انزل الله والی
الرسول رایت المنفقین یصدون عنک
صدودا فکیف اذا اصابتهم مصیبة بما قدمت
ایدیهم ثم جاؤک یحلفون بالله ان اردنا
الا احسانا وتوفیقا - اولئک الذین یعلم
الله ما فی قلوبهم فاعرض عنهم وعظهم
وقل لهم فی انفسهم قولا بلیغا - وما ارسلنا
من رسول الا لیطاع باذن الله ولو انهم
اذ ظلموا انفسهم جاؤک فاستغفروا الله واستغفر
لهم الرسول لوجدوا الله توابا رحیما -
فلا وربک لا یومنون حتی یحکموک فیما شجر
بینهم ثم لا یجدوا فی انفسهم حرجا مما قضیت
ویسلموا تسلیما - سورہ نساء ع ۹ -

سے چاہتے ہین حالانکہ اس شخص کی اتباع
سے وہ منکر ہونے کے مامور ہین - اور شیطان
چاہتا ہے کہ انکو دور بہکا دے جب انکو کہا
جاتا ہے کہ اس حکم کی طرف جو خدا نے اوتارا ہے
اور رسول کیطرف آؤ تو اسوقت منافقین کو
تو دیکھتا ہے کہ ان سے رکتے ہین انکا کیا
حال ہوگا جب انکو مصیبت پہنچیگی بدلے ان
عملون کے جو انکے ہاتہون نے آگے بہیجا ہی پہر
تیرے پاس آوینگے اور قسمین کہاوینگے کہ ہمنے تو
اس سرکش کے پاس جانے سے بجز بہلائی میلوک
و ملاپ اور کچہہ نہین چاہا - خدا جانتا ہے
جو انکے دلون مین ہے تو انکی اسبات کو جانے
دے اور اونکو نصیحت کر اور ایسی بات کہدے
جو انکے دل لگے - ہمنے جو رسول بہیجا ہے
سو اسی لیے بہیجا کہ لوگ خدا کے حکم سے اسکی اطاعت
کرین اور جب وہ اپنی جانون پر ظلم کئے تہے

تیرے پاس آتے اور اللہ سے بخشش چاہتے تو خدا کو متوجہ اور مہربان پاتے تیرے خدا کی
قسم ہے کہ یہہ ہرگز مومن نہونگے جب تک کہ اپنے جہگڑون مین تجہے حاکم نہ بناوین اور جو تو فیصلہ
کردے اس سے جی مین تنگی نہ لاوین اور اسکو مان جاوین -

یہہ آیات اون منافقون کے حق مین اتری ہین جنہون نے بعض مقدمات مین انحضرت کے
فیصلہ سے ناخوش ہوکر اورون سے فیصلہ چاہا تہا انمین سے ایک منافق نے جب حضرت

عمر کے پاس آپ آنحضرت کے فیصلہ پر ناراضگی کا اظہار کیا اور اُنسے فیصلہ کرانا چاہا تو انہوں نے اسکو قبل نزول وحی و اعلام نبوی منافق قرار دیا اور اس سے مرتدین فتنہ اندازوں کا سا معاملہ کیا۔ دیکھو تفسیر کبیر صفحہ ۳۶۱ جلد ۳ و تفسیر جلالین و فتح البیان وغیرہ ۔

اور نیز سورہ نساء مین فرمایا ہے خدا منافقون اور کافرون کو دوزخ مین اکٹھا کریگا۔

ان اللہ جامع المنافقین والکفرین فی جہنم جمیعا الذین یتربصون بکم فان کان لکم فتح من اللہ قالوا الم نکن معکم وان کان للکفرین نصیب قالوا الم نستحوذ علیکم ونمنعکم من المومنین فاللہ یحکم بینہم یوم القیمۃ ولن یجعل اللہ للکفرین علی المومنین سبیلا ۔ ان المنفقین یخدعون اللہ وہو خادعہم واذا قاموا الی الصلوۃ قاموا کسالی یراءون الناس ولا یذکرون اللہ الا قلیلا مذبذبین بین ذلک لا الی ہولاء ولا الی ہولاء ومن یضلل اللہ فلن تجد لہ سبیلا سورہ نساء ع ۲۱ ۔

جو تمہارے (حال کے) منتظر رہتے ہین پس اگر تمہارے جیت ہو تو کہتے ہین کیا ہم تمہارے ساتھ نہتے؟ اور اگر جیت تمہارے مخالفون کے حصے مین آوے تو اونکو کہتے ہین کیا ہمنے تم پر غلبہ پا کر تمکو مومنون سے نہین بچایا ۔ اللہ قیامت کو انمین فیصلہ کریگا۔ خدا کافرون کو مومنون کے مقابلہ دینے کی راہ نہ دیگا۔ منافق (بزعم خود) خدا کو فریب دیتے ہین اور خدا اُنکو فریب کا بدلہ دیتا ہے (اور اونکے پردے کہول لیتا ہے) اور جب وہ نماز کو اٹھتے ہین تو سست ہوکر کہڑے ہوتے ہین اور یہ صرف لوگون کو نماز دکہاتے ہین اسمین خدا کا نام کم ہی لیتے ہین ۔ وہ دونون فریق (مومنین و کافرون) مین مذبذب ہین نہ ادہر کے نہ ادہر کے اور جسکو خدا بہکا دے اُسکے لئے تو ہرگز راہ نپاویگا۔

اور سورہ توبہ مین فرمایا ہے منافق ڈرتے[†] ہین کہ اونکے شان مین ایسی صورت نازل ہو

یحذر المنفقون ان تنزل علیہم سورۃ تنبئہم بما فی قلوبہم قل استہزءوا ان اللہ

جو اُنکو دلون کی بات بتادے تو کہدے تم ہنسی کرتے جاؤ ۔ خدا ظاہر کریگا جس سے تم ڈرتے ہو

† یہہ ڈرنا یہہ منافقانہ طور پر تہا یا تمسخر کی سبیل سے تہا اونکو واقعی یہہ خوف تہا اگر یہہ نبوت کا یقین تہا تو کفر کیوں ۔

مخرج ما تحذرون ولئن سألتهم ليقولن انما كنا نخوض ونلعب قل اباللہ وآیتہ ورسولہ کنتم تستهزؤن - لاتعتذروا قدکفرتم بعدایمانکم ان نعف عن طائفة منکم نعذب طائفة بانهم کانوا مجرمین - سورہ توبہ ع ۸ -

اور اگر اونسے پوچھو کہ تم بتوک رستہ مین اسلام و اہل اسلام کی اہانت کیون کرتے ہو، تو یہی جواب دینگے کہ ہم کہیلتے اور سفر کاٹنے کو باتین کرتے - تو کہدے کہ کیا اللہ اور اور اوسکی آیتون اور رسکے رسول سے تم ہنسی کرتے تہے تم یہہ عذر نہ کرو تم (ایسے باتون کے سبب) کافر ہو چکے اس ایمان کے پیچہ (جسکا زبان سے اظہار کیا تہا) اگر تم مین سے ایک فرقہ کو ہم معاف دینگے تو دوسرے کو عذاب مین پکڑینگے اسلئے کہ وہ بہی مجرم تہے -

کتب تفاسیر - فتح البیان - معالم - جلالین - تفسیر کبیر - وغیرہ مین بیان کیا ہے کہ

ان رجلا من المنافقین قال فی غزوۃ تبوک مارایت مثل ہؤلاء القوم ارغب بطونا ولا اکذب السنا ولا اجبن عند اللقاء یعنی رسول اللہ والمؤمنین فقال واحد من الصحابة کذبت ولانت منافق ثم ذہب لیخبر رسول اللہ فوجد القرآن قد سبقہ فجاء ذلک الرجل رسول اللہ وکان قد رکب ناقتہ فقال یا رسول اللہ انما کنا نخوض ونلعب ورسول اللہ یقول ابااللہ وآیتہ کنتم تستهزؤن ولا یلتفت الیہ ما یزید علیہ (تفسیر کبیر صـ ۴۶۷ جلد ۴)

منافقون مین سے ایک شخص نے تبوک کے جنگ مین کہا کہ رسول اللہ اور مومنون سے بڑکر ڈرنے والا اور جہوٹ بولنے والا اور بزدل مینے کوئی نہین دیکہا ایک صحابی نے سنکر کہا ہے کہ قسم ہے تو جہوٹ بولتا ہے اور تو منافق ہے - یہہ کہکر وہ آنحضرت کی پاس گیا تو آگے اس شخص کے حق مین قرآن نازل ہوچکا تہا پہر وہ شخص بہی آیا اور عذر کرنے لگا کہ یا رسول اللہ ہم تو سفر کاٹنے کو دل لگی کرتے اور کہیلتے آنحضرت اسکے جواب مین یہی فرماتے کہ کیا تم خدا اور اسکی آیتون سے ہنسی کرتے تہے اور اس شخص

کیطرف التفات نکرتے۔

اور سورہ منافقون مین ہے جب منافق تیرے پاس (اے رسول) آتے ہین تو کہتے ہین کہ ہم

اذا جاءک المنافقون قالوا نشہد انک لرسول اللہ واللہ یعلم انک لرسولہ واللہ یشہد ان المنافقین لکذبون اتخذوا ایمانہم جنۃ فصدوا عن سبیل اللہ انہم ساء ما کانوا یعملون ۔ ×××××××

اسبات کی شہادت دیتے ہین کہ تو خدا کا رسول ہے اور یہہ بات خدا جانتا ہے کہ تو اسکا رسول ہے مگر خدا شہادت دیتا ہے کہ منافق جہوٹ بولتے ہین یعنے وہ دل سے تجہے رسول نہین جانتے ۔ اپنی قسمون کو اونہون نے سپر بنایا ہے یعنے جن سے وہ اپنے مال و جان بچاتے ہین اور وہ خدا کے راہ سے روکتے ہین ۔

ہم الذین یقولون لا تنفقوا علی من عند رسول اللہ حتی ینفضوا وللہ خزائن السموات والارض ولکن المنافقین لا یفقہون یقولون لئن رجعنا الی المدینۃ لیخرجن الاعز منہا الاذل وللہ العزۃ ولرسولہ وللمومنین ولکن المنافقین لا یعلمون ۔

بُرا ہے جو وہ کرتے ہین ۔ ×××× وہی ہین جو لوگ رسول کے پاس ہین انکو کچھہ نہ دو جب تک کہ وہ یہان سے چلے جاوین حالانکہ آسمان و زمین کے خزانے خدا کے لئے ہین پر منافق نہین سمجہتے وہ کہتے ہین ہم دا ابن ہم اگر پہر کر مدینہ پہنچے تو (ہم) عزت والے لوگ ان ذلیل (مومنون) کو نکال دینگے حالانکہ عزت خدا ہی کے لئے ہے اور رسول اور مومنون کے لئے پر منافق نہین جانتے۔

اور جابر بن عبداللہ سے روایت ہے کہ اسی سفر مین ایک مہاجر نے انصاری کو پیٹھہ

عن جابر بن عبد اللہ قال کنا فی غزاۃ فکسع رجل من المہاجرین رجلا من الانصار فقال الانصاری یا آل الانصاری وقال المہاجری یا آل المہاجرین فسمع ذلک

پر مارا تو انصاری نے اپنے قبیلہ کو پکارا اور مہاجر نے مہاجرین کو پکارا۔ آنحضرت نے اس پکار کو سنا تو فرمایا کہ یہہ کیسے کافرون کی سی پکار ہے۔ اسکے

رسول اللہ صلعم فقال ما بال دعوی جاہلیۃ
قالوا یا رسول اللہ صلعم کسع رجل من المہاجرین
رجلاً من الانصار فقال دعوہا فانہا
منتنۃ فسمع بذلک عبد اللہ بن ابی فقال
فعلوہا اما واللہ لئن رجعنا الی المدینۃ
لیخرجن الاعز منہا الاذل فبلغ ذلک
النبی صلے اللہ علیہ وسلم فقام عمر فقال
یا رسول اللہ دعنی اضرب عنق ہذا المنافق
فقال النبی صلعم دعہ لا یتحدث الناس
ان محمداً یقتل اصحابہ - رواہ البخاری

چھوڑو یہہ بد بو ہے - یہہ قصہ عبد اللہ نے
سنا تو کہا کہ اگر ہم مدینہ پہنچے تو ان ذلیل
(مسلمانوں) کو وہاں سے نکال دینگے - یہہ قول
اسکا آنحضرت کو پہنچا تو حضرت عمر نے
کھڑے ہو کر کہا یا رسول اللہ مجھے آپ اجازت
دیں کہ میں اس منافق کی گردن مارڈالوں†
آنحضرت نے فرمایا - جانے دو
لوگ یہہ نکہیں کہ محمد اپنے
ساتھیوں کو مارتا ہے -

ان آیات میں خدا تعالے نے صاف طور پر منافقین کا اظہار کلمۃ الاسلام و ادائے احکام میں
جھوٹا و ریاکار ہونا بتلایا ہے اور انکے نفاق و جھوٹ پر ان ہی کے اقوال و افعال مکذبہ اسلام
کو دلیل ٹھہرایا ہے جس سے ہمکو صاف قانون بتادیا ہے کہ جس شخص کا فعل و قول ایمان و اسلام کا
یقیناً مخالف و مکذب ہو اسکا دعوی ایمان بے اعتبار ہے اور وہ شخص جھوٹا دکھلاوے کو منہ سے
لا الہ الا اللہ محمد رسول کہتا ہے پر دل سے اسکو جھوٹ جانتا ہے جب ہی بے مبالاۃ اس کلمہ کے مکذب افعال
و اقوال کا مرتکب ہے - شاید کوئی نیچری یا کوئی اور مسلمان ہماری اس تقریر و استدلال پر یہہ

† یہہ کہنا ایکا بعوض اس شخص کے ارادہ ضرر رسانی کو تہا جو باتفاق کل اہل سیاست و ریاست تہذیب یافتہ
خواہ غیر مہذب مسلمان ہوں خواہ غیر مسلم جایز ہے - صرف کفر و نفاق کے سزا میں نہ تہا اسلیے کہ
منافق اور کافر تو اور بہت آنحضرت کے امن میں رہتے تہے جنکے مال و جان سے آپ تعرض نفرماتے
اس سے وہ اعتراض مخالفین تہذیب اسلام کہ اہل اسلام پر کہ مسلمان صرف مخالفۃ مذہب کے سبب لوگوں کے مال و جان سے
تعرض کرتے ہیں دفع ہوا اور مسلمانوں کی عمل درآمد کا انصاف و انتصاف پر مبنی ہونا ثابت ہوا -

ں کرے کہ منافقین عصر نبوی کا اظہار کلمۃ الاسلام مین جہوٹا ہونا تو وحی سے معلوم
- صرف انکے اقوال و افعال سے آنحضرت صلعم اور انکے اصحاب نے استنباط نہین کیا -
لہ اسوقت وحی منقطع ہے پس کسیکے مجرد اقوال و افعال سے اسکا اظہار کلمہ مین جہوٹا ہونے
کیونکر ہو سکتا ہے -

ولب نیچریون کے لئے تو یہہ ہے کہ تمہارے مذہب کے روسے وحی کی حقیقت† بجز اسکے اور
ین ہے کہ قانون قدرت لیعنے دنیا اور دنیا والون کے حالات جنمین منافقین کے اقوال
عال بہی داخل ہین) مین غور کرین اور جو اس سے نتائج پیدا ہو سکین وہ نتائج نکال کر
یقین کرین - اور اوس معنے کر وحی منقطع نہین ہے جیسے آنحضرت کے وقت مین تہی ویسی
بہی ہے اور آیندہ بہی ہمیشہ کے لئے جاری ہے چنانچہ تمہاری نیچری پیغمبر آخر الزمان
تر ایبل سید احمد خان نے اسوقت کو ہندوان اور انگریزوان د بابو کیشب چندر سین و سوامی دیانند سرستی

---

† پرچہ تہذیب ماہ ربیع الاول ۱۲۹۷ھ مین بضمن مضمون (الوحی والالہام) کے کہا ہے - ایسے
بہی لوگ ہین جنہون نے اپنے حالات کو سوچا اور دوسرے کے حالات کو دیکہا اور ایک ایسا امر انکو دلمین پڑا
جس سے اونہون نے تعلیمی اور تربیتی اور سوشیلی اثرون پر غلبہ پایا اسی دلمین پڑنے والے
کو الہام اور وحی کہتے ہین اگر وحی و الہام نہ ہوتا تو اور کیا تہا جسنے کالون اور لوتہر کے دل کو بہی پرانے
رستہ سے پہیرا اور ہماری ہی زمانہ مین اس قابل تعظیم و ادب شخص بابو کیشب چندر سین کے دلکو
خدائے واحد کیطرف موڑا اور سوامی دیانند سرستی کے دل کو مورتی پوجن سے پہیرا -
وحی اور الہام اس ہمیشہ ہستی کا دائمی فیض ہے جو نہ منقطع ہوا ہے نہ منقطع ہوگا اگر وہ کسی زمانہ مین
کسی سے ہمکلام ہوا ہی تو وہ اب بہی ہمکلام ہونیکو موجود ہے اور اگر اسنے کسیکو اپنا دیدار دکہایا تو وہ
بہی دکہانیکو حاضر ہے اگر وہ آگ کیصورت یا آدمی کی مورت بنتا جانتا تہا تو اب بہی وہ جانتا ہے مگر وہ شخص
چاہئے جس سے وہ ہمکلام ہو اور جسکو وہ اپنا دیدار دکہا سکے -

و کانون صاحب ولو تہر صاحب) کی لئے ان معنی کر وحی نجومیہ کی ہے اور ہمیشہ کے لئے انکے باری تنہو
کی بطور پیشین گوئی خبر دی ہے نیس ستے در پردہ لیتے لئے منصب پیغمبر لیا تہا ت آپکا مقصود ہے
بتائے علیہ آنحضرت صلعم نے بہی ان ہی حالات اقوال و افعال منافقین سے انکا اظہار اسلام مین
جہوٹا ہونا استنباط کیا تہا اور اسی ستے انکے منافق ہونیکا نتیجہ نکالا تہا اسکے سوئے کوئی
اور پیغام خاص خداوندی غیب ستے انکو نہ پہنچا تہا کہ فلان شخص کے دل مین ایمان نہین ہے
ویسا ہی آپ بہی انکے اقوال و افعال سے انکا منافق ہونا نکل سکتا ہے اور اسپر یقین کرنا
ممکن ہے۔ **اور مسلمانونکی لئے اسکا جواب** یہہ ہے کہ بیشک منافقین عصر نبوی کا حال آنحضرت
کو وحی سے (جو اہل اسلام کے نزدیک القاء غیبی سے عبارت ہے جسمین فکر و غور و عقل کو دخل
نہین ہے) معلوم ہوا۔ اور بعد ختم رسالت محمدیہ اسکا انقطاع ہو چکا ہے مگر اسی وحی نے
ہمکو شناخت حال منافقین کا ایسا قانون بتا دیا ہے جسکے ذریعہ سے ہر وقت اور ہر شخص کو جو اسی
وحی پر مطلع ہو منافقین کا پہنچاننا ممکن ہے۔

وحی نے بلا دلیل بیان حال منافقین پر اکتفا نہین کیا بلکہ اسکے ساتہہ انکے نفاق کے ظاہری
دلائل کو بہی بتا دیا اور عام مسلمانون کو یہہ جتا دیا کہ ان منافقون کا مسلمانون کی
غیبوبت مین اسلام و احکام و آیات کی اہانت کرنا اور اپنے مقدمات و معاملات مین
آنحضرت صلعم کے فیصلے سے ناخوش ہونا اور آیات و رسول کی ہنسی اوڑانا اور نماز وغیرہ کام
سے جی چرانا انکے نفاق پر دلیل ہے جس سے یہہ تعلیم عام ہدایت تام منظور ہے کہ جسکو ایسے حال
پر پاؤ اسکو منافق سمجہو اور جسکے قول یا فعل کو تکذیب ایمان و اسلام مشاہدہ کرو اسکو دعوی
اسلام مین جہوٹا سمجہو لو۔

اسی نظر سے آنحضرت کے اصحاب جو مشاہدین وحی تہے جس شخص کے اقوال و افعال مین
تکذیب دین اسلام کا مشاہدہ کرتے اسکو اظہار کلمۃ الاسلام مین جہوٹا اور منافق سمجہتے اور آنحضرت
صلعم بہی انکی فہم و عقل کو رد نکرتے بلکہ اسکی تقریر و تصدیق فرماتے یہہ اس محل کے جسکو تصوصیت وحی نبوی

نبوت سے اس عام قاعدہ سے مخصوص و مستثنیٰ جاتے۔

دیکھو اسی واقعہ تبوک میں جب ایک صحابی نے عبد اللہ ابن ابی کو بوجہ ان کلمات اہانت نبی کے سبب منافق کہا تو آن حضرت اسکو یہہ فرمایا کہ تو نے صرف ان کلمات کی سبب سے قبل نزول وحی اسکو منافق کیوں کہدیا بلکہ وحی نے اسکی قول کی تصدیق کیا اور جب عبد اللہ کا یہہ کہنا کہ ہم مدینہ پہنچنگے تو وہاں سے ان ذلیل مسلمانوں کو نکال دینگے ثابت ہوا تو اسپر حضرت عمرؓ نے دعنی اضرب عنق ہذا المنافق کہا تو انکو انحضرت نے یہی دعہ لا یتحدث الناس ان محمدؐ یقتل اصحابہ فرمایا انکے فہم و استنباط کو رد کیا۔

اور بعد رحلت حضرت رسالت جو کچھ حضرت ابو بکرؓ نے منکرین وجوب زکوۃ سے معاملہ کیا وہ بہی اسی قانون استنباط پر مبنی تہا کہ آپ نے اون لوگوں کو انکار حکم قطعی کے سبب مرتد سمجھ لیا۔ حضرت عمرؓ نے پہلے اوسکے خلاف کیا اور انکو لفظا ہر کلمہ پڑہنے کو سند ٹہرایا آخر وہی حق جو حضرت ابو بکر کو سوجہا تہا انکو سمجھ میں آگیا اور انہوں نے بہی توافق کر لیا۔ اسکے نظایر و تمثیلات کتب احادیث میں بکثرت موجود ہیں پر انکی نقل و تفصیل کی گنجایش یہاں نہیں ہے اسی ہدایت وحی و تعلیم الٰہی و تقریر عصر نبوی کی دست آویز سے علماء اسلام و فقہاء اعلام نے ان کلمہ پڑہنے والوں کو جنکے اقوال و افعال مکذب و مخالف اس کلمہ کے ہوں زندیق و مرتد کہا ہے اور دایرہ اسلام سے انکو خارج کیا ہے۔ کتاب منح الازہر شرح فقہ اکبر میں کہا ہے

ومنہا ان استحلال المعصیۃ صغیرۃ کانت او کبیرۃ کفر اذا ثبت کونہا معصیۃ بدلالۃ	کہ گناہ کو مباح جاننا چہوٹا گناہ ہو خواہ بڑا اکفر ہی اگر اس گناہ کا گناہ ہونا بدلیل قطعی ثابت

+ جیسے مالک بن دخشم یا حاطب بن ابی بلتعہ وغیرہ سے ایسی امور کا صدور ہوا اور حضرت عمرؓ وغیرہ نے انکو منافق کہا تو آنحضرت نے نور نبوت سے انکی ایمان کا مشاہدہ کرکے اونکو مخصوص و مستثنیٰ کر دیا اور حضرت عمرؓ کے عام قانون استنباط کو رد فرمایا۔ دیکھو صحیح بخاری وغیرہ کتب حدیث۔ اور جو نکہ اب وحی منقطع ہے م

قطعية وكذا الاستهانة بها كفر بان يعدها
هينة سهلة ويرتكبها من غير مبالاة بها
ويجريها مجرى المباحات في ارتكابها وكذا
الاستهزاء على الشريعة الغراء كفر لان
ذلك من امارات تكذيب الانبياء عم
قال ابن الهمام وبالجملة فقد ضم الى تحقق
الايمان اثبات الامور الاخلال بها اخلال
بالايمان اتفاقا كترك السجود للصنم وقتل
نبي او الاستخفاف به او بالمصحف
والكعبة وكذا مخالفة ما اجمع عليه وانكاره
بعد العلم به يعني من امور الدين فان من
انكر جود حاتم او شجاعة علي لا يكفر۔
قال ابن الهمام وقد كفر الحنفية من
واظب على ترك السنة استخفافا بها
بسبب انها انما فعلها النبي صلى الله عليه
وسلم زيادة او استقبحها كمن استقبح
من آخر جعل بعض العمامة تحت حلقه
او احفاء شاربه۔

قلت ولذا روي ان ابا يوسف رح ذكر
انه عم كان يحب الدباء فقال رجل انا
ما احبها فحكم بارتداده وعلى هذا الاصول

ایسا ہی گناہ کو ہلکا جاننا کفر ہے اسکی صورت
یہہ ہے کہ اسکو سہل جانے اور بے پروائی
سے اسکا ارتکاب کرے اور اسکو بطور مباحات
عمل میں لاوے۔ ایسا ہی شریعت سے ہنسی کرنا
کفر ہے اسلئے کہ یہہ سب انبیاء کو جھوٹا جاننے کی علامات ہیں
شیخ ابن الہمام نے کہا ہے کہ ایمان کے
ثابت ہونے کے ساتھہ کئی ایسے امور کے اثبات
کا ضمیمہ لگ رہا ہے جنمیں خلل اندازی بالاتفاق
ایمان میں خلل اندازی ہے جیسے بت کے
آگے سجدہ کرنے اور نبی کی قتل یا اہانت
کرنے یا قران شریف یا کعبہ شریف کی اہانت
کرنے سے بچنا ایسا ہی دین کے اتفاقی
امور سے دیدہ و دانستہ انکاری ہونے سے بچنا
دین ہونے کی قید اسلئے لگائی ہے کہ دنیاوی
امور اتفاقی ہی کیوں نہوں جیسے حاتم کی
سخاوت اور حضرت علی رض کی شجاعت
انسے انکار کفر نہیں ہے۔
شیخ ابن الہمام نے کہا ہے کہ حنفیہ نے اس
شخص کو کافر کہا ہے جسنے سنت کو ہلکا
سمجھکر ترک کر رکھا ہو آنحضرت کا زائد
و فضول فعل سمجھکر یا برا جانکر جیسے کوئی

تبتنی الفروع التی ذکرت فی الفتاوی من انہ اذا اعتقد الحرام حلالا فان کان حرمتہ لعینہ وقد ثبت بدلیل قطعی یکفر والافلا بان یکون حرمتہ لغیرہ او ثبت بدلیل ظنی وبعضہم لم یفرق بین الحرام لعینہ ولغیرہ فقال من استحل حراما قد علم فی دین النبی تحریمہ کنکاح ذوی المحارم او شرب الخمر او اکل میتۃ او دم او لحم خنزیر من غیر ضرورۃ فکافر ومن استحل شرب النبیذ الی سکر کفر الخ مما یلیق للمراجعۃ۔

کسیکے زیر حلق شملہ چھوڑنے یا موچھین کترانے کو برا جانے۔ مین (صاحب کتاب منح الازہر) کہتا ہون اسیواسطے امام ابو یوسف سے روایت ہے کہ اونہون نے ذکر کیا کہ آنحضرت کدو کو پسند فرماتے تو ایک شخص نے اسکے مقابلہ مین کہا کہ مجھے تو کدو اچھا نہین لگتا اسپر امام ابو یوسف نے اسی شخص پر مرتد ہونے کا حکم لگا دیا۔ انہی اصول پر وہ فروعات مبنی ہین کہ جو شخص حرام کو حلال سمجھ لے اگر اس حرام کی حرمت ذاتی ہے اور دلیل قطعی سے ثابت ہے تو وہ شخص کافر ہے اور اگر حرمت لغیرہ ہے اور دلیل ظنی سے ثابت ہے تو کافر نہین ہے اور بعض علماء نے حرمت ذاتی وغیرہ مین فرق نہین کیا اور یہہ کہدیا کہ جسنے ایسے حرام کو حلال جانا جسکا حرام ہونا آنحضرت کی دین مین یقیناً معلوم ہے جیسے مان بہن وغیرہ محرمات ابدیہ سے نکاح کرنا یا شراب پینا یا مردار یا لہو یا خنزیر کا گوشت دیدہ دانستہ بدون حالت ضرورت واضطرار کے کھانا وہ کافر ہے اور جو شخص شیرہ انگور یا کھجور کو جو حد نشہ کو پہنچ جاوے حلال سمجھے وہ بھی کافر ہے۔ تا آخر عبارت جو یہی دیکھنے کے لائق ہے۔ اور کتاب

باب المرتد۔ ہو لغۃ الراجع مطلقا وشرعا الراجع عن دین الاسلام ورکنہا اجراء کلمۃ الکفر علی اللسان بعد الایمان وہو تصدیق محمد صلعم فی جمیع ما جاء بہ عن اللہ

درمختار مین ہے یہہ باب احکام مرتد کے بیان مین ہے مرتد لغۃ مین پھرنے والے کو (خواہ کسی چیز سے ہو) کہتے ہین اور شرع مین اسکو کہتے ہین جو خاص دین اسلام سے پھر جاوے

کہ جو شخص حرام کو حلال سمجھ لے

تعالےٰ فی ما علم مجیئہ ضرورۃً و ہل ہو
فقط او ہو مع الاقرار قولان ۔
واکثر الحنفیۃ علے الثانی والمحققون
علے الاول والاقرار شرط اجراء
الاحکام الدنیویۃ بعد الاتفاق علے انہ
یعتقد متےطولب بہ اتی بہ فان طولب بہ فلم
یقر فہو کفر عناد قال المصنف وفی الفتح
من ہزل† بلفظ کفر ارتد وان لم یعتقد
للاستخفاف فہو ککفر العناد ۔ والکفر لغۃ
الستر وشرعاً تکذیبہ صلعم فی شے مما جاء
بہ من الدین ضرورۃ والفاظہ تعرف فی
الفتاوے بل افردت بالتالیف مع
انہ لا یفتی بالکفر بشے منہا الا فیما اتفق
المشائخ علیہ ۔

اس انداد کا رکن یہ ہے کہ بعد ایمان
کلمہ کفر زبان پہ لاوے ۔ اور ایمان
کی تعریف یہ ہے کہ جو کچھ آنحضرت صلی
اللہ علیہ وسلم خدا کی طرف سے لائے ہیں
اور وہ بطور بداہت و یقین آنحضرت
سے ثابت ہوا ہے اسکو مانا جاوے ۔
× × × × مصنف نے ذکر کیا ہے کہ
فتح القدیر میں ہے کہ جو شخص کلمہ کفر ہنسی
سے کہے وہ بھی مرتد ہو جاتا ہے اگرچہ دل
سے کفر کا معتقد نہ ہو یہ اسلئے کہ اس ہنسی کی وجہ
شریعت کو ہلکا سمجھنا پایا جاتا ہے اور
یہہ بھی ایسا کفر ہے جیسے دانستہ کفر کرنا ۔
کفر کے معنے لغت میں ڈھکنا ہے اور شرع میں
آنحضرت کو جھٹلانا کسی چیز میں جو آنحضرت
لائے ہیں اور وہ آنحضرت سے یقیناً و ضرورۃً ثابت ہے اس کفر کے الفاظ مشہور ہیں
جو کتب فتاوے میں پائے جاتے ہیں بلکہ اسباب میں مستقل تالیفات بھی ہیں مگر ساتھ
اسکے یہہ بھی لحاظ ضروری ہے کہ ان سبھی الفاظ پر فتوی کفر نہ لگانا چاہیے بلکہ صرف
ان ہی الفاظ پہ لگانا چاہیے جنسے بالاتفاق کفر ثابت ہوتا ہے ۔

ناقل کہتا ہے ان الفاظ کی تفصیل عالمگیری وغیرہ کتب فتاوی میں موجود ہے جو چاہے
ان کتابوں کا مطالعہ کرے مگر ایسا میں خوب تثبت و تحقیق مد نظر رکھے ان سبھی الفاظ
پہ فتوی کفر نہ لگادے بلکہ صرف ان ہی الفاظ پر جنمیں قطعیات و ضروریات دین کا انکار

† اس امر کی وہ حدیث مؤید ہے جو ترمذی وغیرہ نے روایت کی ہے قال رسول اللہ صلعم ثلث جدہن جد و ہزلہن جد النکاح

پایا جاوے - چنانچہ امام غزالی کا دعوی ہے اور اُسیکی تائید مین یہہ بحث ہو رہی ہے - اور جو فقہا اور علماء کلام نے لا نکفر احداً من اہل القبلہ + کہہ رکہا ہے وہ اس تکفیر مرتدین کے **مخالف نہین** ہے اور باوجود صحیح و درست ہونے کے اس مدعا کا معاند و مناقض نہین ہے اور قول معترض کا مصدق و مؤید نہین۔ آپ ناحق اسپر خوش ہو بیٹھے ہین اور بلا فائدہ اسکو صحیح و درست فرماتی ہین وہ قول ایسا عام نہین ہے کہ جسنے ایک دفعہ لا الہ الا اللہ کہا اور قبلہ کیطرف مُنہہ پہیرا پہر خواہ وہ مرتد ہو گیا یا سرے ہی سے زندیق و منافق تہا وہ اسمین شامل ہو گیا اور اہل قبلہ مین داخل ہوا - اور باوجود ارتکاب کفر اتفاقی کے تکفیر سے بچنے کا مستحق ہو گیا بلکہ وہ قول تو خاص اون لوگون کے حق مین ہے جو ضروریات و قطعیات و اتفاقیات دین کے اقراری ہین اور نفاق و کفر قطعی سے بری و انکاری ہین اور بعض ایسے امور کے معتقد ہین جنکو صرف بدعت کہا جاتا ہے اتفاقی کفر سے تعبیر نہین کیا جاسکتا اور جو ان امور کو کفر کہے اسکے ہاتھ مین کوئی دلیل قطعی نہین ہے -

ایسے لوگون کی نسبت علماء اہل سنت نے کہہ رکہا ہے کہ اہل اسلام کو ایسے امور کے نظر سے باہمی تکفیر مناسب نہین ہے - چنانچہ برطبق سہ تصنیف را مصنف نیکو کند بیان اپنی اس قول کا مطلب انہون نے خود ہی لکہدیا ہے اور اعتراض تناقض و تدافع کو جو امثال معترض کے خیال مین گذرنے کا احتمال رکہتا تہا دفع کر دیا ہے - شرح فقہ اکبر مین

ثم اعلم ان المراد باہل القبلۃ الذین اتفقوا علی ما ہو من ضروریات الدین حدوث العالم و حشر الاجساد و علم اللہ تعالی بالکلیات والجزئیات و ما اشبہ ذلک من مسائل المہمات فمن واظب

کہا ہے - پہر جان لو کہ اہل قبلہ سے وہ لوگ مراد ہین جو اُن اصول پر جو دین سے ضرورةً یعنی بداہة و یقیناً ثابت ہین اتفاق رکہتے ہین جیسے اعتقاد عالم کے حادث ہونیکا اور اعتقاد جسمون کے اوٹہائے

+ یعنے ہم کسی اہل قبلہ کو کافر نہین کہتے -

طول عمرہ علی الطاعات والعبادات
مع اعتقاد قدم العالم او نفی الحشر او نفی
علمہ سبحانہ بالجزئیات لایکون من اہل القبلۃ
وان المراد بعدم تکفیر احد من اہل القبلۃ
عند اہل السنۃ انہ لایکفر مالم یوجد
شیئ من امارات الکفر وعلاماتہ ولم
یصدر عنہ شیئ من موجباتہ ۔

جاننے کا اور یہہ اعتقاد کہ خدا تعالی کو
سب کلیات وجزئیات کا علم ہے ایسی
ہی اور مسائل جو مہمات میں سے ہیں ۔
پس جو شخص عمر بہر ظاہری طاعات وعبادات
پر مواظبت (ہمیشگی) کری اور ساتہہ اسکے
یہہ ہی اعتقاد رکہے کہ عالم قدیم ہے یا حشر
اجسام نہوگا یا خدا تعالے کو جزئیات مخلوقات
کا علم نہیں ہے وہ شخص اہل قبلہ سے نہیں ہے ۔
اور اس قول سے (کہ اہل قبلہ کی تکفیر نکیجاوے) یہی مراد ہے کہ اہل قبلہ کی تکفیر نکریں
جب تک کہ انمیں علامات ونشان تکذیب نپای جاویں اور موجبات تکذیب صادر نہوں
یعنے جب انسے موجبات تکذیب سرزد ہوں پہر خواہ وہ عام اہل قبلہ چہوڑ خاص اہل سنت
ہی کیوں نہ کہلاتے ہوں جیسے کسی نے بت کے آگے سجدہ کردیا یا زنار پہن لیا یا شراب یا
خنزیر کو حلال کہا یا فرائض ونصوص قطعیہ سے انکار کیا تو انکی تکفیر واجب ہے نہ اسوقت وہ
اہل قبلہ رہتے ہیں نہ اس مسئلہ عدم تکفیر اہل قبلہ کی مورد ومصداق ہوسکتے ہیں یہی مطلب
شرح مواقف سے ثابت ہوتا ہے کیونکہ اسمیں باوجودیکہ اہل قبلہ کو کفر سے بچایا ہے پہر
علامت تکذیب پر صاف کفر کا حکم لگایا ہے اور اسپر اجماع کا منعقد ہونا تسلیم کرلیا ہے ۔
چنانچہ خاتمہ کتاب میں فرمایا ہے مقصد ثالث کفر کے بیان میں ہے کفر ایمان کا خلاف ہے

المقصد الثالث فی الکفر وہو خلاف
الایمان فہو عندنا عدم تصدیق الرسول
فی بعض ما علم مجیئہ ضرورۃ فان قیل فشد
الزنار ولبس الغیار بالاختیار لایکون

پس ہمارے نزدیک اسکی تعریف یہہ ٹہہری
کہ آنحضرت کی کوئی بات جو بطور ضرورت و
بداہت آپسے ثابت ہے نہ ماننی ۔ اسپر کوئی
شبہہ کرے کہ اس تعریف کی رو سے تو زنار

کافراً اذ اکان مصدقاً فی الکل وہو باطل اجماعاً قلنا جعلنا الشے الصادر باختیارہ علامۃ التکذیب فحکمنا علیہ بذالک

اور عیار (یعنی زنار کیطرح کفار کی علامت ہے) پہنے والا کافر ہوا گرچہ وہ دل سے آنحضرت کی ساری باتیں مانتا ہو حالانکہ یہہ امر (اسکو کافر نکہنا) بالاتفاق باطل ہے اسکے جواب مین اور اُسکو کافر و مکذب ہونے کے ثبوت مین ہم کہتے ہین کہ ہمنے اس فعل کو جو اوس سے باختیار خود صادر ہوا ہے تکذیب کی علامت قرار دیا ہے پس اس فعل سے اسپر کافر غیر مصدق ہونیکا حکم لگایا ہے۔

علامۃ تفتازانی نے اسباب مین اس بسیار تفصیل سے بحث کی ہے کہ اسمین اس جواب کی بہی تائید ہے اور اصل کلام امام غزالی کی دجسپر معترض نے اعتراض کیا ہے) حرف بحرف تصدیق

قال البحث السادس الکفر عدم الایمان عما من شانہ وہذا معنی عدم تصدیق النبی صلعم فی بعض ما علم مجیئہ بہ بالضرورۃ والظاہر ان ہذا اعم من تکذیبہ صلعم فی شئے مما علم مجیئہ بہ علی ما ذکرہ الامام الغزالی لشمولہ الکافر الخالی عن التصدیق والتکذیب واعتذر الامام الرازی بان من جملۃ ما جاء بہ النبی صلعم ان تصدیقہ واجب فی کل ما جاء بہ فمن لم یصدقہ فقد کذبہ فی ذلک ضعیف لظہور المنع – فان قیل من استخف بالشرع والشارع او القی المصحف فی القاذورات او شد الزنار بالاختیار کافر اجماعاً وان کان

پائی جاتی ہے۔ چنانچہ شرح مقاصد مین آپ فرماتے ہین کفر کی تعریف یہہ ہے کہ جو امور بطور ضرورت و بداہت آنحضرت سے ثابت ہین انکو کوئی نہ مانے۔ اسپر کوئی اعتراض کرے کہ جو شخص شرع یا شارع کی اہانت کرے یا قرآن مجید کو نجاست مین ڈالدے یا باختیار خود زنار پہن لے وہ بالاتفاق کافر ہے اگرچہ آنحضرت کی ساری باتون کو مانتا ہو مگر اس تعریف پر اور دوسری تعریف کفر پر جسمین تصدیق کا نہونا اعتبار کیا گیا ہے یہہ اعتراض وارد ہوتا ہے کہ یہہ دونون تعریفین اپنے افراد کو جامع نہین رہتین – یعنے ان کفار کو جنمین علامات تکذیب تو پائی جاتی ہین پر بظاہر

وان كان مصدقا للنبي صلعم في جميع ما جاء به
وحينئذ يبطل عكس التعريفين وان جعلت ترك
المامور به او ارتكاب المنهي عنه علامة
التكذيب وعدم التصديق ليطردهما
لغير الكفرة من الفساق تماما وسلم اجتماع
التصديق المعتبر في الايمان مع تلك الامور
التي هي كفر وفاقاً فيجوز ان يجعل الشارع+
بعض محظورات الشرع علامة التكذيب
فيحكم بكفر من ارتكبه ولوجود التكذيب فيه
وانتفاء التصديق عنه كالاستخفاف
بالشرع وشد الزنار وبعضها لا كالزنا
وشرب الخمر ويتفاوت ذلك الى متفق
عليه ومختلف فيه ومنصوص عليه ومستنبط
من الدليل وتفاصيله في كتب الفروع
وبهذا يندفع اشكال آخر وهو ان صاحب
التاويل في الاصول اما ان يجعل من المكذبين
فيلزم تكفير كثير من الفرق الاسلامية كاهل
البدع والاهواء بل المختلفين من اهل
الحق واما ان لا يجعل فيلزم عدم تكفير
المنكرين لحشر الاجساد وحدوث العالم
وعلم الباري بالجزئيات فان تاويلاتهم

مصدق میں شامل نہیں ہوتیں۔ اور
اگر حکم کے خلاف اور گناہ کے ارتکاب کو علامت
تکذیب ٹھہرایا جاوے تو دونوں تعریفین
افراد غیر کو مانع نہیں ہوتیں۔ یعنے
مومن فاسق جو حکم کا خلاف اور گناہ
کا ارتکاب کرتے ہیں تعریف کفر مین
داخل ہوتے ہیں تو اسکا جواب ہم کہینگے
کہ اگر ہم مان لیں کہ جو امور مکذبہ بالاتفاق
منافی ایمان ہیں انکے ساتھ تصدیق کا
پایا جانا ممکن ہے تو پھر بھی جائز ہے
کہ شارع بعض ممنوعات کو علامت تکذیب
ٹھہرادے جنکے مرتکب پر حکم کفر لگایا جاوے
اور اسمین تکذیب کا پایا جانا اور تصدیق کا نہ پایا جانا
تجویز کیا جاوے۔ ان ممنوعات کی مثال
شرع کی اہانت کرنا ہے اور زنار پہن لینا
اور بعض ممنوعات کو جیسے زنا کرنا اور شراب
پینا شارع علامت تکذیب نہ ٹھہرادے۔
یہہ قسم پھر متفاوت ہے بعض ممنوعات اس
قسم سے متفق علیہ ہیں بعضے اختلافی بعضے
نصی ہیں بعض مستنبط جنکی تفصیل کتب
فروعات میں ہے اس جگہ سے ایک اور شبہہ بھی

+ اسمین [illegible] کی تصدیق [illegible] کیونکہ [illegible] ٹھہرایا ہے۔ حاشیہ

ضمیمہ اشاعۃ السنۃ

نمبر ۹ جلد ۱۳

متضمن ضروریات متفرقہ

مضامین مندرجہ ذیل مدت سے متقاضی اندراج تھے مگر تنگی عرصہ قرطاس و طوالت مضامین معمولی اس سے مانع رہے - اب ضرورۃً معمولی مضمون کو ناتمام چھوڑکر بجائے اسکے ان مضامین کو درج کیا جاتا ہے -

عذر و تسکین

تحریر مضامین اشاعۃ السنۃ مین دلائل و نقول کے سبب تطویل ہو جاتی ہے اور یہہ طرز ان لوگونکو جو بحکم کل جدید لذیذ ہمیشہ نئے مضامین کے طالب رہتے ہین اور بروش زمانہ حال مجرد اظہار خیال بلا استدلال کو پسند کرتے ہین غالبًا ناپسند ہوگی اور اسی بنا پر جو تطویل مضمون حال (تفرقہ بین الاسلام والزندقہ) مین ہو رہی ہے انپر بہت شاق گذرتی ہوگی مگر ہم معذور ہین ہمکو انگریزی طور پر صرف اظہار اپنے خیال کا منظور نہین ہے بلکہ اس خیال کا خدا و رسول و سلف امت کے اقوال سے مستند کرنا اور امتحان دین کے خیال مین اسکی صداقت جتانا مد نظر ہے جو بدون تطویل و تفصیل اقاویل ممکن نہین ہے

اور علاوہ بران اسمین یہہ بھی فائدہ ہے کہ ایک بحث کے ضمن مین کئی مسائل مشکلہ اور دقائق معضلہ دین پر لوگون کو اطلاع ہوتی ہے اور اصول و فروع دین مین انکی بصیرت و علمیت روز بروز بڑھتی ہے بس ناظرین سے امید ہے کہ ان مباحث کو غنیمت کبری سمجھکر بجائے شکایت باطنی اظہار شکریہ الہی کریں اور ہمکو انگریزی طرز اختیار کرنے سے معذور سمجھکر معافی دین - وللناس فیما یعشقون مذاہب

اور مضمون (تفرقہ بین الاسلام والزندقہ) تو قریب الاختتام ہے انشاء اللہ نمبر آئندہ مین ختم ہوگا اسکے بعد اسی طرز سے مباحث سابقہ کو پورا کیا جاویگا آئندہ جو خدا کی مشیت ہے وہ سب پر غالب ہے - واللہ غالب علی امرہ -

شکریہ و معذرت

خدا تعالے کا ہزار ہزار شکر ہے کہ اب اہل فضل

و معاونت کی ممکن نہین ہے مثلاً ایک شخص
اپنی قوت سے عابد یا زاہد بننا چاہے تو
کسی مسجد کے حجرہ مین وہ متعکف ہو کر عابد
یا زاہد بن سکتا ہے مگر کسی قوم کا ہادی یا مرقی
بننا چاہے تو اس امر کے لیے صرف اسکی ذات کافی نہین
ہے بلکہ اور انصار و اعوان کا محتاج ہوتا ہے
یہہ بادی النظر کا فتوی ہے اور اگر نظر غائر سے
دیکھا جاتا ہے تو جن کامون کو ذاتی خیال کیا جاتا
ہے انکا اتمام و حسن انجام ہی بدون جمہوری
معاونت کے ممکن نہین ہے –
اسی عابد یا زاہد کو مسجد کی حجرہ مین دوسرا
شخص کہانا نہ پہنچائے تو چند روز مین اسکو
اعتکاف توڑنا پڑے اسکی عبادت کے لئے کپڑا
بوریا کوزہ کوئی بہم نہ پہنچائے تو عبادت کا
قافیہ تنگ ہو جاوے – سر اسکا یہہ ہے کہ انسان
مدنی الطبع ہے اسلیے یہہ اپنی ہر کمال مین (ذاتی
ہو خواہ جمہوری) جمہوری معاونت کا جو تمدن
کے لوازم سے محتاج ہے –
اور جملہ جمہوری کامون کے اشاعت مذہبی جو بدولت
جمہوری معاونت وجود مین آنے ناممکن ہے
یہی وجہ ہے کہ ہر مذہب کو جب تک جمہوری معاونت

پہونچتی رہی اسکی ترقی ہوتی گئی اور جب
وہ معاونت منقطع ہوئی تو اسمین بستی واقع ہوئی
مذہب اسلام ہی کو دیکھو جب تک اسکو انصار
و جمہوری مددگار سلاطین والا تبار و علماء
خیار ہوتے رہے ترقی پذیر رہا – اور جب سے
اس سلسلہ کا انقطاع ہوا رونق مذہب اسلام
مین تنزل شروع ہو گیا – اسوقت کی عیسائی
مذہب کے لوگون کو مذہب کی اشاعت کیطرف
توجہ ہے اور اسپر انکا جمہوری اتفاق و اجتماع
موجود ہے – امریکہ و افریقہ انگلنڈ وغیرہ ملکون
جا بجا مذہب کی اشاعت کے لیے انکی کمیٹیان
و سوسائٹیان قایم ہین اور ادنی سے اعلی تک
ان کمیٹون مین چندہ دیتے ہین جس سے لاکہون
روپیہ مشن مین جمع ہوتا ہے اور اسکے ذریعہ سے
دیہات اور پہاڑون اور جنگلون مین انکی
منادی و واعظین پہونچتے ہین اور جا بجا انکے
مدرسہ قایم ہین اور اکثر شہرون مین انکے
مطبع جاری ہین جنمین انکی مذہبی کتابین تصنیف
اور مترجم ہو کر چھپتی ہین اور گلی کوچون مین
مفت بٹتی ہین اور انکے مذہبی اخبار شایع
ہین – جنمین انکے خیالات عام لوگون مین

پہیلتے ہین تو اس صورت سے یوماً فیوماً کچھہ نہ کچھہ
انکے مذہب کو ترقی ہے ۔

مگر کمال افسوس کا مقام ہے کہ اہل اسلام سے اب
یہہ خیال بالکل اٹھہ گیا ہے ۔ اور اونہون نے اس
جمہوری اتفاق و تعاون کو کافرون کا شعار
سمجھکر اسکو ان ہی مخالفین مذہب کے سپرد کر دیا
و بار علیہ مذہبی اشاعت کا چارج بھی ان ہی کو
دیدیا ہے ۔ اور خود دین سے فارغ ہوکر اپنا
اپنا دل پسند کام اختیار کیا ہے ۔

امراء کا کام رات دن کا عیش و آرام ہے اور
علماء کو مسجدون کے حلوے مانڈے سے کام ہے
رہے فقراء ان کا خدا نام سو انکا کیا ذکر وہ نام ہے پس
اب اشاعت اسلام کا کام تمام ہے ۔

اگر مسلمانان ہندو غیرہ بلاد فی کس سالانہ روپیہ یا ایک پیسہ
ماہوار اشاعت مذہبی کے لئے بطور چندہ جمع کرین
تو کرورون روپیہ جمع ہوجاوی اور نہین تو
اگر عام مسلمانان پنجاب دہلی سے پشاور تک فی
کس ایک روپیہ میں سے ایک پیسہ گرہ سے نکالین تو بھی لاکہون
روپیہ ہوجاوے ۔ اور نہین تو اگر خاص فرقہ
موحدین و متبعین سنت سید المرسلین ہی یہہ امر
اختیار کرین تو بھی ہزارون روپیہ سے تو کم نہو ۔

پہر دیکہین جو کام پادری سو دو سو برس مین نکالتے
یہان وہ دس برس مین کس خوبصورتی سے ہوجاتے
اور تہوڑے دنون مین اسلام کیا رونق پکڑ جاتا
پس اہل اسلام کو لازم ہے کہ ہماری ان باتون کو
خیال مین لاوین اور اسلام کی رونق قدیم کو قائم
کر دکہاوین ۔ اسمین اپنے اسلاف امراء و خلفاء سلاطین
مسلمین کا اقتدا کرین ۔ یا اپنے مخالفین مذہب
دیکہو ناری بنا تر ہین او [illegible]
مصداق ٹہراتے ہین ۔ انہی کی سرگرمی و جوش
پر رشک کہاوین اور ... کو کام مین لاوین ۔
پس ہر شہر و قریہ مین اشاعت مذہب کے لئے
جماعتین بنے کمیٹیان قائم کرین اور انکی آمدنی
سے چندہ کی فراہمی مین کوشش کرین ۔
فراہمی چندہ تا بجا مدرسہ قائم کرین ۔ اور علماء
تصانیف و ترجمہ و وعظ کے لیے مقرر کرین اور
مذہبی اخبار و رسائل جاری کرین اور جو لوگ
خود اس امر کا سرانجام نہو سکے وہ دوسرون کی مدد
و معاونت کرین اور تہوڑی یا بہت جو ہمت ہو
کہین کوشش ہو رہی ہے اسمین شریک ہوجاوین
اسمین تہوڑی بہت کوشش کی ایک مثال
اخبار منشور محمدی ہے جو مدت سے

پادریون کے مقابلہ مین جاری ہے مگر عام
عام مسلمانون سے اسکی پوری معاونت
نہین ہوتی صرف بعض عالی ہمتون کی اعانت
سے وہ جاری ہے - ایسا ہی اخبار مہر
درخشان ونصرت الاسلام
اسکی مثالین ہوسکتی ہین - اور ایک مثال
اسکی مدرسۃ القرآن دہلی ہے جو جناب
بقیۃ السلف وحجۃ الخلف شیخنا ومولانا سید
محمد نذیر حسین صاحب محدث دہلوی اور انکے
احباب واصحاب کی توجہ سے جاری ہے
جسکا ذکر ہمنے نمبر چہارم جلد ۳ کے اخیر مین کیاہے
اور ایک مثال اسکی براہین احمدیہ ہے
جسکا اشتہار ہمنے ضمیمہ نمبر ۴ جلد ۳ مین شایع
کیاتہا پہر نمبر ششم مین دوبارہ اسکی معاونت
کا شوق دلایا - اور ایک مثال اسکی
مدرسۃ العلوم بمقام آرہ ضلع شاہ آباد
ہے - یہہ دونون مثالین آخر الذکر
ترقی اسلام کے لئے عمدہ ذریعے ہین اسلئے
انکا ذکر کسیقدر تفصیل سے اس مقام مین
مناسب ہے بلکہ جو کچہہ کہ اوپر ذکر کیا گیاہے
وہ سب ان ہی دو مثالون کی ذکر خیر
کی تمہید مین کیا گیاہے مثال اول براہین احمدیہ
کی پوری تفصیل تو اس کتاب کی دیباچہ مین ہے - اور اسکا
خلاصہ اشتہار سابق الذکر مین شایع ہوا -
اسکا خلاصہ اس مقام مین ذکر کیا جاتاہے کہ یہہ کتاب
کل فرقہ ہای مخالفین اسلام کے مقابلہ مین تصنیف ہوئی
ہے جسمین یہود ونصاریٰ و براہمہ و برہمو سماج وغیرہ
منکرین دین محمدی سے مقابلہ مین عمدگی کیساتہہ بحث
کی ہے اور ایسی پر زور دلایل سے انکا مقابلہ کیاہے
کہ ان دلایل کے توڑدینے پر اسکے مصنف راقم وحامی
میرزا غلام احمد رئیس قادیان نے دس ہزار روپیہ انعام دینے
کا وعدہ دیاہے - عام لوگون کو ان دلایل کا
زور اسی وعدہ مصنف سے معلوم ہوسکتاہے اور
خواص کو جو مثل مشک آنست کہ خود ببوید نکہ عطار بگوید
کے گرویدہ ہین اصل کتاب کی دیکہنے سے معلوم ہوسکتاہے
یہہ کتاب پچیس حصہ مین ہے جسکا ہر ایک حصہ (۵)
جزو مین ہے - ازانجملہ دو حصہ طبع ہوچکی ہین اور باقی
حصص زیر طبع ہین مگر اہل اسلام کی عدم توجہی سے
ابتک کافی روپیہ بہم نہین پہنچا اور نہ زر ثمن کتاب
جو سابقاً فی نسخہ پانچ روپیہ قرار پایا اور اسکا
پیشگی ارسال فرمانا خریدارون سے چاہا گیا تہا
اکثر خریدارون نے نہین بہیجا - اسوجہ سے مرزا صاحب

ان ہی دو حصون کے طبع سے چہہ سو روپیہ کے
زیر بار ہو گئے ہین وبنا برعلیہ باقی حصون کے
چہپانے سے متوقف ہو بیٹھے ہین۔ لہذا مین
بعرض اصلاح حال دلی جوش کے ساتھہ اہل اسلام
کو رغبت دلاتا ہون کہ بارسال زرقیمت اس
کتاب کو چہپوائین اور باختیار استہال اس عمدہ
ذریعہ ترقی اسلام کے سلسلہ کو توڑنہ دین۔
مگر یہہ امر ملحوظ خاطر رکہین کہ اب حجم کتاب
بہ نسبت سابق بہت بڑہ گیا ہے
اور اسکا انطباع بہی ایسے مطبع (سفیر ہند امرتسر)
مین ہوتا ہے جسکا اور مطابع کی نسبت ڈیل
چارج ہے اسلئے قیمت کتاب اب بجای پانچروپیہ
فی نسخہ دس روپیہ قرار پائی ہے لیکن جن صاحبون
نے پہلے نرخ سے قیمت پیشگی ارسال فرمائی ہوئی
ہے انکو تو بنظر عقد سابق اسی نرخ سے کتاب لینے
کا استحقاق ہے۔ (اس بنظر اعانت و برعایت
حرج مرزا صاحب وہ بہی بجای پانچروپیہ کے دس روپیہ
دین تو انکی عالی ہمتی ہے) اور جو صاحب آئندہ
خرید اسینگے انسے فی نسخہ دس روپیہ سے کم
نہ لئے جاوینگے۔ جنکو اسباب مین خط و کتابت
یا ارسال زر منظور ہو وہ براہ رحمت مرزا صاحب کو
کو بہ نشان بمقام قادیان ضلع گورداسپور مخاطب
کرین۔ اسمین یہہ واسطہ نہ بناوین کہ اس توقف مین
میرا بہی حرج ہے اور انکے کام مین بہی توقف
ہوتا ہے۔

دوسری مثال (مدرسۃ العلوم آرہ) کے
اصول و اغراض کے بیان مین اسکے بانی (راقم
وتعجبی مولوی محمد ابراہیم صاحب) نے ایک اشتہار
جاری کیا ہے اس مقام مین اسکا خلاصہ نقل کرنا کافی
ہے اور بعض احباب (جو مذہبی جوش مین سرگرم
ہین) کی خدمات مین اصل اشتہار بہی بہیجا
جائیگا۔ آپ فرماتے ہین مینے اپنے قومی بہائیون
کے ہدایت کے لئے یہہ تجویز کی ہے کہ مدرسہ مین
واسطے درس تفسیر و حدیث و ترجمہ قرآن و اصول
حدیث و فقہ و فرائض و معانی و صرف و نحو وغیرہ
آلات علوم دینیہ کے اور واعظین کا گانون اور
شہرون مین واسطے وعظ و نصیحت کرنے کی
اور مؤلفین رسالجات مخالفین کے رد لکہنے
کے لئے اور مترجمین کتب عربیہ مفید عام کا
ترجمہ کرنے کے لئے مقرر ہوا اور یہہ کتابین
چہپین۔ ××× بہائیون کو لازم ہے کہ اس
انتظام و اہتمام کی مددگی اور اسکا خرچ [illegible]

لاوین اور غور و تامل کرین کہ ہر گاہ صحیح طرق
ہدایت عام و خاص اس انتظام مین احاطہ
ہوگی تو انشاء اللہ ہدایت عام کس ہوم
دم سے رونق پذیر ہوگی ×× مومنو
اس گوہر گران مایہ کو جلد خرید و کچھ نہ کچھ
ماہوار مقرر کرو — ×× اگر ہر شخص اپنی آمدنی
سے چوسٹھوان ۶۴ حصہ یعنے فی روپیہ ایک
پائی بھی ٹھرالین تو بھی کم نہین اور
اہل ہمت تو بہت کچھ کر دکھاتے ہین —"
پس مین اس مدرسہ کے لئے بھی اخوان مسلمین
کو عموماً اور فرقہ موحدین کو خصوصاً بڑی
گرمجوشی سے رغبت دلاتا ہون کہ اس
مدرسہ کی اعانت کو بھی اپنا فرض مذہبی
سمجھین اور ہر شہر و قریہ مین اسکے لئے
چندہ جمع کرکے بانی مدرسہ کے پاس براہ
راست بہ نشان آرہ ضلع شاہ آباد محلہ
چوک مسجد بھیجتے رہین —
اور ایک مثال اس اشاعت دین کی نظیر
مسلمانون مین نہ زمانہ سابق مین گذری
ہے۔ نہ زمانہ حال مین نظر آتی ہے) وہ یہ ہے جو
ابھی وجود مین نہین آئی صرف میرے اور میرے

چند احباب کے خیال مین ہے وہ یہہ
کہ مشن عیسائیون سے بڑھکر ایک اعلےٰ کمیٹی
یعنے بڑی انجمن اسلامی مقرر کیجاوے
جسکے ماتحت بہت سی سب کمیٹیان یعنے چھوٹی
انجمنین اکثر اضلاع پنجاب و ہندوستان
مین مقرر ہون اور اسمین عام مسلمانان
یا خاص موحدین سے کس و ناکس حسب حیثیت
چندہ لیا جاوے — و بنا برعلیہ جابجا مدرسے
قائم ہون — اور رسائل تصنیف ہون اور
اخبار جاری ہون اور واعظین و منادی
کرنیوالے مقرر ہون — اور لاوارث لڑکے
و مساکین مسلمین تربیت پاوین — اس
تجویز نے ظہور پایا تو سب کوئی دیکھیگا اسلام
کیسی رونق پکڑتا ہے —
اس تجویز کی بنا اسی مہینے مین رکھی جاویگی
اور اسکی کیفیت نمبر آئندہ کے ساتھ شائع
ہوگی — اب مین اس مضمون کو دعا
پر ختم کرتا ہون اور مسلمان بھائیون
کے لئے خدا سے توفیق چاہتا ہون —
اللہ تعالےٰ مومنون کی پست ہمتی کو دور
کرے اور انکو اپنے دین کی نصرت و اشاعت

ریویو

خباب مولوی سید **الفت حسین** صاحب مدرس

نارمل سکول دہلی کے رسایل رد نیچریہ پر —

اس عالی ہمت و صاحب خبرت منصف مزاج

نصفت امتزاج کے متعدد رسایل دکتف رازے

تادیب مدعیان تہذیب — تہذیب نیچر وغیرہ

کو مین نے دیکہا اور انسے نفع اٹہایا —

مؤلف عالی ہمت نے جواب حضرت نیچریہ

مین اس طرز ظریف وسخن لطیف کو اختیار

کیا ہے جو آج کل لوگون کو پسند ہے —

جواب ترکی بترکی و مع ذلک مختصر مصداق

خیر الکلام ما قل و دل مین انکو جوابات کو پسند

کرتا ہون اور مؤلف علام کا دل سے شکر و ستایش

بجالاتا ہون —

ایک بڑی عالی ہمتی و نیک نیتی مؤلف کی ہر

تالیف مین یہہ ہے کہ ان رسایل کے اجرا سے

کوئی ذاتی منفعت آپکو مد نظر نہین ہے —

غالبا جس لاگت مین وہ رسایل تیار ہوتے ہین

اسی قدر قیمت کے عوض مین فروخت کیے جاتے ہین

مگر افسوس کہ ہماری قوم انکے رسایل کی قیمت ادا کرنے

مین بہی آن ہی اصول نیچری و مادہ پرستی پر عمل کرتے ہین

انکو لیکر نہ قیمت رسایل جناب مؤلف کو نہین بہیجتے

گو ایسے نادہندی دیانت ہمتی ہماری قوم کا شیوہ

ہو گیا ہے جو کہین اور کسی معاملہ دینی مین السے عیب ہوتا

اگر لوگ تہ دل سے رسالہ کو خرید لیوین اور کم سے کم سو خریدار

ماہواری رسالے کے میسر ہو جاوین تو جناب ممدوح رد

نیچریہ مین ماہواری رسالہ جاری کر دین اور قیمت بہی

نہایت کم رکہین جو فی جزو ۔ سے زیادہ نہو — بس

مین بہی مسلمان بہائیونکو اس امر کی رغبت دلاتا

ہون اور دل سے چاہتا ہون کہ جیسے اشاعۃ السنہ اور

اخبار تیر ہویں صدی تہذیب الاخلاق کے جواب مین

جاری ہین ایسے ہی یہ رسالہ بہی بالاستقلال جاری ہو

اور اگر لوگون سے یہہ جرات نہو سکے تو ہر ایک وہ یہہ کرین

کہ جب کبہی حسب اتفاق کوئی رسالہ جناب ممدوح چہپواکر

کسی کے پاس بہیجین تو اسکی قیمت بلا طلب تقاضا بہیجدیا کرین

جنکو رسایل مذکورہ بالا مطلوب ہون وہ دہلی

مطبع یوسفی کے پتہ سے جناب ممدوح سے طلب کرلین

اور بعض احباب کو بعض رسایل ہر ایک سو نسخہ بہیجے

جاوینگے وہ ان رسایل کی قیمت اسی حساب سے میرے

پاس بہیجدین — تین اسباب مین اور بہی کچہہ

لکہتا اور نیز آپکو ان رسایل پر جو شیعہ وسنی کے ..

. باوین وہ اس کتاب کی جناب ممدوح سے درخواست کرے ۔ اور اسکے جو نسخہ بہ ترقی ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

اشاعۃ السنۃ النبویہ

علی صاحبہا الصلوٰۃ والتحیہ

نمبر نہم و دہم — بابت رمضان و شوال ۹۷ھ مطابق ستمبر و اکتوبر ۱۸۸۰ء جلد ۳

شرح قیمت رسالہ

رقم سالانہ	تفصیل خریداران بشرح مراتب	درجات و مراتب قیمت
کم از کم للعہ	اسلامی ریاستوں کے نواب اور رئیس۔	(۱) اخص قیمت
کم سے کم عہ	گورنمنٹ انگریزی معزز عہدہ داران عامہ اغنیا و لائبریری و سوسائٹی ہا	(۲) خاص قیمت
۶ ے	متوسط اہل وسعت۔	(۳) عام قیمت
سے	کم وسعت لوگ جنکی آمدنی دس روپیہ ماہوار سے زیادہ نہین۔	(۴) رعایتی قیمت
ثواب آخرت	(۵) للّٰہی قیمت بےوسعت جو دس روپیہ ماہوار کی آمدنی نہین رکھتے مگر علمی شغف بقاعدہ رکھتے ہین یا اس رسالہ کی اشاعت کرتے ہین	

ضروری اشتہارات و مفید اعلامات

۱۔ اشاعۃ السنہ سنین گزشتہ و ضمیمہ جات اخبار (جنمین تقلید و عمل بالحدیث سے بحث ہی) کے پورے اور باترتیب پرچے اب ہمارے پاس بجز ایک فائل کے باقی نہین رہے جسقدر تھے سب کے سب فروخت ہوگئے۔ اس فائل باقیماندہ مین اگست ۱۸۷۸ء سے دسمبر ۱۸۷۹ء تک کے پورے اور باترتیب پرچے موجود ہین جو فی ماہ ایک روپیہ کے حساب سے مل سکتے ہین۔۔۔

پہر دنیا مین ہم افسوس کس پر کرین - میرے ان اشارات کو اُنہون نے نہ سمجہا تو ناچار کسی نہ
کسی صاحب کا بطور مثال نام لینا پڑیگا ؎

۳ - مصباح الادلہ جواب ادلہ کاملہ کے جسقدر نسخے دہلی وڈیرہ دان مین تہے وہ سب فروخت
ہو گئے مین اب جسقدر نسخے باقی ہین وہ سب لاہور مین ہمارے پاس ہین جو ہمنے مالک کتاب سے
قیمتاً خرید لئے ہین سو وہ بہی دن بدن فروخت ہوتے جاتے ہین تہوڑےسے نسخے باقی رہگئے ہین
پس جنکو خریداری اس کتاب کی منظور ہو وہ تاخیر و توقف نہ کرین جلد زر قیمت ارسال فرماکر
راقم سے کتاب طلب فرماوین عام قیمت ۸ محصول ار پہلے ہمنے مسکینون کے لئے ۶ مقرر کی تہی
مگر جب یہ دیکہا کہ غنی لوگ بہی مسکین بنکر چہہ آنہ کو ہی مانگتے ہین اسلئے قیمت کو عام کر دیا تاہم رعایت کین
ہاتہہ سے نہ دیجاویگی مگر وہ رعایت حسب موقع و مشاہدہ عمل مین آویگی -

۴ براہین احمدیہ کی معاونت کی نسبت ہم نمبر سابق مین بہت کچہہ ترغیب دے چکے ہین جس سے
مسلمانان حامیان اسلام متاثر ہونیکی امید قوی ہے - اب ہم اس کتاب کے مولف مرزا غلام احمد
صاحب کو ایک تدبیر فراہمی چندہ یا قیمت کتاب پر آگاہ کرتے ہین وہ یہہ کہ مرزا صاحب اس باب
مین اُن اعیان و روسا اسلام کیطرف سے مراجعت کرین جنمین اکثر ایسے اہل وسعت ہین کہ
اگر انمین سے کوئی صاحب توجہہ کرین تو صرف اپنی ہمت سے بلا شرکت غیر کتاب کو چہپوا سکتے ہین
آگے اس تدبیر کا کارگر ہونا خدا کے اختیار ہے جسکی عظمت شان سے اَللّٰھُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا
اَعْطَیْتَ وَلَا مُعْطِیَ لِمَا مَنَعْتَ حکایت ہے - ان حضرات کے نام نامی یہہ ہین -

(۱) نواب والا جاہ امیر الملک مولوی سید محمد صدیق حسن خانصاحب بہادر امیر ریاست بہوپال
(۲) نواب محمود علیخان صاحب بہادر رئیس چہتاری ضلع بلندشہر -
(۳) نواب محمد ابراہیم علیخان صاحب رئیس مالیر کوٹلہ -
(۴) نواب محمد داود خان صاحب رئیس کرنول ضلع مدراس -
(۵) جناب خلیفہ محمد حسن صاحب وزیر ریاست پٹیالہ دام اقبالہم -

(۶) آغا کلب عابد بیگ صاحب اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر بہادر ضلع امرتسر ۔

(۷) سید عنایت علی صاحب اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر بہادر ضلع گورداسپورہ

(۸) جناب جامع معقول و منقول ماہر فروع و اصول معدن فیض عام ۔ ناصر اسلام مروج تصنیف کلام حضرت مولوی حاجی سید امداد العلی صاحب ڈپٹی کلکٹر مراد آباد ۔

(۹) خانصاحب محمد امام خان صاحب مالگذار کانواڑہ ضلع سیونی ۔

(۱۰) خانصاحب محمد امام خان صاحب مالگذار آری ضلع سیونی ۔

(۵) قیمت براہین احمدیہ جو بنرخ جدید فی نسخہ دس عہ روپیہ مقرر ہوئی ہے وہ صرف اہل اسلام کے لئے ہے جنکی جانب سے علاوہ از قیمت کتاب اور نوع سے بہی مدد پہنچنے کی توقع ہے ان کے سوا اور مذہب (عیسائی آریہ وغیرہ) والون سے اسکی قیمت پچیس عہ روپیہ لیجا بیگی اور ایکروپیہ نوآنہ عہ محصولڈاک علاوہ بران ۔

اطلاع

لاہور مین کاتب لئیق کے میسر نہ آنیکے سبب رسالہ مدت سے خراب ہورہا تہا اب کی دفعہ اُسکا چہپوانا امرتسر مین تجویز ہوا ہے وہان اچہا چہپا تو ہمیشہ وہین سے چہپوایا جاویگا مگر لین دین و خط وکتابت متعلق رسالہ مہتمم رسالہ سے حسب عنوان و نشان قدیم ہونا چاہئے مطبع امرتسر کو بجز طبع رسالہ اور کچہہ تعلق و اختیار نہین ہے ۔

راقم

ابو سعید محمد حسین مہتمم اشاعۃ السنۃ

از لاہور محلہ سید مٹہہ ۔

اشاعۃ السنۃ النبویۃ

علی صاحبہا الصلوٰۃ والتحیۃ

نمبر نہم و دہم — بابت رمضان و شوال ۱۲۹۷ء مطابق ستمبر و اکتوبر ۱۸۸۰ء — جلد ۳

شرح قیمت رسالہ

درجات و مراتب قیمت	تفصیل خریداران بشرح مراتب	رقم سالانہ
(۱) اخص قیمت	اسلامی ریاستون کے نواب اور رئیس۔	کم از کم للعہ
(۲) خاص قیمت	گورنمنٹ انگریزی و معزز عہدہ داران و عامہ اغنیا و لائبریریان و سوسائٹیان	کم سے کم عہ
(۳) عام قیمت	متوسط اہل وسعت۔	ستے
(۴) رعایتی قیمت	کم وسعت لوگ جنکی آمدنی دس روپیہ ماہوار سے زیادہ نہین۔	سے
(۵) للّٰہی قیمت	بیوسعت جو دس روپیہ ماہوار کی آمدنی نہین رکھتے مگر علمی شوق بقدر استطاعت رکھتے ہین اور اس رسالہ کی اشاعت کرتے ہین	ثواب آخرت

ضروری اشتہارات و مفید اعلامات

۱- اشاعۃ السنہ سنین گزشتہ و ضمیمہ جات اخبار (جنمین تقلید و عمل بالحدیث سے بحث ہے) کے پورے اور باترتیب پرچے اب ہمارے پاس بجز ایک فائل کے باقی نہین رہے جسقدر تھے سب کے سب فروخت ہوگئے۔ اس فائل باقیماندہ مین اگست ۱۸۷۸ء سے دسمبر ۱۸۷۹ء تک کے پورے اور باترتیب پرچے موجود ہین جو فی ماہ ایک روپیہ کے حساب سے مل سکتے ہین۔

اسکے سوا پرچہ ہاے ۱۸۸۵ء تو ختم ہو گئے ہین اور پرچہ ہاے ۱۸۸۶ء کے ۱۰ قابل پورے ہین
جو اسی حساب سے مل سکتے ہین باقی سب غیر مکمل ہین۔ ضمیمجات ۱۸۸۵ء نمبر ہفتم سے پانزدہم تک
ہین۔ اشاعۃ السنہ جلد اول نمبر چہارم سے دہم تک اشاعۃ السنہ جلد ۲ بجز نمبر ۳ اور سب
ہین ۔

یہہ سب پرچے نا مکمل ہونیکے سبب عام لوگون کو بحساب فی ماہ ۲ آنہ بمعہ محصول ڈاک بہی
شامل ہے مل سکتے ہین اور مساکین کو مفت بلا قیمت صرف محصول ڈاک جو سال بھر کے پرچون کیلئے
۲ سے زیادہ نہ ہوگا بھیجدینے پر مل سکتے ہین ۔

یہہ بہی پرچے فروخت یا فی سبیل اللہ تقسیم ہو جاوین تو دوبارہ بہی بہ ترتیب مرغوب وطرز محبوب
چہپوائے جائینگے پس اہل ہمت ان کامل قابلون کو غنیمت سمجھکر خرید فرماوین اور باقیماندہ
پرچون کو باقی شایق حسب توفیق وحیثیت خود طلب فرما کر تمام کراوین پہر جتنے کل پرچہ
سنین ماضیہ کسی نہ کسی صورت سے چہپوائے جاتے ہین ۔

۴۔ قیمت اشاعۃ السنہ کی نسبت جو ... اب تک اغماض کئے جاتے ہین اور باوجود
مکرر بتکرر یاد دہانی واشارات کے متنبہ نہین ہوتے خواب غفلت سے بیدار ہو جائین اور اس
امر کے منتظر ہین کہ ہم انکو نام بنام آواز دین ویکارین زیادہ افسوس ان لوگون پر ہے
جو جواب خطوط مین قلم نہین اٹھاتے اور ہم جیسے ہمارے اوقات وزر محصول خطوط کا خون کرتے
ہین اگر وہ حضرات بجائے ارسال زر ہی لکھدین کہ ہم کچہہ نہ دینگے تو بہی ہم انکے شکر گذار ہونگے
سب سے زیادہ افسوس حضرات علماء پر ہے جو ثواب اشاعت واعانت حق وایفاء وعدہ
وحقوق عباد کے مسایل سے واقف ہین پہر انکو نہ وعدہ کا لحاظ ہے نہ اداے حق کا خیال
ہے۔ ایسا ہی ان رؤسا وامرا پر جنمین ایسے ایسے نواب وتعلقہ دار ومالگذار ہین جو اکیلے جیب
خرچ سے کل مصارف اشاعۃ السنہ کے متحمل ہو سکتے ہین ایسے لوگ جو دو روپیہ ایکروپیہ یا آٹھ آنہ
ادا نہین کرتے ... اور مطالبہ پر بہی ... دو دو تین تین خطوط تک کا جواب تک نہ دین تو

پہر دنیا مین ہم افسوس کس پر کرین - میرے ان اشارات کو اُنہون نے نہ سمجہا تو ناچار کسی نہ کسی صاحب کا بطور مثال نام لینا پڑیگا ؎

۳ - مصباح الادلۃ جواب ادلہ کاملہ کے جسقدر نسخے دہلی و ڈیرہ دان مین تہے وہ سب فروخت ہو گئے ہین اب جسقدر نسخے باقی ہین وہ سب لاہور مین ہمارے پاس ہین جو ہمنے مالک کتاب سے قیمۃً خرید لئے ہین سو بہی دن بدن فروخت ہوتے جاتے ہین تہوڑے سے نسخے باقی رہگئے ہین پس جنکو خریداری اس کتاب کی منظور ہو وہ تاخیر و توقف نہ کرین جلد زر قیمت ارسال فرماکر راقم سے کتاب طلب فرماوین عام قیمت ۸ محصول ۱ پہلے ہمنے مسکینون کے لئے ۶ مقرر کی تہی مگر جبکہ دیکہا کہ غنی لوگ بہی مسکین بنکر چہہ آنہ کو ہی مانگتے ہین اسلئے قیمت کو عام کر دیا تاہم رعایت مسکین ہاتہہ سے نہ دیجاویگی مگر وہ رعایت حسب موقع و مشاہدہ عمل مین آویگی -

۴ براہین احمدیہ کی معاونت کی نسبت ہم نمبر سابق مین بہت کچہہ ترغیب دے چکے ہین جس سے مسلمانان حامیان اسلام متاثر ہونیکی امید قوی ہے - اب ہم اس کتاب کے مؤلف مرزا غلام احمد صاحب کو ایک تدبیر فراہمی چندہ یا قیمت کتاب پر آگاہ کرتے ہین وہ یہہ کہ مرزا صاحب اس باب مین اُن امیران و رؤسا اسلام کیطرف سے مراجعت کرین جنمین اکثر ایسے اہل وسعت ہین کہ اگر انمین سے کوئی صاحب توجہہ کرین تو صرف اپنی ہمت سے بلا شراکت غیر کتاب کو چہپوا سکتے ہین آگے اس تدبیر کا کارگر ہونا خدا کے اختیار ہے جسکی عظمت شان ہے اللّٰھم لا مانع لما اعطیت ولا معطی لما منعت حکایت ہے - اُن حضرات کے نام نامی یہہ ہین -

(۱) نواب والاجاہ امیر الملک مولوی سید محمد صدیق حسن خانصاحب بہادر امیر ریاست بہوپال

(۲) نواب محمود علیخان صاحب بہادر رئیس چہتاری ضلع بلند شہر -

(۳) نواب محمد ابراہیم علیخان صاحب رئیس مالیر کوٹلہ -

(۴) نواب محمد آدو خان صاحب رئیس کرنول ضلع مدراس -

(۵) جناب خلیفہ محمد حسن صاحب وزیر ریاست پٹیالہ دام اقبالہم -

(۶) آغا کلب عابد بیگ صاحب اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر بہادر ضلع امرتسر۔

(۷) سید ہدایت علی صاحب اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر بہادر ضلع گورداسپور۔

(۸) جناب جامع معقول و منقول ماہر فروع و اصول معدن فیض عام۔ ناصر اسلام بہ تصنیف کلام حضرت مولوی حاجی سید امداد العلی صاحب ڈپٹی کلکٹر مراد آباد۔

(۹) خان صاحب محمد امام خان صاحب مالگذار کانواڑہ ضلع سیونی

(۱۰) خان صاحب محمد امام خان صاحب مالگذار آری ضلع سیونی۔

ف۔ قیمت براہین احمدیہ جو بنرخ جدید فی نسخہ دس روپیہ مقرر ہوئی ہے وہ صرف اہل اسلام کے لئے ہے جنکی جانب سے علاوہ از قیمت کتاب اور نوع سے بہی مدد پہنچنے کی توقع ہے ان کے سواء اور مذہب (عیسائی آریہ وغیرہ) والوں سے اسکی قیمت پچیس روپیہ لیجاویگی اور ایک روپیہ محصولڈاک علاوہ بران۔

اطلاع

ناظرین کاتب لایق کے میسر نہ آنیکے سبب رسالہ مدت سے خراب ہو رہا تہا اب کی دفعہ اسکا چہپوانا امرتسر میں تجویز ہوا ہے وہان اچہا چہپا تو ہمیشہ وہین سے چہپوایا جاویگا مگر لین دین و خط و کتابت متعلق رسالہ مہتمم رسالہ سے حسب عنوان و نشان قدیم ہونا چاہئے مطبع امرتسر کو بجز طبع رسالہ اور کچہہ تعلق و اختیار نہین ہے۔

راقم

ابو سعید محمد حسین مہتمم اشاعۃ السنۃ

از لاہور محلہ سید مٹہہ۔

فان تاویلاتھم لیست بابعد من تاویلات اھل الحق للنصوص الظاھرۃ فی خلاف مذھبھم ذلک لان من النصوص ما علم قطعًا من الدین انہ علی ظاھرہ فتاویلہ تکذیب معنیً بخلاف البعض

مندفع ہوا جسکی تقریر یہہ ہی کہ جو شخص اصول و اعتقادات میں تاویل کرتا ہے اگر اسکو مکذب شریعت ٹھرایا جاوے تو بہت سے فرقون اہل اسلام (جیسے اہلبدعت بلکہ باہمی مختلف اہلحق) کی تکفیر لازم آتی ہے اگر اسکو مکذب شریعت نہ ٹھرایا جاوے تو منکرین حشر اجسام و حدوث عالم و علم خداوندی متعلق جزئیات کی تکفیر بہی ثابت نہین ہوتی اسلئے کہ اُن لوگون کی تاویلین بہ نسبت تاویلات اہلحق جو وہ اپنے مذہب کی مخالف نصون مین کرتے ہین بعید نہین۔

اس شبہ کے دفع ہونیکی وجہ یہہ ہی کہ بعض نصوص (آیات قطعی الدلالۃ) دین مین ایسے ہین جنکے ظاہری معنی کا مراد ہونا یقینًا معلوم ہو چکا ہی (جیسی آیات حشر و نشر و حدوث عالم جنمین منکرین تاویلین کرتے ہین) پہر انکی تاویل یقینًا رسول کی تکذیب ہی اور بعض نصوص (آیات ظاہرۃ الدلالۃ) ان نصوص قسم اول کی مخالف ہین یعنی انکے ظاہر معنی کا مراد ہونا یقینًا ثابت نہین ہے جیسی آیۃ دیدار الہی یا خلق افعال جنمین معتزلہ وغیرہ تاویل کرتے ہین انمین تاویل یقینًا آنحضرت کی تکذیب نہین ہے

قد ظھر ان الکافر اسم لمن لا ایمان لہ فان اظھر الایمان خص باسم المنافق وان طرء کفرہ بعد الاسلام خص باسم المرتد لرجوعہ عن الاسلام وان قال بالھین او اکثر خص باسم المشرک لاثباتہ الشرک فی الالھیۃ و ان کان متدینا ببعض الادیان والکتب المنسوخۃ خص باسم الکتابی

یہہ ظاہر ہو چکا کہ کافر وہ ہی جسکا ایمان نہ ہو پہر اگر وہ بظاہر اسلام کا دعوی کرتا ہی تو وہ منافق ہے اور اگر اسلام کی بعد اسپر کفر طاری ہو گیا ہی تو وہ مُرتد کے نام سے مخصوص ہی اور اگر وہ دو معبودون کا قایل ہے تو وہ مشرک کہلاتا ہے اور اگر وہ سوا دین اسلام اور دین سماوی یا کتاب منسوخ کا قایل ہے تو اسکو کتابی کا فر کہا جاتا ہی جیسے یہود و نصاری ہین۔ اور اگر وہ زمانہ کو قدیم سمجھکر حوادث عالم کو زمانہ کیطرف منسوب کرتا ہی (یعنی جو ہوتا ہے

کالیہودی والنصرانی وان کان یقول بقدم الدھر واسناد الحوادث الیہ خص باسم الدھری وان کان لایثبت الباری تعالی خص باسم المعطل وان کان مع اعترافہ بنبوۃ النبی صلعم واظہارہ شعایر الاسلام یبطن عقاید ھی کفر بالاتفاق خص باسم الزندیق - وھو فی الاصل منسوب الی الزند اسم کتاب اظہرہ مزدک فی ایام قباد وزعم انہ تاویل کتاب المجوس الذی جاء بہ زرادشت الذی یزعمون انہ نبیہم

سو زمانہ کرتا ہی، تو اُسکو دہریہ کہا جاتا ہی اور اگر وہ کسی خالق کا قایل نہین ہے تو وہ معطل کے نام سے مشہور ہی اور اگر وہ آنحضرت کی نبوت کا اقراری ہی اور شعایر اسلام نماز روزہ وغیرہ کو ظاہرا عمل مین لاتا ہے (جیسے آجکل کے بعض† نیچری) پر دل مین ایسے اعتقاد رکہتا ہے جو بالاتفاق کفر مین (جیسے حضرات نیچریہ کے اعتقادات کہ دوزخ وبہشت جن وملک بوجود خارجی موجود نہین اور حشر ونشر وحساب وکتاب سے ظاہری معنی مراد نہین ہے اور قرآن بایں الفاظ ونظم غیب الغیب سے بوسیلہ جبرئیل مین خارج از ذات نبوی آنحضرت پر نازل نہین ہوا بلکہ آنحضرت نے طبیعت سے بنالیا اور بعض آیات‡‡ کو اور مذہب والون کی کتاب سے لیلیا ہے وامثال ذلک) تو ایسا شخص باسم زندیق مخصوص ہی جسکی دراصل نسبت زند کی طرف ہی اور وہ ایک کتاب کا نام ہی جسکو مزدک نے زمانہ قباد مین ظاہر کیا اور یہہ کہا کہ اس مین اس کتاب مجوسیون کا بیان ہے، جو انکی زعم مین انکا نبی زردشت لایا ہی-

---

† بعض کے قید اس لئے لگائی ہے کہ اکثر نیچری تو اس مذہب مین داخل ہوتے ہی نماز روزہ وغیرہ احکام اسلام سے استعفا داخل کرتے مین جسکو اس مذہب کے بانی یا مجدد (آنرایبل صاحب بہادر) بڑی خوشی سے قبول کرتے ہین اور اُن لوگون کو بایں الفاظ کہ جو کسی حکم مذہبی کو نمانتے وہ بلاشبہ مسلمان وناجی ہے، آزادی دنیا کی کا سارٹیفکٹ دیتے ہین دیکہو پرچہ تہذیب ماہ ذی قعدہ ۱۲۹۰؁ھ -

‡ دیکہو اشاعۃ السنۃ نمبر ۹ جلد ۳ صفحہ ۲۵۲ جسمین ان اعتقادات کے مواضع تفصیل کا ذکر ہے -

‡‡ دیکہو تہذیب ۱ ربیع الاول ۱۲۹۵؁ھ وتفسیر پرنور صفحہ ۳۱ جنکی عبارتین عنقریب منقول ہونگی -

‡‡ دیکہو تفسیر صفحہ ۹ جسمین آپنے یہہ مانا ہے کہ بسم اللہ مجوس کی کتاب سے آن حضرت نے لے لی ہے -

قال البحث السابع فی حکم مخالف الحق من اهل القبلۃ فی باب الکفر والایمان ومعناه ان الذین اتفقوا علی ما هو من ضروریات الاسلام لحدوث العالم وحشر الاجسام وما اشبه ذلک واختلفوا فی اصول سواها المسئلۃ الصفات وخلق الاعمال وعموم الارادۃ وقدم الکلام وجواز الرویۃ ونحو ذلک مما لا نزاع فی ان الحق فیها واحد هل یکفر المخالف للحق بذلک الاعتقاد وبالقول به ام لا والا فلا نزاع فی کفر اهل القبلۃ المواظب طول عمره علی الطاعات باعتقاد قدم العالم ونفی الحشر ونفی العلم بالجزئیات ونحو ذلک وکذا بصدور شیئ من موجبات الکفر عنه۔ انتہیٰ

بحث ہفتم اُن لوگوں کی حکم مین ہی جو اہل قبلہ ہوکر حق کے مخالف ہین کہ آیا وہ لوگ کافر ہین یا مومن۔ اِس بحث کا مطلب یہ ہی کہ جو لوگ ضروریات اسلام (اعتقاد حدوث عالم وحشر اجسام اور اُسکے نظایر) پر اتفاق رکہتے ہین اور انکے سواء اور اصول مین اہل حق کے مخالف ہین (جیسے مسئلہ صفات باری اُسکا عرش پر ہونا دیکہنا سُننا بولنا وغیرہ) اور مسئلہ خلق اعمال اور خدا کی ارادہ کا عام ہونا اور خدا کی کلام کا قدیم ہونا اور خدا کی دیدار کا جایز ہونا اور مثل انکی اور مسایل جنمین اہل سنت کی نزدیک بالاتفاق حق صرف وہی بات ہی جو اہلسنت کے نزدیک ثابت ومقرر ہی ان لوگون کی نسبت یہ بحث ہے کہ آیا یہ مومن ہے یا کافر ہین ورنہ ایسے شخص کے کفر مین کوئی بحث ونزاع نہین جو اہل قبلہ کہلاوے اور عمر بہر طاعات (نماز روزہ وغیرہ) پر مداومت کرے ومع ذلک عالم کو قدیم جانے اور حشر اجسام کی نفی کرے یا علم خدا متعلق جزئیات کو سٹاوے یا مثل اُسکے اور اعتقاد رکہتا ہو جو بالاتفاق کفر ہین ایسا ہی اُس شخص کے کفر مین بحث ونزاع نہین جس سے ایسا فعل یا قول سرزد ہو جو بالاتفاق کفر کا موجب ہو (جیسے کوئی خدا ورسول کو گالی دے یا نبی کو قتل کرے یا اور وجہ سے اُسکی اہانت کرے یا مسجد کو گراوے (بنارس کی مسجد کو بتہ سمجھکا) اور بجائے اُسکی کوئی بتخانہ یا پیخانہ یا کوئی اور عمارت کسی صاحب کی یادگار بناوے یا کسی فرض قطعی سے انکار کرے یا حرام قطعی کو جیسے خنزیر حلال بتا کر نوشجان کرے یا بُت کی آگے سجدہ کرے یعنی

ایسے افعال و اقوال و اعتقادات والے اشخاص بالاتفاق کافر ہین اگرچہ کلمہ گو ہون اور مع ذالک نماز روزہ وغیرہا ظاہری طاعات کی بہی ملتزم ہون۔ شرح مقاصد کا مطلب بزیادۃ تشریح و تمثیل تمام ہوا ایسا ہی اور کتب عقاید مین مرقوم ہے۔

ان **شہادات** و تصریحات اکابر اہلسنت سے خوب **ثابت** ہوا کہ جو اہلسنت نے لانکفر احدًا من اہل القبلہ کہہ رکہا ہی یہہ جاسکر انہی اسلامی فرقون کی نسبت کہا ہوا ہی جن کو اصول اسلام پر اتفاق ہے یہہ قول انکا ایسا عام و غیر محدود نہین ہے جسمین ہر کلمہ گو منافق ہو خواہ زندیق یا مرتکب کفر یا ملتزم امور مستلزمہ کفر کا داخل و شامل ہونا ممکن ہو اسکو ایسا عام سمجہنا پرلے درجہ کی غلط فہمی ہے اور اسکے اصلی معنی سمجہکر اس عموم پر اسکو حمل کرنا البتہ فریبی اور دہوکہ دہی ہے۔

یہہ **تائید** اعتراض سوم و چہارم کے متعلق اخیر کلام ہی جسکی اتمام سے بخوبی ثابت ہوا کہ جو کچہہ آپنے اعتراض اول و سوم و چہارم کیا ہی وہ سراسر دہوکہ و مغالطہ ہے۔ اب رہا **جواب** آپکا **اعتراض دوم** کا سو یہہ ہے کہ امام صاحب نے تو صرف انکار حشر اجسام مین دین کا ضرر بتایا ہے مطلق بحث حشر اجسام کو جسمین حشر اجسام کا اثبات اور اسکی حقیقت ذاتی اور وجود اصلی کا بیان ہو مضر دین نہین فرمایا آپکا مطلق بحث سے ممانعت اور اسمین تجویز مضرت کو امام صاحب کی طرف نسبت کرنا **طرفہ افترا**۔ اور پہر اس **طرفہ** پر یہہ **طرہ** کہ امام صاحب تو بحث حشر و نعیم و آلام بہشت و دوزخ سے منع کرتے ہین اور ہم (خودبدولت جناب سید احمد) اس قسم کی بحثین کرتے ہین اور منکرین و متردّدین کو ان اشیاء کی حقیقت سمجہا کر انکو اسلام پر قایم کرتے ہین پہر ہم دونون مین کون شخص دین کا نفع رسان ہے اور کون ضرر رسان ہے؟ پرلے درجہ کی دلیری ہے جو یہہ مصرع یاد دلاتی ہے

ع چہ دلاور است دزدے کہ بکف چراغ وارد ؎ آپ کوئی ایسی بحث کرتے جسمین اسلام کی کسی بات کی اصلی حقیقت جو شارع کے نزدیک مقرر ہے بیان کرتے تو یہہ دعوی کرتے ہوئے زیب دیتے **آپ نے** تو اسلام کی کسی ایک بات کی اصلی حقیقت کو قایم نہین رہنے دیا جس بات پر ہاتہہ ڈالا اُسی کی حقیقت کو نیست و نابود کر دیا اور اس کو بتاویل و تحریف غیر حقیقت پر

محمول کیا - تس پر یہہ دعوی آپ کے موںہہ سے کب زیب دیتا ہے - اِس امر کی تفصیل خدا نے چاہا تو اشاعة السُّنۃ کی دو چار جلدون مین ہوگی - اس مقام مین اسکی تمثیل پر اکتفا کرتا ہون اور آپ کے معتقدین اور عامہ ناظرین کو آپ کے حقایق بیانی وحِجِ اسلام نفع رسانی پر آگاہ کرتا ہون -

پس واضح ہو کہ اصول اسلام وامہات عقاید وایمان یہہ ہین کہ (۱) خدا کو بجمیع صفات کمال ماننا اور (۲) رسول کو برحق جاننا (۳) خدا کی کتابون پر ایمان لانا اور (۴) اُسکے ملایکہ کو ماننا (۵) مرنیکے بعد اُٹہنے پر یقین رکہنا -

اِن عقاید کا اصول اسلام سے ہونا نصوص قطعیہ کتاب وسنت سے ثابت ہے اور لڑکون تک جو اُستانی جی سے صفت ایمان مجمل ومفصّل سیکہی ہون معلوم ہے -

پس اب دیکہنا چاہیے کہ ان اصول مین آپ نے کیا حقیقت بیان کی ہے - اسی سے بقیہ اسلام مین آپ کی حقیقت بیانی وحِجِ اسلام نفع رسانی کا بخوبی اندازہ ہو سکتا ہے بحکم ؎

قیاس کُن زگلستان من بہار مرا ❊ ہمارا تو یہہ خیال ہے کہ اِن اصول مین سے جس اصل کو آپنے ہاتہہ مارا ہے اُسکی حقیقت کو نیست ونابود کر دیا ہے اور بجائے اسکے اپنی خانہ ساز حقیقت کو کہڑا کر دیکہایا ہے - آیندہ ناظرین کو اِس خیال کا صحیح یا غلط ہونا تفصیل ذیل سے معلوم ہو سکتا ہے

ایمان باللہ کی نسبت آپکی حقیقت بیانی

حقیقت ذات باری تعالی آپ نے ایسی بیان کی ہے کہ اسکو اندہون کا ہاتہی بنا دیا ہے جیسے اندہون کی ہاتہی مین سے جو کچہہ کسی اندہے کے ٹٹولنے مین آتا ہے وہی ہاتہی قرار پاتا ہے ویسے ہی جو کچہہ خدا کی نسبت کسی کے خیال‡ مین آوے (کہ وہ بیچون بیچگون ہے یا بڑے سر کا یا سیکڑون سر کا یا بہت بڑی

† دیکہو خاتمہ سورہ بقر مین امن الرسول بما انزل الیہ من ربہ والمؤمنون کل آمن باللہ وملائکتہ ۴ اور رکوع ۲۰ سورہ نسا مین ومن یکفر باللہ وملایکتہ وکتبہ ورسلہ والیوم الاخر - ‡ دیکہو تہذیب ماہ رجب ۱۲۹۷ھ صفحہ ۵۵ جسکے بعض فقرات اشاعة السنة نمبر ۲ جلد ۳ مین نقل ہو چکے ہین اور بعض فقرات اس مقام مین نقل کیے جاتے ہین - اسمین آپ فرماتے ہین اسمین شک

چیٹ کا یا بہت ہی چھوٹا یا نہایت ہیبت ناک خونخوار بدشکل ڈراونا یا نہایت خوبصورت ہوں وہی آپ کے نزدیک خدا کی حقیقت ہو اسلئے کہ آپ کے زعم میں ان خیالات مختلف کی طرف انسان کو طبیعت (یعنی نیچر) رہنمائی کرتا ہے اور نیچر کی رہنمائی عین خدا کی رہنمائی ہے۔ پس جو کچھ کسیکو خدا کی نسبت سوجھا ہے وہ آپ کے نزدیک خدا کی طرف سے سوجھا ہے اور وہی خدا کی حقیقت ہے۔ پس آپ کے نزدیک اس خیال کا ماننا خدا کا ماننا ہے اور اس صورت خیال کا پوجنا خدا کا پوجنا ہے بلکہ اس خیالی صورت کا بت یا کوئی نقشہ بنا لینا اور اسکی پرستش کرنا عین پرستش خدا ہے اور جو خدا پرستوں (انبیاء) نے قبلہ بنایا ہے یا کوئی نشان کھڑا کیا ہے وہ بھی کام کیا ہو اور خیال پرستی کا اس بیان حقیقت ذات الہی کے ضمن میں آپ نے حقیقت عبادت جو نبیوں سے وقوع میں آئی اور انکی جہات و مکانات کی تقریر بھی ہوئی ہے نیز بتا دی ہے اور یہہ بات جتا دی ہے کہ انبیاء علیہم السلام بھی بت پرست تھے جو بنام نہاد خدا پتھروں کی پرستش کرتے رہے۔ سبحان اللہ حقیقت بیانی اسی کا نام ہے۔ اور یہ حق اسلام تقع رسانی اسمیں تمام ہے۔

نہیں کہ ایک اعلی قوت کے وجود ہونیکا خیال جسکو کچھ ہی تعبیر کرو (یعنی خدا کہو یا نیچر کہو) انسان میں آیا ہے لیکن یہہ بھی ایک لازمی امر ہے۔ کہ اس اعلی قوت کے قرار دینے میں اختلاف واقع ہوا کوئی ذات ہی موجودات اور مخلوقات میں سے کسی کو وہ اعلی قوت سمجھا اور کوئی کسی خیالی وجود کو جسکا نقشہ خود اس نے اپنے خیال میں بنایا ہو وہ قوت اعلی قرار دے اور کوئی ایسے لامعلوم ابتیوں وسیلے سے کہ ان قوت کو جو اوس سب کی علۃ العلل ہے وہ قوت اعلی سمجھے۔ × × × × × × یہی خیال رفتہ رفتہ مذہب بنتا ہے۔ × × × یہہ بھی انسان کا ایک امر طبعی ہے کہ صرف خیالی چیز سے نہ اسکو تسکین ہوتی ہے نہ اسکی طرف توجہ ہوتی ہے پوری توجہ تب ہوتی ہے جبکہ اس خیالی شے کا کوئی نشان اصلی یا فرضی اسکے سامنے ہو۔ اس فقرہ کا اخیر اشاعۃ السنۃ نمبر ۲ جلد ۱۰ میں منقول ہے جسمیں خوب وضاحت سے حضرات انبیاء ابراہیم و اسحق و یعقوب و محمد الرسول اللہ سلام اللہ علیہم اجمعین کا بنام نہاد خدا پتھروں کو پوجنا آپنے بیان کیا ہے۔

حقیقت صفات باری تعالیٰ آپ نے ایسی بیان کی ہے جس سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ آپکے نزدیک خدا تعالیٰ ایک حاکم معزول کی مانند (جیسے غدر سے پہلے دہلی کا بادشاہ تھا اور اس وقت ٹونک کا معزول نواب ہے - جو برائے نام بادشاہ نواب کہلاتے اور حکمرانی میں جو لوازم بادشاہی سے ہے دخل نہ رکھتے) محض معطل و بیکار ہے و منصب خداوندی (تصرفِ عالم) نیچر کے سپرد ہے آپ کی تحقیق کے رو سے صدور عالم (اجسام و طبائع) تو ایک دفعہ خدا سے (جبراً لا اختیاراً) ہو چکا ہے مگر اب خدا تعالیٰ کو اس عالم میں تصرف و تبدل کا اختیار نہیں رہا - مثلاً خدا نے† آگ کو جلانیوالی اور پانی کو بجھانیوالا پیدا تو کر دیا مگر اب اگر وہ آگ سے پانی کا اور پانی سے آگ کا کام لینا چاہے تو اسپر اسکو قدرت و اختیار نہیں ہے یا مثلاً خدا نے آدم کے بعد انسان کی پیدایش نطفہ نر سے کی ہے - اب مین اگر خدا تعالیٰ یہہ تصرف کرنا چاہے کہ بے نطفہ نر ایک کنواری کے پیٹ سے بچہ پیدا کرے (جیسے بزعم اہل اسلام و اہل کتاب مریم علیہا السلام سے عیسیٰ‡ علیہ السلام ہوئے) یا مٹی میں روح پہونک کر اسکو انسان بنا دے (جیسے آدم علیہ السلام ہوئے) یا نباتات کیطرح زمین کو پہاڑ کر اسمین سے انسانوں کو نکال دے (جیسے بزعم اہل ایمان قیامت کو ہوگا) تو خدا اسپر قادر نہیں ہے -

یہہ تحقیق معزولی و بیکاری باری تعالیٰ آپکے جملہ تحقیقات کا اصل اصول ہے - اور آپکے مذہب نیچری و تفسیر نیچری از سر تا پا اسی تحقیق پر مبنی ہے -

---

† تہذیب ماہ رجب ۹۲ھ میں بضمن بیان اصول قدیم و جدید کی آپنے فرمایا ہے اصول قدیم یہہ ہے کہ خدا کی عظمت و قدرت اسمین ہے کہ وہ پانی سے آگ کا اور آگ سے پانی کا کام لیسکتا ہے - جدید اصول یہہ ہے کہ اسمین خدا کی قدرت اور عظمت و صنعت میں بٹہ لگتا ہے" - یہہ کلام باعلی ندا منادی ہے کہ سلسلہ حوادث و کائنات نیچر کی سپرد ہے - اور خدا کو اسمین تغیر و تبدل کا اختیار نہیں ہے یا یون کہو کہ تغیر و تبدل خدا کی [illegible]

‡ آپکے پرائیوٹ و تحریرون سے جو تمام بعض حواریین صادر ہوئی ہین ہمکو معلوم ہوا کہ آپنے مسیح کی پیدائش یوسف نجار کے نطفہ سے تجویز کی تہی اور یہہ بات تفسیر پر تقریرین لکہدی ہے - مگر ابہی تک وہ جلد تفسیر جسمین آپنے مریم علیہا السلام پر یہہ بہتان لگایا ہے ہمارے پاس نہین پہنچی - پہنچی تو دیکہین اسمین کیا کیا گل کہلائے ہین -

اور **حقیقت ایمان باللہ** آپ نے یہہ ٹہرائی ہے کہ جو ہر کسی کی دل مین خدا کی وجود (جس طرح پر کہ اُس نے ٹہرالیا ہو بیچون و بے مثل یا بت کی شکل) کا خیال ہے وہی خیال ثبوت ایمان کے لئے کافی ہے۔ گو موں ہہ سے اس خیال کا بہی اقرار نہ ہو بلکہ برملا اُس سے انکار اور اُس انکار پر اصرار پایا جاوے اور اگر ایسا خیال کا کوئی زبان سے اقرار کرلے اور لا الہ الا اللہ کہدے تو پہر تو وہ جو جی† چاہے سو کرے۔ خدا کی تکذیب کرے رسول کی توہین کرے مسجد کو گرادے مصحف کو جلاوے زنار پہن لے بت کے آگے سجدہ کرے خنزیر کو حلال بناوے حلال کو حرام ٹہراوے اسکی ایمان اور نجات مین کوئی شک و شبہ نہین ہے۔

---

† یہہ بات آپ کے اقوال اجراء ول مین جا بجا موجود ہے اسی مضمون النظر فی التفرقة بین الاسلام والزندقہ (جسکی جواب مین آپ ہمارا قلم جاری ہے) کی اس عبارت کو دیکہو جو ذیل تائید اعتراض سیوم و چہارم سیزدہ مین بصفحہ ۲۴۳ منقول ہو چکی ہے۔ اور اسی مضمون کی دوسری عبارت نمبر ۸ مین بصفحہ ۲۵۹ آویگی۔

مگر کمال افسوس و تعجب کا مقام ہے کہ آپ نے مضمون دافع البہتان مین (جسکو مین اس پر ہنا آج بیان ہون اور اسکی تفصیل و بیان کا ارادہ رکہتا ہون) اس سے انکار کیا ہے اور ان باتون کے قائل و معتقد پر لعنتون کا مینہہ برسایا ہے چنانچہ تہذیب الاخلاق ۱۲۹۵ نمبر ۱ جلد ۹ مین کتاب تائید الاسلام تالیف جناب مولانا سید علی بخش خان صاحب سے اپنی نسبت یہہ **الزام** نقل کیا ہے کہ سید احمد خان بانی مذہب کی مذہب مین کوئی فعل اگرچہ شعار کفر مین سے کیون نہ ہو مثلاً انکا کرنا نبوت انبیاء سابقین کا یا کتب سماویہ سابقہ کا یا وجود ملائکہ کا یا معاذ اللہ قرآن شریف کا عمداً بول و براز مین آلودہ کرنا یا پہینک دینا یا حلال کو حرام اور حرام کو حلال ٹہرانا یا کسی نبی کو معاذ اللہ گالی دینا یا بہشت و دوزخ اور قیامت کے اسکا منکر ہونا یا ضروریات دین کا انکار کرنا کسی آدمی کو کافر نہین بناتا پہر اسکے **جواب** مین بذیل ایک الزام کے لعنۃ اللہ علی قائلہ و علی معتقدہ فرمایا ہے اور آئندہ قد یہہ کلمہ جو الزام قائم کیا اور **تعجب پر تعجب** کا محل ہے کہ اسی مقام مین یہہ بہی فرمادیا ہے کہ بت کے آگے سجدہ کرنا اور زنار پہن لینا ہمارے نزدیک کفر نہین ہے اور یہہ نہین سوچا کہ ان افعال مین جنکے قائل و معتقد پر ہمنے لعنتون کا مینہہ برسایا ہے اور بت کے آگے سجدہ کرنے اور زنار پہن لینے مین کیا فرق ہے جسکے رو سے ان افعال کے مستلزم کفر ہونے سے انکار ہے اور بت کے آگے سجدہ کرنیکا مستلزم کفر نہ ہونا تسلیم کر لیا معلوم نہین۔

حقیقت رسول اور وحی و نبوت آپنے ایسی بیان کی ہے کہ اسمین نبی کو بن پڑے شاعر اور بے ڈھنگے سکہانے گانے ناچنے والی رنڈی - اور مادر زاد مسخری نرٹلی اور جیلی خونخوار قاتل و موذی

+ تہذیب ماہ ربیع الاول سنہ ۹ مین آپ فرماتے ہین جسطرح کہ انسان مین اور قوائے ہین اسیطرح ملکہ وحی والہام بھی انمین ہے ۰۰۰ یہہ ملکہ ایک آلہ انکشاف علوم وحقایق اشیا کا ہی ہے - اور اسلئے اسکا تعلق کسی خاص شے یا فن سے نہین ہے بلکہ یہہ ایک سی جداگانہ اور مستقل تعلق رکہتا ہو اور بلحاظ اپنے تعلق کے اسی علم یا شے کے ساتہہ وہ ملکہ منسوب یا موسوم ہوتا ہے جیسیکہ ملکہ حکمت یا ملکہ طب ملکہ شاعری ملکہ حدادی ملکہ موسیقی ملکہ رقاصی علی ہذا القیاس انسان جبکہ انسان کی نیچر پر غور کرتا ہے تو اُسکی چار حالتین پاتا ہے ایک وہ حالت جو اُسکو تربیت و تعلیم و تمدن واخلاق سے حاصل ہوتی ہے جسکو **کانشنس** کہتے ہین دوسری وہ حالت جو اسکو کسی علم یا فن مین ترقی کرنیسے حاصل ہوتی ہے جو اس علم کے ملکہ سے تعبیر کیجاتی ہے - تیسری حالت یہہ ہے کہ جب انسان کسی علم یا فن مین غور کرتا ہے اور کوئی مسئلہ حل کرنا چاہتا ہو اور اسکی علمی و اکتسابی قوت اسکے حل سے عاجز ہوجاتی ہے تو اسکے دل مین دفعتہ ایک بات آجاتی ہے جسکو وہ نہین جانتا کہ کہانسے آئی اسطرح دل مین آئی والی بات کو وحی والہام کہتے ہین (یہہ تینون حالتین انکی کلام سے بالمعنی نقل ہوئی ہین) چوتہے حالت انسان مین ہم ایسی پاتے ہین جسکی بنا اکتسابی علوم پر قایم نہین ہوسکتی بلکہ اس شخص کے نیچر پر قایم ہے - ایک جاہل شخص کو جو علم سے واقف ہی نہ عروض سے نہایت عمدہ شاعر پاتے ہین بڑا ادیب دیکہتے ہین ان پڑہ اور بے علم لوگون نے ایسے دقیق مسایل اخلاق بیان کئے ہین جنکو حال کی ترقی یافتہ دنیا کے بہی تعجب سے دیکہتے ہین × × × × × × × ×

پس اسطرح دلمین پڑنیوالی بات کو ہم وحی والہام کہتے ہین اسمین کچہہ شک نہین کہ وہ پڑتی نہین بلکہ اُچہلتی ہے مگر جب اسکو اچہلنے کی اسباب ہم نہین پاتے اسکو **القا** کہتے ہین - ہمنے الہام کو خالی تلی مین پانی بہرنا نہین مانا بلکہ فوارہ کیطرح اسمین سے اُچہلنا مانا ہے گو کہ اُسکے لئے خفیف تحریک ہوئی ہو ایسے لوگ بہی ہوئے ہین جنہون نے اپنی حالت کو سوچا اور دوسرون کیحالت کو دیکہا اور ایک امر انکے دلمین پڑا جسمین سے اُنہون نے تربیتی اور بوشیلی اقدرون پر غلبہ پایا - اس دلمین پڑنے والی شے کو ہی ہم **الہام** اور **وحی** کہتے ہین اگر وحی اور الہام نہ تہا تو اور کیا تہا جسنے کالون اور لوتہر کے دل کو اس پرانے راستہ سے پہیرا اس فقرہ کا جسیر

پیغام یا احکام بواسطہ ملائکہ خارج از وجود انسان آدمی کیطرف بھیجتا ہے جیسے دُنیا کے بادشاہ اپنے حکم احکام ایلچیون کے ذریعہ سے اپنے وزیرون اور امیرون کی طرف بھیجتے ہین - بلکہ رسالت

اسیطرح ملکہ نبوت بھی اسی سے علاقہ رکھتا ہے یہہ بات کچھہ ملکہ نبوت پر موقوف نہین ہے ہزارون قسم کے جو ملکات انسانی ہین بعضی دفعہ کوئی خاص ملکہ کسی خاص انسان مین از روئے خلقت و فطرت کے ایسا قوی ہوتا ہے کہ وہ اسی کام کا امام یا پیغمبر کہلاتا ہے - لوہار اپنے فن کا امام یا پیغمبر ہوسکتا ہے - شاعر بھی اپنے فن کا امام یا پیغمبر ہوسکتا ہے - ایک طبیب بھی فن طب کا امام یا پیغمبر ہوسکتا ہے مگر جو شخص روحانی امراض کا طبیب ہوتا ہے اور جسمین اخلاق انسانی کی تعلیم و تربیت کا ملکہ بمقتضائے اسکی فطرت کے خدا سے عنایت ہوتا ہے وہ پیغمبر کہلاتا ہے اور جسطرح کہ اور قوائے انسانی بمناسبت اُسکے اعضا کے قوی ہوتی ہین اسیطرح یہہ ملکہ بھی قوی ہوجاتا ہے اور جب ایسی پوری قوت پر پہنچ جاتا ہے تو اُس سے وہ ظہور مین آتا ہے جو اُسکا مقتضا ہوتا ہے جسکو عرف عام مین بعث سے تعبیر کرتے ہین - خدا اور پیغمبر مین بجز اس ملکہ نبوت کے جسکو ناموس اکبر کہتے ہین اور زبان شرع مین جبرئیل کہتے ہین اور کوئی ایلچی پیغام پہنچانیوالا نہین ہوتا اسکا دل ہی وہ آئینہ ہوتا ہے جسمین تجلّیات ربانی کا جلوہ دکھائی دیتا ہے اسکا دل ہی وہ ایلچی ہوتا ہے جو خدا پاس پیغام پہنچاتا ہے اور خدا کا پیغام لیکر آتا ہے وہ خود ہی مجسم پیغمبر ہوتا ہے جس مین سے خدا کی کلام کی آوازین نکلتی ہین وہ خود ہی کان ہوتا ہے جو خدا کی بے حرف و بے صوت کلام کو سنتا ہے خود اُسکی دل سے فوارہ کی مانند وحی اُٹھتی ہے اور خود اُسی پر نازل ہوتی ہے اسکا عکس اُسکے دل پر پڑتا ہے جسکو وہ خود ہی الہام کہتا ہے اسکو کوئی نہین بلواتا بلکہ وہ خود بولتا ہے ہم بطور تمثیل کے گو وہ کیسی ہی کم رتبہ ہو اسکا ثبوت دیتے ہین ہزارون شخص ہین جنہون نے مجنونون کی حالت دیکھی ہوگی وہ بعینہ بولنے کے اپنے کانون سے آوازین سنتے ہین تنہا ہوتے ہین مگر اپنی آنکھون سے اپنے پاس کسیکو کھڑا

نہ اس کامل ترقی پر ہوتی ہی اسمین وہ ملکہ خلقی ہوتا ہے اور اسلئے جب وہ کسی ایسی بات پر غور کرتا ہے جو اخلاق سے یا یون کہو کہ دین سے متعلق ہے اُسکے دل مین وہی بات پڑتی ہے جو نہایت سچی اور سیدھی ہوتی ہے اور عین مرضی قانون قدرت کے بنانیوالے کی ہے - اس القا کے مختلف طریقے قانون قدرت کے بموجب ہین جنکو ہم دوسری زبان مین وحی اور الہام اور روع فی النفس کے الفاظ سے تعبیر کرتے ہین - حاشیۃ الحاشیہ

اور وحی ایک فطرتی اور جبلی امر ہے جسکی حقیقت یہہ ہو کہ خدا نے نبی کی جبلت و طبیعت اور دل و دماغ وغیرہ کی بناوٹ ایسی کر رکہی ہے کہ جب وہ کسی نیک یا بد امر مین غور و فکر کو کام مین لاتا ہے اور اسکے حسن و قبح کیطرف ادراک و عقل کو دوڑاتا ہے تو اسکے دل سے اسکے دماغ سے اسکی طبیعت سے اس امر کی نسبت ایسی بات اُٹہتی ہے جو سچی اور تجربہ کے مطابق ہوتی ہے اور کبہی وہی دل سے اٹہنے والی بات ایک کلام موزون و مرتب ہو کر اسکو سنائی دیتی ہے اور کبہی وہی دل کی بات بصورت انسان وغیرہ متشکل ہو کر دکہائی دیتی ہے اور اسکے منہہ سے وہ آواز نکلتی معلوم ہوتی ہے - اور حقیقت مین نہ کوئی کلام ہے نہ کوئی متکلم ہے جو ہے اُسیکا خیال ہے اسیکا دل ہے اُسکی طبیعت ہے - اس بات کی دل سے اٹہنے کو القا و الہام کہتے ہین اس نظر سے کہ وہ دل سے اُٹہکر پہر الٹ کر اسی پر گرپڑتی ہے اور اس کلام کو جو اسکے خیال نے بنائی ہے کلام الہی کہتے ہین اور اس صورت کو جو اسکے خیال نے دکہائی ہے فرشتہ کہتے ہین - اس کلام کی طبیعت سے بنا لینے کی قوت کو ملکہ نبوت کہتے ہین اور اس قوت کی حد کمال کو پہنچ جانیکا بعثت نام رکہتے ہین -

یہہ ملکہ نبوت نبی مین ایسا ہے جیسے اس شاعر مین شعر کہنے کا اور اس رنڈی مین ناچنے اور گانے بجانے کا اس ٹہگ مین ٹہگنے کا اس قاتل مین قتل کا اس دیوانہ مین خیالی صورتین دیکہنے اور خیالی آوازین سننے کا ملکہ موجود ہوتا ہے - پس جیسا اس قاتل خونخوار کی کہوپری کی بناوٹ مین قتل کا ملکہ ہے اور وہی ملکہ اس خونریزی کا حکم دیتا ہے اس خونریزی کی نسبت سوائے تقاضائے

ہوا باتین کرتا ہوا دیکہتے ہین وہ سب انہین کے خیالات ہین جو سب طرف سے بیخبر ہو کر ایک طرف متوجہ ہو اُسی مین متغرق ہین -

پس وحی وہ چیز ہے جسکو قلب نبوت پر بسبب اس فطرت کے مبدء فیاض نے نقش کیا ہے یہی انتقاش قلبی کبہی مثل ایک بولنے والی آواز کے انہی ظاہر کانون سے سنائی دیتا ہو اور کبہی وہی نقش قلبی دوسرے بولنے والی کی صورت مین دکہائی دیتا ہے مگر بجز اپنے آپ کے نہ وہان کوئی آواز ہے نہ کوئی بولنے والا - وہی قوت ناموس اکبر ہے اور وہی قوت جبرئیل پیغامبر ہے

بعینہ کلام آنریبل بہادر ہے جو بالاختصار نقل ہوا اور جو اسمین محذوف ہوا ہے وہ زیادہ مطلب تہا اسکے حذف سے اصل مطلب مین خلل واقع نہین ہوا جسکو شک ہو وہ اصل کتاب کو دیکہہ لے اور نقل کو اصل سے مطابق کرلے -

اِس ملکہ اور قوت کی کوئی خاص پیغام یا حکم خدا کا کسی خارجی فرشتہ کے ذریعہ سے اُسکو نہین پہنچتا اور علی ہذا القیاس اِس شاعر مین شعر کا ملکہ ہے اور وہی ملکہ اسکو شعر کہنے کا حکم دیتا ہے اِسکے سوائے کوئی خاص پیغام خداوندی کے مضمون شاعرانہ کا متضمن بواسطہ خارجی فرشتہ اُسکو نہین پہنچتا۔ اور اِس رنڈی نا آموختہ مین ناچنے اور گانے کا ملکہ ہے جو اسکو ان افعال پر باعث ہوتا ہے اس کے سوا کوئی خاص ذریعہ سے خدا کی طرف سے اُسکو گانے ناچنے کا حکم یا طریق القا نہین ہوتا۔ اور زٹلی مین ہی زٹل کا مادہ ہے جو اُسکو زٹل سکہاتا ہے بلا واسطہ اِس مادہ کے اور طریق سے خُدا اسکو زٹل کا حکم نہین بہیجتا۔

ایسا ہی بعینہ نبی کا حال ہے کہ اُسکے دل اور دماغ اور کہوپری کی بناوٹ مین اشیا کے حلال و حرام کرنیکا ملکہ رکہا ہے اور وہی ملکہ اسکو حلال اور حرام بنانیکا حکم دیتا ہے کسی چیز کے حلال و حرام کرنیکے وقت کوئی خاص پیغام دیا حکم خداوندی کسی خارجی فرشتے کے ذریعہ سے اُس کو نہین پہنچتا۔ اور جیسا شعر کا ماخذ و مخزن بجز لوح طبعیت شاعر اور نہین ہوتا اور بوقت نظم شعر شاعر اپنی ہی طبعیت کیطرف توجہ کرتا ہے اور مضامین سوچتا ہے تو اُسکے دل ہی سے اسکے دل پر مضامین کا القا ہوتا ہے اور من حیث لا الشعر خدا کی طرف سے بنا بنایا شعر کسی فرشتے کے ذریعہ سے اُسکو نہین پہنچ جاتا اور راگ کا مخرج بجز طبعیت گانے والی کے اور نہین ہوتا اور گانے کے وقت اُسکی طبعیت ہی سے طرح طرح کی آوازین نکلتی ہین وہ آوازین اور راگ بنے بنائے خُدا کیطرف سے کسی اَور ذریعہ سے نہین پہنچتی وقس علی ہذا **ایسا ہی** مذہبی احکام حلال و حرام کا مخرج و مخزن بجز لوح طبعیت نبی کے اور نہین ہوتا اور جب نبی کسی چیز کے حلال یا حرام یا واجب یا صحیح غیر صحیح ہونیکی نسبت کچہہ سوچتا ہے تو اسکا دل ہی اِن اشیاء کا حلال یا حرام یا واجب و مباح ہونا بتا دیتا ہے اور یہہ عبارتین بنا دیتا ہے۔ یسئلونک عن الخمر والمیسر قل فیھما اثم کبیر + یسئلونک عن الیتمٰی قل اصلاح لھم خیر یسئلونک عن المحیض قل ھواذی

+ لوگ تجہسے شراب اور جوئے کا حال پوچہتے ہین تو کہدے انمین بڑا گناہ ہے۔

بعینہ بلا تفاوت سر موئی ایسا ہے جیسا کوئی پاگل و مجنون بغیر موجود ہونے کسی بولنے والے اور دکھائی دینے والے کے یہہ کہدے کہ بیشک اپنے محبوب یا عدو کو اپنے سامنے کھڑا ہوا بولتا ہی دیکھا اور اس نے مجھے محبت یا عداوت سے بغل مین دبایا ہے۔

† یہہ طعن و تمسخر کشاف حقایق اسلام آنرایبل سید احمد خان علیہ ما یستحقہ کا جناب نبی اسلام محمد رسول اللہ علیہ الصلوۃ والسلام کے اس ارشاد واجب الانقیاد پر چوٹ ہے جو آن حضرت سے صحیح سندون سے مروی ہے کہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ غار حرا مین میرے پاس فرشتہ پہنچا اور اس نے مجھے (لکھی ہوئی چیز دکھا کر) کہا کہ تو اسکو پڑہ مینے کہا مین پڑہا ہوا نہین ہون تو اس نے مجھے بغل مین دبایا پہر چہوڑ دیا اور کہا کہ اسکو پڑہ اسیطرح تین بار کیا آخر کہا اقرأ باسم ربك الذی خلق خلق الانسان من علق اقرأ وربك الاکرم۔ اور آن حضرت نے فرمایا کہ پہر مین ایک دفعہ چلا جاتا تہا کہ ناگاہ مینے آسمان کیطرف سے آواز سنی جب آنکھ اٹہاکر دیکہا تو وہی فرشتہ جو غار حرا مین آیا تہا نظر آیا آسمان و زمین کے بیچ مین ایک کرسی پر بیٹہا ہوا پہر مین اس سے ڈرا اور کانپنے لگا پہر گہر مین آیا تو گہر والون سے کہا زملونی زملونی یعنے مجھے کپڑا اوڑہا دو۔

عن عائشۃ ام المؤمنین رض انہا قالت اول ما بدئ بہ رسول اللہ صلعم من الوحی الرؤیا الصالحۃ فی النوم فکان لا یری رؤیا الا جاءت مثل فلق الصبح ثم حبب الیہ الخلاء وکان یخلو بغار حراء فیتحنث فیہ وھو التعبد اللیالی ذوات العدد قبل ان ینزع الی اھلہ ویتزود لذلك ثم یرجع الی خدیجۃ فیتزود لمثلھا حتی جاءہ الحق وھو فی غار حراء فجاءہ الملك فقال اقرأ فقلت ما انا بقاری قال فاخذنی فغطنی حتی بلغ منی الجھد ثم ارسلنی فقال اقرأ فقلت ما انا بقاری فاخذنی فغطنی الثانیۃ حتی بلغ منی الجھد ثم ارسلنی فقال اقرأ فقلت ما انا بقاری فقال فاخذنی فغطنی الثالثۃ ثم ارسلنی فقال اقرأ باسم ربك الذی خلق خلق الانسان من علق اقرأ وربك الاکرم۔۔۔

وعن جابر بن عبد اللہ الانصاری قال وھو یحدث عن فترۃ الوحی فقال فی حدیثہ بینا

یعنی نبی اور مجنون دونوں کا یہہ کہنا صرف اپنے خیال کو بتانا ہے نفس الامر اور خارج میں نہ نبی کے پاس کوئی خارج سے آیا اور نہ اس نے کوئی کلام سنا ہے نہ مجنون کے پاس کوئی آیا اور

یمشی اذا امشی اذ سمعت صوتا من السماء فرفعت بصری فاذا الملک الذی جاءنی بحراء جالس علی کرسی بین السماء والارض فرعبت منہ فرجعت فقلت زملونی زملونی۔

وعن عائشۃ ام المؤمنین رض ان الحارث بن ھشام سال رسول اللہ صلعم کیف یاتیک الوحی فقال رسول اللہ صلعم احیانا یاتینی مثل صلصلۃ الجرس وھو اشدہ علی فیفصم عنی وقد وعیت عنہ ما قال واحیانا یتمثل لی الملک رجلا فیکلمنی فاعی ما یقول قالت عائشۃ رضی اللہ عنہا ولقد رایتہ ینزل علیہ الوحی فی الیوم الشدید البرد فیفصم عنہ وان جبینہ لیتفصد عرقا۔

وعن ابن عباس رض فی قولہ تعالی لا تحرک بہ لسانک لتعجل بہ قال کان رسول اللہ صلعم یعالج من التنزیل شدۃ وکان مما یحرک شفتیہ فقال ابن عباس رض فانا احرکھما کما کان رسول اللہ صلعم یحرکھما فحرک شفتیہ فانزل اللہ تعالی لا تحرک بہ لسانک لتعجل بہ ان علینا جمعہ وقرانہ قال جمعہ لک صدرک وتقراہ فاذا قراناہ فاتبع قرانہ

اور آنحضرت صلعم نے جواب میں حارث بن ہشام کی آپ کے پاس وحی کس طرح آتی ہے فرمایا ہے کبھی تو مجھے ایسی آواز کیطرح وحی آتی ہے جیسے گھنٹے کی آواز ہوتی ہے اور یہہ اقسام وحی کی سب مجھ پہ بہت شاق ہوتی ہے مگر جب موقوف ہوتی ہے تو جو کچھہ اس نے کہا ہوتا ہے مجھے یاد ہوجاتا ہے اور کبھی فرشتہ مجھکو انسان کی صورت میں نظر آتا ہے اور بالمشافہ مجھسے کلام کرتا ہے پس جو کہتا ہے میں یاد کرلیتا ہوں حضرت عائشہ نے نقل کیا ہے کہ میں نے آنحضرت کو سخت سردی کے دنوں میں نزول وحی کے وقت دیکھا تو آپ کی پیشانی کو عرق سے تر پایا اور پسینہ جاری پایا۔

حضرت ابن عباس نے نقل کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت جبرئیل سے قران سننے اور سیکھنے کے وقت بڑی مشقت اٹھاتے جب حضرت جبرئیل پڑھتے تو آپ ساتھ پڑھنے لگ جاتے اور ہونٹ ہلاتے اسپر یہہ حکم نازل ہوا کہ تو بوقت نزول قرآن زبان کو نہ ہلا۔ اسلئے کہ اس قرآن کا تیرے سینہ میں جمع کردینا اور اسکو تیرا پڑھ لینا ہمارے ذمہ ہے

نہ اس نے کچھہ سُنایا ہے - اور نبی کا یہہ کہنا کہ مجھے خدا نے مبعوث کیا ہے [illegible] کی ہدایت کے لئے بھیجا ہے بعینہ بلا تفاوت سر ہوئے ایسا ہے جیسے وہ شاعر کہے کہ مجھے خدا نے

فاستمع له وانصت ثم ان علینا بیانه ثم ان علینا ان تقرأه فکان رسول الله صلعم بعد ذلک اذا اتاه جبرئیل استمع فاذا انطلق جبرئیل قرأ النبی صلعم کما قرءه - اخرج هذه الاحادیث کلها الشیخان مسلم والبخاری واللفظ له -

وعن مسروق قال کنت متکئا عند عائیشه فقالت یا ابا عائیشه ثلث من تکلم بواحدة منهن فقد اعظم الفریة قلت ما هن قالت من زعم ان محمدا رای ربه فقد اعظم علی الله الفریة وقال کنت متکئا فجلست فقلت یا ام المومنین انظرینی ولا تعجلینی الم یقل الله تعالی ولقد راه بالافق المبین ولقد راه نزلة اخری فقالت انا اول من سال ذلک عن رسول الله فقال انما هو جبرئیل لم اره علی صورته التی خلق علیها غیر هاتین مرتین رایته منهبطا من السماء سادا عظم خلقه ما بین السماء والارض

اخرجه مسلم

وعن ابن مسعود انه قال فی تفسیر قوله تعالی فکان قاب قوسین او ادنی فاوحی الی عبده ما اوحی انه رای جبرئیل له ست مایة جناح - اخرجه الشیخان -

پس جب ہم یعنی ہمارا بھیجا ہوا جبرئیل اسکو پڑھہ چکا ہو کر اسکو سنتا رہ پھر اسکا تیری زبان سے بیان ہو جانا ہمارے ذمہ ہی اس حکم کے نازل ہونیکے بعد جب حضرت جبرئیل قرآن لیکر آتے تو آن حضرت چپکے ہو کر سنتے رہتے اور جب جبرئیل چلے جاتے تو آنحضرت اسکو پڑھہ سناتے -

اور آنحضرت سے بی بی عایشہ رضی اللہ عنہا نے سوال کیا کہ کیا آپ نے خدا تعالی کو دیکھا ہے چنانچہ اس آیت میں ذکر ہے ولقد راہ نزلۃ اخری تو آپنے فرمایا کہ اسمیں جبرئیل کے دیکھنے کا ذکر ہے وہ جبرئیل ہی ہیں اسکو اصلی صورت پر جیسے خدا نے اسکو پیدا کیا ہے دو ہی دفعہ دیکھا ہے ایک دفعہ معراج میں اور ایک دفعہ اور جسکا اس آیۃ میں ذکر ہے - اور [illegible] ابن مسعود نے نقل کیا ہے کہ اس موقع معراج پر آنحضرت نے حضرت جبرئیل کو اصلی صورت پر دیکھا ہے تو آپ کے چھہ سو بازو تھے -

اس رویت جبرئیل کا قرآن مجید میں بھی دو جگہہ سورۃ نجم اور سورۃ انفطار میں ذکر ہے چنانچہ احادیث مذکورہ بالا میں [illegible] اسکا ذکر ہو چکا ہے جسکی تفصیل عنقریب بصفحہ [illegible] آتی ہے -

اس مقام صرف اسی قدر بیان مقصود ہے کہ جن باتوں پر آنریبل صاحب نے طعن کیا ہے ان باتوں کو خود جناب رسول اللہ صلعم نے اپنی زبان سے فرمایا ہے آنریبل صاحب نے آنحضرت کی باتوں کو مجنونوں کیسی بے عقل کسی سمجھی ہے نعوذ باللہ

شعر بنانے کے لئے اور گانے والے کو ہی خدا نے راگ کہانے کے لئے جناب نبی کا دعوی
بعثت صرف اس معنے کرتی کہ خدا نے اسکی قوت و ملکہ نبوت کو اب کامل کر دیا ہے اور ان معنے
کر شاعر اور گانے والی کو بھی بعثت† کا دعوی پہنچتا ہے۔

الحاصل آپ کے نزدیک حقیقت نبوت و شاعری و موسیقی و نرل بازی و جادوئی مین سر مو
فرق نہین ہے جیسے یہہ کمالات طبعی ہوتے ہین ایسی ہی نبوت بھی ایک طبعی امر ہے ان مین اور
انمین فرق ہے تو صرف متعلقات کی نظر سے ہے ان چیزون کو شعر و راگ سے تعلق ہے نبوت
کو اخلاق یا یون کہو کہ مذہبی خیالات سے تعلق ہے اور یہہ تعلق و اضافت حقیقت جانبین
سے خارج ہے۔ **وبناء علیہ** آپ کی تحقیقات کی رو سے نبی پر ایمان لانا اور اسکا اتباع

---

† مضمون وحی و الہام آنریبل صاحب کا جس سے بیان حقیقت نبوت ایا ہے میرے ایک
عزیز دوست منشی صاحب نے پڑھا تو ہنس کر کہا کہ اگر حقیقت نبوت و وحی یہی ہے جو آنریبل صاحب
نے بیان کی ہے (جس سے شاعر اور نرلی اور گانے والی رنڈی وغیرہ کا نبی اور صاحب وحی
ہونا ثابت ہوتا ہے پر انہون نے دعوے نبوت و وحی نہین کیا) تو اس تقدیر پر نبیون کی
نسبت یہہ شاعر و نرلی ہی اچھی رہی جنہون نے اپنے خیالات و کمالات کو ظاہری اسباب اپنی
طبایع اور ملکات کی طرف نسبت کیا بناوٹ و تکلف سے یہہ نہ کہا کہ ہمکو ان خیالات و کمالات کا
خدا نے القا کیا ہے یا بواسطہ جبرئیل و میکائیل یہہ نازل کیا اور انکی نسبت بزعم جناب نبی
(معاذ اللہ) بڑے جھوٹے و فریبی ٹھہرے جنہون نے ظاہری اسباب کو چھوڑ کر اپنے خیالات
کے لئے غیبی اسباب بتائے اور از راہ افترا انکے نام بھی جبرئیل و میکائیل و کتب آسمانی و نزول
وحی ربانی گھڑ لئے۔ لوگون کو دھوکا دیا اور خدا پر افترا کیا اور سیدھی سادی بات کو الٹا
کر کے بتا دیا۔ پس اگر آنریبل صاحب اس بیان مین سچے ہین تو نبی (معاذ اللہ نقل کفر کفر نباشد) جھوٹے ہین اور اگر نبی
سچے ہین تو آنریبل صاحب جھوٹے ہین **راقم** کہتا ہے ہم مسلمان وغیرہ اہل ادیان تو یہی کہتے اور اعتقاد رکھتے ہین کہ
نبی سچے اور آنریبل صاحب (جو نبیون کو فریبی و دھوکا باز ٹھہراتے ہین) سراسر جھوٹے ہین خدا انکو ہدایت کرے یا اس تکذیب و توہین

کرنا اور اُسکو خدا کی طرف سے سمجھنا- اور اُسکی ہدایت کے موافق نیک و بد پر کاربند ہونا ایسا ہے جیسے اس شاعر کے شعر مین اور اس زٹلی کے زٹل مین ایمان لانا - شعر و زٹل مین ان کا اتباع کرنا اور شعر پڑہنے اور زٹل سیکہنے پر کاربند ہونا - جیسے انکا اتباع و ایمان صرف مقتضا نیچر ہے کسی عذاب یا ثواب اخروی کے خوف و طمع سے نہین ہے ایسا ہی اس نبی کا اتباع و ایمان صرف نیچر کا مقتضائے ہے عذاب و ثواب اخروی کے طمع و خوف سے نہین ہے -

(یہی) وجہہ ہے کہ نبی کا منکر و احکام و تعلیمات نبویہ کا مکذّب و مخالف آپکے نزدیک کافر نہین ہے چنانچہ پرچہ ذیقعدہ مین جسکا ذکر صفحہ ۱۹۶ وغیرہ مین ہوچکا ہے آپ کے تصریح موجود ہے یہہ جو کچہہ ہمنے حقیقت نبوت و وحی کے بیان مین آپ کی طرف نقل کیا ہے یہہ آپ کی کلام کا منطوق یا مفہوم ہے اور اصل کلام جناب جس سے یہہ بیان لیا گیا ہے بضمن حاشیہ نقل کردیا ہے - ناظرین اصل کلام جناب کو دیکہین اور جو کچہہ ہمنے اسکا حاصل بیان کیا ہے اسکو اصل کے مطابق کرلین -

اور حقیقت کتب آسمانی آپ نے ایسی بیان کی ہے کہ انکو زٹلی کے زٹل اور شاعر کے شعر کی جنس سے ترقی نہین دی - انکا کلام خدا ہونا اور بواسطہ ملایک نازل ہونا اور اُن پر ایمان لانا جس معنے کر آپ کے نزدیک محقق ہے - اسکی تشریح و تفصیل بیان حقیقت وحی و نبوت مین گذر چکی ہے -

حقیقت ملایکہ آپ نے ایسی بیان کی ہے کہ ملایکہ کو اشیاء بذات خود قایم و موجود کی فہرست سے خارج کردیا ہے اور منجملہ صفات جو بوجود محل و موصوف موجود خیال

---

(۱) دیکہو تہذیب ماہ رجب ۱۲۹۶ھ مین جسمین آپ نے بضمن بیان اصول قدیم و جدید کے فرمایا ہے - قدیم اصول یہہ ہے کہ نیکی یا عبادت حور و قصور و بہشت کے ملنے اور دوزخ کے عذاب سے بچنے کے لیئے یا خدا کی رضامندی کے لیئے اور اسکی خفگی سے بچنے کے لئے کرنی چاہیئے - جدید اصول یہہ ہے کہ ہمارے نیچر کا مقتضائے یہی ہے کہ ہمکو نیک ہونا چاہیئے -

ملک البحار سے پانی کی قوت رقت و علی ہذا القیاس ملک الرعد و ملک السحاب و ملک الاشجار سے ان اشیاء کی قوتین مراد ہے ان سے کوئی ایسی چیز مراد نہیں ہین جو بذات خود قائم و متحیز ہو اور انسان و حیوان و اشجار و انہار سے خارج ان کا وجود متحقق ہو۔

بقیہ نوٹ ہے کہ ان کا جسم مادہ غلیظ سے مرکب نہین وہ اپنے تئین انسانون کو دکہائی بہی دیتے ہین ان سے بات چیت بہی کرتے ہین۔

عرب کے بت پرست فرشتون کو ایک مجسم اور متحیز چیز بہی سمجہتے اور جانتے تہے کہ وہ کہاتے پیتے نہین اور نہ کچہہ بشری ضرورت اُن کو ہے وہ آسمانون پر رہتے ہین اور زمین پر آتے جاتے ہین۔

عام مسلمانون کا بہی یہی عقیدہ ہے جو عرب کے بت پرستون کا تہا وہ فرشتون کو ہوا کی مانند لطیف اجسام سمجہتے ہین اور مختلف شکلون مین بن جانے کی ان مین قدرت جانتے ہین اور خیال کرتے ہین کہ وہ آسمانون پر رہتے ہین اور پردار ہین کہ اڑکر زمین پر اُترتے ہین اور زمین پر سے اڑکر آسمان پر چلے جاتے ہین۔

مین (نیچری خان صاحب فرماتے ہین) کہتا ہون کہ جس طرح انسان سے فروتر مخلوق کا سلسلہ ہم دیکہتے ہین اسی طرح انسان سے برتر مخلوق ہونے سے انکار کی کوئی دلیل نہین ہے شاید کہ ہو۔ مگر ایسی خلقت کی درحقیقت موجود ہونے کی بہی کوئی دلیل نہین ہے کیونکہ اس کا ثبوت نہین ہے۔ قرآن مجید سے فرشتون کا ایسا وجود جیسا کہ مسلمانون نے اعتقاد کر رکہا ہے ثابت نہین ہوتا بلکہ برخلاف اُسکے پایا جاتا ہے خدا تعالی فرماتا ہے وقالوا لولا انزل علیہ ملک ولو انزلنا ملکا لقضی الامر ثم لا ینظرون۔ ولو جعلنہ ملکا لجعلنہ رجلا وللبسنا علیہم ما یلبسون × × × اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ فرشتے نہ کوئی جسم رکہتے ہین نہ دکہائی دے سکتے ہین ان کا ظہور

---

† یہہ سراسر تحریف و افترا ہے آیت کے صحیح معنے یہہ ہین کہ اگر ہم رسول فرشتے کو کرتے

مسلمان جو ملایکہ کے نسبت یہہ خیالات رکھتے ہین کہ وہ بذات خود قایم و موجود ہین اور نورانی جسم رکھتے ہین - نور سے مخلوق ہین - ان کی صورتین او شکلین ہین جنہین پر و بازو ہین یا

بقیہ لیا شمول مخلوق موجود کے نہین ہو سکتا - لیعلماہ رجلاً کے قید احترازی نہین ہے - انسان مین بحث تہی اسلئے رجلاً فرمایا اور نہ اس سے مراد عام موجود مخلوق ہے -

±

ان باریک باتون پر غور کریتے اور اس بات کے سمجہنے سے کہ خدا تعالی جو اپنے جاہ و جلال اور اپنی قوت اور اپنے افعال کو فرشتون سے نسبت کرتا ہے تو جن فرشتون کا قرآن مجید مین ذکر ہے انکا کوئی اصلی وجود نہین ہو سکتا بلکہ خدا کی بے انتہا قدرتون کے ظہور کو اور اُن قوائے کو جو خدا نے اپنے تمام مخلوق مین مختلف قسم کے پیدا کئے ہین ملک یا ملایک کہا ہے - جن مین سے ایک شیطان یا

بقیہ حاشیہ تو ضرور اسکو انسان کی شکل بناتی اسلئے کہ انسانون کا فرشتہ کی اصلی صورت سے مانوس مخاطب ہونا اور تعلیم و تسلیم کا فایدہ اٹھانا بنظر طبیعت انسانی عادتاً دشوار ہے دیکہو آنحضرت صلعم نے فرشتہ کو اصلی صورت پر افق المبین مین دیکہا تو آپ کو لرزہ شروع ہو گیا اور اپنے گہر مین پہنچ کر کپڑا اوڑہا دیا چنانچہ بصفحہ ۲۶۷ اسکا ذکر گذر چکا ہے پہر کافر اس فرشتہ کو بصورت انسان دیکہہ کر اسی شبہ مین پڑتے جسمین اب ہین کہ انسان کیون رسول ہوا فرشتہ کیون نہ ہوا اسلئے ہمنے فرشتون کو رسول بنا کر نہین بہیجا یہہ آیت صاف بتاتی ہے کہ فرشتہ بہی خدا کی مخلوق ہے جسکو خدا نے اس سبب جو بیان ہوئی رسول بنا کر نہین بہیجا - یہہ سبب نہ ہوتا تو ضرور فرشتہ ہی کو رسول بنا کر بہیجا جاتا - دیکہو مخاطب نے اسمین کیا تحریف و تصرف کیا ہے - بجای اس مضمون کے انسانون کا فرشتہ کو اصلی صورت مین دیکہنا عادۃً مشکل ہے یہہ مضمون گہڑ لیا کہ انکا نظر آنا محال و ناممکن ہے اور بجائے اس قول خداوندی کے اگر ہم فرشتے کو بہیجتے تو ضرور بصورت انسان بہیجتے یہہ افترا کیا ہے کہ اگر فرشتہ ہوتا تو ضرور موجود ہوتا اس تحریف مین آپ یہودیون کے بہی کان کاٹے ہین - لاحول ولاقوۃ الا باللہ - سبحانہ الحق

± اس عبارت مین خبط ہے یہہ بہی خبط کی طرف سے ہے آپ یہان لفظ معلوم ہوتا ، یا شمول سکی کہنا بہول گئے ہین -

آسمان پر رہتے ہین اور دُنیا مین بہی آتے جاتے ہین اور بصورت انسان متشکل ہو کر انسانون کو دکہائی دیتے ہین اور انسانون سے ہمکلام ہوتے ہین اور خدا کے پیغام وکلام نبیون

بقیہ ابلیس بہی ہے - پہاڑون کے صلابت پانی کی رقت درختون کی قوت نمو برق کی قوت جذب ودفع - غرضیکہ تمام قوائے جنسی مخلوقات موجود ہوئے ہین اور جو مخلوقات مین ہین وہی ملک وملائکہ ہین جنکا ذکر قرآن مجید مین آیا ہے - انسان ایک مجموعہ قوائے ملکوتی اور قوائے بہیمی کا ہے اور ان دونون قوتون کے بے انتہا ذریات ہین جو ہر ایک قسم کی نیکی وبدی مین ظاہر ہوتے ہین - اور وہی انسان کے فرشتے اور انکے ذریات اور وہی انسان کے شیطان اور اُسکے ذریات ہین ،، اور بصفحہ ۱۴۸ فرمایا ہے - یہودیون اور عیسائیون کی کُتب مقدسہ مین روحانی عقول کا اکثر ذکر پایا جاتا ہے جن کے حالت وجود جدا گانہ ہے اور ایک آسمانی جماعت قرار دی گئی ہے جسکا سردار تو خدا ہے - کتاب دانیال باب ۷ ورس ۱۰ وانجیل متی باب ۲۶ ورس ۵۳ وانجیل لوقا باب ۲ ورس ۱۳ ونامہ عبرانیان باب ۱۲ ورس ۲۲ و۲۳ سے کروڑہا بلکہ کروڑہا در کروڑہا فرشتون کا ہونا معلوم ہوتا ہے اتنے بڑے جم غفیر کے اندر مختلف درجے اور مختلف صفتین موجود ہونی ضرور ہین تا کہ انسان سے لیکر خدا تک ایک ایسا سلسلہ وجود کا قایم ہو جاوے جو خالق اور کمترین ذی عقل مخلوق کے تفاوت کو مربوط کر دے - یہودیون کی مقدس کتابون مین فرشتون کا ایسی جماعتون مین منقسم ہونا مذکور ہے - جنکی عزت اور قوت اور صفت غیر مساوی ہے اور اُن پر سردار اور حکام بہی ہین -

اسمین کچھ شک وشبہ نہین ہے کہ یہودیون کی قدیم کُتب مقدسہ مین یعنی ان کتابون مین جو قید بابل سے پیشتر لکھی گئی ہین یہہ خیال صاف صاف بیان نہین ہوا لیکہ جو کتابین جلاوطنی کے زمانے مین اور اُسکے بعد کو لکھی گئی ہین ان کتابون مین اس خیال نے صورت پکڑی ہے اور خصوصًا حضرت دانیال اور حضرت زکریا کی تحریرات مین اس خیال کا پتہ ملتا ہے - کتاب زکریا باب اول ورس ۱۱ گیارہ مین ایک فرشتہ سب سے اعلی درجہ کا ہے جو خدا کے روبرو کہڑا رہتا ہے اور

کی خدمت سپرد ہے کوئی (جیسے اسرافیل) افناء عالم کے لئے صور منہہ مین لئے کہڑا ہے اور منتظر ہے کہ کب اسمین پہونک مارنے کا اذن ہوتا ہے۔ کوئی (جیسے جبرئیل) انبیاء کیطرف

بقیہ خدا تعالی فرشتون کو نجات کے وارثون کی خدمت کے لئے بہیجتا ہے ۔

قدیم عیسائی سمجہتے تہے کہ ہر فرد بشر کے ساتہہ ایک فرشتہ ہے جو اُسکی حفاظت پر متعین رہتا ہے ۔ مشرکین کا بہی اسیکے قریب قریب عقیدہ تہا ۔ یونانی اپنے محافظ دیوتا کو ڈیمن ۔ اور رومی جینیس کہتے تہے ۔ اور یہودی اور قدیم عیسائی یہہ بہی سمجہتے تہے ہر انسان پر دو فرشتے متعین ہوتے ہین ایک نیکی کا اور ایک بدی کا ۔ عام یہودی بہی فرشتون کی نسبت یہی اعتقاد رکہتے ہین ۔

قدیم عربون کا لفظ ملک اور ملائکہ کی نسبت ایسا خیال جیسا کہ یہودیون کا ہی ثابت نہین ہوا ہان یہہ بات تو تسلیم کیجا سکتی ہے کہ لغت کی کتابون مین لفظ ملک کے معنے ایلچی یا رسول یا پیغامچی کے لکہے ہین مگر یہہ تسلیم نہین ہو سکتا کہ قدیم مشرکین عرب اسکا اطلاق اس قسم کے رسولون پر کرتے تہے جنکو یہودی ملک یا ملایک کہتے تہے ۔ × × × قرآن مجید مین کلام مقصود مین کسی جگہہ لفظ ملک یا ملایکہ کا اس مُراد سے استعمال نہین ہوا ہے جو مراد یہودیون نے قرار دی تہی جسکی تفسیر ہم ہر ایک مقام پر لکہین گے بلکہ برخلاف اسکے ملایکہ کا اطلاق اُن قدرتی قوا پر جیسے انتظام عالم مربوط ہے ظاہر ہوتے ہین ملایکہ کا اطلاق ہوا ہے ۔

ان آیتون مین جنکی تفسیر ہم لکہتے ہین کلام مقصود صرف اس قدر ہے کہ جو شخص اس وحی کا عدو ہو جو خدا نے محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دل مین ڈالی ہے اور جو کوئی خدا اور اسکے فرشتون اور اسکے رسولون کا دشمن ہو تو بے شک اللہ ان کافرون کا دشمن ہے ۔ یہودیون نے اپنے عندیہ مین دو جدا گانہ فرشتے ٹہرا رکہے تہے ایک جبرئیل اور ایک میکائیل پچہلے کو اپنا دوست جانتے تہے اور پہلے کو اپنا دشمن اور جو کہ دین محمدی کو وہ اپنے برخلاف خیال کرتے تہے تو یہہ سمجہتے تہے کہ جبرئیل جو ہمارا دشمن ہے وہ آنحضرت کو یہہ باتین سکہاتا ہے ۔

نے یہہ خیالات اپنی طبیعت سے بنالئے ہین اور اس بناوٹ پر انسان طبعیت و نیچر کے طرف سے مامور و مجبور ہے - نیچری وطبعی قاعدہ ہے کہ جب کوئی ایسے چیز کا ذکر سنتا ہے جسکو وہ نہین جانتا تو ضرور اُسکو کچہہ نہ کچہہ بنالیتا ہے (چنانچہ اِس قاعدہ کے رو سے خدا کو کچہہ کچہہ بنایا گیا جسکا ذکر بضمن حقیقت بیانی جناب متعلق ذات باری تعالی بصفحہ ۲۵۳ گذر چکا ہے - اسی قاعدہ کے موافق اُن لوگون نے ملایکہ کو بذات خود موجود اور اِن صفات سے موصوف بنا لیا ہے اور در حقیقت اِن خیالات کے لئے کوئی اصل نہین ہے نہ یہودیون کے قدیم کتب مقدسہ مین (جو قید بابل سے پیشتر لکہی گئی تہی) کہین انکا ساف صاف بیان ہے نہ قرآن مجید مین اُن کا ذکر ہے نہ عرب مین محاورہ و قدیم زبان مین اُنکا پتہ لگتا ہے اور نہ آنحضرت صلعم کے زمانہ مین اسکا ذکر پایا جاتا ہے - اور جو قرآن مین جبرئیل و میکائیل کا ذکر ہے یہہ یہودیون کے خیال کے مطابق ذکر ہوا ہے اور اُن کے خیال کی حکایت ہے اور جہان اور ملایکہ کا ذکر ہے وہان موجودات عالم کی قوتین مراد ہین -

یہہ منطوق یا مفہوم کلام جناب ہے اور اصل کلام بلاغت نظام بضمن حاشیہ نقل کیا گیا جس سے ہمارے بیانات کا مطابق یا مخالف ہونا ناظرین کو بخوبی معلوم ہو سکتا ہے

اور حقیقت بعث بعد الموت یعنے مرنے کے بعد اُٹہنے اور جزاء و سزاء اعمال مین بہشت و دوزخ کے انعام و آلام پانے کی آپ نے ایسی بیان کی ہے جیسے بچون کے خیال مین ہوسے یا دائین کی [illegible] ت ہوتی ہے جو کہنے اور سمجہہ لینے کو جو کچہہ کہو سو ہی اور حقیقت و تہا [illegible] کچہہ [illegible]

اِس حقیقت بیانی [illegible] تشدد و مہذب تو یقین کر بیٹھے ہین کہ جو کچہہ نبیون نے اسباب مین کہا ہے وہ بچون [illegible] یا اور احمقون کی تخویف سے بہڑکر نہین ہے - **آپ کے** نزدیک **نبیون** کا یہہ کہنا [illegible] نے کے بعد اٹہکر نیک اعمال کے بدلے بہشت مین جاوینگے اور نیکیلے اور کہجورین کہاوینگے **بعینہ** ایسا ہے جیسا بچون کو [illegible] نے ہین کہ تم فلانا کام کروگے

تو تم کو سونے کا ہاتھی لیدینگے اور انکی یہہ کھٹا کہ بد کا اعمال بد کی سزا سے مین دوزخ مین جاوینگے اور وہان لہو پیپ تم کو کہا وینگے بعینہ ایسا ہے جیسے بچون کو کہا جاتا ہے کہ اگر تم شوخی کروگے تو تم کو ہوّا یا بلا این کے آگے ڈالدینگے ٭

یہہ تم بھی کروہ لوگ تو نبیون کو صرف احمقون کے بہلانے اور نادان انسان کی تسلی سے دام مین لانے والے بیان چکے ہین اور بنا علیہ تقلید و تقیید شریعت انبیاء سے بالکل آزاد ہو کر اس شعر پر عمل کرنے لگے ہین ؎ نہ یکبار زنہار نہم جو کہا نہ بیا تبعید نہ دوسے [illegible] پر رکھو کا توڑ دے کوزہ شراب شوق پیتا جا ۔ تقلید و تقیید شریعت کے پابند ہین تو وہی لوگ ہین جو ہنوز آپکے حقایق بیانی پر مطلع نہین ہوئے ۔

یہہ حقیقت بیانی جناب نعیم و الام بہشت و دوزخ کے متعلق اسی جلد کے نمبر پنجم و ششم مین صلہ سے صلہ تک مفصل ذکر ہو چکی ہے اور حشر کی حقیقت اس قدر تو آپ نے بیان کردی ہے کہ حشر ستّہ اجسام مراد نہین اور یہہ جواب قول امام غزالی کے کہ منکر حشر اجسام کافر و منکر ضروریات دین ہے آپ نے صادق فرما دیا ہے اعتقاد حشر اجسام ضروریات دین سے نہین ہے اور اس حشر کا منکر کافر نہین جیسا کہ نمبر اول و دوم جلد جسکے جواب مین قلم جاری ہے اور نمبر ہفتم و ہشتم مین منقول ہوا ہے پر شاہد ہے سو اسمین یہہ تفصیل باقی ہے کہ جو حشر اجسام قرآن مجید مین وارد ہے اسکی تاویل کیا ہے اور اس سے کونسا وجود حسی یا خیالی یا عقلی یا شبہی مراد ہے اس تفصیل کا وعدہ آپنے تفسیر پر نہ دیر مین کیا ہے دیکھئے اس وعدہ کا ایفا فرماتے ہین تو کیا پتہ برساتے ہین ٭

یہہ اصول خمسہ ایمان مین آپنے حقیقت بیانی فرمائی ہے ۔ اسی پر بقیہ اصول و فروع اسلام مین آپکی حقیقت بیانی کا قیاس ہوسکتا ہے ٭

اب یہہ دیکھنا چاہئے کہ بانی اسلام کے نزدیک ان اصول خمسہ کی حقیقت کیا ہے آیا وہی حقیقت ہے جو زمانہ رسالت سے لیکر آجتک روئے زمین کے مسلمان اعتقاد رکھتے اور

بیان کرتے ہین یا وہ حقیقت ہے جو آپنے بیان کی ہے -

جہانتک کتاب اللہ اور اقوال و حالات رسول اللہ صلعم کو دیکھا جاتا ہے اُن سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ جو حقایق ان اصول کے مسلمانون کے اعتقاد مین ہین وہی خدا و رسول کے نزدیک انکی حقایق ہین - اور جو آنریبل صاحب کو سوجہین ہین وہ خدا و رسول کے نزدیک حقایق نہین ہین - اس نے ہم سمجھہ جناب کی نسبت اخبار **تیرہوین صدی** کے پرچہ دوم جلد ششم مین کیا خوب کہا ہے **ع** الغرض خوب ہی سوجہی انہین جو جو سوجہی ؛ جو خدا کو بہی سوجہی نہی سو انکو سوجہی ؛

پس ناظرین ان اصول کے حقایق کو جو خدا اور رسول و عام مسلمانون کے نزدیک مقرر ہین توجہہ سے ملاحظہ فرماوین -

بیان حقیقت اصل اول

(یعنی ایمان باللہ)

خدا کی ذات و صفات کی نسبت مسلمانون کا یہہ اعتقاد ہے کہ خدا حیّ قیوم بصیر قادر حکیم وغیرہ تمام صفات کمالیہ سے متصف موجود ہے اسکی کسی صفت مین کوئی چیز مانند نہین جسنے خدا کو کسی صفت مین مخلوق کی مانند جانا اُسنے خدا کو نہ مانا -

ان کا قول ہے المجسّم ما عبد اللہ قط[+] یعنی خدا کو جسم سمجہنے والے نے ہرگز خدا کو نہین پوجا اور یہہ بہی انکا قول ہے کلّ ما خطر ببالك فاللہ منزہ عن ذلك[۱] یعنی جو کچہہ تیرے دل مین خدا کی ذات یا صفات کی نسبت خیال گذرے خدا اُس سے منزہ ہے **ع**

+ یہہ قول اور قول مابعد امام رازی سے منقول ہے اس سے پہلا قول شیخ ابن تیمیہ ہے اس قسم کے اقوال رسایل توحید صفات مین جو لاہور چہپے ہین اور انکے اشتہار دئے گئے ہین بکثرت موجود ہین اور اشاعۃ السنۃ نمبر ششم جلد ہذا مین بہی بعض اقوال نقل ہو چکے ہین -

اسے برتر از قیاس و خیال و گمان و وہم ؛ وز ہر چہ گفتہ اند شنیدیم و خواندہ ایم

اور یہہ بہی انکا قول ہے المثل اعشی والمعطل اعمی والمثل یعبد صنما والمعطل یعبد عدما یعنے خدا کی ذات و صفات مین کسی چیز کو مشابہ کہنے والا نیم کور ہے اور خدا کو صفات سے بیکار کرنیوالا اندہا ہے اور خدا کو کسی چیز کی مانند کہنے والا بت پرست ہے اور اسکو صفات سے معطل سمجہنے والا عدم کو پوجتا ہے ؛

اور اس اعتقاد کو خدا تعالی نے ان دو آیتون سے تصدیق کیا ہے (۱) لیس کمثلہ شیئ وھو السمیع العلیم یعنی خدا سنتا اور جانتا ہے پر اسکے مثل کوئی چیز نہین ؛ (۲) ولم یکن لہ کفوا احد یعنی اسکا کوئی ہمتا نہین ۔

ان دو آیتون نے مسلمانون کے اعتقاد کو سچا کیا اور آپ کی اس حقیقت بیانی کو کہ خدا کو جو کچہہ کوئی سمجہے بیچون و بے مثل یا خوبصورت دولہن یا ڈراؤنی بدشکل وہ ہی خدا کی حقیقت ہے صاف باطل کر دیا ۔

اور خدا کی صفت قدرت و تصرف مین جو کچہہ مسلمانون کا اعتقاد ہے کہ خدا چاہے تو پانی سے آگ کا کام لے سکتا ہے اور آگ سے پانی کا اسکو خدا تعالی نے قرآن مجید مین بہت جگہہ تصدیق کیا ہے اور حضرت ابراہیم خلیل اللہ علی نبینا وعلیہ السلام کی شان مین ایسا کر کے بہی دکہا دیا اللہ تعالی فرماتا ہے ۔ کہ خدا جو چاہتا ہے سو کرتا ہے اور فرمایا وہ جو ارادہ کرتا ہے

ان اللہ یفعل ما یشاء ۔ الحج ۶ ۲ ۔ ان اللہ یحکم ما یرید المایدہ ۱۶ ۔ ان اللہ علی کل شیئ قدیر بقرہ ۴ ۔ قالوا حرقوہ وانصروا الھتکم ان کنتم فاعلین قلنا یا نار کونی بردا و سلاما علی ابراھیم واراد وا بہ کیدا فجعلنا ھم الاخسرین ۔ الانبیاء ۵

حکم کرتا ہے اور فرمایا وہ ہر شے پر قادر ہے ۔ اور فرمایا کافرون نے کہا حضرت ابراہیم کو جلا دو ہمنے کہا اے آگ تو ٹہنڈی ہو جا ۔ مگر ایسی ٹہنڈی نہ ہو جس سے ابراہیم تکلیف پاوین بلکہ ایسی ٹہنڈی جسمین سلامتی ہو اور کافرون نے ابراہیم کے ہلاک کرنے کو ایک مکر کیا ہمنے انہی کو نقصان مین رکہا ۔

اور خدا پر ایمان لانے کی حقیقت مسلمانون کے اعتقاد مین یہہ ہے کہ خدا کو خدا مانے تو پہر اپنے قول و فعل کا مرتکب اور ایسے اعتقاد کا معتقد نہ ہو جو اُسکو خدا کا منکر و مکذب و مشرک قرار دے - اور اس اعتقاد پر جو کتاب اللہ کی شہادت و تصدیق پائی جاتی ہے اسکا بیان نمبر ہائے سابقہ خصوصاً مضمون نمبر ۹ مین بخوبی ہو چکا ہے -

بیان حقیقت اصل دوم

(یعنی ایمان برسول)

حقیقت وحی و رسالت کا پورا بیان تو ہماری بحث نبوت مین ہو گا - اس مقام پر اسقدر کہا جاتا ہے کہ مسلمانون کے اعتقاد مین وحی و نبوت صرف امر طبعی نہین ہے جس کے وجود و تحقیق کے لیے صرف نبی کی طبیعت یا خیال یا دل و دماغ کافی ہو بلکہ وہ فیضان و القاء غیبی ہے جو وقتاً فوقتاً و آناً فاناً بحسب مقتضائے ضروریات و اوقات توجہات و عنایات ربانیہ پر موقوف ہے -

اسمین شک نہین کہ نبی کی طبیعت یا دل و دماغ کو بہی اس وحی کی تحقیق وجود مین دخل ہے مگر اتنا ہی دخل جس قدر کسی چیز کے قابل و مادہ کو اُسکی تحقق مین دخل ہوتا ہے بیشک خدا نے نبی کے دل یا سینہ یا طبیعت کو لایق اور قابل انعکاس تجلیات ربانیہ کیا ہے اور اسمین مادہ یا ملکہ قبولیت وحی و انعکاس انوار الہی رکھا ہے چنانچہ یہہ ارشاد خداوندی کہ

اللہ اعلم حیث یجعل رسالتہ - انعام ۶ ۱۵	اللہ خوب جانتا ہے جو اس وحی و رسالت کا سزاوار محل و موقع ہے اس قابلیت کی طرف مشعر ہے مگر یہہ عام قاعدہ ہے کہ قابل

اور محل اپنے آپ فاعل کا کام کبہی نہین دیتا بلکہ جب فاعل کیطرف سے کسی امر کا اسپر فیضان ہو تو اُسکو قبول کر لینا ہی اسکا کام ہے -

تمثیل

دیکھو دیا سلائی یا تیل مین جلنے کا مادہ ہے مگر جبتک اسکو تحاج سے حرکت نہ پہنچے اور اسکو آگ نہ لگے اس سے خود بخود جل اٹھنا ہرگز نہیں ہوتا -

(۳) مصقل (یعنی صیقل شدہ) آئینہ مین شعاع آفتاب کو دوسری چیز مقابل پر منعکس کر دینے کا ملکہ و مادہ ہے مگر جبتک آفتاب اپنی روشنی سے آئینہ پر فیضان نکرے آئینہ خود بخود روشنی کا فیضان کسی چیز پر نہیں کرسکتا ہے - اس قاعدہ کے رو سے نبی کا دل یا سینہ جو قابل ہے خود بخود القا و فیضان نہین کرسکتا یہہ القا و فیضان اسی مبدء فیاض کا کام ہے جس نے نبی کے دل و باطن کو قابل انعکاس پیدا کیا - چنانچہ خدا تعالی کا نور سینہ اصفیا کو روغن زیتون سے تشبیہ دینا اور اسکی نسبت یہہ کہنا کہ خود بخود جلنے کے قریب ہے (يكاد زيتها يضيء ولو لم تمسسه نار - نور ع) یعنے جل نہین اٹھتا اس امر کی طرف اشارہ ہے - پس جو فیض و القا کو اس دل کا فعل سمجھتا ہے وہ مخبر و لوازم فاعل و قابل مین تمیز نہین کرتا اور ان علوم قدیمہ سے جنمین علل اربعہ مادی - صوری - فاعلی - غائی سے بحث ہوئی ہے واقفیت نہین رکہتا -

پہر یہہ فیض و القا اس مبدء فیاض کا نبی کے دل پر دو قسم† پر ہے (۱) بالواسطہ اور (۲) بلا واسطہ - **قسم اول** وہ ہے جو جبرئیل امین اپنی اصلی صورت مین جسپر خدا نے انکو مخلوق کیا ہے چنانچہ اسکا بیان بتفریح آیات ہے یا بصورت انسان (دحیہ کلبی) پہنچاتے اور ایک کلام موزون و مرتب (جسکو وحی متلو کہتے ہین) خدا کیطرف سے لاتے اور آنحضرت کو پڑھ سناتے اور کبھی بدون تمثل بصورت انسان ایک آواز عسیر الادراک جس سے آنحضرت بہت تکلیف اٹھاتے اور پسینہ پسینہ ہو جاتے - ان سب صورتون مین جبرئیل امین کبھی ایسی وحی بھی لاتے جسکے الفاظ خدا کی طرف نہ ہوتے بلکہ جبرئیل ارشاد خدا کی مراد کو اپنے الفاظ سے بیان فرماتے جسکو اہل اسلام وحی غیر متلو سمجھتے ہین - اور **قسم دوم** وہ جو بدون توسط جبرئیل امین خدا تعالی کے آنحضرت کے دل پر خواب یا بیداری مین القا فرماتا ہے یہہ قسم القا انبیا علیہم السلام سے مخصوص نہین بلکہ سوا انبیا کے اور اصفیا و اولیا کے دلپر بھی ہوتا ہے جسکا الہام سے تعبیر کیا جاتا ہے - فقط

† اقسام وحی بہت ہین - مگر اول اقسام یہی دو ہین اور انہین اقسام کے اقسام ہین -

ضمیمہ اشاعۃ السنۃ

نمبر ۱ جلد ۳

اشاعت مذہب اسلام

لایق توجہ علماء و رؤساء اسلام و گورنمنٹ و کافہ انام

قال اللہ تعالی واعتصموا بحبل اللہ جمیعا ولا تفرقوا - وقال ولا تنازعوا فتفشلوا وتذھب ریحکم
یعنی اللہ کے دین کو ملکر ہاتھ مارو اور پھوٹ نہ ڈالو - اور آپس مین مت جھگڑو آپسین پست ہوجاوگے اور تمہاری عزت جاتی رہیگی

جنگ سے صلح بہتر ہے اور اختلاف سے اتفاق افضل -

جنگ و نا اتفاقی کا ضرر اور صلح و اتفاق کا نفع نہ صرف مقابلین کو پہنچتا ہے بلکہ اسکا اثر اور اشخاص اور ملک پر بھی پڑتا ہے -

تمہید

یہہ وہ مضمون ہے جو بطور تمہید ضمیمہ نمبر ۸ مین مرقوم ہوا اور اسکے استحکام و تاسیس کا وعدہ دیا گیا تھا - اُسوقت تو وہ ذکر سرسری تہا من بعد اسکا ضروری و اہم ہونا خیال مین سما گیا اور اُسپر بہت گرم جوشی سے زور دینا واجب نظر آیا - یہہ مضمون جملہ فرقہا ملت اسلام اور ملک کے حقمین مفید ہی -

ملکی فایدہ اسمین یہہ ہے کہ اس مضمون کا نتیجہ و اثر مسلمانون کا باہمی اتفاق و ملاپ ہے اور اتفاق امن ملک کے لئے اصل اصول ہے - جو ہمیشہ سے مسلمانون کے باہمی اختلاف کے سبب وارداتین ہوتی ہین اور عدالت مین ان کے مقدمات دایر رہتے ہین جنکا اثر

سرکار پر بھی پڑتا ہے کہ قبل از وقوع ان واردات کے سرکار کو نگرانی کی تکلیف ہوتی ہے - بعد از وقوع تحقیقات کے تکلیف پڑتی ہے اور انکا اثر ملک پر بھی پڑتا ہے کہ لوگ جرمانہ اور قید سے سزایاب ہوتے ہین جس سے انکی باہمی عداوتین روزافزون ہوتی ہین اور وہ آیندہ مقدمات اور واردات کے قایم ہونیکے باعث ہوتی ہین - اور ان تکالیف کا مرجع نہ صرف مسلمان متخاصمین ہوتے ہین بلکہ سوا انکے اور مذاہب کے لوگ کوئی شہادت مین کوئی کفالت مین کوئی حمایت مین کوئی تحقیقات مین انہین شامل ہوجاتے ہین یہہ سب کی سب مسدود ہوجاوینگی اور ملک مین پورا امن ہوگا -

مذہبی فائدہ جسکا اثر جملہ فرقہ ہا اسلام کو پہنچنا ممکن ہے اسمین یہہ ہے کہ جو اس مضمون سے اہل اسلام کا باہمی اتحاد و ملاپ مقصود ٹھہرایا گیا ہے اس سے اسلام کی اشاعت متصور ہے اور مسلمانونکی وقعت و عزت و قومی ترقی متیقن ہے -

مگر یہہ خوف ہے کہ سب فرقہ ہا اسلام کے جلدباز جو اصول و اغراض اسلام پر مطلع نہین ہین یکایک اس مضمون سے متوحش ہونگے اور اسکو بجاے مفید سمجھنے کے مضر سمجھینگے -

قدیمی مسلمان جنکو انکے مخالف **بدعتی** کہتے ہین اس مضمون کی نسبت یہہ خیال کرینگے کہ یہہ مضمون ہماری قدیمی رسوم سوم چہلم و بیاہ شادیون کی رسمون کی بیخ کنی کے لئے تجویز ہوا ہے - انکے مقابلین جنکا وہ **وہابی** نام رکھتے ہین اسکی نسبت یہہ خیال کرینگے کہ یہہ مضمون ان رسوم

---

† یہہ واردا تین پہلے تو شیعہ و سنیون مین ہوا کرتی تہین لاہور وغیرہ مقامات مین ایام عشرہ محرم مین کوئی نہ کوئی واردات ہوجاتی - اور واردات کا شمیرا کثر لوگون کو معلوم ہے - اب ایک مدت سے اس قسم کی واردات و مقدمات اہلسنت کے دو فرقون مین ہین ایک فریق کو ان کے مقابل وہابی کہتے ہین اور وہ ان کو بدعتی کے نام سے تعبیر کرتے ہین ہو رہی ہین مسجد چینیانوالی لاہور کا مقدمہ ناظرین کو یاد ہوگا اسکے بعد امرتسر مین مقدمہ احراق قرآن معاذاللہ قایم ہوا پہر لودہیانہ مین فوجداری کا مقدمہ دایر ہوا جسمین ایک فریق پر جرمانہ ہوا - اب ار ضلع شاہ آباد ایک سنگین مقدمہ دکوتی قایم ہوا ہے جسکی کیفیت بتفصیل اس مضمون کے اخیر مین لگائی ہے اسی قسم کا ایک مقدمہ لدہیانہ مین دایر ہوا ہے اسکے انتظار مین مقدمات پنجاب مین اور بہت ہین جو ناظرین اخبارات و بعض ملکی حالات سے مخفی نہین ہین -

جاہلیہ کو از سرنو رواج دینے اور تازہ کرنیکے لئے سوچا گیا ہے **حنفی** کہینگے کہ اس سے رفع یدین
و آمین بالجہر وغیرہ امور مخالف مذہب حنفی کا رواج دینا مد نظر ہے **شافعی** یا اہلحدیث جن کو بلفظ
غیر مقلد تعبیر کیا جاتا ہے یہہ گمان کرینگے کہ اس مضمون سے سنن نبویہ (جنکو ہمنے سالہا سال
مین بڑی جہد جہد سے مباحثات و تصنیفات کے ذریعہ سے زندہ کیا ہے) کو مضمحل کرنا اور از
سرنو مسایل حنفی کا مذہب رواج دینا مطمح نظر ہے **شیعہ** کہین گے کہ چونکہ اس مضمون کا مجوز سنی
ہے اور بجو بنا بر اس مضمون کے کمیٹیان اشاعت اسلام قایم ہونگی انکے ممبر بھی اکثر سنی ہون گے
اسلئے اس مضمون سے مقصود شیعون کا سنی بنانا ہے - ان کے مقابل **سنی** کہینگے چونکہ اس مضمون
مین شیعہ وغیرہ اہلبدعت (بزعم اہلسنت) کا ساتھہ ملانا بھی تجویز ہوا ہے - اسلئے اس مضمون کا اصلی
مطلب سنیون کو شیعہ بنانا ہے اور مذہب اہلسنت و بدعت کو رلا ملا دینا -

ولیکن اگر ہر ایک فریق فرقہ ہاے مذکورہ سے تہوڑی دیر کے لئے فہم و انصاف و باریک بینی و عاقبت
اندیشی کو کام مین لاوے اور اس مضمون کے مقاصد و اغراض کو غور سے ملاحظہ فرماوے تو منجملہ خیالات
مذکورہ کسی خیال کو اس مضمون کیطرف راہ نہ دے - یہہ مضمون اور بجو اس سے اتحاد کل فرقہ ہاے
اسلام [illegible] ہے کسی اسلامی فرقہ کے حق مین مضر نہین اور یہہ جو مضرتین ان مختلف فرقون کے
خیال مین گذری ہین اگر [illegible] وہ اس مضمون کا نتیجہ نہین -

اس مضمون مین خلافیات مذہبی [illegible] فرقہ اسلام کا ابطال یا اثبات مد نظر نہین اور بجو حسب منشا اس مضمون
کے انجمن اشاعت اسلام قایم ہوگی اسکو بہی خلافیات فرقہاے مختلف اسلام سے بحث نہ ہوگی
اس انجمن کا نہ یہہ فرض ہوگا کہ کسی بدعت کا ابطال کرے اور نہ یہہ فرض کہ اسکا اثبات کرے - نہ اسکو
رفع یدین و آمین بالجہر کے اثبات سے تعرض ہوگا نہ اسکی نفی سے نہ اسکو استحقاق خلافت یا امامت
اہلبیت سے بحث ہوگی نہ استحقاق خلافت خلفاے راشدین سے اس انجمن کا فرض صرف اتفاق
اصول اسلام کا قایم کرنا ہوگا اختلافی امور کی نفی یا اثبات سے اسکو کچہہ سروکار نہ ہوگا -

یہہ گفتگو تمہیدی ہے جسمین اس مضمون کا مفید مذہب و ملک ہونا مجملاً بیان ہوا ہے اب اصل

مطلب کے طرف رجوع کیا جاتا ہے جنمین ان فواید کی تفصیل ہے ؛

اصل مطلب

اسلام بہت تنزل اور نازک حالت کو پہنچ گیا ہے جسکے لیے بہت سے اسباب ہین مگر از انجملہ بڑا بھاری سبب اہل اسلام کا آپسمین اختلاف ہے جو حد اعتدال سے متجاوز ہوکر افراط کو پہنچگیا ہے اسمین شک نہین کہ اہل اسلام کے مختلف فرقے بہت مسایل مین باہم مختلف ہین اور ان مسایل مین ہر ایک فرقے کے نزدیک حق وہی ہے جسکو وہ فریق حق سمجھتا ہے اور اسکو یہہ امر لازم ہے کہ ان مسایل وہ اپنے مخالفین کو خطا پر سمجھین اور اس خطا کی نظر سے انکو کراہت کی نظر سے دیکھین - مگر اسمین شک نہین کہ بعض مسایل مین ان سب کا اتفاق بہی ہے جنمین ہر ایک فریق کے نزدیک فریق ثانی بہی حق پر ہے اور اس حق کی نظر سے اسکو اسکی طرف چشم محبت و اتحاد سے دیکھنا ضروری ہے۔ **خطا** مسایل خلافیہ ایسے قوی الاثر و پرزور و عظیم الشان نہین ہے کہ اسکے مقابلہ مین حق مسایل اتفاقیہ مضمحل و بیکار و ساقط الاعتبار ہو جاے اور **حق** مسایل اتفاقیہ ایسا ضعیف الاثر و ردی نہین کہ خطا مسایل خلافیہ کے سامنے اسکا لحاظ نہ کیا جاے یہہ ہو تو چاہیے کہ مسایل خلافیہ کو اصول و امہات ایمان ٹھہرایا جاوے اور مسایل اتفاقیہ کو اسکے توابع اور فروعیات سے شمار کیا جاوے - مسئلہ خلافت شیخین یا اہلبیت اصول سے ہو اور مسئلہ توحید و نبوت و معاد اسکے فروع - مسئلہ آمین بالجہر یا بالاخفا اصول ایمان سے ہو اور ایمان باللہ اسکی فروع - مگر اسکا کوئی فرقہ فرقہاے اسلام سے قایل نہین -

پھر **تعجب** ہے کہ آپسمین کے برتاؤ مین فروعات کو اصول پر کیون ترجیح دیجاتی ہے اور لازمہ اختلاف کو لازمہ اتفاق سے کیون مقدم کیا جاتا ہے ؛

شیعہ سنی کو کیون اس نظر سے کہ وہ بعد حضرت رسالت کے امیر المؤمنین علی مرتضی علیہ السلام کو مستحق خلافت نہین جانتا بغض و کراہت سے دیکھتا ہے اور اس نظر سے کہ وہ اللہ تعالی کو معبود اور آنحضرت کو رسول جانتا ہے محبت سے نہین دیکھا گیا اسکے نزدیک خدا و رسول کا ماننا امیر المومنین رض کے

ماننے سے کچھ کم ہے کہ وہ اسکے لحاظ سے اِس شخص سے لِلّٰہ بُغض رکھتا ہے اور اسکے لحاظ سے اِس سے لِلّٰہ محبّت نہین رکھتا —

یہی سوال اس سُنّی سے ہے جو شیعہ کو اس نظر سے کہ وہ خلافتِ شیخین کو حق نہین جانتا بُغض و کینہ سے دیکھتا ہے اور اس نظر سے کہ وہ خدا و رسول پر ایمان رکھتا ہے حُب سے نہین دیکھتا کیا اسکے نزدیک خدا و رسول کا ماننا صدیق اکبر و عمر فاروق رضی اللہ عنہما کے ماننے سے کچھ کم ہے کہ وہ اسکے مقابلہ مین اسکو وقعت نہین دیتا۔ اسکے لازمہ (بغض للہ) کا لحاظ کرتا ہے اور اسکے لازمہ (حب للہ) کا لحاظ نہین کرتا۔ ان دونون سے بدرجہا بڑھکر اس سوال ہورودہ عامل بالحدیث ہے جو حنفی کو آمین بالجہر و رفع یدین (جو اہلحدیث کے مذہب مین بھی صرف مستحب یا سنت ہے جسکے کرنے مین ثواب ہے اور نہ کرنے مین اگرچہ مدت العمر کوئی نہ کرے گناہ نہین ہے) ترک کرنیکے سبب نہایت بغض و عداوت سے دیکھتا ہے اور نظر اسکے ایمان و اسلام و بقیہ ارکان نماز کے جسکی ایک جزو صغیر یہ آمین ہے محبت سے نہین دیکھتا کیا اسکے نزدیک آمین بالجہر خدا اور رسول پر ایمان اور بقیہ ارکان نماز سے بڑھکر ہے کہ اسکے مقابلہ مین وہ انکو ہیچ و پوچ سمجھکر انکا لحاظ نہین کرتا —

ایسا ہی اس سوال کا مورد وہ حنفی ہے جو عامل بالحدیث کو آمین بالجہر اور رفع یدین (جو حنفی مذہب مین صرف غیر مسنون یا نہایت درجہ کراہت مین ہین حرام و کفر نہین ہے جنکے ارتکاب پر دنیا مین حد

---

† دیکھو تنویر العینین مؤلفہ امام عاملین بالحدیث و پیارے مولانا اسمٰعیل شہید کا پہلا صفحہ جسمین رفع یدین کی بابت فرمایا ہے فیثاب فاعلہ بقدر ما فعل ان دائماً فحسبہ وان مرۃ فمثلہ ولا یلام تارکہ وان ترکہ مدۃ عمرہ یعنی رفع یدین کرنیوالا اجر پاویگا اسقدر کہ اس نے کیا۔ ہمیشہ کیا تو اسکے موافق۔ اگر ایکدفعہ کیا تو ویسا۔ اور اسکا تارک ملامت نکیا جاویگا اگرچہ مدت العمر ترک کرے۔ آگے آپنے فرمایا ہے جو اس فعل کو مسنون جانکر اس پر طعن کرے وہ اس حکم مین داخل نہین۔

‡ دیکھو دُرّ المختار وغیرہ جنمین رفع یدین کو صرف غیر مسنون کہا ہے حرام یا مفسد نہین کہا۔ بلکہ مفسد کہنے والے کی بات کو رد کیا ہے۔ اور آمین کے نسبت بھی صرف اتنا ہی کہا ہے کہ اسکا آہستہ کہنا سنت ہے اور مُلّا علی قاری نے رسالہ اقتداء مخالف مین کہا ہے کہ رفع یدین و آمین بالجہر ایک کے نزدیک سنت ہے وہ دوسرے کے نزدیک مکروہ۔ اسمین امام پر اپنے مخالف مقتدی کے موافقت ضروری نہین ہے —

کرے میلہ مین جاوے تماشا دیکہے برادری کی شادی غمی کے رسمون مین شریک ہوجاوے پہ
کبہی کبہی نماز پڑہے تو اسمین رفع یدین کر لے۔ اسپر اکثر موحدین کو جوش نہین آتا جیسا کہ اُس حنفی نمازی
پر جوش آتا ہے جو نماز مین رفع یدین نہین کرتا۔ خواہ وہ کیسا ہی اور طاعات وعبادات کا ملتزم ومتقی ہو
ان لوگون مین بعض متشددون کا مقولہ ہے کہ جس نماز مین رفع یدین نہین وہ نماز ہی کیا ہے بعض
لوگون سے یہہ بہی سُنا گیا ہے کہ جو شخص رفع یدین نہ کرے وہ کافر ہے اسی خیال سے اکثر عوام موحدین
جو علوم دین سے محض ناواقف ہین اور بن پڑہے پڑہائے مجتہد بن بیٹھے یہہ فتوے دیتے ہین کہ حنفیون
کے پیچہے نماز درست نہین ہے۔

پہر یہہ افراط اس حد تک پہنچ گیا ہے کہ مختلف فرقہا اسلام کو اسمین بدعات یا مکروہات پر وہ جوش
ہے جو مخالفین مذہب اسلام کے کفر وکفریات پر نہین ہے۔ اسلام چہوڑکر کوئی عیسائی ہوجائے تو اس سے
اس قدر لوگون کو انقباض نہین ہوتا جسقدر کہ سُنّی کے شیعی۔ اور رسمی مسلمان کے موحد اور موحد کے
رسمی ہوجانے پر اسکے مقابل کو ہوتا ہے بعض اشخاص جو عیسائی یا مذہب ہنود چہوڑکر مسلمان ہوگئے اور سلسلہ
موحدین مین داخل ہوگئے ہین اُنکے حق مین متعصبین یہہ کہتے ہین کہ یہہ کہان سے نکلکر کنوئین مین گر پڑے
ہین۔ وہابی ہونے سے تو یہی بہتر تہا کہ یہہ ہندو ہی رہتے۔ ایسا ہی دوسری جانب کا خیال ومقال ہے
بعض لوگ جو عیسائی یا ہنود مذہب چہوڑکر رسمی مسلمان ہوئے ہین اُنکی نسبت وہ وہابی متشدد خیال کرتے
ہین کہ یہہ ویسے ہین جیسے پہلے تہے۔

پہر اس کراہت وافراط کا محل ظہور نہ صرف دل یا زبان فریقین متقابلین ہوتا ہے کہ اسکا
اثر انہی دو فریق مین محدود رہے بلکہ ظہور اسکا بذریعہ تحریرات وتصنیفات ہوتا ہے جسکا اثر تمام عالم
مین پہیلتا اور اسکا ضرر اصل اسلام کو پہنچتا ہے وہ تصنیفات ایسے تہذیبی وناشایستگی وتعصب ونفسانیت
سے ہوتے ہین کہ انمین اصل مسئلہ اختلافی تو کہین کا کہین رہجاتا ہے۔ ہر ایک اپنے مقابل کی توہین
وتفضیح وعیب شماری ودل آزاری کے پیچہے پڑجاتا ہے۔ ہر ایک کے حال پر وہ بات پر صادق
آتی ہے جو مشہور ہے کہ کسی نے دوسرے شخص سے کہا کہ میان تمہارے ازار ٹخنے سے نیچے ہے جسمین نماز

مکروہ ہوتی ہے اس نے اسکے مقابلہ مین کہا کہ جاؤ میان تمہارے باوا جی کے نکاح مین جو بیٹھے چاول
پکے تہے انہین گڑ کہان برابر تہا - پھر اس عیب شماری مین ایسے بڑہتے ہین کہ اصل اسلام پر چوٹ کرنیسے نہین
چوکتے اور اس مشہور بات کو کہ کسی نے پرائی بدشگنی کے لئے اپنی ناک کاٹ ڈالی تہی اپنے اوپر صادق
کر دکہاتے ہین **شیعہ** سنیون کو کہتا ہی کہ یہہ قرآن جو تمہارے ہاتہہ مین ہے بیاض عثمانی ہے جسمین فلان
فلان آیت انہون نے از خود ملادی ہے اور فلان فلان آیت نکالدی اور اسپر چند روایات رطب و یابس اہلسنت
کا حوالہ دیتا ہی - **سنی** شیعہ کو یہی بات کہتا ہے اور اسکی تائید و شہادتمین چند روایات اہل تشیع کو جن سے
انکا قرآن مین تبدیل و تصرفات ہوتا ہی پیش کرتا ہے اسی روش پر سنیون کے دو فرقون مین ایکدوسرے
کی عیب شماری کرتا ہے -

ایک حنفی مولوی صاحب بامانت ایک جماعت کے بمقابلہ اہلحدیث ایک رسالہ مین لکہتے ہین کہ تمہاری
صحیح بخاری مین مباشرت ازواج برخلاف وضع فطرت کا جواز لکہا ہی - اسکے جواب مین ایک **موحد** صاحب
لکہتے ہین کہ یہہ تمہارے ہی مذہب کی بات ہی اور اسکے ساتہہ دس مذہبی اور نظایر بہی پیش کرتے ہین جنکے
اظہار و بیان کچہہ ضرورت نہین ہے -

انکی باہمی خانہ جنگی و عیب شماری سے مخالفین مذہب اسلام کا کام نکلتا ہے وہ فریقین کے اعتراضات
و تفضیحات کو یکجا کر کے اصل اسلام مین اعتراض قایم کرتے ہین اور جاہل مسلمانون کو اور ان لوگون کو
جو مسلمان ہونا چاہتے ہین یہہ سمجہا کر کہ اسلام ایسے ہی مسایل کا مجموعہ دکہاتے اور اسلام سے ہٹاتے
ہین - تصانیف پادریان و منشی اندرمن مین جو اسلام پر نکتہ چینیان و اعتراضات مندرج ہین وہ
ان ہی حضرات کی تصانیف سے ملتقط ہین اور ان اعتراضات کا مادہ و مخزن یہی تصانیف ہین -

ان کی اس **کارروائی** کا یہہ **نتیجہ** تو بلا ریب نکلتا ہے کہ بصورت فتح و غلبہ تحریر یا تقریر اہل
تشیع کے شیعہ پانچ کے دس ہو جاتے ہین اور بصورت غلبہ اہلسنت سنی دس کے بیس اور بصورت غلبہ اہلحدیث
موحد یا غیر مقلدین کے چار ہو جاتے ہین اور بصورت غلبہ سنی مسلمانون یا مقلدین کے مقلد یا سنی مسلمان
چار کے آٹہہ مگر با اینہمہ کثرت جزئی تکثر کلی اسلام مین نقصان ہوتا ہے یعنی اصلی اسلام بہت گہٹا

جاتا ہے - اگر یہہ آپسمین اختلاف کو اس حد تک نہ پہنچاتے اور اسکا اظہار اس طرز پر نہ کرتے اور بہ نظر اتحاد
اصول مسایل اتفاقیہ میل جول رکہتے اور اس اتفاق کے ذریعہ سے اسلام کے اشاعت پر کمر باندہتے اور بجاے
باہمی عیب شماری کے اصل اسلام کی خوبیان ظاہر کرتے تو بجاے چار پانچ شیعون اور پانچ سات سُنیون
اور دس بیس سمیون اور آٹہہ دس وہابیون کے ہزارون بلکہ لاکہون خلایق کو داخل اسلام کرتے لاکہون ہنود
یہود و عیسائی دہریہ وغیرہ اسلام کی خوبیان (جو مسلمانون کے باہمی اختلاف مین مصروف ہونے اور انکے
بیان کے لئے فارغ نہ ہونیکی سبب پر حجاب ہین) دیکہکر خود بخود مسلمان ہو جاتے - اسلام وہ سچا اور سیدہا اور
عقل و فطرت کی موافق مذہب ہے - کہ بمجرد مشاہدہ انوار اس محبوب محجوب کے لاکہون خلایق کا بلا جبر و اکراہ اسمین داخل ہونا
متوقع ہے - **دیکہو عیسائی** مذہب باوجودیکہ سلطنت اسکی موید ہے اور قوم اسکی تائید مین متفق ہو کر
جان و مال سے شب و روز سرگرم ہے باینہمہ اس مذہب مین سال بہر مین داخل نہین ہوتے جس قدر کہ اسلام مین اسکی ٹوٹی
پہوٹی حالت مین سال بہر مین داخل ہوتے ہین - **اس سے** ہمارے بہائی مسلمان اندازہ کر سکتے ہین
کہ اگر یہہ اسلام کی اصلی حالت کو درست کرین اور اسکی تائید مین عیسائیون کا سا اتفاق کرین اور اس اتفاق کے ذریعہ
سے اسکی خوبیون کا اظہار کرین تو دیکہین کسقدر اسلام مین کثرت ہوتی ہے آیا وہ کثرت کلی زیادہ ہوتی ہے یا یہہ کثرت
جزئی جو آپسمین کی خانہ جنگی کرنے اور ایک کی دوسرے پر فتح پا لینے سے حاصل ہے -
یقیناً اہل انصاف و دانشمندی اور انصاف سے اقرار کرلینگے کہ بیشک اس حالت اختلاف کی نسبت حالت اتفاق
مین اسلام کی کثرت متصور ہے اور ہماری یہہ کثرت جزئی کثرت کلی اسلام مین خلل انداز ہے -
پہر تو اس اختلاف اور اس اختلاف مین افراط اور اس افراط کے بُری طرح سے اظہار مین **اسلام** کا ضرر
و نقصان ہے اب ضرر اہل اسلام جو انکے دنیا و معاشرت کو اس سے پہنچ رہا ہے بیان کیا جاتا ہے -
اس اختلاف اور اسکے نتایج و ضمایم نے مسلمانون کو یہہ تعلیم کر رکہا ہے کہ جہانتک بن پڑے ایک فرقہ دوسرے
فرقہ اسلامی کا قلع و قمع کوشش اور جسقدر ممکن ہو سکے ہاتہہ سے زبان سے جان سے مال سے ایذا رسانی کرے -
پس بحکم اس تعلیم کے وہ آپسمین تو عداریان قایم کرتے ہین اور انکے مقدمات عدالت مین دایر کرتے ہین جہان کہیں انکے قید
یا جرمانہ کا احکام لگا ہو جاتے ہین اور اس شغل بے شغلی مین مصروف رہنے سے یہہ دنیاوی کسب کمال سے ہمیشہ رہ جاتے

جسمین اُنکی آبرو و مال وحسن معاشرت برباد ہوئی جاتے ہین اور یہہ حکام وقت کی نظرون مین ذلیل و خوار و مفسد خیال کئے جاتے ہین اور رعایا غیر مذہب والون کے خیال مین بھی متعصب فسادی سمجھے جاتے ہین -

ان واقعات کی تمثیلات و جزئیات بہت ہین کہ از انجملہ بعض واقعات کا مجمل ذکر سابقا ہو چکا ہی اسمقام ایک واقعہ بتفصیل بیان کیا جاتا ہے تاکہ مسلمانان اس سے عبرت پکڑین اور آپس مین اس قسم کے اختلاف سے باز آوین - آرہ ضلع شاہ آباد مین آمین بالجہر اور رفع یدین پر تنازع ہوا - جسکا مقدمہ عدالت مین پہنچا - ہنوز وہان سے کچھہ فیصلہ نہوا تہا کہ ایک حنفی مولوی لودہیانہ سے وہان تشریف فرما ہوا - اُس نے وہان جاکر فتوی دیا کہ یہہ لوگ آمین کہنے والے مشرک و کافر و مرتد ہین انکا مسجدون سے نکالنا بحکم آیہ وما کان للمشرکین ان یعمروا مساجد اللہ لازم ہے - اور اس باب مین ایک رسالہ بھی لکھا جسکا نام انتظام المساجد باخراج اہل الفتن والمفاسد رکھا - اور اسکو عظیم آباد مین طبع کراکر مشتہر فرمایا - اسمین یہہ بھی درج کیا کہ یہہ لوگ رسول اللہ صلی اللہ وسلم پر افترا کرتے ہین اور آنحضرت پر افترا کرنیوالا مرتد ہے حکام اہل اسلام کو لازم ہے کہ اسکو قتل کرے اور اگر وہ لاعلمی کے عذر سے توبہ کرے تو اسکی توبہ قبول نہ کرین اور علماء اور مفتیان وقت پر لازم ہے کہ مجرد مسموع ہونے ایسے امر کے ایکے کفر و ارتداد کے فتوے دینے مین تردد نہ کرین ورنہ زمرہ مرتدین مین یہہ بھی داخل ہونگے یہہ بعینہ آپکے الفاظ ہین جو زیر خط ہین - اس فتوی و رسالہ نے اُس دیار کے دونون فریق مسلمانون مین ایسا اشتعال و جوش پیدا کیا کہ ۲۲ تاریخ رمضان سنہ حال کو آرہ کے قریب ایک گانون مین آمین کے سبب سخت فوجداری ہوئی اور آپسمین خوب لاٹھی چلی اور خون جاری ہونیکی نوبت پہنچی - حکام وقت نے سنتے وارنٹ جاری کیا اور چند اشخاص کو گرفتار کر لیا - اسی اثنا مین ایک فریق نے دوسرے فریق کی نسبت حکام کو یہہ خبر دی کہ ان لوگون کا سخت بلوی کرنیکا ارادہ ہے اسپر صاحب کلکٹر ضلع نے کیمپ داناپور مین اس مضمون کا تار دیا یا دینا چاہا کہ وہان سے ایکہزار گورے مسلح اور دو ضرب توپ جلد روانہ ہون ڈپٹی مجسٹریٹ نے صاحب کلکٹر کو سمجھایا کہ یہہ محض غلط خبر ہے جو ضد بہی عناد سے دیگئی ہے فوج منگانیکی کچھہ ضرورت نہین ہے یہان ایسا بلوا کرنیوالا کوئی نہین ہے جسپر وہ تجویز ملتوی ہوئی اور مقدمہ کی تحقیقات شروع ہوئی بعد تحقیقات سات اشخاص کو قید کا حکم ہوا - اور

صدہا روپیہ فریقین کا وکیلون وغیرہ مصارف مین صرف ہوا اور ہنوز مقدمہ محکمہ اپیل مین ہے دیکھیے اسکا انجام کیا ہوتا ہے -

اس قسم کی سزائین (روبامیون) کو پہنچین خواہ بدعتیون کو سنیون کو خواہ شیعون کو اگرچہ ان حضرات مین سے ہر ایک کے نزدیک مخالفین اسلام کو پہنچتی ہین مگر نفس الامر اور حقیقت مین اور حکام اور عام لوگون کی نظرون مین ان سزاؤن کے مورد مسلمان ہی ہین اور بہرحال مسلمانون کے مال و آبرو مین انہین ضایع ہوتی ہین -

الحاصل اس اختلاف با افراط نے اہل اسلام کے دنیا و دین کو تباہ و برباد کر دیا ہے اور یہہ اختلاف تنزل و ضعف کی اقوی اسباب سے ہے -

نتیجہ

اس بیان سبب تنزل اسلام سے نہ یہہ مقصود ہے کہ شیعہ سنی وہابی بدعتی مقلد غیر مقلد جملہ اعمال و اعتقادات مین ایک ہو جاوین لو کسی مسئلہ مین آپس مین اختلاف نہ رکھین اور نہ یہہ مطلب ہے کہ اگر اختلاف رکھین تو اسکا اظہار نکرین اور ایکدوسرے کے مقابلہ کوئی رسالہ یا تحریر نہ نکالین جہانتک چاہین اس اختلاف کو وسعت دین اور اسکا اظہار اچھی طرح کرین اس سے ہمکو تعرض نہین ہے -

بلکہ ہمارا مقصود یہہ ہے کہ اس اختلاف کو حد اعتدال سے نہ نکالین اور اسکا اظہار بھی انہی انصاف و شایستگی سے کرین جسکی تفصیل ہم کرچکے ہین مع **ہذا الاختلاف** اس اتفاق کیطرف بھی توجہہ کرین جو اصول ایمان اتفاقیہ اسلام مین رکھتے ہین - جیسے بعض بعد پر عمل کرتے ہین جب بعد پر بھی عمل کرین اور اتفاق و ہمدردی کی نظر سے باہم اتحاد پیدا کرین اور جہانتک اس اتفاق اصول کا مقتضا ہے باہم شیر و شکر ہو جاوین اور اس اتحاد و اختلاط کے ذریعہ سے سب فرقے ملکر ایک انجمن اشاعت اسلام قایم کرین جسکے ماتحت ہند انجمنین ہون جو سب کے سب اسلام کی اشاعت اور مسلمانون کی ترقی و رفعت کے وسایل سوچین اور اس جمہوری توجہہ کے ساتھہ اسلام کو وسعت دین اور عیسائی مذہب کے علماء کی مانند گاؤن اور بستیون اور جنگلون اور پہاڑون تک اسلام پہنچا دین اور لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی منادی جنگلیون اور پہاڑیون کو سنا دین اور جو لوگ اسلام کے معایب بیان کرتے ہین انکا نہایت تہذیب و شایستگی و حکمت و موعظت سے جیسا کہ قرآن مین ارشاد ہے

جو اب دین اور ان کاموں کے لئے جو زیر کار ہے وہ کس و ناکس ادنے سے اعلیٰ تک ملکر اپنے پاس سے خرچ کرین
اپنی اپنی آمدنی سے ایسے مقدار مقرر کرین جسکی لایق ہون —
اس انجمن کے اصول فرایض اور تحصیل زر کے وسایل اور اسکے مصارف جو ہمارے خیال مین آئے ہین وہ ذیل
مین معروض ہین جو اور صاحبون کے خیال مین آوین وہ بھی بیان فرماوین پس جو اصول و وسائل صحیح قرار پاوین
وہ دستور العمل ٹہرائے جاوین —

اصول و فرایض انجمن عام اشاعۃ الاسلام

(۱) یہہ انجمن معصیت کی معاون نہ ہو —
(۲) اسکا اصلی فرض اشاعت اسلام ہو جو اتفاقی اصول اسلام و قطعی احکام حلال و حرام سے عبارت ہے،
اور اسکا تتمہ یا ضمیمہ مسلمانون کی بہبودی دنیاوی اور حسن معاشرت کی وسایل و تدابیر کا سوچنا بھی ہو —
(۳) کسی خاص فرقہ اسلامی کے اصول مشترکہ سے اس انجمن کو سروکار نہ ہو ان خصوصیات کی اشاعت کے لئے
جیسے ہر ایک فریق کو پہلے سے خودمختاری و آزادی حاصل ہے اب بھی رہے مگر بلحاظ اصل اسلام و اغراض
و مصالح اس انجمن کے ان خصوصیات کی اشاعت مین رعایت اعتدال اپنیر واجب ہو —

تشریح مثلاً ایک فرقہ سنی یا شیعہ اپنی خصوصیات علاحدہ کی اشاعت کے لئے ایک مدرسہ اور اس مدرسے کے انتظام کے لئے
ایک انجمن خاص (انجمن اسلامیہ شیعیہ یا انجمن اسلامیہ سنیہ) قایم کرنا چاہے تو انہین ہی لوگ ممبر و معاون ہون جو اس انجمن و مدرسہ
مین شمولیت و معاونت کو معصیت نہ سمجھین - وہی لوگ اسمین چندہ خاص دین سوا اس چندہ عام کے جو انجمن عام مین دین
وہی لوگ اسکے منتظم و مہتمم ہین - ان کے سوا اور ممبر انجمن عام کے جو ان سے متفق الاعتقاد نہ ہون انکی معاونت و موافقت نہ کرین
بلکہ مخالفت کرنا چاہین تو بلا شک کرین مگر اسمین حد اعتدال سے آگے نہ بڑہین - اور بلحاظ اصول اتفاقیہ بنا اتفاق ہی پا جہت
نہ دین اور اپنی مخالفت و پہوٹ و علحدگی فرقہ یا مخالفین اسلام پر نہ ظاہر ہونے دین - وہ سب یہی جانین کہ مسلمان باوجود
اختلافات جزئیہ سب ایک ہین چنانچہ عیسائی فرقون کا باوجود اختلافات جزئیہ اسی پر عمل ہے اور اسلام بھی ہمکو یہی سکھاتا ہے
دیکہو آیات قرآنیہ جو بذیل عنوان مضمون نقل ہو چکی ہین اور آیہ یا ایہا الذین امنوا علیکم انفسکم لا یضرکم من ضل
اذا اھتدیتم — اور حدیث نبوی جو اس آیت کی تفسیر مین وارد ہے ائتمروا بالمعروف وتناھوا عن المنکر حتی اذا رأیت

(۴) اس انجمن اعلی کا ممبر (یعنی رکن) وہ ہو جو کم سے کم ایکروپیہ ماہوار دے اور انجمن ہای ماتحت کے ممبرون سے عام ماہوار مقرر سے دو چند لیا جاوے یعنی فی روپیہ ادہ آنہ ماہوار۔

(۵) عام ماہواری چندہ فی روپیہ ایک پیسہ کے حساب سے لیا جاوے اور اگر کوئی اس سے کم دے تو اس کے لینے سے بہی انکار نہ ہو۔

(۶) اعلی انجمن کل اہل اسلام کی ایک ہو جسکا مقام لاہور یا اور کوئی شہر حسب تجویز ارکان انجمن ہو اور اُس کے تحت بہت سی شاخین ہون جو غالباً ہر شہر و قریہ مین قایم کیجاوین۔

(۷) ممبران انجمن اعلی کے اختیارات تولیہ و تصرف و تجاویز و تدابیر اشاعت اس انجمن اور سب انجمن ہا ماتحت پر محیط ہون اور ممبران انجمن ہا ماتحت کے اختیارات حسب منظوری انجمن اعلی اسی انجمن سے مخصوص ہون جنکے وہ ممبر ہون۔

(۸) اس انجمن کے کارروائی متعلق اشاعت اسلام جو انجمن کا نتیجہ اقصلی ہے صورتہاے ذیل سے ہو اور کارروائی متعلق بہبودی دنیاوی حسب مشورہ اہل شوری وقتاً فوقتاً۔

صورتہاے اشاعت اسلام

الف اشاعت اصول اسلام و امہات ایمان کے لئے جا بجا منادی کرنیوالے مقرر ہون جو عام گلی کوچون جنگلون پہاڑون مین مسایل اتفاقی اسلام کی منادی کرین خصوصاً اُن مواضع مین جہان آجتک کلمہ الاسلام نہین پہنچا یا براے نام پہنچا ہے تو اُسکا کچہہ اثر نہین ہو۔ وہان جو مسلمان کہلاتے ہین وہ ہنوز بت پرستی نہین چہوڑے اور قطعیات احکام اسلام حلال و حرام سے بہی واقف نہین ہوئے چنانچہ اکثر پہاڑی ملکون مین جہان راجگان ہنود کی ریاست ہے اور نواح چین وغیرہ بلاد اقصی مین یہی حال ہے۔ ان منادی کرنیوالون کے لئے ایسے مواعظ اور رسایل جو سب مذاہب اسلامیہ مین متفق علیہ

شحاً مطاعاً وهوً متبعاً ودنیاً موثرة واعجاب کل ذی رأی برأیہ ورایت امراً لابد لک منه فعلیک نفسک ودع امر العوام۔ اسمین اتفاق اسلام ہی قایم رہیگا۔ اور اعتراض مداہنت و صلح کل بہی کسی فرقہ پر وارد نہ ہوگا۔ جیساکہ علیگڈہ کی مدرسہ کی تعلیم مذہبی پر بعض لوگون کا اعتراض ہے کہ اسمین سنی ممبر تعلیم مذہب شیعی کی معاونت مین اور شیعہ ممبر تعلیم مذہب سنی کی موافقت مین مداہنت کرتے مین۔

ہین سب میں ان مختلف مذاہب کی اتفاق رائے سے تجویز ہونے ممکن ہین -

ب توحید و نبوت و معاد وغیرہ اصول اسلام و اسرار اتفاقی احکام حلال و حرام مین عمدہ اور مدلل مضامین لکھے جاوین اور بذریعہ اخبار و رسایل مختلف زبانون اردو فارسی انگریزی وغیرہ مین شایع ہون تاکہ اقوام غیر جو عربی زبان سے واقف نہین ہین اور اسوجہہ سے وہ حقیقت و محاسن اسلام پر مطلع نہین اسلام کی خوبی سے واقف ہوکر شوق دل سے اسلام کی طرف متوجہہ ہون -

ان تصانیف و تحاریر مین جوابات اعتراضات مخالفین اسلام کے جو نا واقفی حقیقت اسلام کے سبب وہ اسلام پر کرتے ہین اور ان اعتراضات کے ذریعہ سے نا واقفون کو اسلام کیطرف سے بد ظن کر رہے ہین نہایت تہذیب و شایستگی سے جسمین کسی مذہب کی توہین ہو نہ کسی ملت کے لوگون کا اشتعال طبع تحریر کیے جاوین -

ج اکثر شہرون اور بستیون مین اس قسم کے مدرسے قایم ہون جنمین مبادی علوم اسلام جیسے صرف و نحو اور بقدر ضرورت منطق و معانی جنکو کسی مذہب و ملت سے خصوصیت نہین پڑہائے جاوین جب ان علوم مین طلبا ماہر ہوجاوین تو مذہبی تعلیم مین وہ اختیار دئے جاوین جس مذہب کا کوئی پابند یا پابند ہونا چاہے اس غرض سے مدارس خاص مین مذہبی تعلیم پایا کرے - اور اگر ارادہ ہو تو ان علوم مبادی کے ساتہہ ایک شاخ علوم معاش کے بہی قایم کیجاوے جسمین دنیاوی علوم و فنون کی مختلف زبانون اردو فارسی انگریزی وغیرہ مین تعلیم ہو - جسمین مسلمانون کو دنیاوی کمالات کے سبب عزت و شوکت حاصل ہو اور انکی معیشت مین وسعت -

---

+ یہ اختیار دینا مداہنت و معصیت نہین - بلکہ یہہ عین اسلام کی ہدایت ہے جو جبر و اکراہ سے بری ہے -

افانت تکرہ الناس حتی یکونوا مومنین - (یونس ع ۱۰)
لا اکراہ فی الدین قد تبین الرشد من الغی (بقرہ)
روی ابن جبیر عن ابن عباس قال
کانت المراۃ تکون مقلاۃ فتجعل

اللہ تعالی نے قرآن مین فرمایا ہے کیا تو لوگون کو جبر کرتا ہے کہ وہ مسلمان ہو جاوین - اور فرمایا دین مین جبر نہین ہے ہدایت گمراہی سے متمیز ہو چکی ہے - حضرت ابن عباس سے اسکی تفسیر مین حدیث مروی ہے

ان سب مدارس مین مختلف مذاہب فرقہ ہا، اسلام کے طلبا ریکسان تعلیم پاوین کسی کو کسی پر ترجیح نہ ہو۔

د انجمن کی آمدنی سے نو مسلم و مسلمانون کے لاوارث لڑکے لڑکیان جو لاوارثی کے سبب گورمنٹ کی کفالت مین رہتے ہین پہر وہان سے پادریون کی سپرد ہوتی ہین تربیت و تعلیم پاوین۔

ایسے لوگون کے نسبت جو اہل اسلام کا باہم اختلاف راے ممکن ہے شاید سنی کہے کہ یہہ نو مسلم سنی عقاید کے موافق مسلمان کیا جاوے اور ان ہی عقاید کے مطابق تعلیم پاوے اور شیعہ اسکو اپنی طرف کہینچکر لیجانا چاہے اسکا تصفیہ اس طور پر متصور ہے کہ اس شخص کو اتفاقی اصول پر مسلمان کیا جاوے اور ان مدارس مین جہان مبادی علوم اسلام کی تعلیم ہو تعلیم مبادی کے لئے سپرد کیا جاوے جب وہ مبادی علوم سے واقف ہو کر قرآن پڑہنے اور سمجہنے پر قادر ہو اور مذہب مرجح کی تمیز کرنیکے لایق ہو جائے تو جس مذہب کو چاہے اختیار کرے اسپر مختلف خیال کے لوگون کی طرف سے کچہہ جبر و اکراہ نہو۔

بقیہ قرایض و قوانین انجمن کہ انجمن اعلے کے اختیارات کہان تک ہون اور انجمن ماتحت کے اختیارات کہانتک ہون۔ اور عام کارروائی کے لئے انجمن کارکن کے ممبر کون لوگ ہون اور ان کی تعداد

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۴)

على نفسها ان عاش لها ولد ان تهوده فلما اجليت بنو النضير كان فيهم من ابناء الانصار فقالوا لا ندع ابناءنا فانزل الله عز وجل لا اكراه في الدين قد تبين الرشد من الغي رواه ابوداود وصحح وزاد في المعالم فقال رسول الله صلعم قد خير اصحابكم فان اختاروكم فهم منكم وان اختاروهم فاجلوهم معهم

(زمانہ جاہلیت مین کوئی عورت کہ اولاد مرجاتی تو منت مانتی کہ اگر بچہ جیتا زندہ رہا تو مین اسکو یہودی بناؤنگی جب بنی نضیر یہودیونکو جو آنحضرت کو بہت ستاتے اور ہمیشہ تکلیف دیتے) مدینہ سے جلاوطن کیا تو انصار نے چاہا کہ بیٹے ان کے پاس منتون کے سبب بنتے تہے کہا ہم تو اپنے بیٹون کو نہ چہوڑینگے اسپر یہ آیت نازل ہوئی پس آنحضرت نے فرمایا ان لوگون کو اختیار دیا گیا ہے اگر یہ تمہارے پاس رہنا اختیار کرین تو یہہ تمہین سے ہین اور اگر یہودیونکو اختیار کرین تو انکو انکے ساتہہ جلاوطن کردو۔

کیا ہو، اور خاص بڑی بڑی کارروائیون کے لیئے کون لوگ ممبر ہون اور ان کی تعداد کہانتک ہو اور ہر ایک کو خرچ کرنےمین کہانتک اختیارات ہون اور مربی انجمن کون ہو اور صدر انجمن کون۔ اور منشی کون۔ محاسب کون۔ یہہ سب قواعد بعد انعقاد و تقرر انجمن و شروع آمدنی قرار دیئے جاوین

دعا

اب مین اِس مضمون کو ختم کرتا ہون اور خدا تعالی سے اسکی اجابت کی امید رکہتا ہون الہی تو اپنے کرم سے ہماری قوم کو ان کے عیب پر متنبہ کر۔ اور اِس سے بچ جانیکی توفیق دے۔ یہہ باہمی اختلاف کو اعتدال پر لادین اور اپنے اتحاد و اتفاق کیطرف بہی متوجہ ہوکر اسکے ذریعہ سے تیرے دین کو عالم مین پہیلاوین۔ اور غیر قومون کی نظرون مین معزز نظر آوین۔ الہی کبہی وہ زمانہ بہی آئیگا جسمین سب فرقہ اسلام اشاعت اسلام کے لیے یکتا لب ہو جاوینگے۔ اور اس قول آنحضرت کے کہ سبہی مومن ایک جسم کی مانند ہے جسکا ایک عضو دکہے تو تمام جسم درد کرنے لگتا ہے۔ مصداق بن جاینگے۔ الہی کبہی وہ دن بہی دکہائی دیگا کہ پنجاب ہندوستان بمبئی مدراس بنگالہ سب ملکون کے مسلمان اِس انجمن کے ممبر ہو جاوینگے اور تیرے دین کی اشاعت کے لیئے لاکہون روپیہ اسکے خزانہ مین نظر آئینگے اور تیرے دین کی تبلیغ کے لیئے غیر ملکون کیطرف عیسائی مشنون کیطرح اسلامی مشن وہ روانہ کرینگے اور دنیاوی بہبودی کے لیے سعیدہ تجارتی کمپنیان اور عجائب فنون و صنایع کے مدرسہ و کارخانے قائم کرینگے۔ ربنا تقبل منا انک علی کل شیئ قدیر و بالاجابۃ جدیر۔ امین ثم امین۔

التماس

رؤسا اسلام و علماء و فضلاء کرام سے التجا ہے کہ اِس مضمون کیطرف دلی توجہ کرین پس جسکو اس سے توافق ہو وہ توافق سے مجہے اطلاع دین۔ اور ملکی اخبارون کے مسلمان اڈیٹرون سے تمنا ہے کہ اگر اسمین ملکی یا مذہبی فوائد دیکہین تو اسکی تائید مین اپنے اخبارون مین پُرزور آرٹیکل درج کرین۔

موئیدان بخیر یہ اسکے بر خدا سے اجر پاوینگے۔ اور موئیدان ملک دنیا مین نیکنام و مشکور ہونگے۔

راقم ابو سعید محمد حسین لاہور محلہ مسجد ...

اشاعۃ السنۃ النبویۃ

علی صاحبہا الصلوٰۃ والتحیۃ

نمبر نہم و دہم — بابت رمضان و شوال ۹۷ھ مطابق ستمبر و اکتوبر ۱۸۸۰ء — جلد ۳

شرح قیمت رسالہ

درجات و مراتب قیمت	تفصیل خریداران بشرح مراتب	رقم سالانہ
(۱) اخص قیمت	اسلامی ریاستوں کے نواب اور رئیس۔	کم از کم للعہ
(۲) خاص قیمت	گورنمنٹ انگریزی معزز عہدہ داران و عامہ اغنیا و لائبریری و سوسائٹی ہا	کم سے کم عہ
(۳) عام قیمت	متوسط اہل وسعت۔	سے
(۴) رعایتی قیمت	کم وسعت لوگ جنکی آمدنی دس روپیہ ماہوار سے زیادہ نہیں۔	ے
(۵) للّٰہی قیمت	بےوسعت جو دس روپیہ ماہوار کی آمدنی نہیں رکھتے مگر علمی رغبت کہتے ہیں اور اس رسالہ کی اشاعت کرتے ہیں	ثواب آخرت

ضروری اشتہارات و مفید اعلانات

۱۔ اشاعۃ السنہ سنین گزشتہ و ضمیمہ جات اخبار (جنمین تقلید و عمل بالحدیث سے بحث ہے) کے پورے اور باترتیب پرچے اب ہمارے پاس بجز ایک فائل کے باقی نہیں ہیں۔ جسقدر تہے سب کے سب فروخت ہو گئے۔ اس فائل باقیماندہ مین اگست ۱۸۷۸ء سے دسمبر ۱۸۷۹ء تک کے پورے اور باترتیب پرچے موجود ہین جو فی ماہ ایک روپیہ کے حساب سے مل سکتے ہین۔

اسکے سوا پرچہ ہائے ۱۸۸۱ء تو ختم ہو گئے ہین اور پرچہ ہائے ۱۸۸۱ء کے ۰ فایل پورے ہین
جو اسی حساب سے مل سکتے ہین باقی سب غیر مکمل ہین۔ ضمیمجات سنہ ۷۷ء نمبر ہفتم سے پانزدہم تک
ہین۔ اشاعۃ السنہ جلد اول نمبر چہارم سے ۹ تک اشاعۃ السنہ جلد ۲ نمبر ۳ اور سب
ہین۔

یہہ سب پرچے نامکمل ہونیکے سبب عام لوگون کو بحساب فی ماہ ۲ جنمین محصول ڈاک بہی
شامل ہے مل سکتے ہین اور مساکین کو مفت بلا قیمت صرف محصول ڈاک جو سال بھر کے پرچون کیلئے
۲ ر سے زیادہ نہ ہوگا بہیجدینے پر مل سکتے ہین۔

یہہ سبہی پرچے فروخت یا فی سبیل اللہ تقسیم ہو جاوین تو دوبارہ سبہی بہ ترتیب مرغوب وطرز محبوب
چہپوائے جائین۔ پس اہل ہمت ان کامل قابلون کو غنیمت سمجہکر خرید فرماوین اور باقیماندہ
پرچون کو باقی شایق حسب توفیق وحیثیت خود طلب فرماکر تمام کرادین پہر دیکہین کل پرچہا
سنین ماضیہ کس خوبصورتی سے چہپوائے جاتے ہین۔

۴. قیمت اشاعۃ السنہ کی نسبت جو صاحب آجکل اغماض کئے جاتے ہین اور باوجود
مکرر بتکرار یاددہانی واشارات کے متنبہ نہین ہوتے خواب غفلت سے بیدار ہو جائین اور اس
امر کے منتظر رہین کہ ہم انکو نام بنام آواز دین و جگائین زیادہ افسوس ان لوگون سے ہے
جو جواب خطوط مین قلم نہین اٹہاتے اور ہم جیسے ہمارے اوقات و زر محصول خطوط کا خون کرتے
ہین اگر وہ حضرات بجائے ارسال زر یہی لکہدین کہ ہم کچہہ نہ دینگے تو بہی ہم انکے شکر گزار ہونگے
سب سے زیادہ افسوس حضرات علماء پر ہے جو ثواب اشاعت واعانت حق وایفاء وعدہ
وحقوق عباد کے مسایل سے واقف ہین پہر انکو نہ وعدہ کا لحاظ ہے نہ ادائے حق کا خیال
ہے۔ ایسا ہی ان رؤسا و امراء پر جنمین ایسے ایسے نواب وتعلقہ دار ومالگذار ہین جو اکیلے جیب
خاص سے کل مصارف اشاعۃ السنہ کے متحمل ہو سکتے ہین ایسے لوگ جو دو روپیہ ایکروپیہ یا آٹہہ آنہ
ماہوار بدون مطالبہ دیتے ہین اور مطالبہ پر بہی دو دو تین تین خطوط تک کا جواب تک نہ دین تو

پھر دنیا مین ہم افسوس کس پر کرین - میرے ان اشارات کو انہون نے نہ سمجھا تو ناچار کسی
کسی صاحب کا بطور مثال نام لینا پڑیگا ؛

۳ - مصباح الادلۃ جواب ادلہ کاملہ کے جسقدر نسخے دہلی وڈیرہ دان مین تہے وہ سب فروخت
ہوگئے ہین اب جسقدر نسخے باقی ہین وہ سب لاہور مین ہمارے پاس ہین جو ہمنے مالک کتاب سے
قیمتہً خرید لئے ہین سو بہی دن بدن فروخت ہوتے جاتے ہین تہوڑے سے نسخے باقی رہگئے ہین
پس جنکو خریداری اس کتاب کی منظور ہو وہ تاخیر و توقف نہ کرین جلد زر قیمت ارسال فرما کر
راقم سے کتاب طلب فرماوین عام قیمت ۸ محصول ار پہلے ہمنے مسکینون کے لئے ۶ مقرر کی تہی
مگر جبکہ دیکہا کہ غنی لوگ بہی مسکین بنکر چہ آنہ کو ہی مانگتے ہین اسلئے قیمت کو عام کر دیا تاہم رعایت مسکین
ہاتہہ سے نہ دیجاویگی مگر وہ رعایت حسب موقع و مشاہدہ عمل مین آویگی -

۴ براہین احمدیہ کی معاونت کی نسبت ہم نمبر سابق مین بہت کچہہ ترغیب دے چکے ہین جس سے
مسلمانان حامیان اسلام متاثر ہونیکی امید قوی ہے - اب ہم اس کتاب کے مولف مرزا غلام احمد
صاحب کو ایک تدبیر فراہمی چندہ یا قیمت کتاب پر آگاہ کرتے ہین وہ یہہ کہ مرزا صاحب اس باب
مین اُن اعیان و روسا اسلام کیطرف سے مراجعت کرین جنمین اکثر ایسے اہل وسعت ہین کہ
اگر انمین سے کوئی صاحب توجہ کرین تو صرف اپنی ہمت سے بلا شراکت غیر کتاب کو چہپوا سکتے ہین
آگے اس تدبیر کا کارگر ہونا خدا کے اختیار ہے جسکی عظمت شان ہے اللھم لا مانع لما
اعطیت ولا معطی لما منعت حکایت ہے - ان حضرات کے نام نامی یہہ ہین -

(۱) نواب والا جاہ امیر الملک مولوی سید محمد صدیق حسن خانصاحب بہادر امیر ریاست بہوپال
(۲) نواب محمود علیخان صاحب بہادر رئیس چہتاری ضلع بلند شہر -
(۳) نواب محمد ابراہیم علیخان صاحب رئیس مالیر کوٹلہ -
(۴) نواب محمد داؤد خان صاحب رئیس کرنول ضلع مدراس -
(۵) جناب خلیفہ محمد حسن صاحب وزیر ریاست پٹیالہ دام اقبالہم -

(۶) آغا کلب عابد بیگ صاحب اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر بہادر ضلع امرتسر۔

(۷) سید ہدایت علی صاحب اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر بہادر ضلع گورداسپور۔

(۸) جناب جامع معقول و منقول ماہر فروع و اصول معدن فیض عام۔ ناصر اسلام بررد و تصنیف کلام حضرت مولوی حاجی سید امداد العلی صاحب ڈپٹی کلکٹر مراد آباد۔

(۹) خانصاحب محمد امام خان صاحب مالگذار کانواڑہ ضلع سیونی

(۱۰) خانصاحب محمد امام خان صاحب مالگذار آری ضلع سیونی۔

ف قیمت براہین احمدیہ جو بنرخ جدید فی نسخہ دس روپیہ مقرر ہوئی ہے وہ صرف اہل اسلام کے لئے ہے جنکی جانب سے علاوہ از قیمت کتاب اور نوع سے بھی مدد پہنچنے کی توقع ہے ان کے سواء اور مذہب (عیسائی آریہ وغیرہ) والوں سے اسکی قیمت پچیس روپیہ لیجاویگی اور ایکروپیہ نو آنہ محصولڈاک علاوہ بران۔

اطلاع

لاہور مین کاتب لئیق کے میسر نہ آنیکے سبب رسالہ مدت سے خراب ہو رہا تھا اب کی دفعہ اسکا چھپوانا امرتسر مین تجویز ہوا ہے وہان اچھا چھپا تو ہمیشہ وہین سے چھپوایا جاویگا مگر لین دین و خط و کتابت متعلق رسالہ بہتمم رسالہ سے حسب عنوان و نشان قدیم ہونا چاہیئے مطبع امرتسر کو بجز طبع رسالہ اور کچھ تعلق [illegible] نہین ہے۔

راقم

ابو سعید محمد حسین مہتمم اشاعۃ السنۃ

از لاہور محلہ سید مٹھہ۔

فان تاويلاتهم ليست بابعد من
تاويلات اهل الحق للنصوص
الظاهرة في خلاف مذهبهم
ذلك لان من النصوص ما علم
قطعا من الدين انه على ظاهره
فتاويله تكذيب معنى بخلاف البعض

مندفع ہوا جسکی تقریر یہہ ہے کہ جو شخص اصول و اعتقادیات
مین تاویل کرتا ہے اگر اسکو مکذب شریعت ٹھہرایا
جاوے تو بہت سے فرقون اہل اسلام (جیسے اہل بدعت
بلکہ باہم مختلف اہل حق) کی تکفیر لازم آتی ہے اگر اسکو
مکذب شریعت نہ ٹھہرایا جاوے تو منکرین حشر اجسام و حدوث
عالم و علم خداوندی متعلق جزئیات کی تکفیر نہی ثابت
نہین ہوتی اسلئے کہ اُن لوگون کی تاویلین بہ نسبت تاویلات اہل حق جو وہ اپنے مذہب کی مخالف نصوص
مین کرتے ہین بعید نہین —

اس شبہہ کے دفع ہونیکی وجہ یہہ ہے کہ بعض نصوص (آیات قطعی الدلالۃ) وہ ہین ایسے ہین
بیشک ظاہری معنی کا مراد ہونا یقیناً معلوم ہو چکا ہے (جیسی آیات حشر و نشر و حدوث عالم جنمین منکرین
تاویلین کرتے ہین) پہر انکی تاویل یقیناً رسول کی تکذیب ہے اور بعض نصوص (آیات ظاہرۃ الدلالۃ)
ان نصوص قسم اوّل کی مخالف ہین یعنی انکی ظاہر معنی کا مراد ہونا یقیناً ثابت نہین ہے جیسی آیۃ
دیدار الہی یا خلق افعال جنمین معتزلہ وغیرہ تاویل کرتے ہین انمین تاویل یقیناً آنحضرت کی تکذیب نہین ہے —

قد ظهر ان الكافر اسم لمن لا ايمان
له فان اظهر الايمان خص باسم
المنافق وان طرء كفره بعد الاسلام
خص باسم المرتد لرجوعه عن الاسلام
وان قال بالهين او اكثر خص باسم
المشرك لاثباته الشرك في الالهية و
ان كان متدينا ببعض الاديان
والكتب المنسوخة خص باسم الكتابي

یہہ ظاہر ہو چکا کہ کافر وہ ہے جسکا ایمان نہ ہو پہر اگر وہ
بظاہر اسلام کا دعوی کرتا ہے تو وہ منافق ہے اور اگر اسلام
کی بعد اسپر کفر طاری ہو گیا ہے تو وہ مرتد کے نام سے مخصوص
ہے اور اگر وہ دو معبودون کا قایل ہے تو وہ مشرک کہلاتا ہے
اور اگر وہ سوائے دین اسلام اور دین سماوی یا کتاب منسوخ
کا قایل ہے تو اسکو کتابی کافر کہا جاتا ہے جیسے یہود
و نصاری ہین — اور اگر وہ زمانہ کو قدیم سمجھکر حوادث
عالم کو زمانہ کیطرف منسوب کرتا ہے (یعنی جو ہوتا ہے

کالیہودی والنصرانی وان کان یقول بقدم الدھر واسناد الحوادث الیہ خص باسم الدھری وان کان لا یثبت الباری تعالیٰ خص باسم المعطل وان کان مع اعترافہ بنبوۃ النبی صلعم واظہارہ شعایر الاسلام یبطن عقاید ھی کفر بالاتفاق خص باسم الزندیق۔ وھو فی الاصل منسوب الی الزند اسم کتاب اظہرہ مزدک فی ایام قباد وزعم انہ تاویل کتاب المجوس الذی جاء بہ زرادشت الذی یزعمون انہ نبیھم

سوز اتنا کرتا ہی تو اسکو دہریہ کہا جاتا ہی اور اگر وہ کسی خالق کا قایل نہیں ہے تو وہ معطل کے نام سے مشہور ہی اور اگر وہ آنحضرت کی نبوت کا اقراری ہی اور شعایر اسلام نماز روزہ وغیرہ کو ظاہرا عمل میں لاتا ہے (جیسے آجکل کے بعض† نیچری) پر دل مین ایسے اعتقاد رکھتا ہے جو بالاتفاق کفر ہین (جیسے حضرات نیچریہ کے اعتقادات کہ دوزخ و بہشت جن و ملک بوجود خارجی موجود نہین‡ اور حشر و نشر و حساب و کتاب سے ظاہری معنی مراد نہین ہے اور قرآن بالفاظ و نظم غیب الغیب سے بوسیلہ جبریل مین خارج از ذات نبوی آنحضرت پر نازل نہین ہوا بلکہ آنحضرت نے طبیعت†† سے بنالیا اور بعض آیات‡‡ کو اور مذہب والون کی کتاب سے لیلیا ہے و امثال ذالک) تو ایسا شخص باسم زندیق مخصوص ہی جسکی دراصل نسبت زند کی طرف ہی اور وہ ایک کتاب کا نام ہی جسکو مزدک نے زمانہ قباد مین ظاہر کیا اور یہ کہا کہ اس مین اس کتاب مجوسیون کا بیان ہے جو انکی شعر مین انکا نبی زردشت لایا ہی۔

† بعض کے قید اس لیئے لگائی ہے کہ اکثر بیباک تو انہ مذہب مین داخل ہوتے ہی نماز روزہ وغیرہ احکام اسلام سے استعفا داخل کرتے ہین جسکو اس مذہب کے بانی یا مجدد (آنریبل صاحب بہادر) بڑی خوشی سے قبول کرتے ہین اور ان لوگون کو بایں الفاظ کہ جو کسی حکم مذہبی کو نمانے وہ بلاشبہ مسلمان ونا جی ہے) آزادی دینیا کی کا سارٹیفکٹ دیتے ہین دیکھو پرچہ تہذیب ماہ ذی قعدہ ۱۲۹۶ھ۔

‡ دیکھو اشاعۃ السنۃ نمبر ۲ جلد ۳ صفحہ ۳۲ جسمین ان اعتقادات کے مواضع تفصیل کا ذکر ہے۔

†† دیکھو تہذیب ماہ ربیع الاول ۱۲۹۷ھ ونمبر ۳ جلد و صفحہ ۳۱ جنکی عبارتین عنقریب منقول ہونگی۔

‡‡ دیکھو تفسیر جلد ۱ صفحہ ۹ جسمین آپنے یہ مانا ہے کہ بسم اللہ مجوس کی کتاب سے آن حضرت نے لے لی ہے۔

قال البحث السابع في حكم مخالف الحق
من اهل القبلة في باب الكفر والايمان
ومعناه ان الذين اتفقوا على ما هو
من ضروريات الاسلام كحدوث
العالم وحشر الاجسام وما اشبه ذلك
واختلفوا في اصول سواها كمسئلة الصفات
وخلق الاعمال وعموم الارادة وقدم
الكلام وجواز الرؤية ونحو ذلك مما
لا نزاع في ان الحق فيها واحد هل يكفر
المخالف للحق بذلك الاعتقاد وبالقول
به ام لا والا فلا نزاع في كفر اهل
القبلة المواظب طول عمره على الطاعات
باعتقاد قدم العالم ونفي الحشر ونفي
العلم بالجزئيات ونحو ذلك وكذا بصدور
شيء من موجبات الكفر عنه - اه ملخصاً

بحث ہشتم اُن لوگوں کی حکم مین ہی جو اہل قبلہ ہو کر حق کے
مخالف ہین کہ آیا وہ لوگ کافر ہین یا مومن - اس بحث
کا مطلب یہ ھی کہ جو لوگ ضروریات اسلام (اعتقاد
حدوث عالم وحشر اجسام اور اُسکے نظایر) پر اتفاق
رکھتے ہین اور انکے سواء اور اصول مین اہل حق کے
مخالف ہین (جیسے مسئلہ صفات باری اُسکا عرش
پر ہونا دیکھنا سننا بولنا وغیرہ) اور مسئلہ خلق اعمال
اور خدا کی ارادہ کا عام ہونا اور خدا کی کلام کا قدیم
ہونا اور خدا کی دیدار کا جائز ہونا اور مثل انکی اور مسایل
جنمین اہل سنت کی نزدیک بالاتفاق حق صرف وہی
بات ہی جو اہلسنت کے نزدیک ثابت ومقرر ہی ان لوگوں
کی نسبت یہ بحث ہے کہ آیا یہ مومن ہے یا کافر ہین
ورنہ ایسے شخص کے کفر مین کوئی بحث ونزاع نہین
جو اہل قبلہ کہلاوے اور عمر بھر طاعات (نماز
روزہ وغیرہ) پر مداومت کرے ومع ذلک عالم
کو قدیم جانے اور حشر اجسام کی نفی کرے یا علم خدا متعلق جزئیات کو اٹھاوے یا مثل اُسکے
اور اعتقاد رکھتا ہو جو بالاتفاق کفر ہین ایسا ہی اُس شخص کے کفر مین بحث ونزاع نہین جس
سے ایسا فعل یا قول سرزد ہو جو بالاتفاق کفر کا موجب ہو (جیسے کوئی خدا ورسول کو گالی دے یا
نبی کو قتل کرے یا اور وجہ سے اُسکی اہانت کرے یا مسجد کو گراوے (بنارس کی مسجد کو نہ سمجھیگا)
اور بجائے اُسکی کوئی بتخانہ یا پاخانہ یا کوئی اور عمارت کسی صاحب کی یادگار بنا دے یا کسی فرض قطعی
سے انکار کرے یا حرام قطعی کو (جیسے خنزیر) حلال بتا کر نوشجان کرے یا بُت کی آگے سجدہ کرے یعنی

ایسے افعال و اقوال و اعتقادات والے اشخاص بالاتفاق کافر ہیں اگرچہ کلمہ گو ہوں اور معہ ذالک نماز روزہ وغیرہ ظاہری طاعات کی بھی التزام ہوں شرح مقاصد کا مطلب بزیادۃ تشریح و تمثیل تمام ہوا ایسا ہی اور کتب عقاید میں مرقوم ہے۔

ان **شہادات** و تصریحات اکابر اہلسنت سے خوب **ثابت** ہوا کہ جو اہلسنت نے لا نکفر احدا من اہل القبلۃ کہہ رکھا ہے وہ بہت خاص کر انہی اسلامی فرقوں کی نسبت کہا ہوا ہے جن کو اصول اسلام پر اتفاق ہے یہہ قول انکا ایسا عام و غیر محدود نہیں ہے جسمیں ہر کلمہ گو منافق ہو خواہ زندیق یا مرتکب کفر یا ملتزم امور مستلزمہ کفر کا داخل و شامل ہونا ممکن ہوا اسکو ایسا عام سمجھنا پرلے درجہ کی نافہمی ہے اور اسکے اصلی معنی سمجھکر اس عموم پر اسکو حمل کرنا ابلہ فریبی اور دہوکہ دہی ہے۔

یہہ تائید اعتراض سوم و چہارم کے متعلق اخیر کلام ہے جسکے اتمام سے بخوبی ثابت ہوا کہ جو کچہہ آپنے اعتراض اول و سوم و چہارم کیا ہے وہ سراسر دہوکہ و مغالطہ ہے۔ اب رہا **جواب آپکا اعتراض دوم** کا سو یہہ ہے کہ امام صاحب نے تو صرف انکار حشر اجسام میں دین کا ضرر بتایا ہے۔ مطلق بحث حشر اجسام کو جسمیں حشر اجسام کا اثبات اور اسکی حقیقت ذاتی اور وجود اصلی کا بیان ہو مضر دین نہیں فرمایا آپ کا مطلق بحث سے ممانعت اور اسمیں تجویز مضرت کو امام صاحب کی طرف نسبت کرنا **طرفہ افترا**۔ اور پہر اس **طرفہ** پر یہہ طرہ کہ امام صاحب تو بحث حشر و نعیم و آلام بہشت و دوزخ سے منع کرتے ہیں اور ہم (خود بدولت جناب سید احمد) اس قسم کی بحثیں کرتے ہیں اور منکرین و متردّدین کو ان اشیاء کی حقیقت سمجہا کر انکو اسلام پر قایم کرتے ہیں پہر ہم دونوں میں کون شخص دین کا نفع رسان ہے اور کون ضرر رسان ہے؟ پرلے درجہ کی دلیری ہے جو یہہ مصرع یاد دلاتی ہے

ع چہ دلاور است دزدے کہ بکف چراغ دارد ؛ آپ کوئی ایسی بحث کرتے جسمیں اسلام کی کسی بات کی اصلی حقیقت جو شارع کے نزدیک مقرر ہے بیان کرتے تو یہہ دعوی کرتے ہوئے زیب دیتا **آپ نے** تو اسلام کی کسی ایک بات کی اصلی حقیقت کو قایم نہیں رہنے دیا جس بات پر ہاتہہ ڈالا اُسی کی حقیقت کو نیست و نابود کر دیا اور اس کو تاویل و تحریف غیر حقیقت پر

محمول کیا - پس یہہ دعوی آپ کے مونہہ سے کب زیب دیتا ہے - اِس امر کی تفصیل خدا نے چاہا تو اشاعۃ السنہ کی دو چار جلدون مین ہوگی - اسمقام مین اسکی **تمثیل** پر اکتفا کرتا ہون اور آپ کے معتقدین اور عامہ ناظرین کو آپ کے حقایق بیانی و سچی اسلام نفع رسانی پر آگاہ کرتا ہون -

پس واضح ہو کہ اصول اسلام و امہات عقاید و ایمان یہہ ہین کہ (۱) خدا کو بجمیع صفات کمال ماننا اور (۲) رسول کو برحق جاننا (۳) خدا کی کتابون پر ایمان لانا اور (۴) اُسکے ملایکہ کو ماننا (۵) مرنیکے بعد اُٹھنے پر یقین رکہنا -

اِن عقاید کا اصول اسلام سے ہونا نصوص قطعیہ کتاب و سنت سے ثابت ہی اور لڑکون تک جو اُستانی جی سے صفت ایمان مجمل و مفصل سیکہی ہون معلوم ہے -

پس اب دیکہنا چاہیئے کہ ان اصول مین آپ نے کیا حقیقت بیان کی ہے - اسی سے بقیہ اسلام مین آپکی حقیقت بیانی و سچی اسلام نفع رسانی کا بخوبی اندازہ ہو سکتا ہے بحکم ؎ قیاس کن ز گلستان من بہار مرا - ہمارا تو یہہ خیال ہے کہ اِن اصول مین سے جس اصل کو آپنے ہاتہہ مارا ہے اُسکی حقیقت کو نیست و نابود کر دیا ہے اور بجائے اسکے اپنی خانہ ساز حقیقت کو کہڑا کر دیکہایا ہے - آیندہ ناظرین کو اِس خیال کا صحیح یا غلط ہونا تفصیل ذیل سے معلوم ہو سکتا ہے

ایمان باللہ کی نسبت آپکی حقیقت بیانی

حقیقت ذات باری تعالی آپ نے ایسی بیان کی ہو کہ اسکو اندہون کا ہاتہی بنا دیا ہے جیسے اندہون کے ہاتہی مین سے جو کچہہ کسی اندہے کے ٹٹولنے مین آتا ہے وہی ہاتی قرار پاتا ہو ویسی ہی جو کچہہ خدا کی نسبت کسی کے خیال‡ مین آوے (کہ وہ بیچون و بیچگون ہے یا بڑے سر کا یا سیکڑون سر کا یا بہت بڑی

† دیکہو خاتمہ سورہ بقر مین امن الرسول بما انزل الیہ من ربہ والمؤمنون کل آمن باللہ وملائکتہ ۴ اور رکوع ۲۰ سورہ نسار مین ومن یکفر باللہ وملایکتہ وکتبہ ورسلہ والیوم الاخر ۴ - ‡ دیکہو تہذیب ماہ رجب ۱۲۹۷ھ ص ۵۵ جسکے بعض فقرات اشاعۃ السنہ نمبر ۲ جلد ۳ مین نقل ہو چکی ہین اور بعض فقرات اسمقام مین نقل کئے جاتے ہین - اسمین آپ فرماتے ہین اسمین شک

پیٹ کا یا بہت سی بانہا کا یا نہایت ہیبت ناک خونخوار بڈ نکالے ہوئے یا نہایت خوبصورت دلہن وہی آپ کے نزدیک خدا کی حقیقت ہے اسلئے کہ آپ کے زعم میں ان خیالات مختلف کیطرف انسان کو طبیعت (یعنی نیچر) رہنمائی کرتا ہے اور نیچر کی رہنمائی عین خدا کی رہنمائی ہے۔ پس جو کچھ کسیکو خدا کی نسبت سوجھا ہے وہ آپ کے نزدیک خدا کی طرف سے سوجھا ہے اور وہی خدا کی حقیقت ہے۔ پس آپ کے نزدیک اس خیال کا ماننا خدا کا ماننا ہے اور اس صورت خیال کا پوجنا خدا کا پوجنا ہے بلکہ اس خیالی صورت کا بت یا کوئی نقشہ بنا لینا اور اُسکی پرستش کرنا عین پرستش خدا ہے اور جو خدا پرستوں (انبیا) نے قبلہ بنایا ہے یا کوئی نشان کھڑا کیا ہے وہ بھی کام کیا ہے اور اسی خیال پر مبنی ہے اس بیان حقیقت ذات الٰہی کے ضمن میں آپنے حقیقت عبادات جو نبیوں سے وقوع میں آئی اور اسکی جہات و مکانات کی تقریر ہوئی ہے نیز بتادی ہے اور یہ بات جتادی ہے کہ انبیاء علیہم السلام بھی بت پرست تھے جو بنام بہانہ خُدا پتھروں کی پرستش کرتے رہے۔ سبحان اللہ حقیقت بیانی اسی کا نام ہے۔ اور بیخ اسلام نقع رسانی اسمیں تمام ہے۔

نہیں کہ ایک اعلیٰ قوت کے وجود ہونیکا خیال ہر ایکو کچھ ہی نہ ہیں کیوں (یعنی خدا کہو یا نیچر کہو) انسان میں ایک امر فطرتی ہے یہہ بھی ایک لازمی امر ہے۔ کہ اس اعلیٰ قوت کے قرار دینے میں اختلاف واقع ہوا کوئی تو ان ہی موجودات اور مخلوقات میں سے کسی کو وہ اعلیٰ قوت سمجھا اور کوئی کسی خیالی وجود کو جسکا نقشہ خود اُس نے اپنے خیال میں بنایا ہو وہ قوت اعلیٰ قرار دے اور کوئی ایسے لا معلوم اور بیچون و بے چگون قوت کو جو ان سب کی علۃ العلل ہے وہ قوت اعلیٰ سمجھے۔ * * * * * * * یہی خیال رفتہ رفتہ مذہب بنجاتا ہے۔

* * * یہہ بھی انسان کا ایک امر طبعی ہے کہ صرف خیالی چیز سے نہ اسکو محبت ہوتی ہے نہ اسکی طرف توجہہ ہوتی ہے پوری توجہہ تب ہوتی ہے جبکہ اس خیالی شے کا کوئی نشان اصلی یا فرضی اسکے سامنے ہو۔ اس فقرہ کا اخیر اشاعۃ السنۃ میں جلد ہذا میں منقول ہے جسمیں خوب وضاحت سے حضرات انبیا ابراہیم و اسحٰق و یعقوب و محمد الرسول اللہ سلام اللہ علیہم اجمعین کا بنام بہانہ خدا پتھروں کو پوجنا آپنے بیان کیا ہے۔

حقیقت صفات باری تعالی آپ نے ایسی بیان کی ہے جس سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ آپکے نزدیک خدا تعالی ایک حاکم معزول کی مانند (جیسے غدر سے پہلے دہلی کا بادشاہ تہا اور اسوقت ٹونک کا معزول نواب ہے۔ جو برائے نام بادشاہ نواب کہلاتا اور حکمرانی مین جو لوازم بادشاہی سے ہے دخل نہ رکہتا) محض معطل و بیکار ہے و منصب خداوندی (تصرف عالم) نیچر کے سپرد ہے آپ کی تحقیق کے رو سے صدور عالم (اجسام و طبائع) تو ایک دفعہ خدا سے (جبرًا لا اختیارًا) ہو چکا ہے مگر اب خدا تعالی کو اس عالم مین تصرف و تبدل کا اختیار نہین رہا۔ مثلاً خدا نے † اگ کو جلانیوالی اور پانی کو بہجانیوالا پیدا نو کر دیا مگر اب اگر وہ آگ سے پانی کا اور پانی سے آگ کا کام لینا چاہے تو اُسپر اسکو قدرت و اختیار نہین ہے یا مثلاً خدا نے آدم کے بعد انسان کی پیدایش نطفہ نر سے کی ہے۔ اسمین اگر خدا تعالی یہہ تصرف کرنا چاہے کہ بے نُطفہ نر ایک کنواری کے پیٹ سے بچہ پیدا کرے (جیسے بزعم اہل اسلام و اہل کتاب ‡ مریم علیہا السلام سے عیسٰی علیہ السلام ہوئے) یا مٹی مین روح پہونک کر اُسکو انسان بناوے (جیسے آدم علیہ السلام ہوئے) یا نباتات کیطرح زمین کو پہاڑ کر اُسمین سے انسانون کو نکال دے (جیسے بزعم اہل ایمان قیامت کو ہوگا) تو خدا اسپر قادر نہین ہے۔

یہہ تحقیق معزولی و بیکاری باری تعالی آپکے جملہ تحقیقات کا اصل اصول ہے۔ اور آپکے مذہب نیچری و تفسیر نیچری از سرتا پا اسی تحقیق پر مبنی ہے۔

---

† تہذیب بابۃ رجب ۱۲۹۶ مین بضمن بیان اصول قدیم و جدید کی آپنے فرمایا ہے اصول قدیم یہہ ہے کہ خدا کی عظمت و قدرت اسمین کہ وہ پانی سے آگ کا اور آگ سے پانی کا کام لیسکتا ہے۔ جدید اصول یہہ ہے کہ اسمین خدا کی قدرت اور عظمت و صنعت مین بٹہ لگتا ہے۔ یہہ کلام باعلی ندا منادی ہے کہ سلسلہ حوادث و کائنات نیچر کی سپرد ہے۔ اور خدا کو اُسمین تغیر و تبدل کا اختیار نہین ہے یا یون کہو کہ یہہ تغیر و تبدل خدا کی ۔۔۔

‡ آپکے پرائیوٹ تحریرون سے جو تمام معتقدین حوارین صادر ہوئی ہین ہمکو معلوم ہوا کہ آپنے مسیح کی پیدائش یوسف نجار کے نُطفہ سے تجویز کی ہے اور یہہ بات تفسیر مین تحریر مین لکہدی ہے۔ مگر ابہی تک وہ جلد تفسیر جسمین آپنے مریم علیہا السلام پر یہہ بُہتان لگایا ہے ہمارے پاس نہین پہنچی پہنچی تو دیکہین اسمین کیا کیا گل کہلائے ہین۔

اور **حقیقت ایمان** باللہ آپ نے یہہ ٹھہرائی ہی کہ جو شخص کسیکے دل میں خدا کی وجود (جس طرح پر کہ اُس نے
ٹھہرالیا ہو بیچون و بیمثل یا بت کی شکل) کا خیال ہے وہی خیال ثبوت ایمان کے لئے کافی ہے۔ گو
مونہہ سے اس خیال کا بھی اقرار نہ ہو بلکہ برملا اُس سے انکار اور اُس انکار پر اصرار پایا جاوے اور اگر اُس
خیال کا کوئی زبان سے اقرار کرلے اور لا الہ الا اللہ کہدے تو پہر تو وہ جو جی† چاہے سو کرے۔
خدا کی تکذیب کرے رسول کی توہین کرے مسجد کو گرادے مصحف کو جلا دے زنا ہیں لے بت
کے آگے سجدہ کرے خنزیر کو حلال بتا دے حلال کو حرام ٹھہرا دے اسکی ایمان اور نجات میں کوئی
شک و شبہہ نہیں ہے۔

---

† یہہ بات آپ کے اقوال اور اصول میں جا بجا موجود ہے اسی مضمون النظر فی التفرقة بین الاسلام والزندقة (جسکی جواب میں آ
ہمارا قلم جاری ہی) کی اس عبارت کو دیکھو جو بذیل تائید اعتراض سیوم و چہارم نمبر ۸ میں بصفحہ ۲۲۵ منقول ہو چکی ہے۔
اور اسی مضمون کی دوسری عبارت نمبر ہذا میں بصفحہ ۲۵۹ آویگی۔
مگر کمال افسوس و تعجب کا مقام ہی کہ آپ نے مضمون دافع البہتان میں (جسکو ہم اسم بہتان بتا ... اسکی تفصیل و بیان کا ارادہ
رکھتا ہوں) اس سے انکار کیا ہے اور ان باتوں کے قایل و معتقد پر لعنتوں کا مینہہ برسایا۔ چنانچہ تہذیب الاخلاق ۱۲۹۶ھ نمبر ۱ جلد ۵
میں کتاب تائید الاسلام تالیف جناب مولانا سید علی بخش خان صاحب اپنی نسبت یہہ **الزام** نقل کیا ہے کہ سید احمد خان بانیچیری
کی مذہب میں کوئی فعل اگرچہ شعار کفر میں سے کیوں نہ ہو مثلاً انکار کرنا نبوت انبیاء سابقین کا یا کتب سماویہ سابقہ کا یا وجود ملائکہ
کا یا معاذ اللہ قرآن شریف کا عمداً بول و براز میں آلودہ کرنا یا پھینک دینا یا حلال کو حرام اور حرام کو حلال ٹھہرانا یا کسی نبی کو
معاذ اللہ گالی دینا یا بہشت و دوزخ اور قیامت آنیکا منکر ہونا یا ضروریات دین کا انکار کرنا کسی آدمی کو کافر نہیں بناتا
پہر اسکے **جواب** میں بذیل ایک الزام کے لعنة اللہ علی قایلہ و علی معتقدہ فرمایا ہے اور آٹہہ دفعہ یہہ کلمہ زبان قلم کیا اور
تعجب پر تعجب کا محل یہ ہے کہ اسی مقام میں یہہ بھی فرمادیا ہے کہ بت کے آگے سجدہ کرنا اور زنا ہیں لینا ہمارے
نزدیک کفر نہیں ہے اور یہہ نہیں سوچا کہ ان افعال میں جنکے قایل و معتقد پر ہمنے لعنتوں کا مینہہ برسایا ہے اور
بت کے آگے سجدہ کرنے اور زنا ہیں لینے میں کیا فرق ہے جسکے روسے ان افعال کے مستلزم کفر ہونیسے انکار کیا
گیا ہے اور بت کے آگے سجدہ کرنیکا مستلزم کفر نہ ہونا تسلیم کر لیا معلوم نہیں۔

حقیقت رسول اور وحی و نبوت آپنے ایسی بیان کی ہے کہ اسمین نبی کو بن ٹڑے ہے شاعر اور بے سیکہے سکہائے گانے ناچنے والی رنڈی - اور مادرزاد مسخری زٹلی اور چیلی خونخوار قاتل و موذی

† تہذیب ماہ ربیع الاول ۱۲۹۵ھ مین آپ فرماتے ہین جسطرح کہ انسان مین اور قوائے ہین اسیطرح ملکہ وحی والہام بھی ایک ہے - × × × یہہ ملکہ ایک آلہ انکشاف علوم وحقایق اشیاء کما ہی ہے - اور اسلئے اسکا تعلق کسی خاص علم یا فنی پر منحصر نہین ہی ملکہ ہر ایک سی جداگانہ اور مستقل تعلق رکہتا ہی اور بلحاظ اپنے تعلق کے اسی علم یا فنی کے ساتہہ وہ ملکہ منسوب یا موسوم ہوتا ہے جیسیکہ ملکہ حکمت یا ملکہ طب ملکہ شاعری ملکہ حدادی ملکہ موسیقی ملکہ رقاصی وعلی ہذالقیاس انسان جبکہ انسان کی نیچر پر غور کرتا ہے تو اُسکی چار حالتین پاتا ہے ایک وہ حالت جو اُسکو تربیت وصحبت وتمدن واخلاق سے حاصل ہوتی ہے جسکو **کانشنس** کہتے ہین دوسری وہ حالت جو اسکو کسی علم یا ہنر مین ترقی کرنیسے حاصل ہوتی ہے جو اس علم کے ملکہ سے تعبیر کیجاتی ہے - تیسری حالت یہہ ہے کہ جب کسی علم وہنر مین غور کرتا ہے اور کوئی مسئلہ حل کرنا چاہتا ہی اور اسکی علمی واکتسابی قوت اسکے حل سے عاجز ہوجاتی ہے تو اُسکے دل مین دفعتہً ایک بات آجاتی ہے جسکو وہ نہین جانتا کہ کہان سے آئی اسطرح دل مین آئی والی بات کو **وحی والہام** کہتے ہین (یہہ تینون حالتین آپکی کلام سے بالمعنی نقل ہوئی ہین) چوتہے حالت انسان مین ہم ایسے پاتے ہین جسکی بناء اکتسابی علوم پر قایم نہین ہوسکتی بلکہ اس شخص کے نیچر پر قایم ہے - ایک جاہل شخص کو جو علم سے واقف ہی نہ عروض سے نہایت عمدہ شاعر پاتے ہین بڑا ادیب دیکہتے ہین اَن پڑہ اور بے علم لوگون نے ایسے دقیق مسایل اخلاق بیان کیے ہین جنکو حال کی ترقی یافتہ دُنیا کے ہی تعجب سی دیکہتے ہین × × × × × × ×

پس اسطرح دلمین ٹپہ نیوالی بات کو ہم وحی والہام کہتے ہین اسمین کچہہ شک نہین کہ وہ پڑتی نہین بلکہ اُچہلتی ہے مگر جب اُسکی اچہلنے کی اسباب ہم نہین پاتے اسکو **القا** کہتے ہین - ہمنے الہام کو خالی نلی مین پانی بہرنا نہین مانا بلکہ فوارہ کیطرح اُسمین سے اُچہلنا مانا ہے گو کہ اُسکے لئے خفیف تحریک ہوئی ہو ایسے لوگ بہی ہوئے ہین جنہون نے اپنی حالت کو سوچا اور دوسرون کیحالت کو دیکہا اور ایک اثر اُنکے دلمین پڑا جسمین سے اُنہون نے تربیتی اور سوشیلی اثر دون پہ غلبہ پایا - اس دلمین ٹپہ نے والی شئے کو ہی ہم **الہام** اور **وحی** کہتے ہین اگر وحی اور الہام نہ تہا تو اور کیا تہا جینے کالون اور لوتھر کے دل کو اس پرانے راستہ سی پہیرا اس فقرہ کا خبیر

پیغام یا احکام بواسطہ ملایکہ خارج از وجود انسان آدمی کیطرف بھیجتا ہے جیسے دنیا کے بادشاہ اپنے حکم احکام ایلچیوں کے ذریعہ سے اپنے وزیروں اور امیروں کی طرف بھیجتے ہین - بلکہ نبوت

اسیطرح ملکہ نبوت بھی اسی سے علاقہ رکہتا ہے یہہ بات کچھہ ملکہ نبوت پر موقوف نہین ہے ہزاروں قسم کے جو ملکات انسانی ہین بعض وقعہ کوئی خاص ملکہ کسی خاص انسان مین ازروی خلقت وفطرت کی ایسا قوی ہوتا ہے کہ وہ اسی کام کا امام یا پیغمبر کہلاتا ہے - لوہار اپنے فن کا امام یا پیغمبر ہوسکتا ہے - شاعر بھی اپنے فن کا امام یا پیغمبر ہوسکتا ہے - ایک طبیب بھی فن طب کا امام یا پیغمبر ہوسکتا ہے مگر جو شخص روحانی امراض کا طبیب ہوتا ہے اور جسمین اخلاق انسانی کی تعلیم وتربیت کا ملکہ بمقتضائے اسکی فطرت کے خدا سے عنایت ہوتا ہے وہ پیغمبر کہلاتا ہے اور جسطرح کہ اور قوائے انسانی بمناسبت اُسکے اعضا کے قوی ہوتی ہین اسیطرح یہہ ملکہ بھی قوی ہوجاتا ہے اور جب ایسی پوری قوت پر پہنچ جاتا ہے تو اُس سے وہ ظہور مین آتا ہے جو اُسکا مقتضا ہوتا ہے جسکو عرف عام مین بعثت سے تعبیر کرتے ہین - خدا اور پیغمبر مین بجز اس ملکہ نبوت کے جسکو ناموس اکبر کہتے ہین اور زبان شرع مین جبرئیل کہتے ہین اور کوئی ایلچی پیغام پہنچانیوالا نہین ہوتا اسکا دل ہی وہ آئینہ ہوتا ہے جسمین تجلیات ربانی کا جلوہ دکہائی دیتا ہے اسکا دل ہی وہ ایلچی ہوتا ہے جو خدا پاس پیغام پہنچاتا ہے اور خدا کا پیغام لیکر آتا ہے وہ خود ہی مجسم چیز ہوتا ہے جس مین سے خدا کی کلام کی آوازین نکلتی ہین وہ خود ہی کان ہوتا ہے جو خدا کی بے حرف وبیصوت کلام کو سنتا ہے خود اُسکی دل سے فوارہ کی مانند وحی اُٹھتی ہے اور خود اُسی پر نازل ہوتی ہے اُسکا عکس اُسکے دل پر پڑتا ہے جسکو وہ خود ہی الہام کہتا ہے اُسکو کوئی نہین بلواتا بلکہ وہ خود بولتا ہے ہم بطور تمثیل کے گو وہ کیسی ہی کم رتبہ ہو اسکا ثبوت دیتے ہین ہزاروں شخص ہین جنہون نے مجنونوں کی حالت دیکھی ہوگی وہ بغیر بولنے کے اپنے کانوں سے آوازین سنتے ہین تنہا ہوتے ہین مگر اپنی آنکھوں سے اپنے پاس کسیکو کھڑا

نکہ اس کامل ترقی پر ہوتی ہے اسمین وہ ملکہ خلقی ہوتا ہے اور اسلئے جب وہ کسی ایسی بات پر غور کرتا ہے جو اخلاق سے یا یون کہو کہ دین سے متعلق ہے اُسکے دل مین وہی بات پڑتی ہے جو نہایت سچی اور سیدھی ہوتی ہے اور عین مرضی قانون قدرت کے بنانیوالیکی ہے - اس القاء کے مختلف طریقے قانون قدرت کے بموجب ہین جنکو ہم دوسری زبان مین وحی اور الہام اور روع فی النفس کے الفاظ سے تعبیر کرتے ہین - حاشیہ علی الحاشیہ

اور وحی ایک فطرتی اور جبلی امر ہے جسکی حقیقت یہہ ہے کہ خدا نے نبی کی جبلت وطبیعت اور دل ودماغ وغیرہ کی بناوٹ ایسی کر رکھی ہے کہ جب وہ کسی نیک یا بد امر مین غور وفکر کو کام مین لاتا ہے اور اسکے حسن وقبح کیطرف ادراک وعقل کو دوڑاتا ہے تو اسکے دل سے اسکے دماغ سے اسکی طبیعت سے اس امر کی نسبت ایسی بات اٹھتی ہے جو سچی اور نتیجہ کے مطابق ہوتی ہے اور کبھی وہی دل سے اٹھنے والی بات ایک کلام موزون ومرتب ہوکر اسکو سنائی دیتی ہے اور کبھی وہی دل کی بات بصورت انسان وغیرہ متشکل ہوکر دکھائی دیتی ہے۔ اور اسکے منہہ سے وہ آواز نکلتی معلوم ہوتی ہے۔ اور حقیقت مین نہ کوئی کلام ہے نہ کوئی متکلم ہے جو ہے اسیکا خیال ہے اسیکا دل ہے اسکی طبیعت ہے۔ اس بات کی دل سے اٹھنے کو القا والہام کہتے ہین اس نظر سے کہ وہ دل سے اٹھکر بیرالٹ کر اسی پر گرتی ہے اور کلام کو جو اسکی خیال نے بنائی ہے کلام الہی کہتے ہین اور اس صورت کو جو اسکے خیال کو دکھائی ہے فرشتہ کہتے ہین۔ اس کلام کی طبیعت سی بنا لینے کی قوت کو ملکہ نبوت کہتے ہین اور اس قوت کی حد کمال کو پہنچ جانیکا بعثت نام رکھتے ہین۔

یہہ ملکہ نبوت نبی مین ایسا ہے جیسا اس شاعر مین شعر کہنے کا اور اس رنڈی مین ناچنے اور گانے بیجانے کا اس زٹلی مین زٹل کا اس قاتل مین قتل کا اس دیوانہ مین خیالی صورتین دیکھنے اور خیالی آوازین سننے کا ملکہ موجود ہوتا ہے۔ پس جیسا اس قاتل خونخوار کی کھوپری کی بناوٹ مین قتل کا ملکہ ہے اور وہی ملکہ اس خونریزی کا حکم دیتا ہے اس خونریزی کی نسبت سوائے تقاضائے

ہوا باتین کرتا ہوا دیکھتے رہین وہ سب انہین کے خیالات ہین جو سب طرف سے بیخبر ہوکر ایک طرف مصروف اور اسی مین مستغرق ہین۔ پس وحی وہ چیز ہے جسکو قلب نبوت پر بسبب اس فطرت کے۔ سید خیالش نے نقش کیا ہے تو انتقاش قلبی کبھی مثل ایک بولنے والی آواز کے انہی ظاہر کانون سے سنائی دیتا ہے اور کبھی وہی نقش قلبی دوسری بولنے والی کی صورت مین دکھائی دیتا ہے مگر بجز اپنے آپکے نہ وہان کوئی آواز ہے نہ بولنے والا۔ وہی قوت نا موس اکبر ہے اور وہی قوت جبرئیل پیغامبر ہے یہہ بعینہ کلام آنر ایبل کا ہے جو بالاختصار نقل ہوا اور جو الفاظ محذوف ہوئے ہین وہ زائد از مطلب تہا ور حذف سے اصل مطلب مین [illegible] ہوا جسکو شک ہو وہ اصل کتاب کو دیکھ لے اور نقل کو اصل سے مطابق کر لے —

اِس ملکہ اور قوت کی کوئی خاص پیغام یا حکم خدا کا کسی خارجی فرشتہ کے ذریعہ سے اُسکو نہین پہنچتا اور علیٰ ہذا القیاس اِس شاعر مین شعر کا ملکہ ہے اور وہی ملکہ اُسکو شعر کہنے کا حکم دیتا ہے اِسکے سوائے کوئی خاص پیغام خداوندی کے مضمون شاعرانہ کا متضمن بواسطہ خارجی فرشتہ اُسکو نہین پہنچتا۔ اور اِس رنڈی نا آموختہ مین ناچنے اور گانے کا ملکہ ہے جو اسکو ان افعال پر باعث ہوتا ہے اس کے سوا کوئی خاص ذریعہ سے خدا کی طرف سے اُسکو گانے ناچنے کا حکم یا طریق القا نہین ہوتا۔ اور زٹلی مین بھی زٹل کا مادہ ہے جو اُسکو زٹل سکہاتا ہے بلا واسطہ اِس مادہ کے اور طریق سے خُدا اسکو زٹل کا حکم نہین بہیجتا۔

ایسا ہی بعینہٖ نبی کا حال ہے کہ اُسکے دل اور دماغ اور کہوپری کی بناوٹ مین اشیاء کے حلال وحرام کرنیکا ملکہ رکھا ہے اور وہی ملکہ اُسکو حلال اور حرام بتانیکا حکم دیتا ہے کسی چیز کے حلال وحرام کرنیکے وقت کوئی خاص پیغام یا حکم خداوندی کسی خارجی فرشتے کے ذریعہ سے اُس کو نہین پہنچتا۔ اور جیسا شعر کا ماخذ و مخزن بجز لوح طبعیت شاعر اور نہین ہوتا اور بوقت نظم شعر شاعر اپنی ہی طبعیت کیطرف توجہ کرتا ہے اور مضامین سوچتا ہے تو اُسکے دل ہی سے اسکے ولپر مضامین کا القا ہوتا ہے اور من حیث لا یشعر خدا کی طرف سے بنا بنایا شعر کسی فرشتے کے ذریعہ سے اُسکو نہین پہنچ جاتا اور راگ کا مخرج بجز طبعیت گانے والی کے اور نہین ہوتا اور گانے کے وقت اُسکی طبعیت ہی سے طرح طرح کی آوازین نکلتی ہین وہ آوازین اور راگ بنے بنائے خُدا کیطرف سے کسی اَور ذریعہ سے نہین پہنچتی وقس علیٰ ہذا **ایسا ہی** مذہبی احکام حلال وحرام کا مخرج و مخزن بجز لوح طبعیت نبی کے اور نہین ہوتا اور جب نبی کسی چیز کے حلال یا حرام یا واجب یا صحیح غیر صحیح ہونیکی نسبت کچہہ سوچتا ہے تو اسکا دل ہی اِن اشیاء کا حلال یا حرام یا واجب ومباح ہونا بتا دیتا ہے اور یہہ عبارتین بنا دیتا ہے۔ یسئلونک عن الخمر والمیسر قل فیھما اثم کبیر† یسئلونک عن الیتٰمٰی قل اصلاح لھم خیر یسئلونک عن المحیض قل ھو اذی

† لوگ تجہی شراب اور جوئے کا حال پوچہتے ہین تو کہدے انمین بڑا گناہ ہے۔

وعلی ہذا القیاس۔ اور جیسے شاعر کی شعر اور زٹلی کی زٹل کے نسبت کہا جاتا ہے انّ ھذا
الا قول الشاعر او الساحر ایسا ہی نبی کے اس کلام کو جسکو وہ خدا کیطرف سے بتاتا ہے†
کہا جا سکتا ہے انّ ھذا الا قول البشر‡ اگرچہ خدا نے اُس کہنے والے کے حق مین یہہ کہہ
کہا ہے سأصلیہ سقر وما ادریک ما سقر‡‡۔

اس کلام کی نسبت نبی کا یہہ کہنا کہ یہہ خدا کا کلام ہے جو جبرائیل امین خدا کی طرف سے
لایا ہے بعینہٖ بلا تفاوت ہے ویسا ہی ہے جیسے وہ شاعر کہے کہ یہہ شعر خدا کی طرف سے
نازل ہوا ہے اور اسرافیل یا عزرائیل فرشتے نے (جو اس شاعر کے ملکہ سے عبارت ہے جیسے جبرئیل
نبی کے ملکہ نبوت سے عبارت ہے) خدا کی طرف سے پہنچایا ہے اور وہ زٹلی کہے کہ یہہ راگ یا
یہہ آواز جو میرے منہہ سے نکلی ہے خدا کی طرف سے میکائیل یا عزرائیل فرشتے
نے (جو اس زٹلی کے ملکہ موسیقی کا نام ہے) خدا کی طرف پہنچائی ہے وقس علی ہذا۔

نبی کا اس خیالی کلام کو کلام خدا کہنا صرف اسی وجہہ سے ہے کہ جس دل و دماغ سے
وہ کلام پیدا ہوا ہے اسکو خدا نے بنایا ہے اور اس کی بناوٹ کو ایسا کر دیا ہے جس سے
خود بخود یہہ سرزد ہوتا ہے اسی وجہہ شاعر اپنی طبعی شعر اور زٹلی اپنے طبعزاد راگ
کی نسبت بیان کر سکتی ہے کہ خدا نے ہمارے دل و دماغ و طبیعت کو ایسا بنایا ہے جس سے
خود بخود راگ و شعر سرزد ہوتا ہے۔

اور اس کلام کے نسبت نبی کا یہہ کہنا کہ یہہ کلام میں نے جبرئیل امین سے سنا۔۔ اور
اسکی صورت کو آنکھ سے دیکھا اور وہ مجھہ سے ہمکلام ہوا۔

† یہہ تو شاعر یا مجنون کا قول ہے۔

‡ یہہ بجز بشر کسیکا کلام نہین ہے۔

‡‡ شتاب ہم اسکو دوزخ مین ڈالینگے تو جانتا ہے وہ کیا ہے۔

بعینہٖ بلا تفاوت سر موئی ایسا ہے جیسا کوئی پاگل و مجنون بغیر موجود ہونے کسی بولنے والے اور دکھائی دینے والے کے یہہ کہدے کہ مینے اپنے محبوب یا عدو کو اپنے سامنے کھڑا ہوا بولتا ہی دیکھا اور اُس نے مجھے محبّت یا عداوت سے بغل مین دبایا ہے ۔

---

* یہہ طعن و تمسخر کشاف حقایق اسلام آنرایبل سیّد احمد خان علیہ ما یستحقہ کا جناب نبی اسلام محمد رسول

عن عایشۃ امّ المؤمنین انہا قالت اوّل ما بدی بہ رسول اللہ صلعم من الوحی الرویا الصالحۃ فی النوم فکان لا یری رؤیا الا جاءت مثل فلق الصبح ثم حبّب الیہ الخلاء وکان یخلو بغار حراء فیتحنث فیہ وھو التعبد اللیالی ذوات العدد قبل ان ینزع الی اھلہ و یتزود لذلک ثم یرجع الی خدیجۃ فیتزود لمثلہا حتی جاءہ الحق وھو فی غار حراء فجاءہ الملک فقال اقراء فقلت ما انا بقاری قال فاخذنی فغطنی حتی بلغ منی الجہد ثم ارسلنی فقال اقراء فقلت ما انا بقاری فاخذنی فغطنی الثانیۃ حتی بلغ منی الجہد ثم ارسلنی فقال اقراء فقلت ما انا بقاری قال فاخذنی فغطنی الثالثۃ ثم ارسلنی فقال اقراء باسم ربک الذی خلق خلق الانسان من علق اقراء وربک الاکرم ۔

وعن جابر بن عبد اللہ الانصاری قال وھو یحدث عن فترۃ الوحی فقال فی حدیثہ بینا

اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس ارشاد واجب الانقیاد پر چوٹ ہے جو آن حضرت سے صحیح سندون سے مروی ہے کہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ غار حرا مین میرے پاس فرشتہ پہنچا اور اُسنے مجھے (لکھی ہوئی چیز دکھا کر) کہا کہ تو اسکو پڑہ مینے کہا مین پڑہا ہوا نہین ہون تو اُس نے مجھے بغل مین دبایا پھر چھوڑ دیا اور کہا کہ اسکو پڑہ اسیطرح تین بار کیا آخر کہا اقراء باسم ربک الذی خلق خلق الانسان من علق اقراء وربک الاکرم اور آن حضرت نے فرمایا کہ پھر مین ایک دفعہ چلا جاتا تہا کہ ناگاہ مینے آسمان کیطرف سے آواز سُنی جب آنکھ اُٹھا کر دیکھا تو وہی فرشتہ جو غار حرا مین آیا تہا نظر آیا آسمان و زمین کے بیچ مین ایک کرسی پر بیٹہا ہوا پھر مین اُس سے ڈرا اور کانپنے لگا پھر گھر مین آیا تو گھر والون سے کہا زملونی زملونی یعنے مجھے کپڑا اوڑہا دو ۔

یعنی نبی اور مجنون دونون کا یہہ کہنا صرف اپنے خیال کو بتانا ہے نفس الامر اور خارج مین نہ نبی
کے پاس کوئی خارج سے آیا اور نہ اُس نے کوئی کلام سنا ہے نہ مجنون کے پاس کوئی آیا اور نہ

بقیہ انا امشی اذ سمعت صوتا من السماء
فرفعت بصری فاذا الملک الذی جاءنی بحراء
جالس علی کرسی بین السماء والارض فرعبت
منه فرجعت فقلت زملونی زملونی۔
وعن عائشة ام المؤمنین رض ان الحارث بن هشام
سال رسول الله صلعم کیف یاتیک الوحی فقال رسول
الله صلعم احیانا یاتینی مثل صلصلة الجرس وهو
اشده علی فیفصم عنی وقد وعیت عنه ما قال
واحیانا یتمثل لی الملک رجلا فیکلمنی فاعی ما
یقول قالت عائشة رضی الله عنها ولقد رایته
ینزل علیه الوحی فی الیوم الشدید البرد فیفصم
عنه وان جبینه لیتفصد عرقا۔
وعن ابن عباس رض فی قوله تعالی لا تحرک به لسانک
لتعجل به قال کان رسول الله صلعم یعالج من التنزیل
شدة وکان مما یحرک شفتیه فقال ابن عباس
رض فانا احرکهما کما کان رسول الله صلعم یحرکهما
فحرک شفتیه فانزل الله تعالی لا تحرک به
لسانک لتعجل به ان علینا جمعه وقرانه قال جمعه
لک صدرک وتقراه فاذا قراناه فاتبع قرانه

اور آنحضرت صلعم نے بجواب اس سوال حارث بن
ہشام کے کہ آپ کے پاس وحی کسطرح آتی ہے فرمایا ہے
کبھی تو مجھے ایسی آواز کیطرح وحی آتی ہے جیسے گھنٹے
کی آواز ہوتی ہے اور یہہ سب اقسام وحی کی سی مجھہ پر بہت
شاق ہوتی ہے مگر جب وہ ہوچکتی ہے تو جو کچھہ اس نے
کہا ہوتا ہے یہہ یاد ہوجاتا ہے اور کبھی فرشتہ بصورت
انسان میرے سامنے متشکل ہوتا ہے اور بالمشافہ مجھسے
کلام کرتا ہے پس وہ جو کہتا ہے مین یاد کر لیتا ہون
حضرت عایشہ نے نقل کیا ہے کہ مینے آنحضرت کو بحالت
نزول وحی سخت سردیوں مین دیکھا تو آپ کی پیشانی
کو شدت اور بوجھہ وحی سے پسینہ جاری پایا۔
حضرت ابن عباس نے نقل کیا ہے کہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم حضرت جبرئیل سے قرآن سنتے
اور سیکھنے کے وقت بڑی مشقت اٹھاتے
جب حضرت جبرئیل پڑہتے تو آپ ساتھ پڑہنے
لگ جاتے اور ہونٹ ہلاتے اسپر یہہ حکم
نازل ہوا کہ تو بوقت نزول قرآن زبان کو
نہ ہلا۔ اِسلئے کہ اس قرآن کا تیرے سینہ مین
جمع کردینا اور اسکو تیرا پڑہ لینا ہمارے ذمہ ہے

خدا اس نے کچھہ سُنایا ہے - اور نبی کا یہہ کہنا کہ مجھے خدا نے مبعوث کیا ہے اور خلقت کی ہدایت کے لئے بہیجا ہے بعینہ بلا تفاوت سر موئے ایسا ہے جیسے وہ شاعر کہے کہ مجھے خدا نے

فاستمع لہ وانصت ثم ان علینا بیانہ ثم ان علینا ان تقرأہ فکان رسول اللہ صلعم بعد ذلک اذا اتاہ جبرئیل استمع فاذا انطلق جبرئیل قرأ النبی صلعم کما قرءہ - اخرج هذہ الاحادیث کلها الشیخان مسلم والبخاری واللفظ لہ - وعن مسروق قال کنت متکئا عند عائشۃ - فقالت یا ابا عائشۃ ثلث من تکلم بواحدۃ منهن فقد اعظم الفریۃ قلت ما هن قالت من زعم ان محمدا رای ربہ فقد اعظم علی اللہ الفریۃ وقال کنت متکئا فجلست فقلت یا ام المومنین انظرینی ولا تعجلینی الم یقل اللہ تعالی ولقد راہ بالافق المبین ولقد راہ نزلۃ اخری فقالت انا اول من سال ذلک عن رسول اللہ فقال انما هو جبرئیل ع ولم ارہ علی صورتہ التی خلق علیها غیر هاتین مرتین رایتہ منهبطا من السماء الی الارض سادا اعظم خلقہ ما بین السماء والارض اخرجہ مسلم

وعن ابن مسعود انہ قال فی تفسیر قولہ تعالی فکان قاب قوسین او ادنی فاوحی الی عبدہ ما اوحی انہ رای جبرئیل لہ ست مایۃ جناح - اخرجہ الشیخان —

پس جب ہم یعنی ہمارا بہیجا ہوا جبرئیل اسکو پڑہے تو چپکا ہو کر اسکو سُنا کرو پہر اسکا تیری زبان سے بیان ہو جانا ہمارے ذمہ ہے اس حکم کے نازل ہونیکے بعد جب حضرت جبرئیل قرآن لیکر آتے تو آن حضرت چپکے ہو کر سنتے رہتے اور جب جبرئیل چلے جاتے تو آنحضرت اسکو پڑہ کر سُناتے —

اور آنحضرت سے بی بی عایشہ رضی اللہ عنہا نے سوال کیا کہ کیا آپ نے خدا تعالی کو دیکھا ہے چنانچہ اس آیت مین ذکر ہے ولقد راہ نزلۃ اخری تو آپنے فرمایا کہ اسمین جس کے دیکھنے کا ذکر ہے وہ جبرئیل ہے مینے اسکو اصلی صورت پر جسپر خدا نے اسکو پیدا کیا ہے دو ہی دفعہ دیکھا ہے ایک دفعہ معراج مین اور ایک دفعہ اور جسکا اس آیۃ مین ذکر ہے - اور حضرت ابن مسعود نے نقل کیا ہے کہ اس موقع معراج پر آن حضرت نے حضرت جبرئیل کو اصلی صورت پر دیکھا ہے تو آپ کے چھہ سو بازو تھے

اس رویت جبرئیل ع کا قرآن مجید مین بہی دو جگہہ سورۃ نجم اور سورۃ انفطار مین ذکر ہے چنانچہ احادیث مذکورہ بالا مین بعبارت عربی اسکا ذکر ہو چکا ہے جسکی تفصیل عنقریب بصفحہ ( ) آتی ہے -

اس مقام صرف اسی قدر بیان مقصود ہے کہ جن باتون پر آنریبل صاحب نے طعن کیا ہے اُن باتون کو خود جناب رسول اللہ صلعم نے اپنی زبان سے فرمایا ہے آنرایبل صاحب نے آنحضرت کی باتون کو مجنونون کیسے ہذیان کہا ہے نعوذ باللہ

شعر بنانے کے لئے اور گانے والے کہی مجھے خدا نے راگ سکہانے کے لئے بہیجا ہے نبی کا دعوی بعثت صرف اس معنے کرہی کہ خدا نے اسکی قوت و ملکہ نبوت کو اب کامل کر دیا ہے اور ان معنے کر شاعر اور گانے والی کو بہی بعثت کا دعوی پہنچتا ہے۔†

الحاصل آپ کے نزدیک حقیقت نبوت و شاعری و موسیقی و ڈنل بازی و حدادی مین سرموے فرق نہین ہے جیسے یہہ کمالات طبعی ہوتے ہین ایسی ہی نبوت بہی ایک طبعی امر ہے اس مین اور اُنمین فرق ہے تو صرف متعلقات کی نظر سے ہے ان چیزون کو شعر و راگ سے تعلق ہے نبوت کو اخلاق یا یون کہو کہ مذہبی خیالات سے تعلق ہے اور یہہ تعلق و اضافت حقیقت جانبین سے خارج ہے۔ **وبناءً علیہ** آپ کی تحقیقات کی روسے نبی پر ایمان لانا اور اسکا اتباع

† مضمون وحی و الہام آنزایبل صاحب کا جس سے بیان حقیقت نبوت لیا گیا ہے میرے ایک معزز دوست منشی صاحب نے پڑہا تو ہنس کر کہا کہ اگر حقیقت نبوت و وحی یہی ہے جو آنزایبل صاحب نے بیان کی ہے جس سے شاعر اور ڈنلی اور گانے والی رنڈی وغیرہ کا نبی اور صاحب وحی ہونا ثابت ہوتا ہے پہر اونہون نے دعوے نبوت و وحی نہین کیا تو اس تقدیر پر نبیون کی نسبت وہ شاعر و ڈنلی ہی اچہی رہی۔ جنہون نے اپنے خیالات و کمالات کو ظاہری اسباب یا اپنی طبایع اور ملکات کی طرف نسبت کیا بناوٹ و تکلف سے یہہ نہ کہا کہ ہمکو ان خیالات و کمالات کا خدا نے القا کیا ہے یا بواسطہ جبرئیل و میکائیل ہم پر نازل کیا اور انکی نسبت بزعم جناب نبی (معاذ اللہ) بڑے جہوٹے و فریبی ٹہرے۔ جنہون نے ظاہری اسباب کو چہوڑ کر اپنے خیالات کے لئے غیبی اسباب بتائے اور از راہ افترا انکے نام ہی جبرئیل و میکائیل و کتاب آسمانی و نزول وحی ربانی گہڑ لئے۔ لوگون کو دہوکا دیا اور خدا پر افترا کیا اور سیدہی سادی بات کو الٹا کر کے بتا دیا۔ پس اگر آنزایبل صاحب اس بیان مین سچے ہین تو نبی (معاذ اللہ نقل کفر کفر نباشد) جہوٹے ہین اور اگر نبی سچے ہین تو آنزایبل صاحب جہوٹے ہین۔ **راقم** کہتا ہے ہم مسلمان وغیرہ اہل ایمان تو یہی کہتے اور اعتقاد رکہتے ہین کہ نبی سچے ہین اور آنزایبل صاحب جو نبیون کو فریبی و دہوکا باز ٹہراتے ہین) سراسر جہوٹے ہین خدا انکو ہدایت کرے یا اس تکذیب کا ...

[illegible]

کرنا اور اسکو خدا کی طرف سے سمجھنا - اور اسکی ہدایت کے موافق نیک و بد پر کاربند ہونا ایسا ہے جیسے اس شاعر پر شعر مین اور اس زٹلی پر زٹل مین ایمان لانا - شعر و زٹل مین ان کا اتباع کرنا اور شعر پڑہنے اور زٹل سیکھنے پر کاربند ہونا - جیسے انکا اتباع و ایمان صرف مقتضائے + نیچر ہے کسی عذاب یا ثواب اخروی کے خوف و طمع سے نہین ہے ایسا ہی اس نبی کا اتباع و ایمان صرف نیچر کا مقتضائے ہے عذاب و ثواب اخروی کے طمع و خوف سے نہین ہے -

یہی وجہہ ہے کہ نبی کا منکر و احکام و تعلیمات نبویہ کا مکذب و مخالف آپکے نزدیک کافر نہین ہے چنانچہ پرچہ ذیقعدہ مین جسکا ذکر ص۱۹۶ وغیرہ مین ہوچکا ہے آپ کے تصریح موجود ہے یہہ جو کچھہ ہمنے حقیقت نبوت و وحی کے بیان مین آپ کی طرف نقل کیا ہے یہہ آپ کی کلام کا منطوق یا مفہوم ہے اور اصل کلام جناب جس سے یہہ بیان لیا گیا ہے بضمن حاشیہ نقل کردیا ہے - ناظرین اصل کلام جناب کو دیکھین اور جو کچھہ ہمنے اسکا حاصل بیان کیا ہے اسکو اسکے مطابق کرلین -

اور **حقیقت کتب آسمانی** آپ نے ایسی بیان کی ہے کہ انکو زٹلی کے زٹل اور شاعر کے شعر کی جنس سے ترقی نہین دی - انکا کلام خدا ہونا اور بواسطہ ملایک نازل ہونا اور ان پر ایمان لانا جس معنے کر آپ کے نزدیک محقق ہے - اسکی تشریح و تفصیل بیان حقیقت وحی و نبوت مین گذر چکی ہے تو

حقیقت ملایکہ آپ نے ایسی بیان کی ہے کہ ملائکہ کو اشیا بذات خود قایم و موجود کی فہرست سے خارج کردیا ہے اور منجملہ صفات جو بوجود محل و موصوف موجود خیال

+ دیکھو تہذیب ماہ رجب ۹۲ مین جسمین آپ نے بضمن بیان اصول قدیم و جدید کے فرمایا ہے -
قدیم اصول یہہ ہے کہ نیکی یا عبادت حور و قصور و بہشت کے ملنے اور دوزخ کے عذاب سے بچنے کے لئے یا خدا کی رضامندی کے لئے اور اسکی خفگی سے بچنے کے لئے کرنی چاہئے -
جدید اصول یہہ ہے کہ ہمارے نیچر کا مقتضائے یہی ہے کہ ہمکو نیک ہونا چاہئے -

کہیجاتی ہین اور اپنے آپ ہین وجود نہیں رکہتی شمار کیا ہے - جبرئیل امین کے نسبت جو کچھہ آپنے کہاہے وہ ابہی مذکور ہوچکا ہے ایسا ہی عموماً ملائکہ کے نسبت† آپ نے کہا ہے کہ ملایکہ سے مراد صرف قوائے موجودات ہین - ملک الجبال سے پہاڑون کی قوت مراد ہے

† تفسیر معدات القرآن تہذیب کے صفحہ ۴۶ مین آپنے فرمایاہے فرشتون کے وجود کی نسبت لوگونکے عجیب عجیب خیالات ہین - انسان کی یہہ ایک طبعی بات ہے کہ جب کسی ایسی مخلوق کا ذکر ہوتا ہے کہ وہ نہیں جانتا تو خواہ مخواہ اسکے دل مین اس مخلوق کی ایک جسمانی جسم متخیلہ کا حس کے رستے کا کوئی بدل ہے وہ خیال بناتا ہے پہر ان کے اوصاف پر خیال کرتے کرتے اُن کی صورت جو ان اوصاف کے مقتضی ہوتی ہے اس کے خیال مین قرار پاتی ہے اور پہر وہ اس بات کو بہول جاتا ہے کہ مین اس مخلوق کو نہین جانتا نہ مینے اسکو کبہی دیکہا ہے اور یون جاننے لگتا ہے کہ وہ مخلوق وہی ہے جو میرے خیال مین ہے اور جب وہ خیال لوگون مین نسل در نسل چلا آتا ہے تو ایسا مستحکم ہوجاتا ہے کہ گویا اسمین شک و شبہ نہین ہے - یہی حال فرشتون کے نسبت ہوا ہے انکو لازمی ہوبکر گورا گورا سفید برف کا سا رنگ نورانی شمع کی مانند بازو بلو کیسی تتلیان ہیے کیسی پاؤن ایک خوبصورت انسان کی شکل مگر نہ مرد نہ عورت تصور کیا ہے - آسمان ان کے رہنے کی جگہہ قرار دی ہے آسمان سے زمین پر آنے اور زمین سے آسمان پر جانے کے لئے پر لگائے ہین کسی کو شان دار اور کسی کو غصہ ور کسیکو کم شان کسی کو مدور ہونکتا کسیکو آتشین کوڑون سے مینہہ برسانا خیال کیاہے -

مجوس اور بعض بت پرستون کا یہہ خیال ہے کہ عالم کی ترکیب نور اور ظلمت سے اور نور و ظلمت دونون موجود شیئین ہین نور کے بال بچے ہوتے ہین اور ظلمت کے بہی - مگر نہ اس طرح جیسے کہ انسان و حیوان جنتے ہین بلکہ اس طرح جیسے کہ حکم سے حکمت نور کی اولاد تو فرشتے ہین اور ظلمت کی اولاد شیطان ہین -

یہودی فرشتون کو آدمی کی صورت پر مجسم مانتے تہے اور اُن کو اجسام حقیقی سمجہتے تہے البتہ اُن کے جسم کے مادہ کو مثل انسان کے جسم کے مادہ کے نہین مانتے - بلکہ یہہ

ملک البحار سے پانی کی قوت رقت وعلی ہذالقیاس ملک الرعد و ملک السحاب و ملک الاشجار سے ان اشیاء کی قوتیں مراد ہے اِن سے کوئی ایسی چیز مراد نہین ہین جو بذات خود قائم و متخیر ہو اور انسان و حیوان و اشجار و انہار سے خارج ان کا وجود متحقق ہو۔

بقیہ کہتے تہے کہ اِن کا جسم مادّہ غلیظ سے مرکب نہین وہ اپنے تئین انسانون کو دکہائی بہی دیتے ہین اُن سے بات چیت بہی کرتے ہین۔

عرب کے بُت پرست فرشتون کو ایک مجسم اور متخیر چیز بہی سمجہتے اور جانتے تہے کہ وہ کہاتے پیتے نہین اور نہ کچہہ بشری ضرورت اُن کو ہے وہ آسمانون پر رہتے ہین اور زمین پرآتے جاتے ہین۔

عام مسلمانون کا بہی یہی عقیدہ ہے جو عرب کے بُت پرستون کا تہا وہ فرشتون کو ہوا کی مانند لطیف اجسام سمجہتے ہین اور مختلف شکلون مین بن جانے کی ان مین قدرت جانتے ہین اور خیال کرتے ہین کہ وہ آسمانون پر رہتے ہین اور پردار ہین کہ اڑکر زمین پر اُترتے ہین اور زمین پر سے اُڑکر آسمان پر چلے جاتے ہین۔

مین (نیچری خان صاحب فرماتے ہین) کہتا ہون کہ جس طرح انسان سے فروتر مخلوق کا سلسلہ ہم دیکہتے ہین اِسی طرح انسان سے برتر مخلوق ہونے سے انکار کی کوئی دلیل نہین ہے شاید کہ ہو۔ مگر ایسی خلقت کی درحقیقت موجود ہونے کی بہی کوئی دلیل نہین ہے کیونکہ اس کا ثبوت نہین ہے۔ قرآن مجید سے فرشتون کا ایسا وجود جیسا کہ مسلمانون نے اعتقاد کر رکہا ہے ثابت نہین ہوتا بلکہ برخلاف اُسکے پایا جاتا ہے خدا تعالیٰ فرماتا ہے وقالوا لولا انزل علیہ ملک ولو انزلنا ملکا لقضی الامر ثم لاینظرون۔ ولو جعلنٰہ ملکا لجعلنٰہ رجلا وللبسنا علیہم ما یلبسون × × × ×† اس آیتہ سے معلوم ہوتا ہے کہ فرشتے نہ کوئی جسم رکہتے ہین نہ دکہائی دے سکتے ہین ان کا ظہور

† یہہ سراسر تحریف وافترا ہے آیتہ کے صحیح معنے یہہ ہین کہ اگر ہم رسول فرشتے کو کرتے

مسلمان جو ملایک کے نسبت یہ خیالات رکھتے ہین کہ وہ بذات خود قایم و موجود ہین اور نورانی جسم رکھتے ہین۔ نور سے مخلوق ہین۔ ان کی صورتین اور شکلین ہین جنہین پر و بازو ہین

بقیہ یا شمول مخلوق ۔ وجود کے نہین ہو سکتا۔ لیعماتا ہ رجلا کے قید احترازی نہین ہے۔ انسان مین بعثت نبی اسلئے ریلا فرمایا اور نہ اس سے مراد عام وجود مخلوق ہے ۔

‡

ان باریک باتون پر غور کریتے اور اس بات کے سمجہنے سے کہ خدا تعالی جو اپنے جاہ و جلال اور اپنی قوت اور اپنے افعال کو فرشتون سے نسبت کرتا ہے تو جن فرشتون کا قرآن مجید مین ذکر ہے انکا کوئی اصلی وجود نہین ہو سکتا بلکہ خدا کی بے انتہا قدرتون کے ظہور کو اور اُن قواے کو جو خدا نے اپنے تمام مخلوق مین مختلف قسم کے پیدا کئے ہین ملک یا ملایک کہا ہے۔ جن مین سے ایک شیطان یا

دینیہ الحاشیہ تو ضرور اسکو انسان ہی کی شکل بناتی اسلئے کہ انسانون کا فرشتہ کی اصلی صورت سے مانوس مخاطب ہونا اور تعلیم و تعلم کا فایدہ اٹہانا بطبیعت انسانی عادتاً دشوار ہے دیکھو آنحضرت صلعم نے فرشتہ کو اصلی صورت پر افق المبین مین دیکھا تو آپ کو لرزہ شروع ہو گیا اور اپنے گھر مین پہنچ کر کپڑا اوڑہ دیا چنانچہ بصفحہ ۲۶۷ اسکا ذکر گذر چکا ہے پہر کافرانِ فرشتہ کو بصورت انسان دیکہکر اسی شبہ مین پڑتے جسمین اب ہین کہ انسان کیون رسول ہوا فرشتہ کیون نہوا اسلئے ہمنے فرشتون کو رسول بناکر نہین بہیجا یہہ آیت صاف بتاتی ہے کہ فرشتہ بہی خدا کی مخلوق ہے جسکو خدا نے اس سبب سے جو بیان ہوئی رسول بناکر نہین بہیجا یہہ سبب نہ ہوتا تو ضرور فرشتہ ہی کو رسول بناکر بہیجا جاتا ۔ دیکھو مخاطب نے اسمین کیا تحریف و تصرف کیا ہے۔ بجاے اس مضمون کے انسانون کا فرشتہ کو اصلی صورت مین دیکھنا عادۃً مشکل ہے یہہ مضمون گھڑ لیا کہ انکا نظر آنا محال و نا ممکن ہے اور بجاے اس قول خداوندی کے اگر ہم فرشتے کو بہیجتے تو ضرور بصورت انسان بہیجتے یہہ افترا کیا ہے کہ اگر فرشتہ ہوتا تو ضرور موجود ہوتا اس تحریف مین اپنے یہودیون کے بہی کان کاٹے ہین۔ لاحول ولاقوۃ الا باللہ۔ تمت الحاشیہ

‡ اس عبارت مین خبط ہے جو بے لطف خبط کی طرف سے ہے آپ یہان لفظ معلوم ہوتا ہے یا شاید اسکو کہنا بہول گئے ہین۔

آسمان پر رہتے ہین اور دنیا مین بہی آتے جاتے ہین اور بصورت انسان متشکل ہوکر انسانون کو دکہائی دیتے ہین اور انسانون سے ہمکلام ہوتے ہین اور خدا کے پیغام وکلام نبیون

بقیہ ابلیس بہی ہے ۔ پہاڑون کے صلابت پانی کی رقت درختون کی قوت نمو برق کی قوت جذب و دفع ۔ غرضیکہ تمام قوائے جنسی مخلوقات موجود ہوئے ہین اور جو مخلوقات مین ہین وہی ملک و ملائکہ ہین جنکا ذکر قرآن مجید مین آیا ہے ۔ انسان ایک مجموعہ قوائے ملکوتی اور قوائے بہیمی کا ہے اوران دونون قوتون کے بے انتہا ذریات ہین جو ہر ایک قسم کی نیکی وبدی مین ظاہر ہوتے ہین ۔ اور وہی انسان کے فرشتے اورانکے ذریات اور وہی انسان کے شیطان اور اُسکے ذریات ہین "

اور بصفحہ ۱۴۸ فرمایا ہے ۔ یہودیون اور عیسائیون کی کُتب مقدسہ مین روحانی عقول کا اکثر ذکر پایا جاتا ہے جن کے حالت وجود جداگانہ ہے اور ایک آسمانی جماعت قرار دی گئی ہے جسکا سردار خود خدا ہے ۔ کتاب دانیال باب ۷ ورس ۱۰ وانجیل متے باب ۲۶ ورس ۵۳ وانجیل لوقا باب ۲ ورس ۱۳ ونامہ عبرانیان باب ۱۲ ورس ۲۲ و ۲۳ سے کروڑہا بلکہ کروڑہا در کروڑہا فرشتون کا ہونا معلوم ہوتا ہے اتنے بڑے جم غفیر کے اندر مختلف درجے اور مختلف صفتین موجود ہونی ضرور ہین تاکہ انسان سے لیکر خدا تک ایک ایسا سلسلہ وجود کا قایم ہوجاوے جو خالق اور کمترین ذی عقل مخلوق کے تفاوت کو مربوط کردے ۔ یہودیون کی مقدس کتابون مین فرشتون کا ایسی جماعتون مین منقسم ہونا مذکور ہے ۔ جنکی عزت اور قوت اور صفت غیر مساوی ہے اوراُن پر سردار اور حکام بہی ہین ۔

اسمین کچہہ شک وشبہ نہین ہے کہ یہودیون کی قدیم کُتب مقدسہ مین یعنی ان کتابون مین جو قید بابل سے پیشتر لکہی گئی ہین یہہ خیال صاف صاف بیان نہین ہوا بلکہ جو کتابین جلاوطنی کے زمانے مین اور اُسکے بعد کو لکہی گئی ہین ان کتابون مین اس خیال نے صورت پکڑی ہے اور خصوصًا حضرت دانیال اور حضرت زکریا کی تحریرات مین اس خیال کا پتہ ملتا ہے ۔ کتاب زکریا باب اول ورس ۱۱ گیارہ مین ایک فرشتہ سب سے اعلی درجہ کا ہے جو خدا کے روبرو کہڑا رہتا ہے اور

کے پاس پہنچاتے ہین اور دنیا مین خدا کے احکام و تصرفات کے ظہور کے وسایل ہین کیسکو جیسے (میکائیل) مینہہ برسانے کی خدمت سپرد ہے کیسکو جیسے عزرائیل کو قبض ارواح

بقیہ اور فرشتون سے بطور اپنے کارندون کے کام لیتا ہے حضرت دانیال نے حضرت میکائیل فرشتہ کو بہت بڑے بڑے لقب عطا فرمائے ہین نامہ یہودہ ورس ۹ - اور اول نامہ تسلینکی کے باب ام ورس ۱۶ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہہ رائے کہ فرشتے مختلف درجہ رکھتے ہین صرف یہودیون ہی کے ساتہہ مخصوص نہ تہی بلکہ حضرت عیسٰے کے حواریون کا بہی یہی خیال تہا ہان اس قدر ٹہیک ہے کہ متاخرین یہودیون نے جو رتبے کی تقسیم فرشتون مین قایم کی ہے وہ حواریون کے وقت مین نہ تہی - یہودیون کے کتب مقدسہ مین فرشتے ہمیشہ مجسم ہوکر انسانی صورت مین دکہائی دیتے تہے اور کہین بہی اس بات کا اشارہ نہین ملتا کہ یہہ اجسام حقیقی نہ تہے متقدمین یہودی بیشک یہہ جانتے تہے کہ ان اجسام کا مادہ ہمارے اجسام کے مادہ کی مانند نہین ہے کیونکہ فرشتون مین یہہ قدرت ہے کہ جب چاہین اپنے تئین لوگون کو دکہا دین اور جب چاہین نگاہون سے غایب ہوجا دین - عیسائی بہی اس سے انکار نہین کرسکتے

عیسائی اور یہودی دونون فرشتون مین ان صفات کو تسلیم کرتے ہین - انسان سے ان مین عقل کا زیادہ ہونا انکا قوت اور قدرت مین زیادہ ہونا - انکا پاک اور برگزیدہ ہونا - اور یہہ بات کہ فرشتے خدا تعالٰی کے منشا اور مرضی کے اظہار کے ذریعہ ہین کتب مقدسہ یہودیان [illegible] سے بخوبی معلوم ہوتی ہے اور اسی سبب سے بعض کامون کو ان کتابون مین بالکل فرشتون ہی کے طرف منسوب کیا ہے -

انسانون کے متعلق امورات مین بہی ان کی وساطت ہوتی ہے - یہودی اور عیسائی یہہ بہی خیال کرتے ہین کہ گو فرشتون کے وساطت ہماری [illegible] پوشیدہ [illegible] بہی ان کی وساطت تسلیم ہوسکتی ہے - کیونکہ جب انہون نے خلاصہ باب اول ورس ۱۴ [illegible] داؤد باب ۳۴ ورس ۷ و باب ۱۹ ورس ۱۱ و انجیل متی باب ۱۸ ورس ۱۰ مین لکہا ہے [illegible] -

کی خدمت سپرد ہے کوئی (جیسے اسرافیل) افناء عالم کے لئے صور منہہ مین لئے کہڑا ہے اور منتظر ہے کہ کب اسمین پہونک مارنے کا اذن ہوتا ہے۔ کوئی (جیسے جبرئیل) انبیاء کیطرف

بقیہ خدا تعالی فرشتون کو نجات کے وارثون کی خدمت کے لئے بہیجتا ہے۔

قدیم عیسائی سمجہتے تہے کہ ہر فرد بشر کے ساتہہ ایک فرشتہ ہے جو اُسکی حفاظت پہ متعین رہتا ہے۔ مشرکین کا بہی اسیکے قریب قریب عقیدہ تہا۔ یونانی اپنے محافظ دیوتا کو ڈیمن۔ اور رومی جینیس کہتے تہے۔ اور یہودی اور قدیم عیسائی یہہ بہی سمجہتے تہے ہر انسان پہ دو فرشتے متعین ہوتے ہین ایک نیکی کا اور ایک بدی کا۔ عام یہودی بہی فرشتون کی نسبت یہی اعتقاد رکہتے ہین۔

قدیم عربون کا لفظ ملک اور ملائکہ کی نسبت ایسا خیال جیسا کہ یہودیون کا بہی ثابت نہین ہوا ہان یہہ بات تو تسلیم کیجا سکتی ہے کہ لغت کی کتابون مین لفظ ملک کے معنے ایلچی یا رسول یا پیغامچی کے لکہے ہین مگر یہہ تسلیم نہین ہوسکتا کہ قدیم مشرکین عرب اسکا اطلاق اس قسم کے رسولون پر کرتے تہے جنکو یہودی ملک یا ملایک کہتے تہے۔ × × × قرآن مجید مین کلام مقصود مین کسی جگہہ لفظ ملک یا ملایکہ کا اس مُراد سے استعمال نہین ہوا ہے جو مراد یہودیون نے قرار دی تہی جسکی تفسیر ہم ہر ایک مقام پر لکہین گے بلکہ برخلاف اسکے ملایکہ کا اطلاق اُن قدرتی قوا پر جیسے انتظام عالم مربوط ہے ظاہر ہوتے ہین ملایکہ کا اطلاق ہوا ہے۔

اِن آیتون مین جنکی تفسیر ہم لکہتے ہین کلام مقصود صرف اس قدر ہے کہ جو شخص اِس وحی کا عدو ہو جو خدا نے محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دل مین ڈالی ہے اور جو کوئی خدا اور اسکے فرشتون اور اسکے رسولون کا دشمن ہو تو بے شک اللہ ان کافرون کا دشمن ہے۔ یہودیون نے اپنے عندیہ مین دو حید اگانہ فرشتے ٹہرا رکہے تہے ایک جبرئیل اور ایک میکائیل پچہلے کو اپنا دوست جانتے تہے اور پہلے کو اپنا دشمن اور جو کہ دین محمدی کو وہ اپنے برخلاف خیال کرتے تہے تو یہہ سمجہتے تہے کہ جبرئیل جو ہمارا دشمن ہے وہ آنحضرت کو یہہ باتین سکہاتا ہے —

وحی اور منکرون کیطرف عذاب لانے کا کام کرتا رہا ہے بعضے فرشتے (جنکو حفظہ کہتے ہین) انسان کی حفاظت کے لیئے مقرر ہین - دو فرشتے ہر ایک انسان کے ساتھہ نیکی و بدی لکھنے کو مقرر ہین و علیٰ ہذا القیاس - ان سب خیالات مین وہ مجوسیون اور یہودیون اور عرب کے بُت پرستون کے مقلد و متبع ہین ؎

فرشتون کے نور سے مخلوق ہونیکا خیال مسلمانون نے مجوسیون سے اخذ کیا ہے اور انکے مجسم اور متحیز ہونے اور آسمانون مین رہتے اور پردار ہونے کا خیال عرب کے بت پرستون سے لیا ہے اور ان خیالات پر اور حواشی و صفات مذکورہ یہودیون سے سیکھے ہین آگے ان لوگون

خدا نے پیغمبر سے کہا کہ تو کہدے کہ ہان جبرئیل ہی اللہ کے حکم سے میرے دل مین یہہ باتین ڈالتا ہے مگر جو کوئی کہ ان یا اذن کا اور فرشتون کا اور جبرئیل و میکائیل کا اور ... اون کا دشمن ہے خدا اسکا دشمن ہے -

پس درحقیقت یہودی جسکو جبرئیل کہتے تہے اور جسکا نام [illegible] خدا نے بیان کیا ہے وہ ملکہ نبوت خود آنحضرت مین تہا جو وحی کا باعث تہا - اس سے اگلی آیت مین خدا تعالیٰ نے بلا ذکر جبرئیل کے فرمایا ہے کہ بیشک ہمنے بہیجی ہین تیرے پاس کہلی ہوئی نشانیان - ان وجوہات سے یہہ بات کہ جبرئیل درحقیقت کسی فرشتے کا نام ہے ثابت نہین ہوتی - ہان اس قدر تسلیم ہو سکتا ہے کہ اسی ملکہ نبوت پر جبرئیل کا اطلاق ہوا ہے - کیا تعجب کی بات نہین ہے کہ باوجودیکہ خدا کے پاس ان دو فرشتون کے سوا اور بہی بہت سے فرشتے ہین مگر بجز ... فرشتون کے اور سب بے نام ہین کیونکہ کسی اور کا نام قرآن مین نہین آیا - حضرت عزرائیل بہی بڑے مشہور فرشتے ہین جو سبکے پاس آوینگے اور کسیکو نہین چہوڑینگے اگرچہ انکا ذکر بلفظ ملک الموت قرآن مین پایا ہے لیکن ان کا نام نہین بیان ہوا ہے ان سب باتون سے صاف پایا جاتا ہے کہ فرشتون کے نام [illegible] سے مقرر کیئے ہوئے ہین جو مختلف قوا کے تعبیر کرنیکو انہون نے رکہ لیئے تہے [illegible] الفاظ [illegible] ہین جو بجز بعض فقرات منقولہ کے جنکی انکی مطابقت بالاصل مین شک ہو وہ اصل کلام سے ۱۳۶ و ۱۴۶ و ۱۴۶ انتبہ سے ملاحظہ کرو

نے یہہ خیالات اپنی طبیعت سے بنالئے ہین اور اس بناوٹ پر انسان طبیعت و نیچر کے طرف سے مامور و مجبور ہے - نیچری و طبعی قاعدہ ہے کہ جب کوئی ایسے چیز کا ذکر سنتا ہے جسکو وہ نہین جانتا تو ضرور اُسکو کچھہ نہ کچھہ بنالیتا ہے (چنانچہ اس قاعدہ کے رو سے خدا کو کچھہ کچھہ بنایا گیا جسکا ذکر بضمن حقیقت بیانی جناب متعلق ذات باری تعالی بصفحہ ۲۵۳ گذرچکا ہے - اسی قاعدہ کے موافق اُن لوگون نے ملایکہ کو بذات خود موجود اور ان صفات سے موصوف بنالیا ہے اور در حقیقت ان خیالات کے لئے کوئی اصل نہین ہے نہ یہودیون کے قدیم کتب مقدسہ مین (جو قید بابل سے پیشتر لکھی گئی تہی) کہین انکا صاف صاف بیان ہے نہ قرآن مجید مین اُن کا ذکر ہے نہ عرب مین محاورہ وقدیم زبان مین اُنکا پتہ لگتا ہے اور نہ آن حضرت صلعم کے زمانہ مین اسکا ذکر پایا جاتا ہے -

اور جو قرآن مین جبریل و میکائیل کا ذکر ہے یہہ یہودیون کے خیال کے مطابق ذکر ہوا ہے اور اُن کے خیال کی حکایت ہے اور جہان اور ملائکہ کا ذکر ہے وہان موجودات عالم کی قوتین مراد ہین -

یہہ منطوق یا مفہوم کلام جناب ہے اور اصل کلام بلاغت نظام بضمن حاشیہ نقل کیا گیا جس سے ہمارے بیان کا مطابق یا مخالف ہونا ناظرین کو بخوبی معلوم ہوسکتا ہے

اور **حقیقت بعث بعد الموت** یعنے مرنے کے بعد اُٹھنے اور جزاء و سزاء اعمال مین بہشت و دوزخ کے نعیم و آلام پانے کی آپ نے ایسی بیان کی ہے جیسے بچون کے خیال مین ہوتے یا دایہ کی حقیقت ہوتی ہے جو کہنے اور سمجھہ لینے کو جو کچھہ کہو سو ہی اور حقیقت دخارج مین کچھہ بہی نہین -

اس حقیقت بیانی سے نئے دانشمند و مہذب تو یقین کر بیٹھے ہین کہ جو کچھہ نبیون نے اسباب مین کہا ہے وہ بچون کی ترغیب اور احمقون کی تخویف سے بڑھکر نہین ہے - **آپ کے** نزدیک **نبیون** کا یہہ کہنا کہ مرنے کے بعد اٹھکر نیک اعمال کے بدلہ بہشت مین جاوینگے اور کیلے اور کھجورین کہاوینگے **بعینہ** ایسا ہے جیسا بچون کو کہا کرتے ہین کہ تم فلانا کام کروگے

تو تم کو سونے کا ہاتھی لیدینگے اور انکا یہہ کھنا کہ بدکار اعمال بد کی سزا ئے مین دوزخ
مین جاوینگے اور وہان لہو پیپ تہوہر کہا دین گے بعینہ ایسا ہے جیسے بچون کو کہا جاتا ہے
کہ اگر تم شوخی کروگے تو تم کو ہوے یا ڈاین کے آگے ڈال دینگے ؛

یہہ سمجھکر وہ لوگ تو نبیون کو صرف احمقون کے بہلانے اور نادانون کی طفل تسلی سے دام
مین لانیہ والے جان چکے ہین اور بنا ، علیہ تقلید و تقلید شریعت انبیاء سے بالکل آزاد ہو کر
اس شعر پر عمل کرنے لگے ہین ۔ نہ کہہ روزہ نہ مرہو کہانہ جا مسجد نہ دے سجدہ ؛ وضو
کا توڑدے کوزہ شراب شوق پیتا جا ۔ تقلید و تقلید شریعت کے پابند ہین تو وہی لوگ ہین
جو ہنوز آپ کے حقایق بیانی پر مطلع نہین ہوئے ۔

یہہ حقیقت بیانی جناب نعیم والالام بہشت و دوزخ کے متعلق اسی جلد کے نمبر پنجم
و ششم مین صلہ۱ سے صلہ۱۷۶ تک مفصل مذکور ہو چکی ہے اور حشر کی حقیقت اس قدر
تو آپ نے بیان کردی ہے کہ حشر سے حشر اجسام مراد نہین اور بجواب قول امام غزالی کے
کہ منکر حشر اجسام کا فر و منکر ضروریات دین ہے آپ نے صاف فرما دیا ہے اعتقاد حشر اجسام
ضروریات دین سے نہین ہے اور اس حشر کا منکر کافر نہین چنانچہ اعتراض اول و دوم جنا
جسکے جواب مین قلم جاری ہے اور وہ نمبر ہفتم و ہشتم مین منقول ہوا اسپر شاہد ہے ۔ اب
اسمین یہہ تفصیل باقی ہے کہ جو حشر اجسام قرآن مجید مین وارد ہے اسکی تاویل کیا ہے اور
اس سے کونسا وجود حسی یا خیالی یا عقلی یا شبہی مراد ہے اس تفصیل کا وعدہ آپنے تفسیر
پر تنزویر مین کیا ہے دیکھئے اس وعدہ کا ایفاء فرماتے ہین تو کیا بہتر برساتے ہین ؛

یہہ اصول خمسہ ایمان مین آپنے حقیقت بیانی فرمائی ہے ۔ اسی پر بقیہ اصول و فروع
اسلام مین آپ کی حقیقت بیانی کا قیاس ہو سکتا ہے ؛

اب یہہ دیکھنا چاہیئے کہ بانی اسلام کے نزدیک ان اصول خمسہ کی حقیقت کیا ہے آیا وہی
حقیقت ہے جو زمانہ رسالت سے لیکر آجتک روئے زمین کے مسلمان اعتقاد رکھتے اور

بیان کرتے ہین یا وہ حقیقت ہے جو آپنے بیان کی ہے -

جہانتک کتاب اللہ اور اقوال و حالات رسول اللہ صلعم کو دیکھا جاتا ہے اُن سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ جو حقایق ان اصول کے مسلمانون کے اعتقادین ہین وہی خدا و رسول کے نزدیک انکی حقایق ہین - اور جو آنر ایبل صاحب کو سوجھین ہین وہ خدا و رسول کے نزدیک حقایق نہین ہین - اس سنئے سجھہ جناب کی نسبت اخبار **تیرھوین صدی** کے پرچہ دوم جلد ششم مین کیا خوب کہا ہے **؎** الغرض خوب ہی سوجھی اُنہین جو جو سوجھی ؎ جو خدا کو بھی سوجھی نہی سو انکو سوجھی ؎

پس ناظرین اِن اصول کے حقایق کو جو خدا اور رسول و عام مسلمانون کے نزدیک مقرر ہین توجہہ سے ملاحظہ فرماوین -

بیان حقیقت اصل اول

(یعنی ایمان باللہ)

خدا کی ذات و صفات کی نسبت مسلمانون کا یہہ اعتقاد ہے کہ خدا حیّ قیّوم بصیر قایم و دایم جمیع صفات کمالیہ سے متصف موجود ہے اسکی کسی صفت مین کوئی چیز مانند نہین ہے جس نے خدا کو کسی صفت مین مخلوق کی مانند جانا اُسنے خدا کو نہ مانا -

ان کا قول ہے المجسّم ما عبد اللہ+ قط یعنی خدا کو جسم سمجھنے والے نے ہرگز خدا کو نہین پوجا اور یہہ بھی انکا قول ہے کلّ ما خطر ببالك فاللہ منزہ عن ذلك یعنے جو کچھہ تیرے دل مین خدا کی ذات یا صفات کی نسبت خیال گذرے خدا اُس سے منزہ ہے ؎

+ یہہ قول اور قول مابعد امام رازی سے منقول ہے اس سے پچھلا قول شیخ ابن تیمیہ سے اِس قسم کے اقوال رسایل توحید صفات مین جو لاہور چھپے ہین اور انکے اشتہار دئے گئے ہین بکثرت موجود ہین اور اشاعۃ السنۃ نمبر ششم جلد ہذا مین بھی بعض اقوال نقل ہوچکے ہین -

اے برتر از قیاس و خیال و گمان و وہم ۞ وز ہرچہ گفتہ اند شنیدیم و خواندہ ایم

اور یہہ بہی انکا قول ہے الممثل اعشی والمعطل اعمی والممثل یعبد صنما والمعطل یعبد عدما یعنے خدا کی ذات وصفات مین کسی چیز کو مشابہ کہنے والا نیم کور ہے اور خدا کو صفات سے بیکار کرنیوالا اندہا ہے اور خدا کو کسی چیز کی مانند کہنے والا بت پرست ہے اور اسکو صفات سے معطل سمجہنے والا عدم کو پوجتا ہے

اور اس اعتقاد کو خدا تعالی نے ان دو آیتون سے تصدیق کیا ہے (۱) لیس کمثله شیئ وهو السميع العليم یعنی خدا سنتا اور دیکہتا ہے پر اسکے مثل کوئی چیز نہین (۲) ولم یکن له کفوا احد یعنی اسکا کوئی ہمتا نہین

ان دو آیتون نے مسلمانون کے اعتقاد کو سچا کیا اور آپ کی اس حقیقت بیانی کو کہ خدا کو جو کچہہ کوئی سمجہے بیجان وبے مثل یا خوبصورت و دلہن یا دولہن یا شکل سے خدا کی حقیقت سے صاف باطل کردیا

اور خدا کی صفت قدرت و تصرف مین جو کچہہ مسلمانون کا اعتقاد ہے کہ خدا چاہے تو پانی سے آگ کا کام لے سکتا ہے اور آگ سے پانی کا اسکو خدا تعالی نے قرآن مجید مین بہت جگہہ تصدیق کیا ہے اور حضرت ابراہیم خلیل الله علی نبینا وعلیه السلام کی شان مین ایسا کرکے بہی دکہا دیا الله تعالی فرماتا ہے - کہ خدا جو چاہتا ہے سو کرتا ہے اور فرمایا وہ جو ارادہ کرتا ہے حکم کرتا ہے اور فرمایا وہ ہر شئے پر قادر ہے - اور فرمایا کافرون نے کہا حضرت ابراہیم کو جلادو - ہمنے کہا اے آگ تو ٹہنڈی ہوجا - مگر ایسی ٹہنڈی نہ ہو جس سے ابراہیم تکلیف پاوین بلکہ ایسی ٹہنڈی جسمین سلامتی ہی ہو - کافرون نے ابراہیم کے ہلاک کرنے کو ایک مکر کیا ہمنے انہی کو نقصان مین رکہا -

ان الله يفعل ما يشاء - الحج ۲ ۶

ان الله يحكم ما يريد المائده ۱۶ - ان الله على كل شئ قدير بقره ۲ - قالوا حرقوه وانصروا الهتكم ان كنتم فاعلين قلنا يا نار كوني بردا وسلاما على ابراهيم وارادوا به كيدا فجعلناهم الاخسرين - الانبياء ۵

اور خدا پر ایمان لانے کی حقیقت مسلمانون کے اعتقاد مین یہہ ہے کہ خدا کو خدا مانے تو پہر ایسے قول وفعل کا مرتکب اور ایسے اعتقاد کا معتقد نہ ہو جو اُسکو خدا کا منکر و مکذب و مشرک قرار دے - اور اس اعتقاد پر جو کتاب اللہ کی شہادت و تصدیق پائی جاتی ہے اسکا بیان نمبر ہائے سابقہ خصوصاً مضمون نمبر ۸ مین بخوبی ہو چکا ہے -

بیان حقیقت اصل دوم

(یعنی ایمان برسول)

حقیقت وحی ورسالت کا پورا بیان تو ہماری بحث نبوت مین ہو گا - اس مقام پر اسقدر کہا جاتا ہے کہ مسلمانون کے اعتقاد مین وحی و نبوت صرف امر طبعی نہین ہے جس کے وجود و تحقیق کے لیے صرف نبی کی طبیعت یا خیال یا دل و دماغ کافی ہو بلکہ وہ فیضان وانفار غیبی ہے جو وقتاً فوقتاً دائماً فاناً بحسب مقتضائے ضروریات و اوقات توجہات وعنایات ربانیہ پر موقوف ہے -

اسمین شک نہین کہ نبی کی طبیعت یا دل و دماغ کو بہی اس وحی کی تحقیق وجود مین دخل ہے **مگر** اتنا ہی دخل جس قدر کسی چیز کے قابل و مادہ کو اُسکی تحقق مین دخل ہوتا ہے بیشک خُدا نے نبی کے دل یا سینہ یا طبیعت کو لایق اور قابل انعکاس تجلیات ربانیہ کیا ہے اور اسمین مادہ یا ملکہ قبولیت وحی وانعکاس انوار الہی رکہا ہے چنانچہ یہہ ارشاد خداوندی کہ

اللہ اعلم حیث یجعل رسالتہ - انعام ع ۱۵	اللہ خوب جانتا ہے جو اس وحی و رسالت کا سزاوار محل و موقع ہے

اس قابلیت کی طرف مشعر ہے مگر یہہ عام قاعدہ ہے کہ قابل اور محل اپنے آپ فاعل کا کام کبہی نہین دیتا بلکہ جب فاعل کیطرف سے کسی امر کا اسپر فیضان ہو تو اُسکو قبول کر لینا ہی اسکا کام ہے -

تمثیل

دیکھو دیا سلائی یا تیل میں جلنے کا مادہ ہے مگر جبتک اسکو خارج سے حرکت نہ پہونچے اور اسکو آگ نہ لگے ان سے خودبخود جل اُٹھنا سرزد نہیں ہوتا۔

(۳) مصقل (یعنی صیقل شدہ) آئینہ میں شعاع آفتاب کو دوسری چیز مقابل پر منعکس کر دینے کا ملکہ و مادہ ہے مگر جبتک آفتاب اپنی روشنی سے آئینہ پر فیضان نکرے آئینہ خودبخود روشنی کا فیضان کسی چیز پر نہیں کرسکتا ہے۔ اس قاعدہ کے رو سے نبی کا دل یا سینہ جو قابل ہے خودبخود القا و فیضان نہیں کرسکتا یہہ القا و فیضان اسی مبدء فیاض کا کام ہے۔ جس نے نبی کے دل و دماغ کو قابل انعکاس پیدا کیا۔ چنانچہ خدا تعالی کا نور سینہ اصفیا کو روغن زیتون سے تشبیہ دینا اور اُسکی نسبت یہہ کہنا کہ خودبخود جلنے کے قریب ہے

یکاد زیتہا یضئ ولو لم تمسسہ نار۔ نور ع ۵

یعنے جل نہیں اُٹھا اس امر کی طرف مشعر ہے۔ **پس** جو فیض و نبی القا کو اس دل کا فعل سمجھتا ہے وہ نفس دلوازم فاعل و قابل میں تمیز نہیں کرتا اور اُن علوم قدیمہ سے جنمین علل اربعہ مادی۔ صوری۔ فاعلی۔ غائی سے بحث ہوتی ہے واقفیت نہیں رکہتا۔

پھر یہہ فیض والقا، اس مبدء فیاض کا نبی کے دل پر دو† قسم پر ہے با لواسطہ (۱) اور بلا واسطہ (۲)۔ **قسم اول** وہ ہے جو جبرئیل امین اپنی اصلی صورت میں جسپر خدا نے انکو مخلوق و مشخص کیا ہے چنانچہ اسکا بیان عنقریب آتا ہے یا بصورت انسان (دحیہ کلبی) پہنچاتے اور ایک کلام موزون و مرتب (جسکو وحی متلو کہتے ہیں) خدا کیطرف سے لاتے اور آنحضرت کو پڑہ سناتے اور کبھی بدون تمثل صورت انسان ایک آواز عسیر الادراک جس سے آنحضرت بہت تکلیف اُٹہاتے اور پسینہ پسینہ ہو جاتے ان سب صورتوں میں جبرئیل امین کبھی ایسی وحی بھی لاتے جسکے الفاظ خدا کی طرف نہ ہوتے بلکہ جبرئیل ارشاد خدا کی مراد کو اپنے الفاظ سے بیان فرماتے جسکو اہل اسلام وحی غیر متلو سمجھتے ہیں۔ اور **قسم دوم** وہ جو بدون توسط جبرئیل امین خدا تعالے آنحضرت کے دل پر خواب یا بیداری میں القا فرماتا ہے یہہ قسم القا انبیا علیہم السلام سے مخصوص نہیں بلکہ سوائے انبیا کے اور اصفیا و اولیا کے دل پر بھی ہوتا ہے جسکو الہام سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ **فقط**

---

† اقسام وحی بہت ہیں۔ مگر اول اقسام یہی دو ہیں۔ اور انہی اقسام کے اقسام ہیں۔

اِس الہام اور الہام انبیاء مین فرق یہہ ہے کہ الہام انبیاء مین تلبیس ابلیس کا احتمال نہین ہوتا اور مع ذلک اِس الہام کے ساتہہ دعوی نبوت ہوتا ہے اور الہام اولیاء محتمل تلبیس† ہوتا ہے اور اسمین دعوی نبوت کا نہ ہونا ضروری ہے ــ

قسم اول کے ثبوت سے کتاب اللہ و حدیث رسول اللہ پر ہے جسقدر آیات آنحضرت کے رسول ہونے مین وارد ہین اسیقدر آیات و احادیث جبرئیل ؑ کے آنے اور قرآن و پیغام الہی پہنچانے مین وارد ہین ـ جس شہرت و تواتر سے (لفظی نہ سہی معنوی ہین تو کچہہ شک ہی نہین) جبرئیل ؑ کا بوجود ذاتی موجود ہونا اور آنحضرت کی طرف خدا کی رسالت و کلام لیکر آنا ثابت‡ ہے حتی کہ اِس و ساطت

---

† دیکہو اشاعۃ السنۃ نمبر ۵ جلد ۲ صفحہ ۱۵۵ وغیرہ ــ

‡ چنانچہ آیات سورۃ القیمۃ اور انکے مفسر احادیث اِس باب مین نمبر سابق مین بصفحہ (۲۶۶) منقول ہوچکی ہین اور

علمہ شدید القوی ذو مرۃ فاستوی وہو بالافق الاعلی ثم دنی فتدلی فکان قاب قوسین او ادنی فاوحی الی عبدہ ما اوحی ماکذب الفؤاد ما رای افتمارونہ علی ما یری ولقد راہ نزلۃ اخری عند سدرۃ المنتہی عندہا جنۃ الماوی الخ نجم ۱۶ ــ

سورۃ نجم مین ارشاد ہوا ہے کہ یہہ قرآن محمد (رسول اللہ صلعم) کو اُسنے سکہایا ہے جو بڑے سخت قوت والا ہے وہ جو اُسکے سامنے کہڑا ہوگیا جبکہ وہ مشرقی کنارہ مین تہا پہر وہ قریب ہوا پہر اور قریب ہوا پس دو کمان کی دوری پر ہوگیا یا (دیکہنے والیکی نظر مین) اِس سے بہی نزدیک تہا پس خدا نے اپنے بندہ (جبرئیل) کیطرف وحی کی جو (جبرئیل نے رسول کو) پہنچایا اسکے دل نے جہوٹ نہین بتایا جو اوسنے آنکہہ سے دیکہا ـ کیا تم (اے مشرکین) آنحضرت کی جبرئیل کو دیکہنے پر جہگڑتے اور شک کرتے ہو اُسنے تو اُور دفعہ بہی جبرئیل کو دیکہا ہے ـ جب وہ سدرۃ المنتہی کے پاس تہا جہان (ذی شئون اور ارواح صالحین کے) رہنے کی بہشت ہے ــ

ورسالت سے خصم منکر کو بھی انکار نہیں ہے **آگے** آپکا اسکی حقیقت سے انکار اور اسمین تاویل کرنا اور یہہ کہنا کہ جبرئیل ع سے آنحضرت کی قوت وملکہ وطبیعت مراد ہے **اور** جبرئیل ع کی صورت وآواز کی نسبت یہہ **کہنا** کہ یہہ آنحضرت کا خیال ہے جو (معاذ اللہ ثم معاذ اللہ) دیوانون کیطرح اپنے خیال کو شکل دیکھا اور کلام کرتے سُنا. یہہ باوجود اس اعتراف خصم کے جو بصفحہ (۲۷۱) بضمن حاشیہ منقول ہوا ہے کہ انسان سے برتر مخلوق سے انکار کرنیکی کوئی وجہہ نہین ہے شاید کہ ہو جس سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ وجود جبرئیل امین جیسے مسلمان خیال کرتے ہین عقلاً محال نہین ہے **اسکا جواب** کچھہ تو بضمن ثبوت قسم دوم آویگا. اور کچھہ بضمن بیان حقیقت اصل چہارم یعنی بیان حقیقت ملائکہ. اسمقام مین اتنا کہا جاتا ہے کہ یہہ کہنا آپکا ایسا ہے جیسے کوئی آپکی نسبت کہدے کہ یہہ جو داڑھی مین سفید ریش جاکٹ پتلون پہنے ہوئے سر پر ترکی ٹوپی رکھی ہوئی مدرسہ علیگڈھ کے ایک کمرہ مین ابطال خوارق انبیا کے باب مین لکچر دے رہا ہے وہ آنریبل سید احمد خان صاحب بہادر بالقابہ نہین ہین جو مدرسہ علیگڈھ کے بانی ہین بلکہ یہہ صرف دیکھنے والے کا خیال ہے جو اسکے سامنے شکل ہوگیا ہے اس بے ادب گستاخ کا آپکی نسبت یہہ کہنا ایسا ہے جیسے آپ حضرت جبرئیل روح امین روح القدس کی نسبت فرما رہے ہین. ہماری اِس **تقریر پر چند سوالات** عاید ہوتے ہین جو مع جوابات وارد کئے جاتے ہین. **سوال**. سید احمد خان صاحب بالقابہ کا وجود

انہ لقول رسول کریم ذی قوۃ عند ذی العرش مکین مطاع ثم امین وما صاحبکم بمجنون و لقد راٰہ بالاُفق المبین (کورت) وانہ لتنزیل رب العلمین نزل بہ الروح الامین علی قلبک (شعرا ۱۱۶) فانہ نزلہ علی قلبک باذن اللہ بقرہ ۱۲

اور سورۃ کورت مین ارشاد ہوا. یہہ قرآن رسول کریم (جبرئیل) کا کہا (یعنی خدا کیطرف سے بیان کیا ہوا) ہے جو قوت والا ہے خدا کے پاس رتبہ والا ہے فرشتون مین اسکا حکم مانا گیا خدا کے نزدیک امانت دار اور تمہارا صاحب (رسول اللہ) ہرگز دیوانہ نہین (کہ دیوانونکی طرح اسکو یون ہی خیال دکھائی دے) اسکو پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے ہی ظاہر کنارہ مین دیکھا ہے. اور سورۂ شعرا مین فرمایا ہے یہہ قرآن خدا کیطرف سے اُتارا گیا ہے جسکو روح امین (جبرئیل) نے تیرے دل پر اُتارا ہے. اور سورۂ بقر مین ارشاد فرمایا ہے کہ جبرئیل نے تیرے دلپر خدا کے حکم سے قرآن اُتارا ہے.

تفسیر احمدی صفحہ ۱۶۳

توشاہدہ سے ثابت ہی اسلئے آپکے وجود یا جو د مرئی و مشاہد کو خیالی وجود پر حمل کرنا جایز نہین ہے بخلاف وجود جبرئیل ع کہ وہ مشاہدہ سے ثابت نہین ہے **جواب** جبرئیل امین کا وجود بہی مشاہدہ سے ثابت ہے جو انبیاء علیہم السلام کے مشاہدہ مین آیا ہے اور ایک نبی کا مشاہدہ لاکہہ عامی سے بڑہکر لایق تصدیق واعتبار ہے۔ **سوال** وہ مشاہدۂ انبیاء مشاہدہ خیالی تہا واقعی ہوتا توکسی اور کو بھی یہہ مشاہدہ ہوتا اور چونکہ سوائے انبیاء علیہم السلام کے کسی اَور نے جبرئیل ع کو نہین دیکہا اسلئے مشاہدہ انبیاء کی نسبت یہہ یقین کیا گیا ہے کہ یہہ صرف انکا خیال تہا۔ بخلاف وجود یا جود سید احمد کہ وہ ہرکسیکو نظر آتا ہے اسلئے اسمین مجال تاویل تخییل نہین ہے **جواب** جیسے انبیاء علیہم السلام نے جبرئیل کو دیکہا ہے ایسا ہی اَور لوگون نے جبرئیل وغیرہ ملایکہ کو دیکہا ہے اِسکا بیان احادیث صحیحہ† مین اس کثرت سی ہے کہ ہمارا رسالہ اور قلم و زبان اسکے بیان سے عاجز ہین۔

رہا یہہ امر کہ وجود جبرئیل امین وجود سید احمدی کی طرح ہرکسیکو نظر نہین آتا۔ اسکی وجہہ یہہ ہے کہ دنیا مین بہت ایسی بہت موجودات خارجیہ ہین جنکو سوائے چند اشخاص کے کوئی نہین دیکہتا با اینہمہ ان کے وجود کو واقعی ہونیسے خارج کرکے خیالی نہین کہا جاتا۔ **دیکہو** آسمان پر بعض تارے ایسے ہین جو پہلے زمانہ کے حکماء تک کسی نے نہین دیکہے پچہلے زمانہ مین حکماء فرنگ نے مشاہدہ کئے ہین۔ اور بہت ستارے ایسے ہین جو لاکہون اشخاص کو نظر نہین آتے صرف وہی لوگ دیکہتے ہین جو دوربین لگاکر دیکہنا چاہتے ہین

† مشکوۃ کے ابتدا مین بروایت بخاری و مسلم حدیث منقول ہے کہ جبرئیل بصورت انسان آنحضرت صلعم کے پاس آئے اور آنحضرت کے زانو سے زانو ملاکر بیٹہہ گئے اور درباب ایمان و اسلام و احسان و قیامت چند سوالات کئے۔ جب وہ رخصت ہوئے تو آنحضرت نے صحابہ کو ارشاد کیا کہ اس سایل پوچہنے والیکو واپس بلاؤ۔ جب صحابہ نے انکو دیکہا تو نہ پایا تب آنحضرت نے ارشاد فرمایا کہ یہہ جبرئیل تہا تمکو دین سکہانے آیا تہا یہہ بخاری کے الفاظ ہین جو صحیح بخاری مین بصفحہ ۱۲ موجود ہین اور صحیح بخاری کے صفحہ ۵۱۳ مین حدیث ہی کہ ایکدفعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ام سلمہ حاضر تہین اتنے مین جبرئیل بصورت دحیہ کلبی آئے اور باتین کرکے رخصت ہوئے تو آنحضرت نے ام سلمہ سی پوچہا کہ یہہ کون تہا انہون نے قسم کہا کر دحیہ کلبی بتایا یہانتک کہ آنحضرت نے خطبہ مین جبرئیل کا ہونا ظاہر کیا ۱۲ منہ

تو مشاہدہ سے ثابت ہے اِسلئے آپکے وجود باجود مرئی و مشاہد کو خیالی وجود پر حمل کرنا جایز نہین ہے بخلاف
وجود جبرئیل عم کہ وہ مشاہدہ سے ثابت نہین ہے **جواب** جبرئیل امین کا وجود بھی مشاہدہ سے ثابت
ہے جو انبیا علیہم السلام کے مشاہدہ مین آیا ہے اور ایک نبی کا مشاہدہ لاکہہ عامی سے بڑہکر لایق تصدیق
واعتبار ہے۔ **سوال** وہ مشاہدہ انبیا مشاہدہ خیالی تہا واقعی ہوتا تو کسی اور کو بھی یہہ مشاہدہ ہوتا
اور چونکہ سوائے انبیا علیہم السلام کے کسی اَور نے جبرئیل عم کو نہین دیکہا اِسلئے مشاہدہ انبیا کی نسبت یہہ
یقین کیا گیا ہے کہ یہہ صرف انکا خیال تہا۔ بخلاف وجود باجود سید احمد کی کہ وہ ہر کسیکو نظر آتا ہے اِسلئے
اسمین مجال تاویل تخییل نہین ہے **جواب** جیسے انبیا علیہم السلام نے جبرئیل کو دیکہا ہے ایسا ہی
اَور لوگون نے جبرئیل وغیرہ ملایکہ کو دیکہا ہے اِسکا بیان احادیث صحیحہ† مین اس کثرت سے ہے کہ ہمارا
رسالہ اور قلم و زبان اسکے بیان سے عاجز ہین -

رہا یہہ امر کہ وجود جبرئیل امین وجود سید احمدی کی طرح ہر کسیکو نظر نہین آتا۔ اسکی وجہہ یہہ ہے
کہ دنیا مین ایسی بہت موجودات خارجیہ ہین جنکو سوائے چند اشخاص کے کوئی نہین دیکہتا تاہم ان کے
وجود کو واقعی ہونیسے خارج کرکے خیالی نہین کہا جاتا۔ **دیکہو** آسمان پر بعض ستارے ایسے ہین جو پہلے
زمانہ کے حکما تک کسی نے نہین دیکہے پچہلے زمانہ مین حکما فرنگ نے مشاہدہ کئے ہین۔ اور بہت ستارے
ایسے ہین جو لاکہون اشخاص کو نظر نہین آتے صرف وہی لوگ دیکہتے ہین جو دوربین لگاکر دیکہنا چاہتے ہین

† مشکوۃ کے ابتدا مین بروایت بخاری و مسلم حدیث منقول ہے کہ جبرئیل بصورت انسان آنحضرت صلعم کے پاس
آئے اور آنحضرت کے زانو سے زانو ملاکر بیٹہہ گئے اور در باب ایمان و اسلام و احسان و قیامت چند سوالات کئے۔ جب وہ رخصت
ہوئے تو آنحضرت نے صحابہ کو ارشاد کیا کہ اس سایل پوچہنے والیکو واپس بلاؤ جب صحابہ نے انکو دیکہا تو نہ پایا تب آنحضرت
نے ارشاد فرمایا کہ یہہ جبرئیل تہا تمکو دین سکہانے آیا تہا یہہ بخاری کے الفاظ ہین جو صحیح بخاری مین بصفحہ ۱۲ موجود ہین
اور صحیح بخاری کے صفحہ ۵۱۳ مین حدیث ہے کہ ایکدفعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ام سلمہ حاضر تہین اتنے مین جبرئیل بصورت
دحیہ کلبی آئے اور باتین کرکے رخصت ہوئے تو آنحضرت نے ام سلمہ سے پوچہا کہ یہہ کون تہا انہون نے قسم کہا کر دحیہ کلبی
بتایا یہانتک کہ آنحضرت نے خطبہ مین جبرئیل کا ہونا ظاہر کیا ۱۲ منہ

ایسلب ہے عناصر اربعہ آب باد آتش خاک اور انسے مرکبات خصوصاً انسان کے جسم مین بہت ایسی چیزین ہین جو سوائے خوردبین والے ڈاکٹرون کے کسیکو نظر نہین آتی ہین۔ **سوال** دفعہ (۱) جنہون نے سوا انبیا کے جبرئیل وغیرہ ملایکہ کو دیکہا ہے اپنے خیال کو دیکہا ہے خارج اور واقعہ مین ملایکہ کا وجود نہین ہے۔ دفعہ (۲) اور اگر وجود ملایکہ ان ستارون اور مخفی چیزون کی مانند ہے جو آلات (دوربین یا خوردبین) سے نظر آتے ہین تو چاہیے کہ ملایکہ بہی آلات سے ہر کسی کو نظر آجاوین جس آلہ سے انبیا نے انکو دیکہا ہے اُسی سے ہر کوئی دیکہ لے **جواب** دفعہ (۱) اگر بلا دلیل و بیوجہہ لوگون کی رویت و مشاہدہ کو بہی خیال پر محمول کرنا جایز ہے اور وہمیگا وہنگی یا ہٹ دہرمی شریعت نیچریہ کے رو سے منع نہین ہے تو منکر وجود سید احمدی بھی کہہ سکتا ہے کہ جس کسینے سید احمد خان صاحب بہادر کو بزعم خود دیکہا ہے اُس نے اپنے ہی خیال کو دیکہا ہے اور واقعہ مین سید احمد خان کوئی ہوا ہی نہین ہے **جواب** دفعہ (۲) بیشک جن آلات (دوربین یا خوردبین) سے ملایکہ کو دیکہا جاتا ہے وہ آلات لوگون کو میسر آوین اور انکی بصیرت چشم بہی قایم ہو تو ہر کسی کو ملایکہ دکہائی دین۔ اکثر لوگون کو جو ملایکہ نظر نہین آتے تو انکی نظر مین قصور ہے اور اُن کو وہ آلات میسر نہین ہین۔ **سوال**۔ دوربین و خوردبین آلات مشاہدہ اشیائے مذکورہ تو مشاہدہ مین آتے ہین اور یورپین لوگ بناتے ہین۔ اِس قسم کے آلات مشاہدہ جبرئیل ع وسایر ملایکہ کہان ہین اور وہ کہان بنائے جاتے ہین کہ انکو ہر کوئی خریدے اور انکہہ پر لگاکر ملایکہ کو دیکہ لے۔ **جواب** وہ آلات جسمانی نہین ہین کہ اِس آنکہہ کی جسمانی قوت سے دکہائی دین بلکہ روحانی ہین جو اِس آنکہہ مین روحانی طاقت بڑہ جانیسے دکہائی دیتے ہین۔

وہ لوہے پیتل شیشے وغیرہ جسمانیات سے نہین بنتے بلکہ مکارم اخلاق و پاکیزہ خیالات و اعتقادات سے تیار ہوتے ہین۔ انکے کاریگر جسمانی حکما نہین ہین بلکہ روحانی اطبا علیہم السلام ہین پس جو اِن آلات کا طالب ہے اور مشاہدہ ملایکہ کا شایق وہ انبیا علیہم السلام کی شاگردی اختیار کرے اور جس طرح وہ فرماوین نفس کو الواث بہیمیہ سے پاک کرے اور اپنے آپ مین ملکی صفات پیدا کرے

اور اِن صفات مین ملایکہ کا ہمجنس ہو جاوے پہر انہی ظاہر آنکہون پر وہ دوربین لگی ہوئی دیکہہ لے۔ اور اسکے ذریعہ سے اپنے ہمجنسون (ملایکہ) کو مشاہدہ کر لے اور جسکو یہہ بات میسر نہ آوے وہ اپنے تئین شپر کے مانند سمجہے جو آفتاب کو نہین دیکہتی یا اُن عوام کی شکل خیال کرے جو ستارون اور اُن مخفی اشیا کا معائنہ نہین کرتے۔ آنرایبل صاحب بہادر کی طرح اِس ندیکہنے کا گناہ ملایکہ کے ذمہ نہ لگاوے۔ گر نہ بیند بروز شپرہ چشم ٭ چشمہ آفتاب را چہ گناہ۔ تہوڑے دن گذرے ہین کہ ایک بے سمجہہ نے اشتہار دیا تہا کہ جو کوئی مجہے وجود جن دکہاوے وہ مجہسے کئی سو روپیہ انعام لے۔ اسکا بہی جواب ہے کہ پہلے آپ کسی روحانی طبیب سے آنکہین بنوائین پہر جن یا ملایکہ یا جس چیز کو چاہین دیکہہ لین۔ اِن لوگون کا یہہ کہنا کہ ملایکہ ہین تو ہمکو دکہا دُیا جن کا معائنہ کرا دو بعینہ ایسا ہے جیسا اندہا کہے کہ مجہے سورج دکہا دو یا نامرد کہے کہ مجہے لذت جماع چکہا دُیا عام لوگ کہین کہ ہمکو اِن آنکہون سے سبہی ستارے بتا دو۔ الحاصل جبرئیل یا اور ملایکہ کا دیکہنا اِن آنکہون مین روحانی قوت چاہتا ہے صرف ظاہری قوت جو عام لوگون کو حاصل ہے مشاہدہ ملائکہ یا اُمور ملکوتیہ کے لئے کافی نہین ہے۔ پس جو اِس مشاہدہ کا شایق ہو اسکو بحکم ؎ قدر این بادہ ندانی بخدا تا نچشی ٭ اِس قوت کا بہم پہنچانا لازم ہے یہہ نہ ہو سکے تو اُن لوگون کی جنہین یہہ قوت ہے اطاعت و تسلیم مناسب ہے اِس سے انکار کسیوجہہ سے مناسب نہین ہے امام صاحب نے قبر کے سانپ اور بچہوُن کی نسبت احیاء العلوم مین فرمایا ہے۔

امثال ھذہ الاخبار لھا ظواھر صحیحہ واسرار خفیہ لکنھا عند ارباب البصائر واضحۃ فمن لم ینکشف لہ حقائقھا فلا ینبغی ان ینکر ظواھرھا بل اقل درجات الایمان التسلیم والتصدیق فان قلت نحن نشاھد الکافر فی قبرہ ونراقبہ

اِن چیزون کے ظاہری معنے صحیح ہین اور ان کے اسرار خفی ہین پر وہ اہل بصیرت کے نزدیک واضح ہین پس جنکو انکی اصلی حقایق منکشف نہون انکو یہہ لایق نہین ہے کہ ظاہری کو نمانین بلکہ ادنی درجہ ایمان کا یہہ ہے کہ انکو تسلیم کرین اور سمان لین اگر تو کہے کہ ہم کافر کو قبر مین مدتون دیکہتے ہین پر وہان کوئی سانپ بچہو نہین پاتے۔ پس اسکو برخلاف

ولا تشاهد شيئاً من ذلك فما وجه التصديق على خلاف المشاهدة فاعلم ان لك ثلاث مقامات في التصديق بامثال هذا احدها وهو الاظهر والاصح والاسلم ان تصدق بانها موجودة وهي تلدغ الميت ولكنك لا تشاهد ذلك فان هذه العين لا تصلح لمشاهدة الامور الملكوتية وكل ما يتعلق بالآخرة فهو من عالم الملكوت الخ (احياء)

مشاہدہ مان لینے کی کیا وجہ ہے تو اسکے جواب مین جان سے کہ ان باتون کے تسلیم کرنیکے تین مقام ہین - ایک جو بہت ظاہر و صحیح و سالم تر ہے یہہ ہے کہ تو یقین کرے کہ وہان سانپ بچھو موجود ہین جو میت کو ڈس رہے ہین پر تجھے نظر نہین آتے اسلئے کہ یہہ آنکھ (یعنے یہہ بینی قوۃ) مشاہدہ امور ملکوتیہ کے لایق نہین اور جو امر آخرت کے متعلق ہو وہ عالم ملکوت سے ہے - تا آخر عبارت جو دیکھنے کے لایق ہے

افسوس آنرایبل صاحب نے ان باتون مین غور نہین کی - اور باوجود اس اعتراف کے کہ وجود جبرئیل و ملایکہ کسی دلیل کے شہادت سے محال نہین - وجود جبرئیل علیہ السلام اور انکی اصلی صورت سے آنے اور کلام خدا پہنچانیکے بوجو خیالی تاویل کر دی ہے -

زیادہ تر افسوس اسلئے ہو کہ جن باتون سے آپ اب انکاری ہوکر تاویل کر رہے ہین انکو پہلے مان چکے ہین اور اپنی پرانی کتاب **تبیین الکلام** مین ہمارے بیان کے مطابق انکی تفصیل کر چکے ہین اس مقام مین ہم اصل کلام جناب نقل کرتے ہین او ناظرین خصوصاً آنرایبل صاحب کے مقلدین کو عبرت دلاتے ہین - آپ اس کتاب کی جلد اول صفحہ ۷ مین فرماتے ہین "وحی وہ چیز ہے جس سے خدا کی مرضی نامعلوم باتون مین کھل جاوے اور یہہ بات کئی طرح پر ہوتی ہے **اول** یہہ کہ خدا سے اسکا پیغام سنا جاوے - **دوسری** یہہ کہ خدا کا فرشتہ اپنی صورت مین آوے اور خدا کا پیغام پہنچاوے **تیسری** یہہ کہ فرشتہ خدا آدمی کی صورت بنکر آوے - اور خدا کا پیغام پہنچاوے **چوتھی** یہہ کہ صرف بذریعہ آواز کے بغیر کسیکی مشاہدہ کے پیغام الہی پہنچے **پانچوین** یہہ کہ خدا کی طرف سے دلمین خدا کا پیغام ڈالا جاوے **چھٹی** یہہ کہ خواب مین یا اور طرح پر بذریعہ کشف کے پیغام الہی معلوم ہو - ہم مسلمانون کے مذہب کے بموجب

مطلق وحی کا آنا صرف انبیاء پر ہی منحصر نہین ہے بلکہ انبیاء کے سوا، مقدّس لوگون پر بھی وحی آتی ہے مگر واسطے اِس امر کے کہ انبیاء علیہم السلام اور اُور مقدّس لوگون کی وحی مین شُبہ نہ پڑے جُدا جُدا نام رکھے ہین وحی کی پہلی چار قسمون کو جب انبیاء کے سواء اور لوگون پر اُترے تحدیث کہتے ہین۔ اور پانچوین قسم کو الہام۔ اور چھٹی قسم کو مشاہدات یا مکاشفات "

(پہر الہام و مکاشفات غیر انبیاء کا قرآن و حدیث سے ثبوت دیا ہے اسکے بعد صہ۱ مین فرمایا ہے)

مگر ہم مسلمان اِن دونون قسم کی وحیون مین یعنی جو نبی پر آوے اور جو غیر نبی پر آوے تمیز رکہنے کو یہہ اعتقاد رکہتے ہین کہ جو وحی انبیاء کو ہوتی ہے اُسمین کوئی غلطی نہین ہوتی نہ اصل وحی مین نہ تعبیر معنے وحی مین اور جو وحی انبیاء کے سوا اُور مقدس لوگون کو ہوتی ہے اسمین سمجہہ کی غلطی کا احتمال ہے خواہ باعتبار وحی سمجہنے اُس واقعہ کے جو ہوا خواہ باعتبار تعبیر و تفہیم معنے وحی کے۔ علاوہ اسکے ایسی وحی جس سے شریعت کا کوئی نیا حکم پیدا ہو وہ نبی کے سوا اور کسی کو نہین ہوتی (پہر انبیاء سابقین پر وحی کا بالمعنے نازل ہونا بیان کیا ہے۔ پہر بصفحہ ۱۳۔ بہ نسبت وحی آنحضرتؐ کے فرمایا ہے)

مگر ہمارے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم پر جو وحی نازل ہوئی اُسمین بالذات ایک اور معجزہ فصاحت کا بہی مقصود تہا اسلئے ضرور ہوا کہ وہ وحی بلفظہٖ نازل ہوتا کہ اُسکی سی فصاحت انسان سے نہ بن سکے چنانچہ قرآن مجید اِسی طرح بلفظہٖ نازل ہوا اور وہی لفظ بلفظ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگون کو پڑہ سُنایا۔ اِس سبب سے ہم مسلمانون نے اپنی اصطلاح مین قرآن مجید کو ایک خاص معنون مین سمجہا ہے یعنی وہ وحی جس کے لفظ خُدا سے ہی ہون۔ اور ایسی وحی کو ہم کہتے ہین وحی متلو یا کلام الٰہی اور اُس وحی کو جو بطور مضمون القا ہوئی تہی کہتے وحی غیر متلو یا حدیث مگر بسبب خاص وجہہ کے یہہ ایک خاص اصطلاح قرار پائی ہے نعوذ باللہ اِس سے یہہ مطلب نہین ہے کہ انبیاء سابقین علیہم السلام پر جو القا ہوا اور جو احکام اور ہدایت دین کی اُنہون نے فرمائی یا سوائے قرآن مجید کے اور کچہہ دین کے معاملہ مین ہمارے جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ کلام الٰہی نہین ہے "

اِس عبارت جناب کو ناظرین اور آنزایبل صاحب کے مقلدین انصاف سے دیکھین کہ کیسی ہمارے
بیان کی مصدق ہے اور آنزایبل ساف کی طرف بنظر عبرت نظر کرین کہ وہ پہلے کیا تہے اور
اب کیا ہو گئے ہین ۔

اسکا اسرو منشا یہہ ہے کہ آپ با وجود دعوی اجتہاد و ترک تقلید ہمیشہ سے مقلد رہے ہین
اور جو کچھ کہتے ہین اپنے فہم و عقل کو اسمین دخل نہین دیتے ۔ بناء علیہ جو آپنے تبیین الکلام مین
کہا ہے وہ بتقلید اہل اسلام کہا ہے اور جو آپ تفسیر و تحریر مین فرمایا ہے اسمین تقلید فلاسفہ
کو اختیار کیا ہے جو باتین آپ نے جبرائیل اور اسکی صورت اور آواز اور کلام الہی کے باب مین
فرمائی ہین وہ سب کی سب فلاسفہ کی باتین ہین ۔ دیکھو کتاب **اشارات** بوعلی سینا جسکا ماحصل
اسی جلد اشاعۃ السنۃ کے نمبر اول مین بصفحہ ۱۳ منقول ہوا ہے اور رسالہ **فرقان** شیخ الاسلام
ابن تیمیہ جسکی عبارت اشاعۃ جلد ۲ نمبر ۴ مین منقول ہے ۔

جو لوگ کتب اور علوم سے بے خبر ہین وہ ان باتون مین آنزایبل صاحب کو مجدد و محقق سمجھتے ہین
اور کہتے ہین واہ جہان اللہ سید احمد خان صاحب کیسی باریک باتین اپنی طبیعت اور تحقیق سے
نکالتے ہین ۔

ثبوت قسم دوم چندان محتاج بیان نہین ہے اِس قسم کا وجود اہل اسلام کے نزدیک خود
مسلم ہے چنانچہ اشاعۃ نمبر ۵ و ۶ جلد ۲ ۔ مین اسکی تفصیل موجود ہے اور آنزایبل صاحب کو بھی اسکے
وجود سے اعتراف ہے چنانچہ اسی عبارت منقولہ بالا مین وہ اعتراف مصرح ہے **ہان** اِس قسم
کی حقیقت و کیفیت مین آپ کو اہل اسلام سے نزاع ہے ۔ آپ اسکو امر طبعی و داخلی کہتے ہین اور
اہل اسلام اسکے امر خارجی و غیبی ہونیکا اعتقاد رکہتے ہین ۔ اِس **نزاع** مین جو **عقلی فیصلہ**
ہے وہ شروع بیان حقیقت وحی مین ہو چکا ہے ۔ اور اسمین آنزایبل صاحب کا منشا غلطی کہ انہون
نے قابل و فاعل مین تمیز و تفرقہ نہین کیا بتایا گیا ۔ اب اِس مین **شرعی فیصلہ** کیا جاتا ہے ۔

(۱) شہادت قرآن آنزایبل صاحب کے خیال کا ابطال علمین آتا ہے ۔

تیسرا مقدمہ طبعی امر کو غیبی نہین کہا جا سکتا - یہہ مقدمہ نظری ہے مگر چونکہ اسپر دلیل قطعی قایم ہے اسلئے یہہ مقدمہ یقینی ہے **وہ دلیل یہہ ہے** کہ طبیعت یعین ذات ہے یا اسکی ایک حالت وصفت اور ذات اپنے آپسے غایب نہین اور نہ صفات ذات ذاتسے غایب ہین اسی نظر سے اپنی ذات وصفات کے علم کو حضوری کہا جاتا ہے -

لہذا جو امر طبعی ہو یعنی طبیعت سے سرزد ہوا سکو غیبی یعنی غیب سے سرزد نہین کہا جا سکتا -

تمثیل مچھلی کا تیرنا انسان کا بولنا لوہے کا پانی مین ڈوب جانا پرندہ کا ہوا مین اڑنا طبعی امور ہین تو انکو یہہ نہین کہا جا سکتا کہ یہہ امور غیبی ہین :

پس جو امر کسی سے غائب ہوگا یا غیب سے حاصل ہوگا وہ اسکا طبعی امر نہوگا :

جب یہہ مقدمات ممہد ہو چکے تو اب اصل استدلال کیطرف رجوع کیا جاتا ہے - پس واضح ہو کہ قرآن کی بہتسے آیات سے بلحاظ انکے موقع ومحل صاف ثابت ہوتا ہے کہ بعض امور کی نسبت آنحضرت کو کئی روز تک وحی والہام نہ ہوتا باوجودیکہ آنحضرت کی طبیعت کا شوق ومیلان بدرجہ کمال پایا جاتا اور شدت سے انتظار رہتا - اور بعض امور مین عمر بہر الہام نہین ہوا - اور آنحضرت نے اس سے صاف انکار ظاہر فرمایا ہے اور دونون صورتون مین قاسر وعایق طبعی کا وجود ثابت نہین ہوا بلکہ بمقابلہ اسکے ارادہ تقاضا طبع پایا گیا ہے - اس انقطاع وانعدام الہام سے بشہادت مقدمہ اولی صاف ثابت ہوتا ہے کہ الہام امر طبعی وداخلی نہین ہے غیبی وخارجی ہے جسکا حصول غیب وخارج سے ہوتا ہے اگر وہ داخلی وطبعی ہوتا تو باوجود سلامتی ومیلان طبیعت ووقوع ارادہ کبھی اسکا انقطاع نہوتا - اس قسم کی آیتین بہت ہین از انجملہ چند آیات ذکر کیجاتی ہین -

(۱) سورہ بقرہ مین ارشاد ہوا ہے تیرا آسمان کیطرف مونہہ پہیرنا ہم دیکھ رہے ہین پہر ہم تجھے ادہری پہیر دینگے جدہر تیرا دل چاہتا ہے پس (اب) مونہہ کو کعبہ کیطرف پھرا لے -

بخاری ومسلم وترمذی نے روایت کی ہے -

قد نری تقلب وجهك في السماء فلنولينك قبلة ترضاها فول وجهك شطر المسجد الحرام (بقرہ ۱۴۴)

عن البراء بن عازب لما قدم رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیہ وسلم المدینة صلے نحو البیت المقدس ستة او سبعة عشر شهرا و کان یحب ان یوجه الی الکعبة فانزل اللّٰه قد نری تقلب وجهك فوجه نحو الکعبه و کان یحب ذلك الحدیث (جامع ترمذی وغیرہ)

کہ آنحضرت صلعم مدینہ پہنچے تو سولہ یا سترہ مہینے بیت المقدس کیطرف نماز پڑہتے رہے مگر دل سے یہی چاہتے کہ کعبہ کیطرف پہرائے جاوین —

وعنه وکان رسول اللّٰه صلعم اذا صلی الی بیت المقدس اکثر تقلیب وجهه فی السماء وعلم اللّٰه من قلب نبیه انه یهوی الکعبة فصعد جابرئیل فجعل رسول اللّٰه صلعم یتبعه بصرہ وهو یصعد بین السماء والارض ینظر ما یاتیه به فانزل اللّٰه هذه الایة — (سنن ابن ماجہ)

ابن ماجہ کی روایت مین آیا ہے کہ آنحضرت بیت المقدس کی طرف نماز پڑہتے تو آسمان کی طرف بہت دیکہتے — اور خدا تعالی نے آنحضرت کے دل ہی سے جان لیا کہ یہہ کعبہ کو چاہتے ہین — جب جبرئیل آسمان کیطرف گئے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم انکی طرف دیکہتے رہے اور حکم کے منتظر رہے — اس پر یہہ آیت نازل ہوئی —

تقلب وجهك فی السماء متطلعا الی الوحی ومتشوقا للامر باستقبال الکعبة (جلالین وغیرہ)

انہین روایات کی بناء پر تفسیرون مین آسمان کیطرف نظر کرنیکا یہہ سبب بتایا ہے کہ آسمان کیطرف دیکہنا بشوق نزول وحی تہا —

(۴) سورہ کہف مین ارشاد ہے کسی چیز کی نسبت تو یہہ نہ کہہ کہ مین اسکو کل کرونگا بجز اسکے

ولا تقولن لشیء انی فاعل ذلك غدا الا ان یشاء اللّٰه واذکر ربك اذا نسیت — (کہف ع ۳)

سالہ اهل مكة عن خبر اصحاب الکهف فقال اخبرکم غدا ولم یقل انشاء اللّٰه فنزل — (جلالین)

کہ انشاء اللہ بہی کہے اگر یہہ کہنا بہول جاوے تو جب یاد آوے تب کہہ دے — اس آیت کی تفسیر مین مفسرین بیان کرتے ہین کہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے لوگون نے اصحاب کہف کا حال وغیرہ مسایل پوچہے

قال المفسرون ان القوم سالوا النبی صلی اللہ علیہ وسلم عن المسایل الثلثۃ قال علیہ السلام اجیبکم عنہا غداً ولم یقل انشاء اللہ فاحتبس الوحی خمسۃ عشر یوماً وفی روایت اربعین یوماً ثم نزلت ھذہ الایۃ (تفسیر کبیر جلد ۵ صفحہ ۴۰۷)

تو آنحضرت نے جواب مین فرمایا کہ کل بتاؤنگا جسمین کوئی دینار رہا چالیس دن تک وحی بند رہی پھر یہہ آیت نازل ہوئی۔

(۳) اور سورۃ مریم مین جبرئیل امین کی طرف سے فرمایا ہے ہم نہین اُترتے مگر خدا کے

وما نتنزل الا بامر ربك له ما بين ايدينا وما خلفنا وما بين ذلك وما كان ربك نسيا (مریم ۶۴)

حکم سے اُسیکا ہے جو ہمارے آگے ہے اور جو ہمارے پیچھے اور جو اسکے بیچ مین ہے اور تیرا رب تجھے بھولنے والا نہین ہے۔

عن ابن عباس قال قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم لجبرئیل ما یمنعك ان تزورنا اكثر مما تزورنا فنزلت (صحیح بخاری صفحہ ۶۹۱)

بخاری و ترمذی نے حضرت ابن عباس سے روایت کی ہے کہ آنحضرت نے جبرئیل امین سے کہا کہ آپ جتنی دفعہ تشریف لاتے ہیں اس سے زیادہ کیون نہین آتی اسپر یہہ آیت نازل ہوئی انکا سبب سیری یہ آمین وہی خبر

وعن ابن اسحق من وجه آخر ان قريشا سالوا عن اصحاب الكهف فمكث النبی صلی اللہ علیہ وسلم خمسة عشر يوما لا يحدث فی ذلك وحيا فلما نزل جبريل قال له ابطأت فذكره وعند ابی حاتم انها نزلت فی احتباسه عنه صلعم اربعين يوما حتی اشتاق اللقاء (ارشاد الساری شرح صحیح بخاری جلد ۷ صفحہ ۲۳۹)

اصحاب کہف کی نسبت آنحضرت کا وعدہ کرنا بیان ہوا ہے اور اس آیت کی مدت ابن ابی حاتم کی روایت مین چالیس دن بیان ہوئی۔ ان ہی روایات کے دستاویز سے مفسرین نے وہ بات کہی ہے جو آیت سابق کے ذیل مین تفسیر کبیر سے نقل ہوئی۔

ان قريشا بعثت خمسة رهطا الی يهود المدينة يسألونهم عن صفة محمد صلی اللہ علیہ وسلم

اور اس آیت کے ذیل مین تفسیر کبیر مین کہا ہے کہ قریش نے یہودیون کیطرف پانچ آدمی کو بھیجا

وهل يجدونه في كتابهم - فسألوا النصارى
فزعموا انهم لا يعرفونه وقالت اليهود نجده
في كتابنا وهذا زمانه وقد سألنا رحمن
اليمامة عن خصال ثلاث فلم يعرف فسئلوه
عنهن فان اخبركم بخصلتين منهما فاتبعوه
فاسئلوه عن فتية اصحاب الكهف وعن ذي
القرنين وعن الروح قال فجاءوا فسألوه
عن ذلك فلم يدر كيف يجيب فوعدهم ان
يجيبهم بعد ذلك ولم يقل ان شاء الله فاحتبس
الوحي عنه اربعين يوما وقيل خمسة عشر يوما
فشق عليه مشقة شديدة وقال المشركون ودعه
ربه وقلاه فنزل جبريل فقال له النبي صلى الله عليه وسلم
ابطأت حتى ساء ظني واشتقت اليك قال اني كنت
اشوق ولكني عبد مامور اذا بعثت نزلت واذا حبست
احتبست فانزل الله تعالى هذه الاية وانزل قوله
ولا تقولن لشيء اني فاعل ذلك غدا الا ان يشاء الله
وسورة والضحى (تفسیر کبیر جلد ۵ ص۸۱۶)

اور آنحضرت کی نسبت سوال کیا کہ تمہاری کتب مین
کیا ذکر ہے؟ انہون نے نصاری سے پوچھا تو انہون
نے کہا کہ ہم نہین پہچانتے اور یہودیون نے کہا
اسکا ذکر ہماری کتابون مین ہے اور یہ اسکے ظہور
کا وقت ہے ہمنے (ملک) یمامہ کی رحمن سے (شاید
اس سے مسیلمہ کذاب مراد ہو) تین چیزون سے سوال کیا
تو اُس نے انکو نہ بتایا آپ اس سے پوچھو اگر اس نے دو باتین بتا دین
تو اسکی پیروی کرو پس انہون نے اصحاب کہف اور ذوالقرنین
اور روح کی حال سے سوال کیا آنحضرت کو ان باتون کا جواب
معلوم نہ ہوا اور جواب دینے کا وعدہ کیا اور اسمین انشاء اللہ
نہ کہا پس کئے (چالیس یا پندرہ) دن تک وحی بند رہی
اور اس سے آنحضرت کو بہت تکلیف پہنچی مشرکین
کہنے لگ گئے کہ محمد کو اسکے رب نے چھوڑ دیا ہے اور
اس سے وہ ناخوش ہوگیا ہے پس جبرئیل آئے
اور یہ آیت اور آیت سابق اور سورہ والضحی لائے

اس آیت سے قسم اول وحی کا خارجی و غیر طبعی ہونا ثابت ہوتا ہے جبرئیل امین آنحضرت کا طبیعت و ملکہ نبوت کا نام ہوتا تو جو کچھ آیت اور اس کے شان نزول مین بیان ہوا ہے ہرگز وقوع مین نہ آتا

(۴) اور سورۂ براۃ مین کعب و مرارہ و ہلال کی نسبت ارشاد ہوا ہے کہ اللہ تعالی ان تینون پر رجوع

وعلى الثلاثة الذين خلفوا حتى ضاقت

برحمت کیلہ ہے جنکے حق مین پچاس دن تک

عليهم الارض بما رحبت وضاقت عليهم
انفسهم وظنوا ان لا ملجاء من الله الا
اليه ثم تاب عليهم ليتوبوا ان الله هو التواب
الرحيم (براءة ۱۲۶)

ونهى رسول الله صلى الله عليه وسلم المسلمين
عن كلامنا ايها الثلاثة من بين من تخلف
عنه فاجتنبنا الناس وتغيروا لنا حتى
تنكرت في نفسي الارض فما هي التي
اعرف فلبثنا على ذلك خمسين ليلة فاما
صاحباي فاستكانا وقعدا في بيوتهما
يبكيان واما انا فكنت اشب القوم واجلدهم
فكنت اخرج فاشهد الصلوة مع المسلمين
واطوف في الاسواق ولا يكلمني احد حتى
اذا مضت اربعون ليلة من الخمسين اذا
رسول رسول الله صلى الله عليه وسلم ياتيني
فقال ان رسول الله صلى الله عليه وسلم
يامرك ان تعتزل امرأتك فلبثت بعد ذلك عشر ليال
حتى كملت لنا خمسون ليلة حين نهى رسول الله صلى الله
عليه وسلم عن كلامنا - فانزل الله على رسول الله
صلى الله عليه وسلم لقد تاب الله على النبي
والمهاجرين (صحیح بخاری ص ۶۳۵ و ص ۶۳۶ مختصراً)

وحی نازل نہ ہوئی یہانتک کہ زمین باوصف فراخی
کے ان پر تنگ ہوگئی اور انکی جانوں میں تنگی
واقع ہوئی اور انہوں نے یہ بات جان لی کہ اب بجز
سوا خدا کے کوئی پناہ لینے کی جگہ نہیں پھر خدا نے
ان پر رجوع بمغفرت کیا۔ اس آیت کی تفسیر
میں ایک بڑی طویل حدیث **صحیح بخاری**
وغیرہ میں مروی ہے جسکا خلاصہ یہ ہے کہ یہ
تینوں اشخاص جنگ تبوک سے رہ گئے تھے جب
آنحضرت واپس آئے تو اور لوگ منافق جو پیچھے
رہ گئے تھے جھوٹ بولکر آنحضرت کو خوش کر گئے
اور یہ تینوں سچ بولے اور اپنے قصور کے اقراری
ہو گئے۔ اسپر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (جو
عالم الغیب نہ تھے) انکی ظاہری اقبال جرم
کے سبب ناخوش ہو گئے۔ اور بانتظار وحی اسکی
معافی نہ کر سکے بلکہ ان سے سلام و کلام بھی ترک
کر دیا اور مسلمانوں کو بھی اس سے منع فرمایا اور انکو
انکی عورتوں کے پاس جانے سے روک دیا پس انکا
ایسا حال ہو گیا کہ زمین انپر تنگ ہو گئی اور کسی سے
انکی سلام و بات نہ رہی اور اسپر پچاس دن کی
مدت گذر گئی تب وحی نازل ہوئی اور انکی معافی
تصور مسلمین آئی۔

یہہ آیت اور اسکی تفسیر حدیث الہام کے خارجی وغیبی ہونے پر بہت واضح دلیل ہے اگر الہام آنحضرت کی طبیعت مین داخل ہوتا تو بمجرد وقوع واقعہ وسنوح ضرورت کے اس سے حقیقت حال کو دریافت کیا جاتا ان بیچارون کے تصفیہ مین اسقدر توقف نہ ہوتا اور اس مدت دراز تک ان پر تشدد نہ کیا جاتا۔

اس سے بڑہکر دلالت خیز وعبرت انگیز واقعہ افک ہی جسمین خود ذات بابرکات سرور کائنات اور آپ کے اہلبیت کو تیس دن تک رنج ومصیبت مین ابتلا رہا دشمنون اور نادان دوستون نے آپکے حرم محترمہ کو بدکاری کی تہمت لگادی۔

اس سے آنحضرت کے دل مین بھی شبہہ نے جگہہ پکڑلی آنحضرت نے اپنے اہلبیت سے ملاطفت وانبساط چہوڑ دی۔ اُن کے چہوڑ دینے اور طلاق کے باب مین لوگون سے صلاح لی یہانتک کہ ایک مہینے کے بعد وحی نازل ہوئی جس نے اہلبیت نبوی کی براءت کی اور آنحضرت کو تسلی دی۔ اگر الہام آنحضرت کے ہاتہہ مین ہوتا تو ایک مہینے تک آپ کو اور آپکے اہلبیت کو یہہ رنج نہ پہنچتا۔ جسدن تہمت لگائی گئی تھی اُسی دن الہام کی دوربین لگاکر اصل حال معلوم کیا جاتا دشمنون اور نادان دوستون کا موتہہ بند ہو جاتا۔ یہہ **واقعہ** قرآن مجید مین مجمل وحدیث مین مفصل مذکور ہے چنانچہ بیان اسکا ذیل مین مرقوم ہے۔

(۵) سورۃ **نور** مین ارشاد ہے جو لوگ بہتان باندہ لائے ہین تم ہی مین سے ایک گروہ ہے تم اس بہتان کو اپنے حق مین برا نہ سمجہو یہہ تمہارے لئے اچہا ہے اُن مین سے ہر ایک کے لئے وہ گناہ ہے جو اُس نے کمایا اور جو اُسکے بڑے ذکر وچرچے کا متولی بنا ہے اسکو بڑا عذاب ہے

ان الذین جاءو بالافک عصبۃ منکم لا تحسبوہ شرا لکم بل ہو خیر لکم لکل امرئ منہم ما اکتسب من الاثم والذی تولی کبرہ منہم لہ عذاب عظیم۔ الی قولہ رءوف الرحیم (نور)

صحیح بخاری مین اس اجمال کی تفصیل مین حدیث مروی ہے اس مقام مین اسکے چند فقرات نقل کئے جاتے ہین۔

عن عائشة رضی الله عنها فهلك من هلك
وكان الذی تولی الافك عبد الله بن ابی
بن سلول فقدمنا المدینة فاشتكیت حین
قدمت شهرا والناس یفیضون فی قول
اصحاب الافك ولا اشعر بشیء من ذلك
وهو یریبنی فی وجعی انی لا اعرف من رسول
الله صلی الله علیه وسلم اللطف الذی كنت
اری منه حین اشتكی انما یدخل علی رسول
الله صلی الله علیه وسلم فیسلم ثم یقول كیف
تیكم ثم ینصرف وذلك الذی یریبنی ولا
اشعر بالشر × × فدعا رسول الله صلعم
علی بن ابی طالب واسامة بن زید حین استلبث
الوحی یستامرهما فی فراق اهله × × ×
فدخل علیها رسول الله صلعم ثم جلس
ولم یجلس عندی منذ قیل لی ما قیل وقد
لبث شهرا لا یوحی الیه فی شانی قالت
فتشهد رسول الله صلی الله علیه وسلم حین جلس
ثم قال اما بعد یا عائشة قد بلغنی عنك
كذا وكذا فان كنت بریئة فسیبرئك الله
وان كنت الممت بذنب فاستغفری الله و
توبی الیه × × × قالت فوالله ما قام

حضرت عائشہ صدیقہ فرماتی ہین کہ مجھہ پر
تہمت لگانیسے جو ہلاک ہوا سو ہوا اور جو اس
کام کا متولی بنا تہا وہ عبد اللہ بن ابی تہا
جب ہم مدینہ پہنچے تو مین تب ہی سے ایک
مہینے تک بیمار رہی اور لوگ اس بہتان مین
ٹہول کرتے رہے اور مجھے کچہہ خبر نہ تہی۔ ہان
مجھے اس سے بے چینی ہوتی کہ مین اس بیماری
مین آنحضرت کا وہ لطف نہ دیکھتی جو پہلی بیماریون
مین دیکہا کرتی۔ آنحضرت میرے پاس آتے
تو سلام کرتے اور صرف اتنا پوچھتے کہ تو کیسی ہے
اس سے مجھے تردد ہوتا اور اصل فساد میرے
خیال مین نہ آتا۔ جب مین اصل حال سے
واقف ہوئی اور ماں باپ کے گہر گئی تو تمام
رات روتی رہی اسی اثنا مین آنحضرت نے
علی ابن ابی طالب اور اسامہ سے مجھے طلاق
دینے کی صلاح پوچھی اور مین دو شب اور ایک دن
ایسے روئی کہ میری آنکھہ مین نیند نہ آئی اور
آنسوؤن نے بس نہ کی اسی حال مین آنحضرت
تشریف لائے اور میرے پاس بیٹھہ گئے
اس سے پہلے جب سے مجھہ پر تہمت ہوئی تھی کبھی
پاس نہ بیٹھے تہے اسمین مہینا بہر ٹہہرے رہے

اشاعۃ السنۃ النبویہ

علی صاحبہا الصلوٰۃ والتحیہ

نمبر یازدہم — بابت ذی قعدہ ۱۲۹۷ھ مطابق نومبر ۱۸۸۰ء — جلد سیوم

معذرت

ع والعذر عند کرام الناس مقبول،

رسالے کے متعلق اکثر کام مین خود کرتا ہون - آمدنی قیمت مین اسقدر گنجایش نہین ہے کہ ہر ایک کام کے لئے علیحدہ علیحدہ نوکر رکہون اسوجہ [illegible] عدم فرصتی بہت رہتی ہے اور رسالہ دیر سے نکلتا ہے اور اسکی تصحیح کاپی کا بہی پورا اہتمام نہین ہوسکتا [illegible] لئے بعض غلطیان رہجاتی ہین - نمبر ۹ سے امرتسر مین چہپا ہے تو اور بہی میری غیبوبت کے سبب غلط چہپا ست ناظرین و [illegible] یداران مجہے اسمین معذور سمجہین اور قصور تصحیح و توقف کو بذیل عفو ڈہانک لین یہہ عذر ان حضرات معاونین کیخدمت [illegible] ہے جو از راہ مروت و عالی ہمتی سالانہ زر قیمت پیشگی عطا فرما چکے ہین - اور جو ہمارے باقیدار ہین انکو تو یہی کہنا [illegible] ہے کہ یہہ سب خلل و خرابیان تمہاری ہی نادہندگی سے ناشی ہین - آپ لوگ زر بواجب الادا بہیجتے رہین اور [illegible] کافی ہاتہہ مین ہو تو ہر ایک کام کے لئے علیحدہ علیحدہ کارندے مقرر ہون اور جسقدر جلد اور عمدہ کام ہونا ممکن [illegible] ہوا کرے -

تصحیح بعض اغلاط نمبر ۹ و ۱۰ -

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲۵۸	۱۰	ہر امین پہنچہ آدیگی	کسی نمبر ائندہ مین آدیگی	۲۷۰	۱۱	لازمی	نورانی
۲۷۲	۴	اور نہ	ورنہ	۲۷۲	۱۳	بصفحہ ۲۶۷	بصفحہ ۲۶۶
۲۷۹	۶	پرچہ دہم جلد ششم	پرچہ ششم جلد دوم	۲۸۱	۱۲	تحیقق	تحقیق
۲۸۲	۱۴	مراتب	مرتب	۲۸۲	۱۵	اوزعیر الادراک	اوزعیر الادراک سناتے
۲۸۴	۶	اسکا جواب	کون سنتا ہے تا ہم اسکا جواب	۲۸۶	۶	لوگون	سبہی لوگون
۲۸۶	۱۹	اطباء	اطباء انبیاء	۲۸۷	۱۳	نخیبی	نخچشی

رسول اللہ صلعم ولا خرج احد من اھل البیت حتی انزل علیہ فاخذہ ما کان یاخذہ من البرحاء حتی انہ یتحدر منہ مثل الجمان من العرق وھو فی یوم شات من ثقل القول الذی ینزل علیہ فلما سری عنہ وھو یضحک فکانت اول کلمۃ تکلم بھا یا عائشۃ اما اللہ فقد براک وانزل اللہ تعالی ان الذین جاؤا بالافک عصبۃ الخ صحیح بخاری ص۵۹۶ وغیرہ مختصراً)

میرے باب مین آپ پر وحی نہ ہوئی پس آنحضرت نے بیٹھکر خطبہ پڑہا اسکے بعد کہا اے عایشہ اگر تو اس تہمت سے بری ہے تو خدا تجہے اس سے بری کریگا اور اگر گناہ کے پاس جا چکی ہے تو اس سے توبہ کر۔ پہر خدا کی قسم وہان سے آنحضرت کہڑے نہ ہوئے تہے اور نہ کوئی صاحب اہلبیت سے باہر نکلی تہی کہ وحی کا نزول ہوا اور آنحضرت کو پسینہ آگیا جو بوقت نزول وحی اسکی شدت سے آیا کرتا تہا کہ سردی کے دنمین ہوتیون کیسے دانون کا چہرے سے تقاطر ہوتا جب اس حالت شدت کا انقطاع ہوا تو آنحضرت نے ہنستے ہوئے یہہ کلمہ فرمایا۔ اے عائشہ خدا نے تجھ بری کر دیا ہے اور خدا تعالی نے ان آیات کو نازل فرمایا ان الذین جاؤا بالافک الخ ان آیات خمسہ سے بلحاظ انکے موارد نزول کے کئی کئی دنون تک باوجود شدت انتظار و اقتضاء طبع وارادہ نبوی کے وحی کا نازل نہونا ثابت ہوا۔ اب اُن ایات کا ذکر کیا جاتا ہے جنسے بعض امور کی نسبت آنحضرت پر تمام عمر وحی کا نازل نہونا اور آنحضرت کا اُن امور کو باوجود تقاضائے طبع وشوق جاننے کے نجاننا ثابت ہوتا ہے۔

(۶) سورہ لقمان مین ارشاد ہے۔ اللہ کے ہی پاس ہے قیامت کا علم اور وہ مینہہ برساتا ہے

ان اللہ عندہ علم الساعۃ وینزل الغیث ویعلم ما فی الارحام وما تدری نفس ماذا تکسب غداً وما تدری نفس بای ارض تموت ان اللہ علیم خبیر۔ (لقمان ع۴)

(یعنی اُسکا علم بہی اُسی کو ہے) اور وہ جانتا ہے جو رحمون مین ہوتا ہے اور کوئی نہین جانتا کہ وہ کل کو کیا کریگا۔ اور وہ کس زمین مین مریگا اللہ جاننے والا خبردار ہے۔

(۷) اور سورہ اعراف مین ارشاد ہے۔ تجہہ سے قیامت کی بابت پوچہتے ہین کہ وہ کب کہڑی

يسئلونك عن الساعة ايان مرسيها قل انما علمها عند ربي لا يجليها لوقتها الا هو ثقلت في السموات والارض لا تاتيكم الا بغتة يسئلونك كانك حفي عنها قل انما علمها عند الله ولكن اكثر الناس لا يعلمون

(اعراف ع ۲۳)

ہوگی تو کہدے اسکا علم خدا ہی کے پاس ہے اسکو اسکے وقت پر وہی ظاہر کریگا وہ آسمانوں اور زمین میں بڑی بھاری ہو رہی ہے وہ تم پاس ناگہان آویگی۔ تجھے یوں پوچھتے ہین کہ گویا تو اسکا متلاشی ہے تو کہدے اسکا علم خدا ہی کے پاس ہے پر اکثر لوگ نہیں جانتے۔

صحیح بخاری وغیرہ مین حدیث مروی ہے کہ آنحضرت صلعم کے پاس جبرئیل امین بصورت انسان آئے اور چند سوالات کئے از انجملہ یہہ ایک سوال بھی تہا کہ قیامت کب ہوگی آنحضرت نے اسکے

عن ابي هريرة في قصة مجيئ جبرئيل قال متى الساعة قال ما المسئول عنها باعلم من السائل وساخبرك عن اشراطها اذا ولدت الامة ربها واذا تطاول رعاة الابل البهم في البنيان في خمس لا يعلمهن الا الله - وفي رواية اذا رايت الحفاة العراة رؤس الناس - (صحيح بخاري ص۱۲ و ص۷۰۴ وغيره)

جواب مین فرمایا کہ مین اسکا حال تجھ سے زیادہ نہین جانتا۔ ولیکن اسکی نشانیان بتاتا ہون پھر فرمایا جب لونڈی اپنے مالک کو جنے (یعنی جسکو جنے وہی از راہ نافرمانی اسکا مالک بن بیٹھے) اور ننگے محتاج اونٹ چرانیوالے سردار بنجاوین اور بڑے بڑے مکانات بناوین تو قیامت آویگی یہہ علم قیامت ان پانچ چیزون مین ہے جن کو سوائے خدا کوئی نہین جانتا۔

(۵) اور سورہ انعام مین فرمایا ہے اے نبی تو کہدے مین یہہ نہین کہتا کہ میرے پاس خدا

قل لا اقول لكم عندي خزائن الله ولا اعلم الغيب ولا اقول لكم اني ملك ان اتبع الا ما يوحى الي وعنده مفاتح الغيب لا يعلمها الا هو -

(انعام ع ۶ و ۷)

کے خزانے ہین اور نہ یہہ کہتا ہون کہ مین فرشتہ ہون اور نہ یہہ کہتا ہون کہ مین غیب جانتا ہون مین تو اسی کے پیچھے چلتا ہون جو میری طرف وحی ہوتی ہے اور فرمایا غیب کی کنجیان خدا ہی کے پاس ہین انکو بجز خدا کوئی نہین جانتا

وعن عبداللہ بن عمر قال قال رسول اللہ صلعم مفاتیح الغیب خمس لا یعلمھا الا اللہ لا یعلم ما فی غد الا اللہ و لا یعلم ما تغیض الارحام الا اللہ ولا یعلم متی یاتی المطر احد الا اللہ ولا تدری نفس بای ارض تموت ولا یعلم متی تقوم الساعۃ الا اللہ۔ (صحیح بخاری ص ۶۱۸)

حدیث مین وارد ہے۔ غیب کی کنجیان پانچ ہین جنکو بجز خدا کوئی نہین جانتا پہر اُن پانچ چیزون کو شمار کیا جن کا ذکر چھٹی آیت مین گذرا ہے۔

(۹) اورسورہ اعراف مین فرمایا ہے۔ اے نبی تو کہدے مین تو اپنے جان تک کے نفع و نقصان کا مالک نہین بجز اس کے جو خدا چاہے اور اگر مین غیب جانتا تو بہتر ین بھلائیان اکٹھی کر لیتا اور مجھکو کبھی ضرر نہ پہنچتا۔

قل لا املک لنفسی نفعا ولا ضرا الا ما شاء اللہ ولو کنت اعلم الغیب لاستکثرت من الخیر وما مسنی السوء ان انا الا نذیر و بشیر لقوم یومنون (اعراف ۲۳)

تفسیر و سیمین لکہا ہے کہ اہل مکہ نے آنحضرت صلعم سے کہا تہا کہ ارزانی و گرانی غلہ کا حال معلوم ہو تو بتا دیا کرو کہ ہم اکٹھا غلہ خرید لیا کرین اور جس زمین مین قحط پڑنا ہو اُس کا حال بتا دیا کرو تو ہم وہان سے کوچ کرین تب یہہ آیت نازل ہوئی۔

روی ان اھل مکۃ قالوا یا محمد الا یخبرک ربک بالرخص والغلاء حتی نشتری فنربح وبالارض التی یحل بہا الجدب لنرتحل الی الارض الخصبۃ فانزل اللہ ھذہ الآیۃ۔ (تفسیر جلالین صفحہ ...)

اور جو ضرر و نقصان اِس غیب نجاننے کے سبب آنحضرت اور اہل اسلام و اسلام کو پہنچے (جیسے جنگ اُحد مین آنحضرت کا زخمی ہونا۔ اور اکثر مسلمانون کا شہید ہونا اور حدیبیہ مین مسلمانون کا مخالفون کے سامنے دب کر بے حج کئے واپس آنا اور بیر معونہ مین قاریون کا مارا جانا و علی ہذا القیاس صدہا ضرر) انکی تفصیل کتب حدیث و سیر مین موجود ہے۔

اِس قسم کی آیات سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ بہت سے امور آنحضرت کو بذریعہ وحی معلوم نہین ہوئے جن کے سبب آنحضرت نے ضرر و نقصان اُٹہائے۔

† یہہ لڑائی آنحضرت کی اُن لوگون سے ہوئی تہی جنہون نے آنحضرت کو بہت ستایا اور گہر سے نکالدیا اور صدہا مسلمانونکو قتل کر دیا پہر مدینہ پہنچکر آنحضرت سے لڑنا چاہا۔ پس ناچار آنحضرت کو انکا مقابلہ کرنا پڑا۔

اسرائیل صاحب نے بہی ان آیات کے ظاہری معنی پہ تاویل کا ہاتہہ نہیں ڈالا یا اور تسلیم کرلیا ہے کہ آنحضرت کو علم غیب نہ تہا **پہر تعجب ہے** کہ وحی کو امر طبعی کیون کہا جب وحی آپ کے نزدیک آلہ انکشاف علوم وحقایق اشیا کما ہی ہے چنانچہ بصفحہ ۲۵۹ سے نقل ہوچکا ہے اور اسکا مصدر ومخرج بہی سوے طبعیت نبی کے اور نہین ہے تو پہر نبی کا کسی چیز کو منجملہ حقایق موجودہ کے اس وحی سے نجاننا احساس نجاننے سے دین و دنیا مین ضرر و نقصان اٹہانا اور کافرون و منکرون کے سہام طعن و ملام کا مورد بننا کیا معنے رکہتا ہے ۔ آپ نے تبقلید نیچرل فلاسفر یوروپ کے الفاظ (طبعی وحقایق اشیا کما ہی وغیرہ) رکہنا توسیکہ لیا ۔ اور بناءً علیہ وحی کو آلہ انکشاف اشیا کما ہی اور امر طبعی کہدیا ہے مگر ان الفاظ کے معانی و لوازم کے فہم کو ملاؤن کا شیوہ سمجہ کر یہ نہ سوچا کہ جس کا آلہ علم حقایق اشیا ہونا اور اسکا امر طبعی و داخلی ہونا ثابت ہو جاتا ہے کہ جو چیز عالم مین موجود ہے اسکا جاننا صاحب وحی کے قبضہ قدرت مین ہو ۔ اور کوئی چیز دنیا کی نبی سے غائب نہو ۔ آپ کے حال پر یہ مصرع خوب صادق آرہا ہے

حفظت شیئاً و غابت عنک اشیاءُ

(۱۰) اور سورہ بنی اسرائیل مین ارشاد ہے یہودی تجہسے روح کا حال پوچہتے ہین تو کہہ

ویسئلونک عن الروح قل الروح من امر ربی وما اوتیتم من العلم الا قلیلا ولئن شئنا لنذھبن بالذی اوحینا الیک ثم لا تجد لک بہ علینا وکیلا ۔ الا رحمۃ من ربک ان فضلہ کان علیک کبیرا ۔ (بنی اسرائیل ع ۱۰)

روح میرے رب کا امر ہے (یعنی وہی جانتا ہے) اور تم تہوڑا ہی سا علم دئے گئے ہو اور تم ہے ہم چاہین تو جو تجہے پہلی وحی پہنچی ہے وہ بہی لیجاوین پہر تو کسیکو اسکے لا دینے کا ذمہ دار نپاوے بجز رحمت تیرے رب کے ۔ تجہپر اسکا بڑا ہی فضل ہے

صحیح بخاری وغیرہ مین ابن مسعود سے مروی ہے کہ یہودیون نے آنحضرت سے روح کا حال پوچہا

عن ابن مسعود فی حدیث فقام رجل منھم فقال یا ابا القاسم ما الروح فسکت فقلت انہ یوحی الیہ فقمت فلما انجلی عنہ فقال ویسئلونک

تو آپنے سکوت کیا اور کچہہ جواب نہ دیا ۔ پس مینے جان لیا کہ آپ کیطرف نزول وحی ہورہا ہے پس مین وہین کہڑا رہا جب آنحضرت کی وہ حالت کرب

عن الروح - (بخاری ص۲۰۰) ... بقیراری جو بوقت نزول وحی ہوا کرتی زایل ہوئی
تو آنحضرت نے یہہ آیتہ پڑہ سُنائی اِس آیت و حدیث سے صاف ثابت ہوا کہ آنحضرت کو حقیقت روح کا
علم نہتا - اور اگر وحی (جو بقول آنریبل صاحب آلہ علوم حقایق ہے) امر طبیعی و داخل طبیعت یا خیال نبوی
ہوتا تو حقیقت روح کیا؟ حقیقت خدا تعالی کا علم بہی آپکے لئے ضروری تہا - علاوہ برین اِس
آیتہ سے یہہ بہی معلوم ہوا کہ وحی ایسا امر خارجی و اکتسابی و عارضی ہے کہ بعد نزول و حصول
اُسکا اُٹھا لیجانا اور آنحضرت کے سینہ سے محو کر دینا ممکن تہا خدا چاہتا تو ایسا کر دیتا پر اُس نے اپنے
فضل و کرم سے ایسا نہین کیا -
اب ہم کہان تک آیات کو شمار کرتے جائین اِن آیات عشرہ سے ہمارا ایک استدلال باستعانت مقدمہ
اولیٰ تو صحت کو پہنچا - جسکا خلاصہ یہہ ہے کہ بعض امور کی نسبت آنحضرت پر کئی دنون تک باوجود شدت
حاجت و سخت میلان طبیعت کے نزول وحی نہین ہوا اور بعض امور مین عمر بہر وحی کا انقطاع رہا اور
اگر وحی امر طبعی و داخلی ہوتا تو یہہ تاخر یا انعدام وحی ہرگز نہوتا - شاید اِس استدلال پر حضرات نیچریہ
یہہ اعتراض کرین کہ طبعی ہونا وحی کا اِسکے غیر محدود ہونیکا مقتضی نہین ہے تا کہ بواسطہ وحی وقت
قیامت و روح وغیرہ مغیبات کا علم بہی نبی کے لئے ضروری ہو - دیکہو مچہلی کے لئے تیرنا امر طبعی ہے
تو اُسکا یہہ مقتضائے تہوڑا ہی ہے کہ وہ تمام جہان کے دریا و سمندرون سے تیر نکلے اِسکا جواب یہہ ہے
کہ تمنے خود وحی کو بلا قید و حصر آلہ انکشاف حقایق اشیاء ٹہرایا ہے اور ان اشیاء کو محدود نہین کیا -
جس سے وحی کا غیر محدود ہونا سمجہا گیا ہے اور بواسطہ اِس کے اُن مغیبات کا علم نبی کے لئے ضروری
ٹہرایا گیا - اب اگر بطریق مطلبش در بطن شاعر اِس کلام کا یہہ مطلب دل مین رکہتے اور بیان کرتے ہو کہ اُن
اشیاء سے بعض اشیاء مراد ہین جو نبی کو معلوم ہو چکی ہین تو بہی ہمارا استدلال (آیات قسم دوم
نے سہی) آیات خمسہ قسم اول سے تو صحیح و ثابت ہی - جن امور محدود و محصور کا دریافت کرنا قوت وحی مین
داخل تہا اُنمین وحی کا مدت ہا دراز تک کیون تاخر و انقطاع رہا اور عین موقع ضرورت و حالت شوق
و میلان طبیعت پر اُنکو کیون نہ دریافت کیا گیا -

اسی مچھلی کی نظیر کو دیکھئے۔ جس حدتک مچھلی کے لئے تیرنے کی قوت ہوتی ہے اس حدتک جیساؔ تیرنا چاہے بشرط عدم موانع تیر سکتی ہے۔ اسیطرح جن امور کا دریافت کرنا قوت وحی مین داخل تہا ان امور کو صاحب وحی نے بوقت خواہش وحاجت کیون نہ دریافت کرلیا۔ کیا یہہ تعجب کی بات نہین ہے کہ وحی آپ کے طبعی اقتدار مین ہو پہر اسکو ذریعہ سے اپنے گہر کا حال آپ پر نہ کہلے بریرہ لونڈی سے آپ اپنے اہلبیت کی برات کا حال پوچہین اور اپنے دلی شبیر وحی سے دریافت نہ کرین اور اس کشمکش مین مہینا بہر رنج و تردد مین مبتلا رہین۔

ایسے امور کے بروقت شوق وحاجت و میلان طبیعت کے نہ کہلنے سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ وحی فوارہ کی مانند اندر سے نہین اٹہتی اور وہ داخلی امر نہین ہے بلکہ مینہ کی طرح اوپر سے برستی ہے اور تار برقی کی مانند خارجی امر ہے۔ اسکا نزول وحصول طبیعت نبی کے اختیار مین نہین ہے۔ بلکہ طبیعت اسمین اس بے اختیار آئینہ کے مانند ہے جس پر آفتاب یا کوئی اور جسم منور انعکاس انوار کرتا ہے وہو المدعا۔ **استدلال دوم**۔ بہت سی آیات مین یہہ بہی پایا جاتا ہے کہ جو کچہہ آنحضرت پر وحی ہوا ہے وہ آنحضرت نے بڑی مشقت وجد وجہد سے جبرئیل امین سے سیکہا ہے جب جبرئیل امین وحی لاتے تو آنحضرت صلعم انکے ساتہہ پڑہنے لگ جاتے اور اسمین سخت تکالیف اٹہاتے۔ چنانچہ اس مضمون کے آیات نمبر ۹ و ۱۰ مین بصفحہ ۲۶۶ و ۲۸۴ وغیرہ نقل ہوچکے ہین۔

اور سورہ طٰہٰ مین ارشاد ہے کہ اس قرآن کے پڑہنے مین توجلدی نکر پہلے اس سے کہ تیری طرف اسکا وحی ہونا تمام ہو

ولا تعجل بالقرآن من قبل ان یقضی الیک وحیہ وقل رب زدنی علماً۔ (طٰہٰ ع ۶)

قال المفسرون وکان النبی صلعم یبادر جبرئیل فیقرأ قبل ان یفرغ جبرئیل من الوحی حرصاً منہ علی ما ینزل علیہ فنہاہ اللہ عن ذالک ومثلہ لا تحرک بہ لسانک۔

لتعجل بہ (فتح القدیر علی النقل فی فتح البیان مجلد فی التفسیر الکبیر جلد

اور کہہ اے رب میرا علم زیادہ کر۔ تفسیرون مین لکہا ہے کہ آنحضرت صلعم قرآن پڑہنے مین جلدی کرتے جبرئیل کی قرات سے فارغ ہونے سے پہلے انکے ساتہہ پڑہنے لگجاتے خدا تعالی نے اس سے منع کیا ایسا ہی دوسری آیت مین ارشاد ہے۔ اس قرآن کے ساتہہ تو اپنی زبان نہ ہلا کہ وہ تجہے جلد آجائے۔

مضامین محقق بہاری جنکی اشاعت کا ضمیمہ نمبر ۳ مین وعدہ دیا گیا تھا

نمبر ۱

مُعجزہ اور قانون قدرت

تفسیر قرآن نیچری خان صاحب مین مُعجزہ سے انکار ہوا ہے اور اُسپر وما منعنا ان نرسل بالآیات الا ان کذب بہا الاولون کو دلیل ٹھہرایا ہے۔

مین کہتا ہون یہہ کہنا ایسا ہے جیسا حضرت مسیح نے کہا ہے چنانچہ متی باب ۱۲ ورس ۳۸ مین ہے تب بعضے کاتبون اور فریسیون نے پھر کے کہا اے مرشد ہم چاہتے ہین کہ تیرا ایک مُعجزہ دیکھین پر اُس نے اُنہون کے جواب مین کہا کہ اس زمانہ کے بدذات اور حرامکار لوگ معجزہ ڈھونڈھتے ہین پر اُنہین کوئی مُعجزہ سوائے یونس نبی کے نشان کے دکھایا نجائیگا (تعلیقات جناب مُنشی چراغ علی صاحب بجواب پادری عماد الدین لاہوری صفحہ ۳۴) اور مُعجزہ کے باب مین حکما و علماء یورپ مختلف ہین جو لوگ پابند کتاب ہین وہ مقر و مثبت معجزہ ہین اور جو ملحد و لامذہب ہین وہ منکر و مکذب ہین اور چونکہ خان صاحب بہادر اکثر ملحدون و لامذہبون کی تقلید کو پسند کرتے ہین اسلئے انکار معجزہ مین بھی اُنہی ملحدون کی تقلید پر چلے ہین۔

مُعجزہ کا انکار سب سے پہلے ایک بڑے مشہور ملحد **ہیوم صاحب** نے کیا ہے اُسکے بعد جو منکر ہوا ہے اُسیکا مقلد ہے یہانتک کہ اسکا سلسلہ وراثت خان صاحب بہادر کو پہنچا۔

اس باب مین **ڈی ڈبلیو ٹامس صاحب** ایم اے پرنسپل میتھوڈسٹ ایپسکوپل چرچ نے ایک کتاب لکھی ہے جسمین اُن ملحدون کے قول کو رد کیا ہے اور معجزہ کا قانون قدرت کے مطابق ہونا ثابت کیا ہے ہم اسمقام پر اُسکا انتخاب و خلاصہ مطلب نقل کرتے ہین۔ اسمین ہمنے اتنا تصرف کیا ہے کہ مصنف نے تو اپنے کلام کو صرف اثبات معجزات مسیح سے مخصوص کیا ہے اور ہمنے اسکو عام معجزات کا مثبت بنا دیا ہے

اور نیز اُس نے بخیال الوہیت حضرت مسیح کے معجزات کو مسیح کی طرف منسوب کیا ہے اور انہی کو خالق معجزات ٹھہرایا ہے اور ہمنے اُن معجزات کو خدا کی طرف منسوب کیا ہے جو مسیح اور اسکی والدہ صدیقہ کا خالق ہے باقی مضمون سب اُسی مصنف کا ہے۔

وہو ہذا

جاننا چاہیے کہ لفظ معجزہ کے اصلی معنی وہی ہیں جو عجیب کے ہیں۔ لیکن یہہ کچھہ ضرور نہیں ہے کہ جو فعل عجیب ہو معجزہ کہلاوے ممکن ہے کہ ایک چیز عجیب و غریب ہو اور معجزہ نہ کہلاوے بلکہ فطرت کے مطابق ہو اور ہمکو بوجہہ عدم واقفیت اُن قوانین کے عجیب و غریب معلوم ہوتی ہو۔ پس معجزہ نام اُس فعل کا ہے جو طاقت انسانی سے باہر اور فطرت کے عام قوانین مقررہ سے مختلف ہو جسکو خود خدا نے اپنے کسی حکم یا پیغمبر یا رسول کی تصدیق کے واسطے ظاہر کیا ہو اور ممکن ہے کہ اوس معجزہ سے قوانین فطرت میں جنپر قوام دنیا کا موقوف ہے کسیطرح کی مداخلت ظاہری پائی جاوے لیکن وہ حقیقت مخل قوانین فطرت یا خلاف قوانین علت و معلول کے نہیں ہوتا بلکہ عام نظام خلقی کی مقرری قاعدے سے مخصوص ہوتا ہے۔ دونوں میں فرق اتنا ہے کہ جو معلولات نظام خلقی کے قواعد عامہ کے موافق ہوتے ہیں انکو ہم فطرت کہتے ہیں اور جو اس ترتیب عام سے جدا ہوں انکو معجزہ کہتے ہیں مثلاً رات و دن کا ہونا اور تغیر ایام اور رتوں کا مرتب ہونا اور گرنا پڑنا ندیوں اور دریاؤں کا بہنا بخارات کا اٹھنا۔ سب باتیں فطرت کے مقرری قواعد کے موافق ہوتی رہتی ہیں یعنی نظم و نسق انکا برابر ایک ہی ترتیب سے جاری ہے جس سے خدا کی قدرت کہ وہ جہان کا محافظ اور ناظم ہے ظاہر ہوتی ہے اور معجزات مثلاً مسیح کا مردوں کو جلانا اور پانچ جو کی روٹیوں اور تھوڑی سی مچھلیوں کو بقدر بڑھا دینا کہ پانچہزار آدمی کہالیں اور بہر بارہ ٹوکرے بچ رہیں۔ دیا محمد رسول اللہ صلعم کا ابو طلحہ کی دعوت میں ایک روٹی سے ستر یا اسّی آدمی کو رجا دینا۔ اور حدیبیہ کے دن ایک چھوٹی سے برتن کے پانی سے پندرہ سو آدمی کو وضو کرا دینا) یہہ سب کام تجربہ کے برخلاف اور طاقت بشری سے باہر ہیں اور یہہ خدا کی قدرت کے غیر معمولی عمل ہیں اسواسطے معجزات کہلائے اور کبھی خلقت کے عام ترتیب

سے بھی معجزات ملے ہوتے ہین - یعنی خدا کو اختیار ہے وہ جو چاہے تو انہین چیزون سے جو موافق مقرری
قاعدون کے معمولی نتائج پیدا کرتی ہین دفعتہً ایسے نتائج ظاہر کردے کہ جو معمولی نتائج سے بالکل مختلف
ہون مثلاً موسیٰ نے دریا پر ہاتھ بڑھایا اور خداوند تعالیٰ نے بسبب بڑی مشرقی آندھی† کے تمام رات مین

† یہہ مصنف کی راے ہے جو عیسائی مذہب ہے اہل اسلام کا اس مقدمہ مین یہہ اعتقاد ہے کہ یہان غیر معمولی وغیبی آ

فاوحینا الی موسی ان اضرب بعصاک البحر فانفلق
فکان کل فرق کالطود العظیم وازلفنا ثم الاخرین
وانجینا موسی ومن معہ اجمعین ثم اغرقنا الاخرین (شعراء)
واترک البحر رھوا انھم جند مغرقون
(دخان ۱۶)

سے کام لیا گیا ہے خدا نے موسی کو حکم دیا کہ اپنی لاٹھی دریا
کو مار اُس نے لاٹھی ماری تو دریا پھٹ گیا اور پانی ٹھہر گیا
اور ہر ایک ٹکڑا پانی کا پہاڑ کا سا ہوگیا پس موسی علیہ السلام
اور اُن کے ساتھ والے اُن درون سے نکل گئے
اور فرعون اُنہین پہنچا تو وہ معہ لشکر غرق ہوا -

جناب خان صاحب بہادر اس مقدمہ مین ایسی ٹہیٹہہ چال چلے ہین جو نہ اہل اسلام کے موافق ہے نہ عیسائیون کے
آپ بصفحہ ۹۹ وغیرہ تفسیر بزنز وغیرہ کی فرماتے ہین کہ وہان چلتا دریا نہ ٹھہر گیا تھا اور نہ پھٹ گیا تھا اور نہ اُس کا
پانی خشک ہوگیا تھا - بلکہ وہان سمندر مین مد وجزر ہوا تھا جسکو ہندی مین جوار بھاٹا کہا جاتا ہے جب حضرت موسی
پہنچے تو جزر یعنی پانی اُترنے کا وقت تھا اسلئے وہ پار اُتر گئے - جب فرعون پہنچا تو مد آگیا اسلئے وہ غرق ہوا - یہان
معجزہ خلاف عادت نہین ہوا - اسکا جواب ہمارے مولوی سید الفت حسین صاحب نے رسالہ کشف داذ مین جو خان صاحب
بہادر کے تاریخی حالات مین مرقوم ہے خوب ادا فرمایا ہے اس مقام مین اُسی کا نقل کرنا کافی ہے آپ فرماتے
ہین - بہت تعجب و نہایت افسوس ہے کہ پیغمبر نیچریے مد وجزر کا نام تو سن لیا مگر ابھی شاید یہہ معلوم نہین کہ جزر
کی حالت مین سمندر ایسا پایاب کبھی نہین ہوسکتا کہ فوج پار ہو جاوے - ہان پانی پہیلا ہوا سکڑ جاتا ہے وار پار ہونیکے
قابل نہین ہوسکتا - اوپر اس قدر جلد اترنا انبوہ کثیر کا نہایت مشکل ہے علاوہ ازین دلدل بہت رہ جاتی ہے - اسلئے
وہان کو اُترنا پانی سے بھی زیادہ دشوار دبے معجزہ محال ہے - سنا ہے کہ یہہ باتین صاحبزادہ لامذہب سے سنی سنائی ہین
جغرافیہ حکیم یونان جو بے سند پیش فرمایا ہے اس سے بجز جغرافیہ دانی سابق اور کچھ ثابت نہین ہوسکتا ہو - ہمنے مانا
کہ سمندر کی حالت مختلف ہوتی ہے پہلے اسکا ثبوت سچویں زدہ کہ اُن دونون خاص ایسی حالت بحر قلزم کی تھی

دریا کو چیر دیا اور دریا کو سکھا دیا اور پانی کو دو حصہ کیا۔ دیکھئے کہ پانی کے قدرتی کشش جو اسفل کیطرف
ہے اسوقت مین شدت طوفان اس کشش کی مانع ہوئی۔ پس یون کہنا چاہئے کہ خلقت کے ایک
قاعدے پر دوسرا قاعدہ دفعتہً غالب آگیا نہ یہہ کہ کوئی امر خلاف قاعدہ فطرت ہوا با اینہمہ اسکے معجزہ ہونے
مین کچہہ کلام نہین وہ ایسا صریحی اور حقیقی ہوا کہ گویا خدا نے بلا علاقہ عام قوانین فطرت یعنی اُن
قاعدون کو توڑ کر وہ معجزہ دکہلایا پس بلاشک ہم نہین کہہ سکتے کہ وہ امر خلاف قواعد فطرت ہوا شاید
بفعل کسی اور قاعدہ نامعلومہ کے مطابق جسکو ہم آدمی نہین جانتے وقوع مین آیا ہو الغرض معجزہ کے
معنون کی تشریح ہیئت اس مقام پر اسوجہ سے کی ہے کہ خاص اعتراض معجزون پر صحیح معنون کے نہ جاننے

اور اتنی ہی دیر مین مد آگیا جو لشکر فرعون ہوگیا تعجب کہ انہین معلوم ہوا حالانکہ اس قدر جلد یکبارگی مد وجزر نہین آسکتا۔ یہہ
کشش تو جون جون چاند گہٹتا بڑہتا ہے اسی قدر مد وجزر ہفتہ مین ہوتی جاتی ہے سمندر کے پانیکا اتار چڑہاو اسقدر جلد آنا فانا نہین
ہوتا اور [illegible] ہوتا تو کیسا۔ اب کوئی تاریخ خاص کسی مورخ نامی کی ایسی لائے جس سے کمال ثبوت والی بہی ثابت ہو کہ وہ سمندر مین
اختلاف بد رہتا۔ **راقم** کہتا ہے ابطال تاویل سراپا تسویل جناب [illegible] جو باتین شاہد مین جنکا بیان ہم کسی مستقل تحریر
مین کرینگے۔ **پہلے** بڑی **قوی** وجہ ہے کہ اگر یہہ مد وجزر ہوتا تو فرعون اور اسکے تمام ارکان دولت و عامہ خلائق
کو معلوم نہ ہوتا۔ ؟ کیا یہہ **تعجب** کی بات نہین ہے کہ حضرت موسیٰ (جنہون نے حضرت شعیب کی بکریان چرانے مین
ایک مدت عمر بسر کی اور علوم و تجارب دنیاوی سے انکو خبر پوری نہ تہی) مد و جزر کو جانین اور فرعون جو وقت کا بادشاہ
تہا اور کمالات دنیاوی مین یہہ دعوی رکہتا تہا کہ دعاء الوہیت سے نہ چوکا اس سے بیخبر ہے اور یہہ نہ سوچے کہ وقت
عبور موسی تو وقت جزر تہا اب وقت مد آگیا ہے اسمین میرا پار اترنا کہان ممکن ہے۔

ایسا ہی قوم موسی سے (جنہین بہتیرے معمر دنیادار و تجربہ کار بہی تہے **تعجب** ہے کہ وہ بہی وقت
جزر کو نہ جانے۔ لشکر فرعون اور دریا کو دیکہتے ہی پکار اٹہین کہ بس ہم تو پکڑے گئے پہر حضرت موسی
کے صرف اتنے ہی کہنے پر کہ میرا رب میرے ساتہ ہے مطمئن ہوگئے۔

فلما تراء الجمعان قال اصحاب موسی انا لمدرکون قال کلا ان معی ربی سیہدین ۔۔
(شعراء ع ۴)

ایڈیٹر۔

جو طاقت انسانی سے باہر ہون وہ کہلا سکتا ہے اور ایسے عجیب افعال کو ہم اپنی اصطلاح مین معجزات
کہتے ہین - ہمارا مطلب اوپر کی تشریح سے صرف اسیقدر ہے کہ جبکہ آدمی گرمی پہنچا کے بچے نکالنے
اور گرمی مین بیج اُگانے مین قدرت کی عام ترتیب مین تغیر کرتا ہے تو خدا نے اگر اپنی قدرت کو فطرت
کی عام ترتیب کے موافق نہ استعمال کیا بلکہ کسی خاص عجیب طور سے یعنی معجزانہ طور پر ظاہر کیا تو کیا استحالہ
لازم آتا ہے اگر آدمی تھوڑا طریقہ بدلنے سے قوانین فطرت کا توڑنے والا نہین ٹھہرتا بلکہ اور
اسکی عقلمندی ظاہر ہوتی ہے تو خالق بھی اپنی عام ترتیب کے بدلنے سے توڑنے والا نہین ہو سکتا
بلکہ اسکی دانائی ظاہر ہوتی ہے اور جیسا کہ آدمی کے واسطے کچھ ضرور نہین کہ جو فعل اس سے سرزد ہو
بعینہ اسی قاعدہ فطرت کے موافق ہو کسیطرح کا فرق نہ پڑے بلکہ صدہا افعال انسان سے ایسے
وقوع مین آتے ہین جو عام قاعدے سے بہت مخالف ہوتے ہین تو اسیطرح خدا جو واضع حقیقی ان سب قانونوں کا
ہے اُسکے واسطے تو بطریق اولی کچھ ضرورت نہ ہوگا کہ سب بعینہ اسی عام قاعدہ کے مطابق کرے
پس مطلب یہہ ہے کہ خدا جو سب کا مالک ہے گو کیسی ہی عجیب و قدرت کرتا ہے اور گو کیسی ہی
دانائی اور بینائی اسنے معجزات سے ظاہر ہوتی ہے اور طریقہ قدرت مین تغیر ہوا ہے لیکن قانون
وہی رہتا ہے وہ اسطرح نہین ٹوٹتا ہے جیسے آدمی اپنی قدرت خلقت مین قوانین مقررہ سے مختلف
طور پر ظاہر کرتا ہے اور پھر بھی نسخ قانون نہین کہلاتا - اسیطرح ممکن ہے کہ خدا بھی اپنی قدرت کاملہ
سے اور طور پر بغیر قواعد عام جیسے اب نظم و نسق جاری ہے اُن کے سوا اور کسی صورت سے ظاہر کرے
اب ہمین اسی بحث پر کتب مقدسہ کے معجزات کو مطابقت دینا چاہیے جس حالت مین کہ انگوروں
سے مئے بنتی ہے مسیح نے خدا کی قدرت سے پانی سے شراب بنا دی تو عام طریقے سے ذرا جدا ہوا
اسی طرح پانچ روٹیون سے کئی ہزار آدمیوں کو رجا دیا یہہ بھی قدرت خداوندی کے نئے طور پر کیا ہے
ان دونون معجزات مین اس نے دفعتاً اُسی کام کو کر دیا جو موافق قاعدہ عام بہت آہستہ اور
دوسرے طور پر وقوع مین آتا اسیطرح عرق انگوروں مین پہنچتا اور پھر اُس سے انگور شربت ہوتے اور پھر
اُس سے شراب بنتی اُس نے دفعتاً ایسا کر دیا کہ پانی کی شراب ہو گئی - علی ہذا القیاس روٹی کو سمجھہ لو -

پس پیدا کرنیوالی قدرت کو اس نئے طور کی قدرت سے وہ ہی نسبت ہی جو بڑے کو چھوٹے سے
یا کُل کو جزو سے ہوتی ہے - ان صورتون مین قدرت کا قانون کہ مراد اُس سے صرف اُس پیدا
کرنیوالے کو اپنی بے انتہا دانائی اور الوہیت کے مطابق ظاہر کرنا ہے خواہ عام طریقہ پر
یا خاص طریقہ سے ہو نہین لوٹتا پس خدا کے قانون کی نسبت یہہ گمان کرنا کہ سوائے اُن عام
قاعدون کے اور کوئی صورت اُسکی تاثیر کی نہین صحیح نہین ہے تو ایسا ہوگا جیسے کوئی طالب علم
اپنے اُستاد سے صرف ایک دو سبق پڑھکے اُسے آزماوے یا یہہ شیخی مارے کہ مجھے اُسکے سب ہنر
آگئے ہین اگر ثابت ہو جاوے کہ فطرت چند پوشیدہ اور محدود علتون اور معلولات کی جو ہمیشہ تک ایک
رہینگی پابند ہی تو لازم آویگا کہ مذہب بلکہ شان رزاقی خدا کی بہی باطل ہے اور حقوق انسانی محض وہم ہوگا
اور خدا کی بندگی اور نماز حماقت ہی لیکن یہہ خیال خلاف جمہور ہی اسکو کوئی بہی صحیح نہ کہیگا - پس امکان
معجزات کا انکار سخت الحاد ہے خدا کی ذات ہر طرح اپنی خلقت سے اعلیٰ اور اولی ہے اور جیسی اسکی
ذات اعلی ہے ویسی ہی اسکی قدرت بہی ضرور ہے کہ اعلی ہو - اور جیسی اُسکی قدرت قدرت انسانی سے
برتر ہے ویسے ہی اُسکے افعال بہی برتر ہونا چاہئے - پس اُسکی قدرت کا انکار کرنا یعنی یہہ کہنا کہ وہ ترتیب
قوانین فطرت نہین بدل سکتا ہے اسکو انسان کے درجہ سے بہی گرا دیتا ہے - اسواسطے کہ انسان
ہر وقت مین یہہ قدرت رکہتا ہے کہ قواعد فطرت مین مداخلت کرے اور چاہئے تو اُسکے نتائج بدل دے
مین کہتا ہون کہ ایک ذرا سے بچے مین یہہ قدرت ہی کہ قواعد فطرت کی ترتیب مین فرق ڈالکر مختلف
نتائج پیدا کرے مثلاً فرض کیجئے کوئی لڑکا باغ مین کہیلتے ہوئے کوئی اچہا پہول دیکہے اور اسکو توڑکے
تہوڑی دیر اسکی خوبی وبہار کو دیکہے پہر پہینکدے تو وہ پہول شاخ سے جدا ہونیکے سبب جلد آفتاب
کی گرمی سے مرجہا جائیگا اگر توڑا نجاتا تو یقیناً قانون فطرت کے موافق زیادہ دنون تک اُسکی
تروتازگی اور خوشبو قایم رہتی ہے - دیکہئے ایک بچہ مین یہہ قدرت تہی کہ مختلف نتیجہ پیدا کر دیا -
پس جبکہ قانون فطرت ایسا معین نہ ٹہرا بلکہ ایک بچہ مین یہہ قدرت تہی کہ اُسکی ترتیب بدل سکتا ہے
تو کون کہہ سکتا ہے کہ خدا جو سب سے اعلی اور اولی ہے نہین بدل سکتا ہے یا نہین بدلتا ہے علم و تجربہ

[illegible] دریافت ہوتا ہے کہ خدا نے ترتیب خلقت ضرور بدلی ہے خود کرہ زمین سے یہہ بات ظاہر ہے
کہ [illegible] ایک دم نہین پیدا ہوا بلکہ رفتہ رفتہ مختلف ترتیبون سے حالت موجود کو پہنچا ہے
[illegible] سے معلوم ہوتا ہے ایک نوع کی چیزون کا پیدا ہو جانا پہر اُس سے نئے
[illegible] کی [illegible] ہونا اور اس نئی مخلوق کی طبیعتون کے مناسب آب وہوا کا بدل جانا چونکہ
یہہ سب [illegible] قواعد نہین ٹہر سکتے ہین بلکہ خلاف ترتیب مقرری ہین اسواسطے یہہ
کہا [illegible] معجزات ہوئے طبقہ زمین کی چٹانین جو نوبت بنوبت بنی ہین
حقیقت مین تمام معجزات مین جو کتب مقدسہ کے معجزات سے بہی زیادہ ہین انبیا اور حواریون نے
جن [illegible] معجزات بیان کئے ہین وہ کچہہ ان واقعات سے جو زمین کے معدنیات مین گذرے ہین زیادہ
نہین ہین [illegible] سے یہہ بہی معلوم ہوتا ہے کہ آب وہوا مین اور اُس آب وہوا کی وجہہ سے جانورون
کی حالات مین بڑا تغیر واقع ہوا ہے - گرم ملکون کے جانورون کے ڈہانچے سرد ملکون مین پائے جاتے
ہین خلقت مین [illegible] چیزین ہزارہا برس قبل [illegible] قانون مقرری کے بموجب اس وقت کے
تناسب پیدا ہوتی [illegible] چیزین دفعتاً ہمارے سامنے ظاہر ہون تو ہم انکو ضرور معجزہ کہین قطع نظر اسکے
ممکن ہے کہ بہتیرے عالم ہون جنمین قوانین فطرت بعینہ وہی ہون جو اس دنیا مین معجزات کہلاتے
ہین پس اگر خدا اُن عالمون مین اپنی قدرت اس طور پر ظاہر کرے جیسے اس دُنیا مین کی تو البتہ
وہان کے رہنے والے متحیر ہو جاوین اور اسکو معجزہ کہین کیونکہ اُن کے نزدیک وہ بالکل نئی اور
عجیب معلوم ہووین پہر جن باتون کو ہم معجزات کہتے ہین ممکن ہے کہ وہ قواعد فطرت کے مطابق ہون
جنکو خدا نے اپنی دینی حکومت کی خاص مصلحتون کے واسطے مقرر کیا ہو جو مدتون کے بعد بوقت ضرورت وقوع
مین آتی ہون لڑائی کے قوانین سے ہمارے اس بیان کی اچہی طرح تشبیہہ ہو سکتی ہے مثلاً جب ملک
مین صلح اور امن وامان ہوتی ہے تو ہر کام موافق قواعد مقررہ کے ہوتا ہے اور جب کوئی ہنگامہ
برپا ہو تو صلح کے قوانین جاتے رہتے ہین اور مختلف قاعدے اور نئے نئے ضوابط مقرر کئے
جاتے ہین تسپر بہی نفس قواعد جیسے صلح مین تہے ویسے ہی اسوقت مین کچہہ نہ کچہہ ضرور ہوتے ہین

صرف اتنا ہے کہ ہیئت قاعدہ کے وقت مناسب بدل دی جاتی ہے لیکن یہہ بہی یاد رہے کہ
خدا کا قانون محض جسمانی ہی نہین ہے یعنی حیوانات و نباتات کے طریقہ تمدن پر ہی موقوف نہین ہے بلکہ اس
سے عمدہ اور اعلیٰ قانون ہے اور جیسے قوانین تعلقات تمام دنیا کے واسطے ہین یہہ اعلیٰ قوانین تمام بنی
آدم کیواسطے ہین یعنی مطلب یہہ ہے کہ جیسے جسم کیواسطے کچہہ قاعدے معین ہین ویسے ہی عقل اور
اخلاق کیواسطے ہی کچہہ قاعدے پائے جاتے ہین جن سب کا ایک نام الہیات مقرر کیا ہے لیکن
ان سب قوانین روحانی اور جسمانی کی نسبت اگر خیال کیا جاوے تو معلوم ہوتا ہے کہ کل ہی نہین
ہین بلکہ یہہ تو اُس کُل کا صرف جزو ہین خدا کے قاعدے اور مخلوقات اس قدر بیشمار ہین کہ ہماری ناقص
عقل اندازہ نہین کر سکتی ہے اور اگر یہہ بہی فرض کر لیا جاوے کہ اسکے سب قاعدہ جہان تک ہمکو معلوم ہین ایک
ہی ہین اُسوقت مین بہی ظاہر ہے کہ درجے اُنکے مختلف ہین مثلاً جو عقل و اخلاق سے علاقہ رکہتے ہین
وہ قواعد اجسام سے مختلف ہین یعنی اعلیٰ ہین چونکہ روح ذہن سے افضل ہے اسواسطے جو روحانی قاعدے
ہین یعنی صفائی قلب سے علاقہ رکہتے ہین ضرور ہے کہ ذہن و عقل کے قاعدون سے بڑہکر ہون۔ اب سوچے
کہ اگر اعلیٰ کے جاری کرنیکے واسطے ادنیٰ کی کچہہ صورت بدل دی جاوے تو کیا قباحت ہوگی اور اسکو کون نسخ
قوانین فطرت کہیگا کیونکہ لفظ ادنیٰ کا نہین ظاہر کرتا کہ وہ اعلیٰ کا تابع و خادم ہے جیساکہ تربیت الہیہ سے
ظاہر ہے آدمیون کو ہی دیکہہ لو کہ جسمی نفع کا اگرچہ ناروا ہی نہو روحانی نفع کے مقابلہ مین کچہہ خیال
نہین کرتے ہین مثلاً دیکہو عام تعلیم کیواسطے تمام شہرون سے خرچ مدرسہ کا لیا جاتا ہے اس صورتمین
عقل دولت کی حاکم ٹہرتی ہے یا فرض کرو کہ ہم اپنے لڑکے کو کسی جگہہ مدرسہ بہیجنا چاہین اور دیکہین
کہ وہان دو مدرسے تعلیم کیواسطے مقرر ہین جنمین سے ایک مدرسہ مین بہت اچہی طرح علم ادب اور کچہہ تہوڑے
دینیات ناقص طور پر سکہلائے جاوین اور دوسرے مین خاص دینیات گو کہ اور علوم کا بندوبست اچہا
نہو سکہائی جاتی ہو تو ظاہر ہے کہ دینیات کے مدرسہ کو ترجیح دینگے اور اول کو اسکے سامنے محکوم سمجہینگے
اسی طرح خیال کیجے کہ قانون ملکی یہہ ہے کہ رعایا کے مال و اسباب کی محافظت کیجاوے کہ جس طرح
رعایا چاہے اُس سے نفع اُٹہاوے لیکن جب سرکار کو کسی عام قاعدے کیواسطے ضرورت روپیہ کی پڑے

تو اُسوقت مالک مال کی رضامندی یا عدم رضامندی کا کچھہ خیال نہین کیا جاتا اگر وہ بخوشی نہ دے
تو بہ جبر لیا جاتا ہے۔ نوعی فایدون کے سامنے شخصی فایدون کا کچھہ لحاظ نہین کیا جاتا۔ اسواسطے کہ کُل
ملک کا نفع ایک شخص کے نفع پر مقدم ہے پس اگر مال کے نفع پر عقل کا نفع مقدم سمجھا جاتا ہے یا عقل و ذہن
کے حقوق ضمیر کے حقوق کے مقابل ملحوظ نہین ہوتے ہین یا شخصی نفع کا نوعی کے سامنے خیال نہین
کیا جاتا ہے تو اسکو کون خلاف قاعدہ کہیگا اسمین یہی ہوا کہ ادنیٰ اعلیٰ کی تابع ہوگیا گویا ادنیٰ اعلیٰ مین ملگیا
یا یون کہنا چاہیے کہ نفع عام مین خاص بھی ضمناً آگیا اگر یہہ امر وسیع طور سے ملحوظ کیا جاوے تو عین منشاے
قانونی کے موافق ہے اور جیسا یہہ قانون نہاد ویسا اب بہی ہے جیسا ضرور ہے کہ شخص تابع ملک جسم
تابع عقل اور عقل تابع اخلاق کے ہو علیٰ ہذا القیاس خدا کے اور قوانین کا حال ہے کہ ادنیٰ اعلیٰ کے تابع
ہے۔ جمادات تابع حیوان کے اور حیوان تابع انسان کے اور اغراض دنیوی محکوم دینی کی ہین۔
ایسا ہی اگر خدا تعالیٰ نے روحانی و اخلاقی اصول قایم کرنیکے لیے کسی جسمانی قانون کو بدلا مردونکو
جلایا اندہون کو صرف مسیح کے ہاتہہ لگا نیسے بصیر کردیا تو اس سے صرف اتنا ہوا کہ اُسی قدرت
الہیہ کی معمولی صورت کو جو ادنیٰ مین پائی جاتی تہی آدمیون کی اعلیٰ زندگی کے واسطے بدل دیا۔
اسمین اُس نے اپنے قانون کی اعلیٰ صورتون کو بڑہایا اور ادنیٰ کی فیاضانہ اور جایز استعمال سے گویا
اپنے قانون کو عزت بخشی۔ یہہ ظاہرا ایسا معلوم ہوتا ہے کہ عام قانون فطرت معجزہ سے ٹوٹ گیا
تاکہ سوح کا اعلیٰ قانون قایم رہے لیکن یہہ ظاہری نسخ اسکی حقیقی حفاظت کیواسطے نہایت ضروریات
سے تہا اس سے کوئی نہ سمجہے کہ ہمین قوانین مقررہ فطرت سے انکار ہے ہماری تعلیم فقط یہہ ہے کہ ادنیٰ
درجہ کے قانون کی ظاہری صورت کو اعلیٰ سے بدل دینا قوانین فطری کے عین موافق ہے۔
ہمارا اقرار ہے کہ ایسے قواعد کا مقرر ہونا حیات انسانی کے واسطے ضروریات سے تہا اگر طلوع اور غروب
آفتاب کا کوئی وقت مقرر نہ ہوتا جیسا اب ہے اور موسم و فصل کی کچھہ قید نہ ہوتی اور بیجون کا اپنے
اقسام کے پہل لانا ضروری و یقینی نہ ہوتا تو کیسی مصیبت کی حالت مین ہم بنی آدم ہوتے۔ اسی
مقرری طریقہ کے سبب ہم اپنی زندگی کے حالات کا حساب کرسکتے ہین اور ٹہیک وقت پر کام کرتے

اور آرام اٹہاتے اور کہانا کہاتے ہین اگر کوئی ضابطہ یا قانون ایسا نہ ہوتا جسکے مطابق دنیا کا نظم و نسق جاری ہوتا تو بیشک معجزہ کا بہی وجود نہ ہوتا ہر امر بے قاعدہ ہوتا جسکی وجہہ سے کوئی مذہب بہی ثابت نہوتا اسواسطے کہ وجود ایمان کا اسوقت مین غیر ممکن ہوتا اگر آدمی پہلے سے فطرت کے قواعد مقرری کے ادنی صورتون پہ کاربند نہوتا تو کسی پیغمبر پر اسکا اعتقاد اور بہروسہ نہو سکتا۔ بلکہ اُس وقت مین تمام مذہبی باتین اور مذہبی نتایج اور تمام عجیب عجیب کام جو خدا دکہلاتا ہے سب کے سب اتفاقی سمجہے جاتے یعنی لوگ یہہ سمجہتے کہ اتفاق سے ہوگئے پہر کبہی نہین وقوع مین آوینگے نہ کوئی خاص غرض لیے ہے۔ پس بنظر وجوہ بالا یہہ دعوی ہمارا کہ باوصف مقرر ہونے قوانین فطرت کے وقوع معجزہ کا ممکن ہے بلکہ یہی قوانین مقررہ امکان معجزہ کی دلیل ہے یعنی خاصکر انہین معجزون کے ممکن ہونیکے واسطے قوانین فطرت مقرر کئے ہین نہایت صحیح ہوگا۔ انسان کا دینی اور ابدی نفع دنیا کے ہر کام پر کہ چند روزہ ہے بیشک مقدم ہے حیات ابدی کے مقابلہ مین دنیا کی تمام نعمتین اور برکتین کچہ بہی حقیقت نہین رکہتی ہین اور درحالیکہ یہہ ساری نظم و نسق فطری ہماری دنیاوی حیات کے لئے کار آمد ہین تو ظاہر ہے کہ دین کے واسطے تو بطریق اولی مفید ہونگی اسی سبب سے معجزہ کا ہونا ہی اگرچہ فطرت کا بندوبست مقرری بہی ہو ممکن ہے بلکہ امکان معجزہ کا اسی لئے ہوا کہ فطرت کے قواعد مقرری ہین۔ پس اگر مذہب آدمی کیواسطے سب سے عمدہ چیز ہے تو کیا یہہ ضرور نہین کہ وہ اور چیزون کی نسبت زیادہ مقرری ہو ظاہر ہے کہ تمام ادنی درجہ کی مخلوق اعلی مخلوق انسان کے تابع ہین۔

الغرض معترضون کا پہلا اعتراض جو ہے کہ فطرت کے قوانین مقرری ہین اسوجہہ سے وقوع معجزہ کا غیر ممکن ہے کیونکہ خدا جو قدیم و غیر متغیر ہے اپنے قوانین کو آپ نہین بدل سکتا۔ اُسکا جواب جیسا کہ اوپر گذرا دیکر اور یہہ ثابت کرکے کہ معجزہ نسخ قانون نہین بلکہ اُسی قانون فطری کی ادنی صورتون کی ہیئت مین کر دینا معجزہ کہلاتا ہے جس سے نفس قانون کی خوبی اور بڑہجاتی ہے اور یہہ ثابت کرکے کہ وقوع معجزہ کا جس بنا پر غیر ممکن سمجہا گیا تہا اُسی بنا پر ممکن ہے یعنے اگر خلقت کیواسطے کچہہ قاعدے مقرر نہ ہوتے تو معجزہ کیونکہ ہوتا۔ اب ہم دوسرے اعتراض کا یعنی یہہ کہ معجزہ کا ثبوت یقینی نہین

اسواسطے لایق اعتبار نہین جواب دیتے ہین۔ معلوم ہوتا کہ یہہ دوسرا اعتراض پہلے ہی پہل ایک بڑے مشہور ملحد ہیوم صاحب نے کیا ہے اُسکے بعد اوروں نے اسکی تقلید کی ہے غرض وجوہ خاص اس اعتراض کے جو ہین اُنمین پہلی وجہہ یہہ ہے کہ معجزہ مُستلزم نسخ قوانین فطری ہے اور دوسری وجہہ یہہ ہے کہ چونکہ وہ خلاف تجربہ ہے صرف گواہی سے اسکا ثبوت نہین ہوسکتا ہے بلکہ اس صورت مین معجزہ کے تلے یقینی ماننے کی نسبت گواہی کا باطل سمجھنا زیادہ یقینی ہے اس اعتراض کا جواب جہانتک نسخ قوانین سے تعلق رکھتا ہے ہمنے پہلے ہی دیدیا ہے یہہ دعوی سرے سے ہی غلط ہے ہم نے خوب ثابت کردیا ہے کہ جسکو لوگ غلطی سے منسوخ ہونا کہتے ہین وہ درحقیقت منسوخ ہونا نہین ہے بلکہ وہ صرف تغیر ہیئت ادنی کا اعلی کی طرف ہے کیونکہ جس حالت مین معجزہ قوانین مقررہ کو بالعوض توڑ نیکے اور زیادہ تسلیم کرتا ہے اور تقویت دیتا ہے تو یہہ اعتراض کہ وہ نسخ قوانین فطرت ہے تو بیجا و باطل ہوجاتا ہے۔ رہا یہہ امر کہ معجزہ کے یقینی ماننے سے گواہی کا باطل سمجھنا آسانتر ہے سو اسکے جواب مین یہہ ضرور سمجھنا چاہئے کہ معجزات کسی عام شہادت سے ثابت نہین ہوئے بلکہ خاص طرح کی شہادت سے ہم خود کہتے ہین کہ ممکن ہے کہ بعض گواہی غلط ہو لیکن یہہ نہین ہوسکتا کہ ہر طرح کی گواہی یک قلم غلط ہو کیونکہ بعض قسم کی گواہیان ایسی ہی ہین کہ غلطی و فریب سے بالکل خالی ہین یہانتک کہ ہم کہہ سکتے ہین کہ یہہ امر انمین ممکن نہین+۔

نمبر ۲

نیچر اور اسلام

انزایبل صاحب بہادر نے یہہ بھی دعوی کیا ہے کہ اسلام نیچر ہے اور نیچر اسلام اسمین دو جہہ سے بحث ہے اول یہہ کہ نیچر کوئی چیز مشخص و منضبط جسمین تغیر واقع نہو نہین ہے اور اس کا کوئی عام رول و کلی قانون نہین ہے پھر وہ اسلام یا اور مذہب حق جس کا انضباط و پایدار ہونا ضروری و مسلم ہے کیونکر ہوسکتا ہے حکما انگلستان سے بعض لوگون نے کہا ہے

+ اس سے مراد وہ شہادت ہے جو تواتر سے ثابت ہو اسکا یقینی اور صادق ہونا مطالب عالیہ وغیرہ کتب کلام مین [illegible]

لیب

مضمون محقق الہ آبادی

اسلام نیچر نہین نیچر اسلام نہین

آنرابیل سید احمد خانصاحب بہادر سی ایس آئی نے تہذیب الاخلاق مطبوعہ ذیقعدہ ۹۷ھ مین ایک آرٹیکل لکھا ہے کہ اسلام فطرت ہی اور فطرت اسلام ہے۔ اسمضمون کے لکھنے سے آپنے خود بھی دہوکھا کھایا اَورون کو بھی دیا۔ ہم آپ کی خاطر سے اِس آرٹیکل کے بابت قولاً قولاً بحث کرتے ہین تاکہ اُن کو اور دوسرے ناظرین کو فایدہ ہو **قولہ** اگر نیچری ہو ہمین بجز اسکے اور کچھہ نہین ہے کہ موجودات عالم اور اُنکے باہمی تعلقات پر اور اُن تعلقات سے جو نتایج حقہ پیدا ہوتے ہین الخ† **اقول** خدا کی حکمتون اور قدرتون کو غور کی نظر سے دیکھنا اور اُن سے خدا کے وجود پر استدلال کرنا بیشک مناسب اور ضروری ہے اِس سے کسیکو انکار نہین لاکن اِس سے یہہ ثابت نہین ہوتا کہ ہم اپنے آپ کو نیچری کے نام سے موسوم کرین خدا نے قرآن مجید مین اپنی قدرتون اور حکمتون پر غور کرنیکو کہا ہے اور عقل بھی اُسکو مستحسن خیال کرتی ہے مگر اُنہی قدرتون کو ایک دین اور مذہب قرار دینا کم فہمی ہے کیا اگر کوئی بادشاہ کسی اپنے غلام کو حکم دے کہ تو میری

† اِس قول کا تتمہ یہہ ہے "ان پر غور کیجاوے اور اُنکی دلالت اور ہدایت سے اُنکے صانع کا یقین کیاجاوے کیونکہ موجودات کی صنعت اسکے صانع پر دلالت کرتی ہے اور جس قدر زیادہ اور کامل علم صنایع کا ہوتا ہے اُسیقدر صانع کی معرفت کامل ہوتی ہے تو شرع مین نیچری ہونیکی ہدایت ہے۔ خدا نے قرآن مجید مین فرمایا ہے کہ "اولم ینظروا فی ملکوت السمٰوٰت والارض وما خلق اللہ من شیٔ۔ اِس آیت سے صاف صاف نیچری ہونیکا حکم پایا جاتا ہے۔ پہر خدا تعالی نے ابراہیم کی نیچری ہونیکی بزرگی کو بتایا ہے جہان فرمایا۔ وکذلک نری ابرٰھیم ملکوت السمٰوٰت والارض" پہر اِس نیچری ہونیکی بزرگی کے بیان ہی پر بس نہین کیا بلکہ اسکا حکم بھی دیا جہان یون فرمایا کہ افلا ینظرون الی الابل کیف خلقت والی السماء کیف رفعت والی الجبال کیف نصبت والی الارض کیف سطحت پہر ایک جگہہ فرمایا الذین یتفکرون فی خلق السمٰوٰت والارض علاوہ اسکے اِس قسم کی بہت آیتین ہین جنمین نیچری ہونیکی ہدایت ہے — 'نیچر' جسکو خدا نے فطرت کہا اسلام کا دوسرا نام ہے —

(اڈیٹر اشاعۃ السنہ)

بزرگی اور بڑائی کو میری خدم وحشم اور اسباب سے دریافت کیا کرتو غلام پر لازم ہے کہ ان خدم وحشم
اور اسباب کو بادشاہ کے سارے احکام اور اصولوں کا مصدر اور منبع قرار دے۔ افسوس ہے کہ
سید صاحب نے لفظ فطرت سے نیچری بننا تو سیکھ لیا مگر اور کئی ایک صریح آیات اور نصوص سے منکر ہو گئے
حشر اجساد اور دوزخ وبہشت وغیرہ کی بابت صدہا آیتیں صادر ہو چکی ہیں ان سے بڑا اعراض اور
انکار ہے خداوند کریم جو لوگوں کو اپنی صنایع او حکم کے دیکھنے کیطرف توجہ دلاتا ہے اس سے صرف اتنا
ہی منشا ہے کہ انکو دیکھکر میری بزرگی اور حکمت اور قدرت کے قایل ہوں نہ یہ کہ انکو مصدر احکام الہی اور
منبع اصول مذہبی سمجھو لو فطرت کسی وجہ سے مرادف اسلام نہیں ہو سکتی کیونکہ ہر ایک شے کی فطرت دوسری
شے سے الگ اور جدا ہے اور اسلام اپنے اصولوں اور احکام میں ایک ہی صورت اور پہری پر قایم اور ثابت
غور سے معلوم ہوتا ہے کہ فطرت عموماً دو قسم پر منقسم ہے عامہ اور خاصہ عامہ وہ فطرت ہے جو ہر ایک
نوعین بالعموم پائی جاتی ہے جیسے انسانوں کا دو قدموں پر چلنا اور بہایم کا چار پاؤں پر خاصہ وہ ہے
جو ہر ایک فرد کے ساتھ مختص ہے سکاٹی صاحب کے قول کے بموجب فطرت عوارضات کی حدوث اور لحوق
سے بدل بھی جاتی ہے جیسے درخت رنگترہ کی فطرت تو یہ ہے کہ اس سے رنگترہ ہی پیدا ہو مگر مٹھیا کا پیوند
کرنے سے میٹھے لگنے شروع ہو جاتے ہیں جب فطرت کوئی خاص اور مشخص شے نہیں ہے بلکہ موجودات الہی کے خصایص
طبعی اور عوارضات قدرتی کا نام ہے تو اسکو اسلام کا مرادف بنانا ایک کمزور خیال ہے سید احمد صاحب
آیۃ کریمہ فانظر الی الجبل سے اپنے اگلو اور اسلام کو نیچری ثابت کرتے ہیں صاحبو اگر خدا کی موجودات
دین اسلام کے مرادف ہوتی اور پہاڑ دین محمدی کے اصولوں میں سے ایک دینی اصول قرار پاتا تو
اس آیت کی تنزیل کی کیا ضرورت تھی لو انزلنا ھذا القرآن علی جبل لرایتہ خاشعاً متصدعاً
من خشیۃ اللہ الخ خدا خبر دیتا ہے کہ اگر یہ قرآن پہاڑوں پر نازل کیا جاتا تو وہ خوف الہی سے لرزہ

† اسکی تفصیل با تمثیل محقق بیاری کے مضمون نیچر کے ذیل میں ہے۔ اڈیٹر۔

‡ راقم نے اس بات کو بڑے زور و شور سے اشاعۃ السنہ نمبر ۳ و ۴ جلد ۲ میں ثابت کیا ہے جسکا جواب
آجتک طرف ثانی سے نہیں دیا اور نہ کوئی آیندہ دیسکتا ہے۔ اڈیٹر

کہا جاتی - جب خیال جنکو سید احمد صاحب نیچر اور قرآن اور اسلام قرار دیتے ہین قرآن اور اسلام تھے
تو پھر یہہ آیت جس سے صاف طور پر نیچر اور قرآن مین تمیز ہوتی ہے کیون نازل ہوتی پہاڑ تو قرآن
اور اسلام کا مرادف تہا اُسکو خشیت سے کیا علاقہ اگر سید احمد صاحب کے اقوال کو صحیح مانا جاوے تو
اس آیت کے یہہ معنی ہونگے اگر قرآن قرآن پر نازل کیا جاتا تو قرآن خشیت الٰہی سے کانپ جاتا کیا کوئی دانا
آدمی ان معنون کو صحیح خیال کریگا ہرگز نہین - اگر ہم سید احمد صاحب کے بھروسہ پر اس امر کو مان بھی لین
کہ اسلام نیچر کا مرادف ہے تب بھی بڑے بڑے ادق اور لاحل اعتراضات اور خدشات سے پیچھا نہین
چھوٹتا - فرض کرو کہ اسلام فطرت کا مرادف ہے اور فطرت ہر ایک شے کو حاصل ہے اور وہی فطرت
اسلام ہے - اس سے قرآن کا نزول اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کو بٹہ لگتا ہے اس وجہہ سے
کہ جب ہر ایک شخص بجائے خود فطرت کی ہونیسے مسلمان ہے تو پھر قرآن کے نزول اور نبیون کی بعثت
کی کیا ضرورت ہے کس واسطے کہ آپکے قول کے بموجب ہر ایک شخص کو فطرت حاصل ہے اور وہ ہی فطرت اسلام ہے
قرآن کے نزول اور بعثت آنحضرت سے تحصیل حاصل لازم آتی ہے وہذا خلف - دوسرا یہہ کہ ہر ایک
شخص دین اختیار کرنیکی طرف راغب ہے چاہتا ہے کہ کسی دوسرے شخص کے تحقیقات کو وزن کرکے دیندار
بنے جب لوگون کی فطرت مین مذہب و دین داخل تہا تو پھر ایک انسان باوجود اس فطرتی خاصہ کے
موجودگی کے دوسرون کی طرف کیون دوڑتا ہے لازم تو یہہ تہا کہ اپنی فطرت سے مدد لیکر نجات کا
طالب ہوتا مگر اُسکی الٹی پسٹڈی جم جاتی ہے نہ تو اُسکو فطرت اس اضطراب کیوقت پہاڑ و جنگل غربت
دلاتی ہے اور نہ چاند سورج کیطرف سید ہا بزرگون اور نبیون کیطرف ہی چلتا ہے - اگر سید صاحب یہہ کہتے
کہ انسان فطرت کی تقاضا سے ایک قانون الٰہی اور اقتدا نبی کا محتاج ہے تو شاید بن پڑتی - اسلام کے
اصول اور احکام مشخص اور حل شدہ ہین انمین کسی قسم کا نقص اور کمزوری نہین پائی جاتی - فطرت جس سے
اسلام کو نسبت دیجاتی ہے مجہول الکیف ہے کسی حکیم اور نیچری نے آجتک باوجود شب و روز کی کوششون
اور محنتون کے حقایق الاشیا اور دقایق فطرت کو معلوم ہی نہین کیا حکیم بارہ ہتولن اور ارسطاطالیس
کا قول ہے کہ حقایق الاشیا کا حیطہ قدرت مین آنا ہے ناممکن اور محال ہے اس دلیل سے کہ حضرت جل جلالہ

کی حکمتیں اور قدرتیں دن بدن ترقی پکڑتی جاتی ہیں اور انسانون کی عقلیں بشریت کے تقاضا
سے اُنپر حاوی اور محیط نہیں ہو سکتی **کارن** صاحب کہتے ہین کہ جو شخص یہہ دعوی کرے کہ مین حقایق الاشیا
پر محیط اور حاوی ہو گیا ہون یا کسی وقت مین ہو جاؤنگا مین اُسکو پاگل اور مجنون جانتا ہون۔ وہی
صاحب فرماتے ہین کہ گو مین بہی علم ہیئت کا قایل ہون مگر سچ یہہ ہے کہ اجرام سماوی کی بابت ہزارون
برس تک تحقیقات کی گئی ہے اُس سے اضطراب اور تذبذب کے سوا کچہہ بہی حاصل نہین ہوا۔ ایک حکیم
کچہہ کہتا ہے اور ایک کچہہ۔ فلاسفرون اور حکیمون کا اختلاف ہی شاہد ہے کہ آجتک کسی فلاسفر اور حکیم کو حقایق الاشیا
کے ادراک کی ڈگری حاصل نہین ہوئی سب کے سب مضطرب اور متحیر ہین البتہ الہام اور اسلام سے اُن امور
کی بابت سیدہی طور پر تسلی ہو جاتی ہے حشر اجساد کی بابت فلاسفرون نے تنگ آکر انکار ہی کر دیا افسوس
اس بات پر دہیان نکیا کہ جس نے پہلے نابود سے موجودات کو بود کیا کیا وہ پہر پیدا نکر سکیگا۔ جب
فطرت کامل طور پر معلوم نہین اور اُسکو کوئی شخص ایک احاطہ مین احاطہ اور محصور نہین کر سکتا تو اسلام کو
اُس سے مقارن اور مرادف کہنا زور آوری نہین تو اور کیا ہے اسلام کے پورا اور کامل کرنیکے بابت
حضرت رب الافواج قرآن مجید مین صاف طور پر فرماتے ہین الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم
نعمتی الخ اگر اسلام قانون قدرت کا مرادف ہوتا تو ضرور یہہ مقتضی تکمیل اور اتمام اُسکو بہی ہوتا مگر یہان
تو کوسون کا فرق ہے **قولہ** اسلام ایسا سیدہا مذہب† ہے الخ۔ **اقول** اسمین کچہہ شک نہین کہ
اسلام سارے مذاہب اور ادیان سے صاف اور سیدہا ہے مگر سید صاحب کا یہہ الٹا بول بولنا کہ معروف لامذہبی

† تتمہ اس قول کا یہہ ہے کہ لامذہبی بہی جو لوگون نے اپنے خیال مین سمجہہ رکہی ہے درحقیقت اسلام ہی کا ایک نام ہے عدم محض
کا تو وجود ہی نہین پس لامذہب بہی کوئی مذہب رکہتا ہوگا اور وہی اسلام ہے۔ مذہب ان رسوم اور قیود سے ممیز ہوتا ہے
جنسے ہر ایک مذہب مقید و ممیز ہے۔ ان قیود اور ممیزات کو نہ ماننا لامذہبی کہی جاتی ہے۔ پہر اگر تمام جہان کے
مذاہب کی ان قیود و ممیزات کو جنسے ایک مذہب دوسرے سے ممیز ہوا ہے نکال ڈالو تو بہی کوئی ایسی چیز باقی رہیگی جو بالتخصیص
ہوگی یعنی اسکی تخصیص سب مذاہب مین ہوگی اور وہی لامذہبی ہوگی اور وہی اسلام ہے اور وہی عین نیچر اور
عین فطرت ہے۔ اڈیٹر

یہی اسلام ہے اور لامذہبوں کا جو طریقہ ہے وہی اسلام ہے کمال خوش فہمی پر دلالت کرتا ہے مین نہین جانتا کہ سید صاحب نے لامذہبی کو کیا خیال کر رکھا ہے اسمین کچھ شک نہین کہ ہر ایک اصول اور طریقہ کا واضع اور بانی ہی اپنے اصولون اور طریقون کی علتون کو بیان کر سکتا ہے جناب من لامذہبی تو اس طریقہ کا نام ہے جسمین مرسل و نبی و کتاب و نیز الہی سنن کو قطعاً جھوٹا و لغو خیال کیا جاوے۔ حلال حرام مین مطلقاً فرق اور تمیز نہ کیجاوے اگر حضور کو اعتبار نہ ہووے تو جناب کی آرک لامذہب کے خیالات دیکھ لین۔ یہہ تو لامذہبی ہوئی اب اسلام کو دیکھئے کہ وہ کس طریق اور اصول کا نام ہے بانی اسلام سے جب اسلام کی بابت سوال کیا گیا تو جواب مین کہا گیا کہ۔ (الاسلام ان تشہد ان لا الہ الا اللہ وان محمد رسول اللہ وتقیم الصلوٰۃ وتؤتی الزکوٰۃ وتصوم رمضان وتحج البیت ان استطعت الیہ سبیلا والایمان ان تؤمن باللہ وملائکتہ وکتبہ ورسلہ والیوم الاخر وتؤمن بالقدر خیرہ وشرہ متفق علیہ) نصوص قرآنیہ اور آیات کلام الٰہی بھی انہین باتون اور عملون کو اسلام سے موسوم کرتی ہین چنانچہ ارشاد ہوتا ہے (ویقیمون الصلوٰۃ ویؤتون الزکوٰۃ) ایک اور سورت مین مسلمانون اور مومنون کی ایک خاص نشانی اور علامت بیان کی گئی ہے ارشاد فیض بنیاد ہوتا ہے (کنتم خیر امۃ اخرجت للناس تامرون بالمعروف وتنہون عن المنکر) اسی آیت کریمہ کے موافق حضرت نے ارشاد فرمایا ہے (لا یزال من امتی امۃ قائمۃ بامر اللہ) اوپر کی آیت کریمہ اور حدیث شریف مین حضرت جل جلالہ اور اسکے حبیب نے اسلام کے علامات اور خواص کو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر سے وابستہ کر دیا جب قرآن اور بانی اسلام کے ارشاد فیض بنیاد سے اسلام مین اوامر اور نواہی کی قیود کا پایا جانا ثابت ہو گیا تو لامذہبی سے نسبت دینا بڑی بے ادبی اور تحقیر ہے توبہ توبہ کجا اسلام اور کجا لامذہب **مصرعہ** چہ نسبت خاک را با عالم پاک ✤ اگر سید صاحب بانی اسلام اور نصوص قرآنیہ کی شہادت سے اسلام کو عبادات اور ضروری اوامر و نواہی سے جنکو لامذہب عموماً ضیع جھوٹا خیال کرتے ہین معرا ثابت کر دیتے تو موافقت آجاتی۔ مگر جب اسلام نصوص قرآنیہ اور بانی اسلام کی شہادتون سے مربوط بالاوامر والنواہی والعبادات ہے تو پھر اسکا لامذہبی سے مشابہت دینا ایک بڑی ہٹ دھرمی نہین تو اور کیا ہے۔ **قولہ** اسلام کے اصلی اصولون کے موافق وہ شخص جو نہ کسی نبی کو مانتا ہو نہ کسی اوتار کو نہ کسی کتاب الہامی کو اور نہ کسی حکم کو جو مذاہب مین فرض و واجب سے تعبیر کئے

کرتے ہین الخ **اقول** سید صاحب نے اس قول مین تو ساری کتابون اور انبیاء علیہم السلام سے انکار ہی
کردیا ہے اور اپنے قول کو ولی اوہام اور وساوس کی مدد سے ہی تقویت دی نہ قرآن کو ساتھ لیا اور نہ حدیث کو
نہ توریت کو نہ انجیل کو نعوذ باللہ سید احمد کے خیالات کی رو سے ایسا شخص جو الہامی کتابون اور اسکے مرسلین
کو نہ مانتا ہو مسلمان ہے بانی اسلام اور قرآن تو گواہی دیگا کہ ایسا شخص کافر بلکہ اکفر ہے اور ہمارے سید صاحب
اسکو مسلمان فرماتے ہین نقل کفر کا پہر یا یہ بعضی اسکو کہتے ہین **قرآن مجید** مین حضرت جل جلالہ نے صاف طور پر
فرمادیا ہے کہ جو شخص میری کتابون اور رسولون کو نہین مانتا کافر ہے چنانچہ سورۃ النساء رکوع ۲۱ مین
ارشاد ہوتا ہے ان الذین یکفرون باللہ ورسلہ ویریدون ان یفرقوا بین اللہ ورسلہ ویقولون نؤمن
ببعض ونکفر ببعض ویریدون ان یتخذوا بین ذلک سبیلا اولئک ہم الکافرون حقا **ترجمہ**
تحقیق جو لوگ منکر ہین اللہ سے اور اسکے رسولون سے اور چاہتے ہین کہ اللہ اور اسکے رسولون مین فرق
ڈالین اور کہتے ہین کہ ہم مانتے ہین بعضون کو اور بعضون کو نہین مانتے اور چاہتے ہین کہ نکالین ایک راہ
بیچ مین سے یہی لوگ کافر ہین سچ مچ - اے ناظرین باتمکین ذرا غور اور انصاف سے اس آیت کریمہ
کو دیکھئے اللہ فرماتا ہے کہ جو لوگ میری اور میرے رسولون مین سے انکار کرکے اور راستہ نکالین گے
بیشک کافر ہین - سید احمد صاحب اس آیت کی بموجب چاہتے ہین کہ رسولون اور الہامی کتابون سے

---

† اس قول کا نتیجہ یہ ہے کہ جو صرف خدا واحد پر یقین رکھتا ہو کوئی ہی شخص ہو یہودی ہی نہین زردشتی ہی نہین عیسائی ہی نہین عیسائی
ہی نہین محمدی ہی نہین پہر کوئی ہی مسلمان گو ہنے ایسے شخص کے محمدی ہونے سے انکار کیا مگر اسکا محمدی ہونا ایسا ہی لازم ہے
جیسا کہ اسکا مسلمان ہونا کیونکہ انہین کے بدولت وہ مسلمان کہلایا پس وہ بہی درحقیقت محمدی ہے پر ناشکرا محمدی جیسے ہمارے
زمانہ مین بعض فرقے ہین جو غالبًا توحید ذات باری پر بکمال یقین رکہتے ہین اگر کہو کہ وہ کافر ہین تو غلط ہے کیونکہ کافر تو
نجات نہین پائیگا مگر موحد سے تو خدا نے نجات کا وعدہ کیا ہے جہان فرمایا ہے وقالوا لن یدخل الجنۃ الا من کان ہودا
او نصاری تلک امانیہم قل ہاتوا برہانکم ان کنتم صادقین بلی من اسلم وجہہ للہ وہو محسن فلہ اجرہ عند ربہ ولا خوف
علیہم ولا ہم یحزنون سورہ بقر آیت ۱۰۵ و ۱۰۶ - اور پہر ایک جگہ فرمایا ان اللہ لا یغفر ان یشرک بہ ویغفر
ما دون ذلک لمن یشاء ومن یشرک باللہ فقد افتری اثما عظیما سورۃ النساء آیت ۵۱ اور محمد رسول اللہ
صلعم نے فرمایا من شہد ان لا الہ الا اللہ مستیقنا بہا قلبہ فدخل الجنۃ یعنی جو شخص اس کلمہ پر یقین کرتا ہو وہ بلاشبہ
مسلمان و محمدی ہے --- اڈیٹر

منکر ہو کر ایک اور راستہ پیدا کریں یہہ امت نیچریون پر خوب چسپان ہے گویا نیچریون کے حق مین پیشگوئی
ہے کہ وہ ماورائے اسلام ایک اور راستہ نکالین گے افسوس خدا تو رسولون کے منکرین کو کافر بتاوے
اور حضرت سید احمد خان صاحب مسلمان۔ پہر سورۂ نساء رکوع ۲۰ مین ارشاد ہوا ہے یاایھاالذین امنوا امنوا باللہ ورسولہ
والکتب الذین انزل علی رسولہ والکتب الذی انزل من قبل ومن یکفر باللہ وملئکتہ وکتبہ والیوم الآخر
فقد ضل ضلالاً بعیداً۔ یعنی اے ایمان والو ایمان لاؤ اللہ اور اسکے رسول پر اور اس کتاب پر جو اس نے
اتاری پہلے اور جو کوئی منکر ہوا اللہ سے اور اسکے فرشتون سے اور اسکی کتابون سے اور اسکے رسولون سے
اور آخر روز سے پس بالتحقیق وہ دور کی گمراہی مین پڑا۔ بیضاوی یون کہتا ہے امنوا باللہ ورسلہ
والکتب الذی انزل علی رسولہ والکتب الذی انزل من قبل اثبتوا علی الایمان بذلک وداوموا علیہ وامنوا
بہ بقلوبکم کما امنتم بلسانکم وامنوا ایماناً عاماً یعم الکتب والرسل فان الایمان بالبعض کلا ایمان۔
اس آیت مین بہی خداوند کریم نے منکران مرسلین اور کتب الہامی کو کافر اور گمراہ کہا ہے اور ایک اصول
قایم کردیا ہے کہ اگر کوئی شخص کتاب اور رسول کو نہ مانیگا تو اسکو گمراہون اور کافرون مین محسوب کیا جاویگا
سید احمد صاحب فرماتے ہین کہ علما کے اصولون کو ہم نہ مانین گے اچہا نہ مانین ان نصوص کو تو قبول
کرین۔ دیکہو صاحبو قرآن شریف تو منکرین کتب اور مرسلین کو بصدائے بلند گمراہ اور کافر کہہ رہا ہے اور
ہمارے سید صاحب خمر نیچر کے نشہ مین سرمست ہوکر مسلمان بنا رہے ہین ھذا بھتان عظیم افسوس
سید صاحب کو نیچری دہن نے اسقدر ناچار کردیا ہے کہ صریح نصوص اور آیات کا بہی خیال نہین رہا کوئی ہے
کہ ہمارے سید احمد صاحب کو ہوش مین لاوے اور کہے کہ علما کے اصول اور قول تو درکنار آپ تو
قرآن سے ہی منکر ہوئے جاتے ہین۔ سورہ انعام کے رکوع ۱۹ مین ارشاد ہے وھذا کتاب انزلنہ
مبارک فاتبعوہ واتقوا لعلکم ترحمون یعنی یہہ کتاب مبارک ہمنے نازل کی پس اسکی تابعداری کرو اور
خدا سے ڈرو شاید کہ تم رحم کئے جاؤ۔ سورہ بقر رکوع ۱۴ مین ہے الذین اتینٰھم الکتب یتلونہ حق
تلاوتہ اولٰئک یومنون بہ ومن یکفر بہ فاولٰئک ھم الخسرون۔ ایک دوسری آیت مین یون
فرماتا ہے اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول ایک اور آیت مین کہا گیا ہے قل ان کنتم تحبون اللہ

فاتبعونی یحببکم اللہ یہہ آیتین پورے طور پر شاہد ہین کہ جو شخص خدا کی کتاب اور اُسکے رسولون کو نہ مانیگا قطعی گمراہ اور کافر ہوگا۔ مین نہین جانتا کہ سید احمد صاحب کی عقل اور فہم کو کیا ہوگیا قرآن مجید کو اپنے تحقیقات اور اقوال کے صریح منافی پاتے ہین یہہ اسی پر اڑتے جاتی ہین۔ سید احمد صاحب نے آیت قالوا لن یدخل الجنۃ الخ۔ جو نقل کے ہ اس سے انکو کچھہ بھی علاقہ اور نسبت نہین ہے من اسلم سے بیہ ثابت نہین ہوتا کہ منکرین کتاب الہی اور مرسلین کافر نہین ہین جب خداوند کریم نے اسلام کی تعریف ہی یہہ کی ہے کہ اسکی کتاب اور رسولون پر ایمان لاتا تو اسکے مخالف کیونکر مراد لیجاوے اوپر کی نصوص اور آیات بڑے زور سے ثابت ہو رہا ہے کہ اسلام تصدیق کتب الہامیہ اور مرسلین کا نام ہے خدا نے اس آیت کریمہ مین لفظ من اسلم سے مراد لی ہے کہ جو شخص وجہہ سے مسلمان ہوا جسکی تعریف دوسری آیات مین بیان ہوئی ہے ہم اُسپر کچھہ خوف اور اندیشہ نہین خدا تو اسلام سے تصدیق مرسلین اور کتب الہامیہ مراد لی اور ہمارے سید احمد صاحب نیچر کے دہن مین اور ہی پہلو پہ چلے۔ جب خدا نے قرآن مین صدہا جگہہ صریحا و کنایۃ اور حضرت محمد مصطفے صلعم نے اپنی احادیث مین جو بقولے لا ینطق عن الہوی درست او صحیح ہین اسلام کو تصدیق مرسلین اور کتب الہامیہ و ریجا آوری فرائض سے وابستہ اور مربوط کیا تو ہم من اسلم سے سید صاحب کی مراد کو کس طرح پر بجا اور درست جانین ہان اگر خدا اسلام کو سید کے خیالات کے موافق قرار دیتا تو ضرور مان لیتے۔ اسی قول مین سید احمد صاحب نے آیت ان اللہ لا یغفر الخ اور حدیث نبوی من شہد ان لا الہ الا اللہ سے ثابت کرنا چاہا ہے کہ جو شخص خدا کی کتاب اور رسولون سے منکر ہو وہ مسلمان ہے نعوذ باللہ منہا خدا جانے سید صاحب کی انصاف اور عقل کو کیا ہوگیا۔

شاید سید صاحب کے زعم مین شرک صرف گور پرستی اور عبادات اصنام ہی کا نام ہے جناب من شرک چار قسم پر ہے۔ شرک فی الذات۔ شرک فی الصفات۔ شرک فی العبادات۔ شرک فی الاحکام خدا کی کتاب اور اسکی رسولون کا نہ ماننا شرک فی الاحکام ہے جب خدا نے (جیسا کہ اوپر کی آیتون مین گذرا) اسلام صرف اسی طریق عمل کا نام رکھا ہے کہ اسکی کتابون اور رسولون کو مانا جاوے اور اُن پر جتنی احکام عمل کرنا ضروری اور فرض خیال کیا جاوے تو اُن کے نہ ماننے اور اقرار کرنے سے شرک فی الاحکام لازم

آویگا۔ خدا تو یہہ کہے رہا ہے کہ جو شخص رسولون مین سے کسی ایک کا بہی انکار کریگا وہ گمراہ اور کافر
ہوگا اور ہمارے سید صاحب اسکو خاصہ مسلمان بنا رہے ہین اس سے بڑہ کر اور کیا شرک ہوگا کہ خدا کی پاک کتابون
اور مقدس رسولون کو نہ مانا جاوے اور پکے ملحدون اور لامذہبون کی طرح عزیز زندگی کو برباد اور رائگان کیا جاوے
حدیث من تشہد کے یہہ معنی نہین ہین کہ لوگ وجود باجود حضرت محمد رسول اللہ سے منکر ہوجاوین اور
اسلام صرف لا الہ الا اللہ ہی قرار دین مستیقن کی مضبوط قید اور شرط اس امر کو ظاہر کرتی ہے
کہ خدا کی پاک کتابون اور رسولون کا ماننا بہی لازم اور فرض ہے خدا کی ذات فیض آیات کو وہی شخص
بالاستیقان تسلیم کریگا کہ جو اسکے ضروری احکام اور واجبی آداب کو بہی قبول کرے خدا کے سارے
حکمون اور فرضون کو (جو بالایضاح والصریحۃ قرآن مین بیان کئے گئے ہین اور انہین کو ایمان اور
اسلام کہا گیا ہے) چہوڑ دینا اور پہر اس امر کا مدعی ہونا کہ مین خداپرست ہون اپنے موہنہ سے
میان مٹہو بنا ہے۔ یہہ عجب خداپرستی ہے خدا کے حکمون اور فرضون کو توجہوڑنا اور بناوٹی جاننا اور
خداپرستی کا دعوی کرنا اُن دنون مین جبکہ ہمارے سید صاحب گورنمنٹ کی طرف سے ملازمون کے
معزز جماعت مین محسوب ہوتے تہے اگر اپنی کوٹہی مین ہی بغیر کسی کام کرنیکے بیٹہے رہتے تو یقیناً چار ہی
دن مین گہر کو براجتی سید صاحب اسیواسطے اتنی مدت ملازم رہے کہ گورنمنٹ کے اصولون اور احکام پر چلتے
رہے خدا کے ضروری حکمون کو تو نہ ماننا اور دعوی کرنا کہ مین خداپرست ہون ایک نئی بات ہے۔
کسی کا ماننا نہ ماننا اُسیوقت ظاہر ہوتا ہے کہ جب اُسکے حکمون کو مانا یا نہ مانا جاوے کیا نافرمان غلام
صرف اپنے آقا کے نام ہی لینے سے بلا کسی قسم کی اطاعت اور فرمانبرداری اور اقبال الاحکام کے
فرمان بردار اور سچا غلام قرار دیا جاسکتا ہے ہرگز نہین ع خشک ابریکہ بود ز آب تہی * ناید از وے
صفت آبدہی * جب قرآن مین صاف طور پر آگیا کہ اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول قل ان کنتم تحبون
اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ تو پہر ہم کس طرح خدا کے رسولون سے انکار کرین آنحضرت کے قول کے
صرف یہی معنی ہین کہ بالاستیقان خدا کے احکام مندرجہ قرآن کو جنمین تصدیق مرسلین اور تسلیم
کتب الہامیہ بہی داخل ہین مانو اور انہین کے بموجب عملدرآمد کرو۔ قرآن سے ثابت ہوتا ہے کہ

خدا نے نبیون کے نہ ماننے کو بھی العیاذ باللہ موجب دخول دوزخ قرار دیا ہے۔ جو مشرکون اور کافرون کی
سزا ہے چنانچہ فرماتا ہے ومن یعص اللہ ورسولہ فان لہ نار جہنم خالدا فیہا۔ منکر رسالت کو بھی
قرآن مین شرک سے تعبیر کیا گیا ارشاد ہوتا ہے وما یؤمن اکثرہم باللہ الا وہم مشرکون جب منکرین
رسالت بھی مشرک اور کافر قرار پا چکے تو ان کو مسلمان و مہتدی قرار دینا قرآن اور رسول کا خلاف
کرنا ہے چونکہ حضرت کی حدیث من شہد ان لا الہ الا اللہ احکام الہی بالاستیقان سے متعلق نہین اسیواسطے آنحضرت
نے دوسری حدیثون مین اقرار رسالت کی بابت تاکید فرمائی ہے ما من احد یشہد ان لا الہ
الا اللہ وان محمد رسول اللہ صدقا من قلبہ الا حرمہ اللہ علی النار۔ صحیح بخاری مین ابوہریرہ کی
مروی ہے والذی نفسی بیدہ لا یؤمن احدکم حتی اکون احب الیہ من ولدہ ووالدہ اور ترمذی
مین ہے عن عبد المطلب انہ سمع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول ذاق طعم الایمان من رضی
باللہ ربا وبالاسلام دینا وبمحمد نبیا۔ ان حدیثون سے صاف طور پر ثابت ہوتا ہے کہ آنحضرت
تصدیق رسالت کو ایمان اور اسلام کی جز قرار دیا کرتے ہین اسیواسطے خدا نے قرآن مین
منکران رسالت آنحضرت کو بخلاف مؤحدین ... ان کا خوف ... اور انکو کافر قرار دیا ہے۔ افسوس حدیث
من شہد کی لفظ بالاستیقان اور لفظ لا الہ الا اللہ نے سید کی طبیعت کو خراب کردیا اگر ذرا غور کرتے تو
پا جاتے۔ وہی شخص خدا کو بالاستیقان مانیگا کہ جو اسکے سب حکمون اور اوامر نواہی پر دل سے
اعتبار کریگا تسلیم اور اقرار بالاستیقان کی تعریف یہی ہے کہ دل سے خدا کی کتاب اور اس کے
رسولون اور پیغمبرون اور احکام پر ایمان لاکر بعض کو مانا جاوے اور اسکے ہر ایک حکم کو سچا اور مصئون
عن الاغلاط اور مامون عن الانتقام سمجھا جاوے رسولون کو قانون اور احکام اور کتاب اسیواسطے
دیجاتی ہے کہ ان کے متبعین ان پر چلین اور انکو اپنا قانون اور اصول قرار دین اگر تنزیل کتب الہامیہ
سے یہ غرض اور مدعا نہ ہو تو ان کا نزول عبث ٹھہرتا ہے تعزیرات ہند جسکو سید صاحب بھی برسون استعمال
مین لاچکے ہین اور جسکی رو سے سیکڑون مجرمون کو جیل مین بھیج چکے ہین عمل ہی کیواسطے ہے اگر عمل کیواسطے
نہ ہوتی تو لوگون کو اسکے قوانین اور قواعد کے اعراض اور انحراف سے سزا نہ ملتی۔ ہر ایک شی کے

رائج کرنے اور اشاعت سے کچھ نہ کچھ غایت ہوتی ہے بعثت انبیا علیہم السلام اور تنزیل قوانین
الہی سے یہہ غرض اور منشا ہے کہ مخلوق انپر چلے اور نجات ابدی کے وارث اور مالک بنے - توریت
اور انجیل مین بہی ایماندار اسیکو کہا جاتا ہے جو خدا کی کتابون اور رسولون پر یقین رکہے اور انپر
عمل کرے قرآن مین تو کہلے طور پر تاکید کی گئی ہے ارشاد ہوتا ہے یایہا الذین آمنوا آمنوا
باللہ و رسولہ والکتاب الذی نزل علی رسولہ والکتب الذی انزل من قبل ومن یکفر باللہ و ملئکتہ
وکتبہ و رسلہ والیوم الاخر فقد ضل ضلالا بعیدا (سورہ نساء رکوع ۲۰) جب آنحضرت مبعوث ہوئے
اور قرآن کی تعلیمات کے اشتہار اور انتشار کو زور تہا تو اسوقت مین اکثر عرب اور غیر ملکون کے یہودی
موحد تہے بلکہ انبیاء علیہم السلام کو بہی بجز حضرت مسیح علیہ السلام کے مانتے تہے اگر حضرت کا یہی منشا
اور مدعا تہا کہ لوگ صرف اقرار توحید بلا استیقان تام کے جسمین خدا کی کتابون اور رسولون کا ماننا بہی
لازم آتا ہے مسلمان اور محمدی ہو سکتے ہین تو اُن کو کیون گمراہ اور کافر کہا گیا ہزارون برس تک تصدیق
رسالت کی بابت ہی مباحثات ہوتی رہی اگر تصدیق رسالت کا مسئلہ درمیان مین نہ ہوتا تو ایک ہی
آن مین عرب اور دوسرے ملکون کے تمام یہودی اور یونی ٹیرین وغیرہ جو موحد اور خدا پرست تہے
مسلمان اور مومن بنجاتے ہزارون یہودی صرف مسئلہ رسالت کی بابت ہی حضرت سے متنفر اور
کشیدہ خاطر ہو گئے اُس نازک وقت مین آنحضرت کا اس مسئلہ کو رائج نہ کرنا صریحاً اس امر پر دال
ہے کہ حضرت منکران رسالت کو کافر اور گمراہ خیال کرتے تہے حدیث من شہد کی اعلان سے جو
حضرت عمرؓ نے صحابی کو منع کیا اُسکا یہی باعث ہی کہ حضرت عمر کی دانست مین صحابی مُعلن نے استیقان
کے معانی پر غور نہین کی تہی شاید اُس نے استیقان کے لفظ سے استیقان محدود المحصور فی جزو
لا الہ الا اللہ سمجہہ لیا ہوگا چونکہ اصل مین آنحضرت کی مراد اس استیقان سے (جیسا کہ آن حضرت کی دوسری
حدیثون سے ظاہر ہوتا ہے) استیقان کلّی تہا یعنی خدا کے تمام حکمون کو بالاستیقان ماننا
اسواسطے حضرت عمر نے اس صحابی کی غلط فہمی کے باعث منع کیا فافہم - **قولہ** - جن لوگون کی نسبت کہا
جاتا ہے کہ خدا کے وجود کے بہی قایل نہین ہین مین تو اُن کو بہی مسلمان جانتا ہون - **اقول** - آپ

بیشک انکو مسلمان جانین قرآن اور بانی اسلام تو انکو کافرون اور شریرون سے بھی خراب اور بدتر خیال
کرتے ہین آیت لہ اسلم من فی السموات والارض طوعًا و کرھًا دہریون اور منکران خدا کا مسلمان قرار دینا
سید صاحب کا ہی کام ہے کیون نہ ہو عربی اور انگریزی کے اعلی درجہ کے فاضل ہین اس تحریر سے
خوب ہی علم و فضل ظاہر ہو رہا ہے۔ آیت میں تو ذکر ہے کہ جو شخص طوعًا و کرھًا مسلمان ہوا آپنے اس سے
منکران خدا کا مسئلہ کہان سے نکال لیا طوعًا و کرھًا اسلام کا قبول کرنا اور چیز ہے اور خدا کے وجود سے
منکر ہونا اور شے - واہ خوب عقل ہے اب تھوڑے اور آگے چلکر فرماتے ہین کہ منکران خدا کا دل بلحاظ
امر طبعی مصدق وجود خدا ہے کیا کہین بیان تو سید صاحب نے کمال ہی کر دکھایا منکرین کہے جاتے ہین
کہ ہم خدا کو مانتے اور جانتے ہی نہین اور سید صاحب انکو مصدق بناتے ہین وہی بات ہوئی مدعی
سست اور گواہ چست خدا تو قرآن مین اپنے نبی کی معرفت اس امر کو ظاہر کرے کہ اگر کوئی شخص نبیون
اور مرسلین مین سے ایک نبی اور مرسل کو بھی نہ مانیگا تو مین اسکو دوزخ مین ڈالونگا اور سید صاحب
اسکو جنتی بناتے ہین مصرعہ ببین تفاوت راہ از کجاست تا بکجا ٭ اس قول کے آگے سید صاحب
نے اپنے پرانے طریق کے موافق علمائے محمدیہ کی توہین اور فضلائے اسلامیہ کی تحقیر شروع کی
ہے ہمارا منصب نہین کہ ہم بھی سید صاحب کی طرح جادہ تہذیب اور منصب آدمیت سے جدا ہوکر تمسخر
اور ٹھٹھہ پر کمر بستہ ہون ہمارا اس آیت پر عمل ہے ادع الی سبیل ربك بالحکمة الخ مبارک ہین وہ لوگ
کہ جو ٹھٹھہ کرنیوالون اور برا کہنے والون کو برا نہین کہتے بلکہ صدق دل سے بہ اوقات خمسہ دعا کرتے
ہین کہ اے خدا انکو اسلام کے صاف اور سیدھے اور وسیع راستہ پر چلا تاکہ وہ بھی تیری رحمتون اور
عنایتون مین شامل ہوکر مسرور اور بہرہ ور ہون - اللھم آمین -

راقـــــــــم

نصیر الدین احمد عفی عنہ -

مقام الہ آباد -

اشاعۃ السنۃ النبویہ

علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والتحیۃ

نمبر دوازدہم — بابت ذی الحجہ ۱۲۹۸ھ مطابق دسمبر ۱۸۸۰ء — جلد سوم

معروضات

(۱) جن صاحبوں نے اشارات معروضہ سرورق پرچہ ماہ نومبر کیطرف توجہ فرماکر زر باقیات مرحمت فرمایا ہے مہتمم انحضرات کا دل سے شکرگذار ہے۔ اور بذکر مواضع سکونت اُن حضرات کے اس شکر کا اظہار کرتا ہے وہ مواضع یہہ ہین۔ بہوپال (بلدۂ طیبہ ورب غفور) بدایون۔ بسروپ۔ جبلپور۔ حیدرآباد دکہن۔ دہلی۔ علی پور۔ گذر چناب۔ مظفرگڈہ۔ مرادآباد مہدانوان (وفق اللہ اہلہا بما یحب ویرضی) بقیہ حضرات (جنکی باقیات کی تعداد تین سو روپیہ کے قریب ہے جیسا نچہ پلاحظہ فہرست نمبر سابق سے معلوم ہوسکتا ہے) کی خدمات مین بڑے ادب سے ملتمس ہے کہ بے اعتنائی کو دور فرماوین اور اس قدیمی خیال کو کہ ہمارے دو تین روپیہ نہ پہنچے تو وہان کیا حرج متصور ہے؟ روپیہ بہیجنے والے کیا اور تہوڑے ہین؟ غلط سمجہکر میری اس معروض سابق کو کہ جس چہوٹے سے کارخانہ کا اس قدر روپیہ باہر ہو اسکا کام کیونکر چلسکتا ہے خیال مین لاوین۔ اور اگر اُن حضرات نے اپنے نام سے اشارات کو نہین سمجہا تو پہر کیا مین اُنکے اسماءِ گرامی پر تصریح کرون؟ اور اگر حساب دوستان در دل سمجہہ لیتے ہین تو پہر تصفیہ مین دیر کیا ہے؟ بعض حضرات ایسے بہی ہین جنکی طرف ہمنے فہرست ماہ نومبر مین اشارہ نہین کیا۔ وہ اپنا حساب خود سمجہہ لین اور زر واجب الادا ارسال فرماوین سال ختم ہوا اب پچہلے حساب کا فیصلہ ضروری ہے۔

(۲) سررشتہ حساب وکتاب اشاعۃ السنۃ ابتدا مین بابو محی الدین صاحب ملازم دفتر انگریزی کے سپرد تہا اُنہون نے حسب عادت دفتر انگریزی مہینون کے مطابق خریدارون سے قیمت کا لین دین رکہا۔ اُسی انداز سے ابتک سلسلہ جاری ہے۔ مگر انگریزی مہینے شمسی ہین اور اسلامی سال کے مہینے قمری۔ اور شمسی مہینے قمری مہینون کی نسبت متزاید ہوتے ہین۔ بناءً علیہ تین سال مین سنہ عیسوی وہجری مین ایک مہینے کا فرق ہوگیا ہے۔ پس اگر

خریداران اشاعۃ السنہ ۱۸۹۰ء کے پرچے قدری مہینون کے برابر لینا چاہتے ہیں تو ۱۸۹۰ء کی بابت تیرہ مہینے کی قیمت ادا کرنا منظور کرین جلیہ سال تین ۱۳ تیرہ پرچہ نکالینگے جنوری مہینے مین محرم ۱۳۰۸ھ کی بابت دو پرچہ شایع کرینگے یہہ نہ ہوسکے تو جنوری مین صرف پرچہ صفر پر صبر کرین اور پرچہ محرم ۱۳۰۸ھ جنوری سے معافی دین - پہر اسکی جگہہ نمبر دوازدہم مین محرم ۱۳۰۹ھ کا پرچہ لین -

(۳) اکثر مضامین اشاعۃ السنہ مین طول ہوتا ہے غالبًا کوئی مضمون اسکا جلد ختم نہین ہوتا اس سے معتقدین قاعدہ **کل جدید لذیذ** کا جی گہبرتا ہوگا مگر ہم اسمین لاچار ہین ہم ہمیشہ اختصار کا قصد کرتے ہین مگر مباحث اس قسم کے پیش آتے ہین کہ ہمین اختصار سے حق کا اثبات نہین کرسکتے جس مضمون کو شروع کرتے ہین پہلے تو اسکو یہی سمجہتے ہین کہ یہہ ایک دو نمبرون مین ختم ہوگا مگر یہہ سلسلہ [illegible] مسایل [illegible] کی طرف چل نکلتا ہے تو قلم اختیار مین نہین رہتا - ناظرین اس تطویل سے نہ گہبرائین مضامین کی ضرورت و کیفیت بیان و استدلات کو خیال مین لاوین یہہ مضمون تفرقہ بین الاسلام سال آیندہ مین ختم ہوگا - [illegible] ناظرین اسکو [illegible] مضامین جلد سوم کے ساتہہ مجلد کرادین - خواہ بلحاظ سنین جلد چہارم مین شامل رکہین -

اشتہارات

(۱) شروع ۱۸۹۱ء سے انشاء اللہ تعالی ماہواری رسالہ اشاعۃ السنہ کے ساتہہ ایک ضمیمہ چار ورقہ بہی نکلا کریگا جسکا دام اصل رسالہ سے چہارم حصہ لیا جاویگا حسب تفصیل مراتب درجات مفصلہ اشتہار رسالہ یعنی درجہ اول کے خریداران سے کم سے کم ۸ر درجہ دوم ۴ر درجہ سوم سے ۲ر درجہ چہارم سے ۱ر درجہ پنجم سے و [illegible] داشاعت - اس ضمیمہ کا مطلب مقصد کا تفصیلی بیانات تو [illegible] ابتدا مین ہوگا - اس کا اجمال یہہ ہے کہ اس مین کتاب و سنت کے موافق مسایل اصول و فروع و اعتقادیات و عملیات کا بیان نظم مین آویگا جسمین کسی خاص [illegible] مخاطب نکیا جاویگا - اور نہ کسی خاص فرقہ اسلامی کا رد و مقابلہ عمل مین آویگا - جو صاحب اس ضمیمہ کی اشاعت کے شایق اور اسکے طالب ہون وہ فورًا اپنی درخواست [illegible] کرین - اس ضمیمہ کے پرچے قریب قریب تعداد خریداران کے چہپینگے - پس جو صاحب خواستگار نہ ہونگے وہ شاید پرچے سے پا سکین - یہہ ضمیمہ بعض خریداران کے پاس بلا درخواست بہی بہیجا جاویگا پس جو صاحب اسکو پسند فرما کر رکہہ لینگے وہ خریدار متصور ہونگے جو اسکو بقید محصول واپس کرینگے وہ مطالبہ قیمت سے بری رہینگے -

۲- کتاب معیار الحق جواب تنویر الحق ایک مدت سے عنقا صفت ہو رہی تہی اب بعونہ تعالی دہلی مین حضرت شیخنا و شیخ الکل مولینا سید محمد نذیر حسین صاحب محدث کے تلامذہ کے اہتمام سے طبع ہوئی ہے قیمت اسکی عہ ہے اور محصولڈاک ۱؍ جو صاحب شایق ہون وہ مولانا ممدوح یا مولوی تلطف حسین صاحب شاگرد مولانا صاحب سے بارسال قیمت طلب فرماوین -

۳- مطبع ریاض ہند امرتسر مین ایک رسالہ موسومہ (تحقیق الاسلام) طبع ہوا ہے جسمین توریت و انجیل سے نبوت محمدیہ کا ثبوت دیا ہے - عام لوگون کے لئے برائے افہام یا افحام عیسائیون کے یہہ رسالہ کافی ذریعہ ہے - طرز بیان سنجیدہ کتابت عمدہ طبع پاکیزہ قیمت ۴ر محصولڈاک ۰ر جو اسکے شایق ہون وہ شیخ نور احمد صاحب مہتمم مطبع ریاض ہند امرتسر سے طلب فرماوین -

مژدہ

۱- تہذیب الاخلاق وغیرہ تصانیف آنر ایبل صاحب بہادر کے جواب مین ایک اور رسالہ نکلا ہے جسکا نام سلسلہ رد نیچر ہے اور لقب خیر خواہ اسلام ہے - واقعی یہہ رسالہ اسم بامسمی ہے اور اسکے حرف حرف سے اسلام کی خیر خواہی جوش مار رہی ہے یہہ وہی رسالہ ہے جسکے اجرا کی ہمنے ضمیمہ نمبر ۳ مین تمنا ظاہر کی تہی اور مسلمانون کو ترغیب دلائی تہی - اس کے مصنف وہی صاحب خبرت و عالی ہمت جناب مولوی سید الطاف حسین صاحب ہین جنکا ذکر خیر ہم اسی ضمیمہ مین کر چکے ہین اسکی قیمت بہی وہی قرار پائی ہے جو اس ضمیمہ مین بیان ہوئی ہے یعنی فی جزو ۲ر علاوہ از محصولڈاک کہ وہ آدہ آنہ سے زیادہ نہ ہوگا - اسکا ایک پرچہ شایع ہوا جسمین مخاطب کے جملہ خیالات و عقاید کی اجمالی کیفیت بتادی ہے اور انکی مبادی و مقاصد کی تفصیل کردی - عبارت ایسی ظریف اور طرز ایسی ظریف ہے کہ جو کوئی اسکو پڑہیگا (دنیا کا غمزدہ ہو یا بخوف آخرت پژمردہ) ایک دفعہ تو ضرور ہی بے اختیار ہنس دیگا - مسلمان عموماً و ناظرین رسالہ خصوصاً اس رسالہ کو خرید کرین اور علی الحساب کسی قدر روپیہ مطبع یوسفی دہلی مین پاس سید علی حسین صاحب مہتمم بہیجکر اس امر کے خواستگار ہون کہ جب کبہی یہہ رسالہ چہپے تو ان صاحبون کے پاس بہیجا جاوے - پہر بعد انضباط وقت و حجم رسالہ کے اس کے حساب کا تصفیہ کیا جاوے -

نصیحت

مینے سُنا ہے کہ مولوی حبیب اللہ صاحب مقیم امرتسر (جنہون نے ہمارے اشتہار مسایل عشرہ کے جواب مین ۹۳ شتہ مین قلم اُٹہاکر دعدہ دفعہ کی ردو بدل کے بعد ہاتہہ سے رکہدیا تہا) ان دنون پہر اس اشتہار کے جواب مین خامہ فرسائی کر رہے ہین اور اسکی طبع و اشاعت کا ارادہ رکہتے ہین۔ پس ہم بنظر اصلاح فیما بین المسلمین بڑے ادب و اخلاص سے مولوی صاحب کو برادرانہ نصیحت کرتے ہین کہ مولوی صاحب ہمارے مقابلہ کا قصد نہ فرماوین اور اس بات کو خیال مین لاوین کہ ہم ایک مدت سے باہمی جنگ سے ہتیار ڈال چکے ہین اور دوسری طرف متوجہ ہین۔ ایسے وقت مین برادران اسلام کو (جو فروعی مسایل مین ہم سے اختلاف رکہتے ہین) ہم سے نہ اُلجہین اور جس کام مین ہم لگ رہے ہین اُسی کام کے لئے ہمارے اوقات کو فارغ رہنے دین۔

کیا مولوی صاحب یا اُن کے معاون و احباب اس بات کو پسند کرتے ہین کہ ہم اتفاقی اصول اسلام کی حمایت و اشاعت کو چہوڑ دین۔ اور پہر اُن ہی قدیمی فروعی جہگڑون مباحث جہر آمین و رفع یدین کے پیچہے پڑین کیا مولوی صاحب نے ہمارے مضمون اشاعت مذہب اسلام کو ملاحظہ نہین فرمایا اور اگر وہ ملاحظہ مین آیا ہے تو کیا اس سے آپ کو توافق نہین ہے۔

اگر مولوی صاحبکو اپنے علم و کمال کا اظہار یا حنفی مذہب کے مسایل کا اثبات و اشتہار مدنظر ہے تو اس امر کے لئے مجہے مخاطب کرنا کیا ضرور ہے آپ مجہے اور میرے اشتہار کو مخاطب فرماوین بلکہ مستقل طور پر مسایل حنفی مذہب کی اشاعت مین جس قدر وسعت ہے نہ دین اسکی رد و ابطال سے ہمکو تعرض نہ ہوگا اور انکا مقصود بلا مزاحمت ثابت ہوگا اور اگر انہون نے مجہے مخاطب کیا تو اسکے جواب مین (خواہ مین نہ بولا) پہر کوئی اور ہم مشرب تو ضرور بولیگا۔ جب اصلاح کے خیال مین اب مین ہون میرے بعض احباب اسکے منکر ہین ہین اور بلا استشار واستر ضا میری کے میری نصرت کے لئے اور میرے مقابلین کے مقابلہ کے لئے حاضر ہین۔ وہ ضرور مولوی صاحب کا جواب لکہین گے اور میری ایک نہ سُنین گے۔ آخر مولوی صاحب کو پہلے کیطرح سکوت اختیار کرنا پڑیگا اس سے یہی بہتر ہے کہ اب ہی آپ میرے خطاب سے سکوت فرماوین اور بدون میرے تخاطب کے جو جی مین آوے شوق سے ظاہر کرین۔

یہہ آیتہ و آیات سابقہ صاف ناطق ہین کہ وحی ایسی چیز ہے جسکے حاصل کرنے کے لئے آنحضرت اپنی طبیعت
کو دل کو کان کو زبان کو بحال استغراق و استعجال متوجہہ فرماتے اور بخوف فوت ہو جانے یا خیال و سمجہہ مین
نہ آنے یا بہول جانے کے اسکے پورے ہونے تک توقف و صبر نہ فرماتے۔

اس سے بشہادت مقدمہ ثانیہ ثابت ہوا کہ وحی آپ کا امر طبعی و داخلی نہ تہا بلکہ عارضی و خارجی تہا جو کسب و تعلم سے
(گو ظاہری اسباب علم و ویسے نہ تہا) حاصل ہوا ہے۔

استدلال سوم۔ قرآن مجید کی بہت سی آیات مین اُن احکام و اخبار کو جو آنحضرت کو بذریعہ وحی پہنچی ہین
غیب کی طرف منسوب کیا ہے اور انکو انباء الغیب اور غیبہ سے تعبیر کیا ہے اور انکا مخرج حظیرۃ الغیب ٹہرایا ہے
چنانچہ سورۂ جن مین ارشاد ہے۔ خدا عالم الغیب (یعنی اُن چیزون کو جو بندون کے دل سے خیال سے
طبیعت سے فکر سے غایب ہین جاننے والا) ہے وہ اپنے اس غیب پر کسیکو بجز پسندیدہ رسول کے مطلع نہین کرتا
وہ اس رسول کے آگے اور پیچھے پہرا رکہتا ہے تاکہ وہ ظاہر
جانے کہ رسولون نے (اسکے غیب پر مطلع ہو کر ٹہیک ٹہیک)
خدا کے پیغام پہنچائے ہین اور وہ سب باتون پر جو اُنکے خیال
مین ہین احاطہ رکہتا ہے اور ہر چیز کو اُس نے گن رکہا ہے۔
حضرت ابن عباس نے اس آیتہ کی یہہ تفسیر کی ہے کہ خدا تعالی
نے غیب سے رسول پر وحی بہیجی ہے اور اپنے غیب سے اُن کو
احکام وغیرہ جو کچہہ وحی کیا جاتا تہا ہی یہہ ہے اسلئے کہ انکو وہی جانتا تہا۔

عالم الغيب فلا يظهر على غيبه احدا الا من ارتضى من
رسول فانه يسلك من بين يديه ومن خلفه
رصدا ليعلم ان قد ابلغوا رسلت ربهم واحاط بما
لديهم واحصى كل شيء عددا (سورۂ جن ۲۶)
قال ابن عباس في الآية اعلم الله الرسول من الغيب الوحي
واظهره عليه مما اوحي اليهم من غيبه وما يحكم الله فانه
لا يعلم ذلك غيره (ابن المنذر وابن مردويه)

اور مفسرین (جیسے امام رازی شیخ ابو السعود صاحب جلالین وغیرہم) نے بہی یہی معنی آیتہ کے بیان کئے ہین
شیخ ابو السعود نے فرمایا ہے وہ عالم الغیب ہے۔ اپنے غیب پر کامل طور پر کسی کو اطلاع نہین کرتا مگر رسول کو
جسکو باظہار و اطلاع بعض غیبی امور کے جو رسالت کے
متعلق ہین پسند کر لیتا ہے اسلئے کہ غیبی امور
یا انکا علم رسالت کے اسباب و دلایل ہین جیسے معجزات

عالم الغيب فلا يظهر على غيبه احدا خبر مبتدا
محذوف اي هو اي فلا يطلع على غيبه اطلاعا
كاملا - الا من ارتضى من رسول اي رسولا

ارتضاه لاظهاره على بعض غيوبه المتعلقة برسالته
اما لكونه من مبادي رسالته بان يكون معجزة
دالة على صحتها واما لكونه من اركانها واحكامها
كعامة التكاليف الشرعية التي امر بها المكلفون وكيفيات
اعمالها واجزيتها المترتبة عليها في الاخرة وما تتوقف
هي عليه من احوال الاخرة التي من جملتها قيام الساعة
والبعث وغير ذلك من الامور الغيبية التي بيانها
من وظائف الرسالة واما ما لا يتعلق على احد
الوجهين من الغيوب التي من جملتها وقت قيام الساعة
فلا يظهر عليه احدا ابدا رصدا احرسا من الملائكة
يحرسونه من تعرض الشياطين لما اظهره عليه
من الغيوب المتعلقة برسالته ليعلم ان قد ابلغوا رسالات
ربهم — متعلق بيسلك غاية له — ورسالات
ربهم عبارة عن الغيب الذي اريد اظهاره على المرتضى
عليه وضمير ابلغوا اما للرصد فالمعنى انه تعالى يسلكهم
من جميع جوانب المرتضى ليعلم ان الشان قد ابلغوا رسالات
ربهم سالمة عن الاختطاف والتخليط — واما للمرتضى
والجمع باعتبار معنى من فالمعنى ليعلم ان قد ابلغ الرسل
الموحى اليهم رسالات ربهم. (تفسیر ابو السعود مختصراً ص ۳۲ جلد ۸)
ذلك من انباء الغيب نوحيه (آل عمران ع ۵) تلك من انباء الغيب
نوحيها (هود ع ۴) ذلك من انباء الغيب نوحيه (یوسف ع ۱۱)

جن سے رسالت کا ثبوت ملتا ہے یا وہ احکام وارکان
رسالت میں جیسے اکثر شرعی امور جنکا امر وارد ہے۔
اور انکی کیفیات عملیہ اور جزائیں وسزائیں جو ان
اعمال پر لگائی جاتی ہیں اور احوال آخرت جیسے قیامت
کا ہونا وغیرہ امور جنکی تسلیم پر تسلیم نبوت موقوف ہے
ایسی ہے اور غیبی امور جنکا بیان رسالت کے فرایض سے
ہے ولیکن جو امور غیبی رسالت کے متعلق نہیں ہیں جیسے
وقت قیامت وغیرہ انپر خدا تعالی کسیکو مطلع نہیں کرتا
اور بوقت اظہار وحی مغیبات متعلقہ رسالت کے
وہ رسول کے آگے اور پیچھے ملائکہ کو چوکیدار بنا کر
بھیجتا ہے تاکہ ان امور غیبی میں شیاطین کچھ ملاوٹ
یہ اہتمام پہرے چوکی کا اسلئے ہو کہ خدا تعالی بطور
شہادت جان لے کہ خدا کے پیغامات جن سے مراد
وحی مغیبات ہیں بلا مداخلت تلبیس ابلیس بندوں
کو یا رسولوں کو پہنچ گئی ہیں۔
اور سورۂ آل عمران وہود ویوسف وغیرہ میں جا بجا
بہ نسبت ان قصص واخبار کے جو آنحضرت کو بذریعہ وحی
معلوم ہوئے ارشاد ہوا ہے کہ یہ غیب کی خبریں ہیں جنکو ہم
تیری طرف وحی کرتے ہیں۔
اس قسم کی آیات سے بشہادت مقدمہ ثالثہ صاف ثابت
ہوتا ہے کہ وحی آنحضرت کا طبعی وداخلی امر نہیں ہے لہ

اسکا مخرج آنحضرت کی طبیعت یا ذات یا دل یا خیال نہین ہے جنکو آنحضرت سے کمال حضور کی نسبت ہے اور انکی ایجادات و مضافات کو شہودی و حضوری کہنا واجب ہے۔
اور اگر وحی داخلی وطبعی امر ہوتا اور جو کچھہ (اخبار واحکام) بذریعہ وحی آپ پر کھلے ہین آنحضرت کے دل یا طبیعت ہی سے اٹھتے تو انکو غیبی ہرگز نہا جاتا۔
افسوس آنرایبل صاحب نے وحی والہام غیر انبیا، (کسی علم کے علماء یا کسی ہنر کے صناع) کو تو غیبی کہا چنانچہ نمبر ۹ مین بصفحہ ۵۹۰ م کلام جناب متضمن اس امر کا گذرا اگر وحی انبیاء کی نسبت آپ سے یہ اقبال نہ ہوسکا بلکہ وحی انبیاء کو آپنے وحی علماء کے مقابلہ مین صرف طبعی امر قرار دیا۔ اور ان آیات و دلایل سے آنکھہ کو بند کرلیا

استدلال چہارم

(جو بنسبت استدلال سابقہ بہت سہل و عام فہم و بہت واضح ہے اور اُسکی صحت مقدمات سابقہ پر موقوف نہین ہے)

دین محمدی سے بداہتہً و تواتراً معلوم ہے اور قرآن و حدیث و سیر و تواریخ سے بخوبی ثابت ہو کہ جناب رسول اللہ صلعم نے اپنی عمر شریف کے چالیسوین سال کے اخیر مین دعوی بعثت و نبوت و نزول وحی کیا اور قرآن و احکام حلال و حرام کو کتاب اللہ و احکام الہی بتایا اس سے پہلے نہ آپ کتاب اللہ کو جانتے نہ ایمان کو حسب تفصیل و شرائط شرعیہ پہچانتے۔ بدو شعور سے چالیسوین برس تک صدہا اقوال و افعال طبعی (متعلق معاشرت و اخلاق) کا آپ سے صدور ہوا مگر کسی قول کو آپنے کلام خدا نہین فرمایا اور نہ کسی فعل کو فعل یا تعلیم یا حکم الہی بتایا۔ باوجودیکہ آپکے اقوال و افعال حد کمال طبعی و عقلی کو پہونچ چکی تھی اور عقل کامل و طبع سالم کے مطابق وقوع مین آتے حتی کہ اس عقل و کمال کے سبب آپ مرجع خلایق تھے اور مقدمات و معاملات ملکی و اخلاقی مین فصل خصومت کیا کرتے لوگون مین بلقب امین ملقب تھے اور حق گوئی مین شہرہ آفاق۔ عام لوگ آپکی اقوال و افعال کو عقل و طبیعت انسانی کے موافق سمجھتے اور دل سے اُن کے موافقت و متابعت پسند کرتے۔ یہانتک کہ چالیسوین برس آپنے نبوت و بعثت و وحی کا دعوی کیا اور خدا کی طرف سے نزول قرآن و احکام کا اظہار فرمایا اور احکام و نصایح کو خدا کیطرف سے بتایا۔ تب سرداران قریش نے باوجودیکہ پہلے سے آپکو سچا جانتے اور آپکی طبعی و عقلی باتون کو بدل مانتے آپ کو جھٹلایا اور اس دعوی مین آپکو معاذاللہ مجنون و مفتری ٹھہرایا اس سے صاف و یقینی

طور پر ثابت ہوتا ہے کہ وحی امور طبعی سے علاوہ وعلیحدہ چیز ہے اگر وہ منجملہ امور طبعی ہوتی اور اسکو خدا کی
طرف منسوب کرنے اور خدا کی طرف سے ٹھہرانیکی یہی وجہ تہی کہ خدا نے اسکی مخزن و مخرج یعنی طبیعت کو پیدا کیا ہے
تو لازم تہا کہ اسکی ہمجنس ان امور طبعی کو (جو قبل زمانہ بعثت و نبوت آنحضرت سے متعلق اخلاق سرزد ہوئے ہین)
نیز آپ وحی وحکم وکلام الہی ٹھہراتے۔ اور یہہ دعوی نبوت ووحی ورسالت تب سے ہی کرتے جب سے ان امور
طبعی کا آپ سے صادر ہونا شروع ہوا تہا۔ کیا چالیس برس کے پہلے آنحضرت سے کوئی امر طبعی متعلق اخلاق
سرزد نہین ہوا ؟ اور اگر ہوا ہے تو پہر کیا آنحضرت نے کبہی پہلے ہی کسی امر طبعی متعلق اخلاق کو خدا کی طرف
نسبت کیا ؟ اور اسمین نزول وحی وکلام الہی کا دعوی کیا ؟ **مین یقین** کرتا ہون کہ کوئی مسلم یا عاقل
یہہ دعوی نہین کرسکتا کہ قبل زمانہ بعثت آنحضرت سے کوئی امر طبعی متعلق اخلاق سرزد نہین ہوا اور یہہ کہہ سکتا ہے
کہ چالیس برس کے پہلے ہی آنحضرت نے اپنے کسی امر طبعی متعلق اخلاق کو حکم الہی ٹھہرایا ہے اور اسمین وحی یا کلام الہی کے
نازل ہونیکا دعوی کیا ہے۔

اور نیز اگر وحی امر طبعی ہوتا اور صرف اسکے طبعی ہونیکی نظر سے اسکو خدا کی طرف سے کہا جاتا تو صنادید سرداران
قریش وعامہ عرب وعجم کی طرف سے اسکی منجانب اللہ ہونیسے انکار نہ پایا جاتا اور اس دعوی مین آنحضرت کو معاذ اللہ مجنون
ومفتری کوئی نہ کہتا اسلئے کہ اگر کوئی کسی امر طبعی کو اس نظر سے کہ خدا نے اسکو پیدا کیا اور طبیعت مین داخل کردیا ہے خدا کی
کی طرف نسبت کرتا ہے اور اسکو خدا کا الہام بتاتا ہے تو اسکو کوئی عاقل جہوٹا و مفتری نہین کہتا اور اس معنی کر اسکے
کی خدا کی طرف سے ہونے مین کوئی شک نہین لاتا۔

تمثیلات

دیکہو بچہ پیدا ہوتے ہی مان کا دودہ پینے لگ جاتا ہے تو اسکو کہا جاتا ہے کہ خدا تعالی اسکو دودہ پینا سکہاتا ہے۔
اور جب وہ باتین کرنے لگتا ہے تو کہا جاتا ہے کہ خدا اسکے دل مین باتین القا کرتا ہے۔
(۳) جب مچہلی پانی مین تیرتی ہے تو کہا جاتا ہے کہ خدا اسکو تیرنے کا القا کرتا ہے۔
(۴) شہد کی مکہیان درختون اور پہاڑون مین گہر بناتی ہین اور شہد بنانیکے لئے درختون کے پتے کہانے جاتی ہین تو
واوحی ربک الی النحل ان اتخذی من الجبال بیوتا انکی نسبت خدا تعالی نے فرمایا ہے کہ ان بانون کا بہنیو انکو الہام

ومن النحل ومما يعرشون ثم كلي الخ (نحل ع ۹)

کیا ہے وعلی ہذا القیاس ہزاروں بلکہ لاکھون مواضع مین امور طبعی کو خدا کیطرف نسبت کیا جاتا ہے اور الہام طبعی کو مانا جاتا ہے پہر کوئی کسیکو ان دعاوی الہام طبعی مین کاذب ومفتری نہین کہتا۔

پس آنحضرت اگر الہام طبعی کا دعوی کرتے اور بنظر طبعی ہونے وحی کے اُسکو خدا کی منسوب کرتے تو صنادید قریش وغیرہ عرب وعجم ہرگز ہرگز آنحضرت کو جہوٹا ومفتری نکہتے بلکہ سراسر صادق وحق گوئی سمجہتے اور سابق سے بڑہکر آنحضرت صلعم کے مطیع وفرمان بردار ہوجاتے۔

الحاصل آنحضرت کا چالیس برس کی عمر تک صدہا امور طبعی مین دعوی وحی والہام نکرنا اور چالیس سال کے بعد اِس دعوی کرنے پر عرب کا انکو جہٹلانا صاف صاف یقین دلاتا ہے کہ وحی امر طبعی نہین ہے نہ آنحضرت نے اُسکی طبعی ہونیکا دعوی کیا ہے نہ عامہ مخاطبین (منکرین وقائلین) نے اِسکو بمعنی الہام طبعی سمجہا ہے۔

اِس بیان کے موئید واِن مقدمات کے مصدق بہت سے آیات قرآنیہ وحدیث نبویہ وواقعات تواریخیہ ہمارے خیال مین موجود ہین انمین سے بطور نمونہ چند آیات واحادیث وواقعات کو ذکر کیا جاتا ہے۔

سورہ **یونس** مین ارشاد ہے کہ کہتے ہین جو ہمارے ملنے کی امید نہین رکہتے اِس قرآن کے سوا کوئی اور قرآن

قال الذين لا يرجون لقاءنا ائت بقرآن غير هذا او بدله قل ما يكون لي ان ابدله من تلقاء نفسي ان اتبع الا ما يوحى الي انى اخاف ان عصيت ربي عذاب يوم عظيم - قل لو شاء الله ما تلوته عليكم ولا ادراكم به فقد لبثت فيكم عمرا من قبله افلا تعقلون (یونس ع ۲)

لے آ- یا اسی مین کچہہ ادل بدل کردے تو کہہ دے مجہے لائق نہین کہ مین اُسکو اپنے جی سے بدلون مین تو اُسیکا پیرو ہون جو میری طرف وحی کیا جاتا ہے مجہے بڑے دن کے عذاب سے ڈر لگتا ہے اگر مین خدا کی نافرمانی کرون (اور) تو کہدے خدا چاہتا تو مین قرآن تمکو نہ پڑہ سناتا اور تمہین نہ معلوم کراتا مینے تو اِس سے پہلے تم مین عمر کاٹی ہے تم اُسکو نہین سمجہتے

یعنی مینے تم مین ایک عمر کاٹی ہے اور ہمیشہ اپنے دل عقل خیال وطبیعت کی باتین تم سے کرتا رہا پہر کبہی ان باتون کو خدا کی طرف نسبت نکیا اور نہ نبوت کا دعوی کیا اگر مین دل کی باتون کو خدا کی باتین ٹہرانے والا ہوتا تو پہلے بہی کبہی کسی دل کی بات کو خدا کی طرف منسوب کرتا پہر جبکہ اب مجہے خدا نے نبی بنایا ہے اور اسمین مجہہ پر وحی نازل کی ہے

اُسکو مین اپنے جی کی بات سے کیونکر بدل سکتا ہون اور اس دل کی بناوٹ کو خدا کی بات کہہ کیونکر کہہ سکتا ہون۔

اور سورۂ **قصص** مین ارشاد ہے تجھے کچھ امید نہ تھی کہ تیری طرف کتاب القا کیجاویگی یہہ تو ہمنے اپنی رحمت سے

وما كنت ترجوا ان يلقى اليك الكتاب الا رحمة من ربك فلا تكونن ظهيرا للكافرين ولا يصدنك عن ايات الله بعد اذ انزلت اليك وادع الى ربك (عنکبوت ۶۹)

نازل کی ہے۔ سو تو کافرون کا مددگار نہ بن۔ اون کو خدا کیطرف بلا تو انکے کہنے سے خدا کی آیتون سے رک نہ جائیو

یعنی یہہ کتاب تیرے دل پر ہمنے اتاری ہے تیرے دل یا طبیعت کی بناوٹ نہین ہے تیرے دل یا طبیعت کی اگر بناوٹ ہوتی تو تجھے اپنی طبیعت کے بہروسہ اسکی طبیعت سے القا ہونیکی امید ہوتی جیسے شاعر یا کسی اور صاحب طبیعت کو اپنی طبیعت کے بہروسہ شعر وغیرہ کے بنانیکی امید ہوتی ہے پہر وہ امید وقوع مین آتی ہے۔

اور سورہ **زخرف** مین ارشاد ہے۔ اسیطرح ہمنے تیری طرف اپنے حکم سے وحی بہیجی ہے جو دلون کو زندہ کرنے

وكذلك اوحينا اليك روحا من امرنا ما كنت تدري ما الكتاب ولا الايمان ولكن جعلناه نورا نهدي به من نشاء من عبادنا (شوری ۵۲)

والی ہے تجھے کچھ خبر نہ تھی کہ کتاب کیا ہے اور ایمان کیا اسکو تو ہمنے نور بنا دیا جس سے ہم ہدایت کرتے ہین جسکو چاہتے ہین۔

یعنی کتاب و ایمان جسکا اب تجھے چالیس سال کے بعد القا والہام ہوا ہے ہماری طرف سے ہی ہے تیری ساخت اور طبعزاد نہین ہے تجھے تو اس کتاب و ایمان کی نبوت سے پہلے کچھ خبر نہ تہی۔

بخاری و مسلم و ترمذی نے روایت کی ہے کہ جناب رسول اللہ صلعم چالیس سال کو پہنچکر نبی ہوئے ہین

عن ابن عباس قال انزل على رسول الله صلعم وهو ابن اربعين فاقام بمكة ثلث عشرة سنة وبالمدينة عشرا وتوفي وهو ابن ثلث وستين رواه الترمذي والشيخين بعضه على اربعين وليسلم اقام رسول الله بمكة ثلث عشرة سنة يوحى اليه وبالمدينة عشرا ومات وهو ابن ثلث وستين۔

اور چالیسوین سال کے سرے پر وحی شروع ہوئی پہر دس یا پندرہ سال مکہ مین وحی آتی رہی اور دس برس مدینہ مین اور عمر شریف تریسٹھ سال کی تہی۔

قاضی **عیاض** وغیرہ عامہ اہل سیر و تواریخ نے نقل کیا ہے کہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم قبل بعثت و ظہور

فصل واما عدله صلعم وامانته وعفته وصدق لهجته فكان صلعم امن الناس واعدل الناس واعف الناس

نبوت صدق و امانت مین مشہور تہے لوگ آپ سے مقدمات اور مشکل امور مین فیصلہ کراتے اور اتفاق نے

واصدقهم لهجة منذ كان - اعترف له بذلك محادّوه
وكان يسمى قبل نبوة الامين قال ابو اسحاق كان يسمى
الامين لما جمع الله فيه من الاخلاق الصالحة -
ولما اختلف قريش وتحازبت عند بناء الكعبة فمن
يضع الحجر حكموا اول داخل عليهم فاذا النبي صلعم
داخل وذلك قبل نبوته فقالوا هذا محمد هذا
الامين قد رضينا به - وعن الربيع بن خيثم كان
يتحاكم الى رسول الله صلعم في الجاهلية قبل الاسلام
وقيل ان الاخنس بن شريق لقي ابا جهل يوم البدر
فقال له يا ابا الحكم ليس هنا غيري وغيرك يسمع
كلامنا تخبرني عن محمد صادق ام كاذب فقال
ابو جهل والله ان محمدًا الصادق وما كذب محمد قط
وقال النضر بن الحارث لقريش قد كان محمد
فيكم غلامًا حدثًا ارضاكم فيكم و
اصدقكم حديثًا واعظمكم امانة حتى اذا رايتم
في صدغيه الشيب وجاءكم بما جاءكم به قلتم ساحر
لا والله ما هو بساحر -

کہاہے کہ آنحضرت کو امین کہا جانا اسلیے ہی کہ خدا نے
انمین اخلاق حمیدہ کو اکٹھا کر دیا تھا جب آنحضرت کے زمانے
مین کعبہ منہدم ہوگیا اور قریش نے دوبارہ بنانا چاہا تو اسمین
مین کہ اسکے بنا کس کے ہاتھ سے رکھی جاوے انکا اختلاف ہوا
پھر بطور قرعہ اسپر اتفاق ہوا کہ جو پہلے اس وقت باہر اوے
وہی اسکی بنا رکھے ناگاہ آنحضرت آئے تو سبھی بول اُٹھے
یہہ محمد آیا یہہ امین ہے ہم اسکے ہاتھ سے بنا رکھنے مین راضی ہین
ربیع ابن خثیم نے روایت کی ہے کہ اسلام سے پہلے آنحضرت کی
طرف مقدمات فیصلہ کرانیکو لائے جاتے۔ اخنس بن شریق
(منافق مدینہ) ابوجہل سے بدر کے دن ملا تو اس سے کہنے
لگا ای ابا الحکم (ابوجہل کی کنیت ہی) یہان تیرے اور میرے
سواء اور کوئی نہین ہے کہ ہماری باتین سُنے۔ مجھے تو محمد کا حال
بتا دے کہ یہہ جھوٹ بولنے والا آدمی ہے یا سچ کہنے والا
ابوجہل بولا خدا کی قسم یہہ سچا ہے اُسنے کبھی جھوٹ نہین بولا۔
نضر بن حارث نے کفار قریش سے کہا محمد تم لوگون مین چھوٹا
لڑکا تھا تم مین پسندیدہ اور بات کہنے مین سچا اور بڑا امانتدار
پھر جب اسکی کن پٹیون مین سفید بال معلوم ہونے لگے اور
وہ تمہارے پاس وہ دین لایا جو لایا تو تمنے اُسکو جادوگر کہدیا بخدا وہ تو جادوگر نہین ہے۔

بخاری ومسلم نے نقل کیا ہے کہ ہرقل (شاہ روم) نے ابوسفیان سے جب وہ آنحضرت کا دشمن تھا،

عن ابي سفيان ان هرقل قال له وسألتك هل كنتم
تتهمونه بالكذب قبل ان يقول ما قال فذكرت

آنحضرت کا حال پوچھا کہ تم لوگ دعوی نبوت سے پہلے
اُسکو جھوٹا کہتے تھے؟ اُسنے جواب دیا کہ نہین تب ہرقل نے

ان لا فقد اعرف انه لم یکن لیذر الکذب علی الناس ویکذب علی الله (صحیح بخاری مختصراً)

کہا کہ جو لوگون پر جھوٹ نہ بولے تو وہ خدا پر کیونکر جھوٹ باندہ سکتا ہے یعنی خلاف واقعہ کیونکر دعوی کر سکتا ہے کہ خدا نے مجھے نبی بنایا ہے

ترمذی نے نقل کیا ہے کہ ابو جہل نے آنحضرت سے کہا ہم تجھے تو جھوٹا نہیں جانتے بلکہ ان باتون کو

عن علی ان ابا جهل قال للنبی صلعم انا لا نکذبک ولکن نکذب بما جئت به فانزل الله فانهم لا یکذبونک ولکن الظالمین بآیات الله یجحدون (جامع الترمذی ص۱۳۳ جلد ۲)

جھوٹا جانتے ہین جو تو لیکر آیا ہے جس پر خدا تعالی نے یہ قول نازل فرمایا کہ اے نبی یہ تجھے جھوٹا نہیں جانتے پر (یہ) ظالم خدا کی آیتون سے انکار کرتے ہین۔

تفسیر کبیر میں اس آیت کے یہ معنی بیان کئے ہین کہ یہ لوگ تجھے جھوٹا نہیں کہتے۔ اسلئے کہ تجھے ایک زمانہ

والوجه الثانی فی تاویل الآیة انهم لا یقولون انک کاذب لانهم جربوک الدهر الطویل والزمان المدید وما وجدوا منک کذبا البتة وسموک بالامین فلا یقولون فیک انک کاذب ولکن جحدوا صحة نبوتک ورسالتک اما لانهم اعتقدوا ان محمدا عرض له نوع خبل ونقصان فلاجله تخیل من نفسه کونه رسولا من عند الله وبهذا التقدیر لا ینسبونه الی الکذب او لانهم قالوا انه ما کذب فی سائر الامور بل هو امین فی کلها الا فی هذا الواحد

طویل آزما چکے ہین پھر تیرا کوئی جھوٹ یہ معائنہ نہیں کئے اور تیرا نام امین رکھ چکے ہین اب تجھے جھوٹا نہیں کہہ سکتے ولیکن تیری نبوت کی انکاری ہین یہ سمجھتے ہین کہ اسکو کسی قسم کا جنون ہو گیا ہے جسکے سبب سے اپنے تئین خدا کی طرف سے رسول خیال کرنے لگا ہے یا یہ کہتے ہین کہ یہ اور باتون مین تو امین ہے صرف اس دعوی نبوت مین جھوٹا ہے۔

اسی نظر سے کہ وہ لوگ رسول کو امین و صادق جانتے اور قبل نبوت جملہ امور مین آپکی صدق پہچان چکے تھے

لقد من الله علی المومنین اذ بعث فیهم رسولا من انفسهم یتلوا علیهم آیاته ویزکیهم ویعلمهم الکتاب والحکمة وان کانوا من قبل لفی ضلال مبین۔ آل عمران ع ۱۷

اللہ تعالے نے انکو اپنا احسان جتایا اور فرمایا ہے خدا نے مومنون پر احسان کیا جبکہ انمین ایسا رسول بھیجا جو انہی مین سے ہے وہ انپر خدا کی آیتین پڑھتا ہے اور انکے عقاید کو پاک کرتا ہے اور کتاب و حکمت سکھاتا ہے اور وہ بیشک اس سے پہلے ظاہر بھول مین تھے

اس آیت کی تفسیر مین امام رازی نے فرمایا ہے کہ آنحضرت صلعم ان کے شہر مین پیدا ہوئے اور ان

قوله من انفسهم واعلم ان وجه الانتفاع بهذا من

مین ہی نشوونما پائی و آنحضرت کے احوال و اقوال

وجوه الاول: انه عليه السلام ولد في بلدهم ونشأ فيما بينهم وهم كانوا عارفين باحواله مطلعين على جميع افعاله واقواله فما شاهدوا منه من اول عمره الى آخره الا الصدق والصفاء وعدم الالتفات الى الدنيا والبعد عن الكذب والملازمة على الصدق ومن عرف من احواله من اول العمر الى آخره ملازمة الصدق والامانة وبعده عن الخيانة والكذب ثم ادعى النبوة والرسالة التي يكون الكذب في مثل هذه الدعوى اقبح انواع الكذب يغلب على ظن كل احد انه صادق في هذه الدعوى (الثاني) انهم كانوا عالمين بانه لم يتلمذ لاحد ولم يقرأ كتابا ولم يمارس درسا ولا تكرارا وانه الى تمام الاربعين لم ينطق البتة بحديث النبوة والرسالة ثم انه بعد الاربعين ادعى الرسالة وظهر على لسانه من العلوم ما لم يظهر على احد من العالمين ثم انه يذكر قصص المتقدمين واحوال الانبياء الماضين على الوجه الذي كان موجودا في كتبهم فكل من له عقل سليم علم ان هذا لا يتأتى الا بالوحي السماوي والالهام الالهي۔ (تفسیر کبیر صفحہ ۱۳ جلد ۳)

و افعال جانتے تہے اُنہون نے آنحضرت کا ابتداء عمر سے آخر تک بجز صدق و عفت و ترک التفات بسوے دنیا و دوری از کذب و ملازمت صدق کے کچہہ نہ دیکہا اور جس شخص کے حالات مدت عمری سے راستبازی و امانت داری کو لازم پکڑنا اور جہوٹ و خیانت سے دور رہنا معلوم ہو پہر وہ نبوت و رسالت کا دعوی کرے جسمین جہوٹ بولنا نہایت اقسام کذب سے برا ہے اُسکی نسبت ہر کسی کا یہی گمان ہوتا ہے کہ وہ اس دعوی مین سچا ہے۔ وجہ دوم یہہ کہ وہ جانتے تہے کہ آنحضرت صلعم کسیکے شاگرد نہین ہوے اور نہ اُنہون نے کوئی کتاب پڑہی اور درس و تکرار مین رہے اور چالیس سال عمر تک کبہی رسالت و نبوت کی بات نہین بولے پہر چالیس سال بعد مدعی رسالت کے ہوے ہین اور انکی زبان سے ایسے علوم ظاہر ہوے ہین جو تمام جہان مین کسی سے نہین ہوے اور اُنہون نے پہلے لوگون کے قصے اور انبیاء گذشتہ کے حالات ایسے بیان کئے ہین جو اُنکی کتابون مین موجود ہین ایسی شخص کی نسبت ہر صاحب عقل سلیم یہی اعتقاد رکہتا ہے کہ یہہ جو کہتا ہے بجز وحی والہام الہی نہین کہتا۔

یہہ آیات و روایات و تاریخی واقعات مضمون استدلال چہارم کے پورے موید ہین اور صاف مظہر کہ جناب رسول اللہ صلعم چالیسوین سال عمر سے پہلے طبعی کمالات کو پہنچ چکے تہے۔ وحق گوئی و راست بازی و مکارم اخلاق مین شہرۂ آفاق تہے با اینہمہ آپنے پہلے کبہی کسی طبعی علمی یا اخلاقی بات کو خدا کیطرف منسوب نہین کیا اور نہ کسی امر حق کے بتانے یا سکہانے یا بجالانے مین خدا کی نیابت و سفارت و رسالت کا دعوی کیا چالیس سال کے بعد دعوی رسالت و نبوت کیا اور مکارم اخلاق کو خدا کی طرف سے بتایا جس پر منکرین نے آپکو مجنون و مفتری ٹہرایا۔ اگر آپکا دعوی رسالت

ونبوت بنظر طبعی ہونے امور رسالت کے ہوتا تو لازم تہا کہ چالیسوین سال عمر کے پہلے جیسے امور طبعی واخلاقی کا آپ سے صدور ہونے لگا تہا، یہہ دعوی کیا جاتا اور اس دعوی پر کوئی عاقل آپ کو نہ جہٹلاتا آیندہ اِن باتون کے سمجہنے کے لئے خدا تعالی کی توفیق رفیق چاہیے۔ ومن لم یجعل اللہ لہ نوراً فما لہ من نور۔

استدلال پنجم

(جو شل استدلال چہارم عام فہم ہے۔ اور مقدمات سابقہ پر موقوف نہین)

یہہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ آنحضرت صلعم کو چالیسوین سال عمر کے بعد بعثت ونبوت حاصل ہوئی ہے اور قرآن مجید سے یہہ بہی ثابت ہے کہ حضرت ابراہیم وحضرت یحیی وحضرت عیسی علیہم السلام کو اوائل عمر مین نبوت عطا ہوئی ہے چنانچہ حضرت ابراہیم کی نسبت قرآن مجید مین اللہ تعالے نے فرمایا ہے کہ ہم نے ابراہیم کو

ولقد آتینا ابراھیم رشدہ من قبل وکنا بہ عالمین (انبیاء ع ۵)	پہلے سے یعنی بچپن سے ہدایت یعنی نبوت عطا کی ہے اور ہم اُسکے اہلیت سے واقف تہے۔ اور حضرت یحیی کے حق مین فرمایا ہے کہ ہمنے اسکو بچپن مین حکم یعنی منصب نبوت عطا کیا ہے۔
یا یحیی خذ الکتاب بقوۃ وآتیناہ الحکم صبیا۔ (مریم ع ۱) الحکم النبوۃ صبیاً ابن ثلث سنین (جلالین)	

تفسیر (جلالین) مین لکہا ہے کہ حضرت یحیی کو تین برس کی عمر مین نبوت عطا ہوئی ہے تفسیر کبیر مین لکہا ہے کہ خدا نے

فان اللہ تعالی احکم عقلہ فی صباہ واوحی الیہ وذلک لان اللہ تعالی بعث یحیی وعیسی علیہما السلام وھما صبیان لا کما بعث موسی ومحمد علیہما السلام وقد بلغا الاشد۔ (تفسیر کبیر صفحہ جلد ۶)	بچپن مین یحیی کی عقل مضبوط کر دی اور اُنکی طرف وحی بہیجی خدا نے انکو اور حضرت عیسی کو بچپن مین نبی کیا نہ جیسا کہ محمد وموسی علیہما السلام کو سن شباب تک پہنچنے پورے ہونے کے بعد ہی کیا۔

اور حضرت عیسی علیہ السلام کی نسبت فرمایا کہ اُن کو مریم علیہا السلام اُٹہا لائی تو لوگون نے کہا بے شک یہہ تو

فاتت بہ قومھا تحملہ قالوا یا مریم لقد جئت شیئاً فریاً یا اخت ھارون ما کان ابوک امرء سوء وما کانت امک بغیاً فاشارت الیہ قالوا کیف نکلم من کان	بہتان لائی۔ اے ہارون کی بہن تیرا باپ برا آدمی نہ تہا اور نہ تیری مان بدکار تہی (حضرت) مریم نے (حضرت) عیسی کیطرف اشارہ کیا وہ بولے

فی المهد صبیا۔ قال انی عبد اللہ آتنی الکتب وجعلنی نبیا۔ (مریم ۴۶)

ہم ایسے شخص سے کیونکر کلام کرین جو گہوارہ مین لڑکا ہے عیسی نے جواب دیا مین خدا کا بندہ ہون خدا نے مجہی کتاب دی ہے اور مجہی نبی کر دیا ہے۔

اس تفاوت اوقات بعثت ان حضرات سے ثابت ہوتا ہے کہ وحی غیبی وخارجی امر ہے طبعی وداخلی نہین طبعی ہوتا توسبہی انبیاء کی بعثت کا ایک وقت اور ایک دستور ہوتا چنانچہ اور امور طبعی مین ایسا ہی ہوا کرتا ہے۔ **دیکھو** مچھلیون کے لئے تیرنا امر طبعی ہے تو یہہ تیرنا اُن سے یکسان اوقات مین سرزد ہوتا ہے ایسا کہین دیکہا یا سنا نہین گیا کہ کوئی مچھلی ایک وقت عمر مین تیرنے لگی کوئی اس سے چار برس پیچہے۔ وعلی ہذا القیاس۔

اور **خود بدولت** بہی تفسیر سُر تنزویرہ مین فرما چکے ہین کہ نبوت انبیاء کے دل ودماغ کی بناوٹ سے تعلق رکہتی ہے اور بناوٹ کا یکسان ہونا اس تمثیل سے بیان فرما چکے ہین کہ جس بناوٹ کی کہوپری ایک قاتل بے رحم کی ہوگی اسی بناوٹ کی کہوپری دوسرے قاتل کی ہوگی۔ چنانچہ اصل عبارت جناب نمبر ۹ مین بصفحہ ۲۶۰ منقول ہو چکی

اب اگر یہہ فرماوین کہ نبوت خاصہ نوعی نہین اور اُسکو نوع انبیاء سے یکسان تعلق نہین بلکہ یہہ شخصی امر ہے جسکو ہر ایک نبی کے نیچر سے جدا جدا تعلق ہے پس نیچر مین جس قدر استعداد وملکہ نبوت تہا اُسی قدر اُسکا اثر ظاہر ہوا جسکے نیچر مین نقصان تہا اُسکا ظہور اثر دیر پذیر ہوا اور جسکے نیچر مین ملکہ نبوت پورا وکامل وقوی تہا اُسکا اثر جلد ظہور مین آیا۔

تو یہہ بات کسی پابند مذہب (محمدی یا یہودی یا نصرانی) کے نزدیک لایق جواب نہین۔ کوئی مسلمان نہین یہہ کہہ سکتا کہ محمد رسول اللہ صلعم کی فطرت مین ملکہ نبوت بہ نسبت ملکہ حضرت عیسی ناقص رکہا گیا تہا اسلئے اُنکو چالیس سال کے بعد منصب نبوت عطا ہوا اور کوئی یہودی یا نصرانی یہہ نہین کہہ سکتا کہ حضرت موسی کی فطرت مین ملکہ نبوت بہ نسبت ملکہ حضرت یحیی ناقص رکہا گیا تہا اسلئے اُنکو حضرت یحیی کے نسبت بدیر نبی کیا گیا۔

اور یہہ مقام مذہب سے آزاد ہو کر گفتگو کرنے کا نہین ہے بلکہ بہ پابندی مذہب اسلام بیان حقیقت نبوت کا مقام ہے اور مذہب اسلام ہی شہادت دیتا ہے کہ آنحضرت صلعم سب نبیون سے کامل درجہ کی نبوت دئے گئے ہین چنانچہ حدیث بعثت[1] من خیر قرون بنی آدم قرنا فقرنا۔ وحدیث[2] انا سید ولد آدم۔ وحدیث[3] لم یصدق نبی من الانبیاء ما صدقت

(۱) یعنی مین ہر زمانہ کی بہترین خلایق سے مبعوث ہوا ہون۔ (۲) مین تمام بنی آدم کا قیامت کے دن سردار ہونگا اور فخریہ نہین کہتا۔

(۳) جس قدر مجہہ لوگون نے مانا ہے کسی نبی کو نہین مانا۔

وحدیث فضلت علی الانبیاء بست - وحدیث ان اللہ بعثنی لتمام مکارم الاخلاق وکمال محاسن الافعال وحدیث اذا کان یوم القیمۃ کنت امام النبیین وخطیبہم وحدیث ابن عباس ان اللہ فضل محمدا علی الانبیاء وعلی اہل السماء وغیرہ اس شہادت کے ناطق ہیں -

ان استدلالات سے شرعی فیصلہ بہ نسبت بیان حقیقت وحی پورا ہوا اور ثابت ہوا کہ وحی قسم اول ہو خواہ قسم دوم نبی کا امر طبعی و داخلی نہیں ہے جسکا فیضان والقاء صرف طبیعت نبی سے ہوا ہو بلکہ غیبی و خارجی ہے جسکا نزول عالم بالا اور حظیرۃ الغیب اور اس مبدء فیاض سے ہے جو ذات نبی بلکہ جملہ مخلوقات سے علیحدہ و خارج و قایم بالذات ہے اور بخوبی معلوم ہوا کہ اس باب میں جو کچھ مسلمانوں کا اعتقاد ہے وہی اسلام میں محقق اور خدا اور رسول کے نزدیک حق ہے گو جناب مخاطب اسکو حق نہ جانیں اور اپنی تحقیق کو خدا اور رسول کی تحقیق سے بہتر سمجھکر خدا اور رسول کی غلطیاں نکالیں اور تہدید قل اتعلمون اللہ بدینکم اور تخویف فماذا بعد الحق الا الضلال کو پس پشت ڈالیں - مسلمانوں کو چاہیے کہ خدا اور رسول کی بات کے مقابلہ میں انکی بات نہ مانیں اور انکے دام تزویر و تاویل سے ایمان کو سنبھالیں - وما علینا الا البلاغ المبین -

بیان حقیقت اصل سوم

(یعنی ایمان بکتاب اللہ)

قرآن کی نسبت مسلمانوں کا یہہ اعتقاد ہے کہ یہہ کتاب بعینہ بلفظہ و بنظمہ آسمان سے نازل ہوئی جو کچھہ جبرائیل امین کو رب العزت سے وحی ہوا وہ جبرئیل امین نے آنحضرت صلعم کے دل پر وحی کیا حضرت جبرئیل کی صورت کو آنحضرت نے آنکھوں سے دیکھا حضرت جبرئیل امین کا قول آنحضرت کے کانوں نے سنا دل نے سمجھا زبان نے پڑھہ سنایا تیس سال کے عرصہ میں یہہ سلسلہ تعلیم و تعلم کا ختم ہوا - جبتک حضرت جبرئیل سال بھر میں آنحضرت کو سکھاتے اور پڑھاتے آخر سال میں بماہ رمضان اسکا دور کر جاتے - جس سال آنحضرت صلعم کا انتقال ہوا اس سال دو دفعہ جبرئیل نے

(۴) پھر خدا نے تمام نبیوں پر چھہ چیزوں میں بزرگی دی ہے پہر ان کا شمار کیا تو از انجملہ عموم دعوت جو لوازم خاصہ نبوت سے ہے) اور ختم رسالت کو شمار کیا (۵) خدا نے مجھے اچھے اخلاق اور بہتر افعال کے پورا کرنے کے لیے بھیجا ہے (۶) قیامت کے دن میں نبیوں کا امام انکا خطیب ہونگا (۷) حضرت ابن عباس نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت کو تمام نبیوں اور آسمان والوں پر بزرگی دی ہے پہر اسکی شہادت میں آیۃ قرآن کو پیش کیا ہے

آنحضرت سے قرآن کا دور کیا جس سے آنحضرت نے جان لیا کہ بس اب میرے کوچ کا وقت آگیا - اس قرآن مین کوئی لفظ اور کوئی حرف آنحضرت کی طرف سے نہین ہے اور آنحضرت کے دل کو دماغ کو طبیعت کو نفس کو اسکی نظم و ترتیب و تالیف مین اس سے زیادہ دخل نہین ہے جسقدر کہ آئینہ مصقل کو شعاع آفتاب کی قبول کرنے اور دوسری چیز پر اس شعاع کو پہنچانے مین یا صفحہ قرطاس کو نقوش الفاظ کے منقش ہونے مین دخل ہوتا ہے -

اور اس **اعتقاد پر جو شہادت** کتاب و سنت مین پائی جاتی ہے اسکا بیان نمبر ۹ و ۱۰ مین بصفحات ۲۶۵ و ۲۶۷ و ۲۸۴ و ۲۹۳ و ۳۰۶ - اور نمبر ہذا مین بصفحہ ۳۳۹ و ۳۴۰ گذر چکا اعادہ ضروری نہین **ازانجملہ** آیۃ قل ما یکون لی ان ابدلہ من تلقاء نفسی جو بصفحہ ۳۳۹ منقول ہے اس بات پر نص صریح ہے کہ یہہ کتاب آنحضرت کے نفس (جسمین طبیعت دل و دماغ خیال سبھی آجاتے ہین) کی بناوٹ نہین ہے - ایسی ہی دوسری آیۃ مین تصریح ہے کہ یہہ نبی ما ینطق عن الھوی ان ھو الا وحی یوحی - نجم ع ۱ - اپنی خواہش (نفس) سے نہین بولتا جو یہہ خدا کیطرف سے بیان کرتا ہے وہ وحی ہے جو اسکی طرف وحی کی گئی ہے - اور ایک آیۃ مین ارشاد ہے جب ہم ایک آیت دوسری آیۃ کو بدلہ

واذا بدلنا آیۃ مکان آیۃ واللہ اعلم بما ینزل قالوا انما انت مفتر بل اکثرھم لا یعلمون قل نزلہ روح القدس من ربک بالحق الخ - (نحل ع ۱۴)

لاتے ہین اور ہم خوب جانتے ہین جو اتارتے ہین تو منکر کہتے ہین تو اپنے پاس سے بناتا ہے تو کہدے اسکو تو روح القدس (جبرئیل) نے خدا کیطرف سے اتارا ہے یعنی یہہ نفس یا طبیعت یا خیال نے از خود نہین بنالیا -

اور **ایک آیۃ** مین ارشاد ہے کہ جو (ولید بن المغیرہ) کہتا ہے کہ یہہ قرآن جادو ہے پہلون سے چلا آتا - یہہ بشر کا قول

فقال ان ھذا الا قول البشر سأصلیہ سقر (مدثر ع ۱)

ہے اسکو ہم شتاب دوزخ مین داخل کرین گے -

اور بہت سی آیتون مین تکرار ارشاد ہوا ہے - کہ اس کتاب کا اتارا خدا کی طرف سے ہے جو جاننے

تنزیل الکتاب من اللہ العزیز الحکیم - زمر - مومن - جاثیہ

والا حکمت والا رحم والا ہے -

اس ایک ہی مضمون کو بار بار اسلئے فرمایا کہ منکر (نیچریون کے ہم مشرب) بار بار کہتے تھے کہ یہہ قرآن محمد صلعم نے از خود

انا انزلنہ فی لیلۃ مبارکۃ انا کنا منذرین (دخان ع ۱)

انا انزلنہ فی لیلۃ القدر (سورۃ القدر ع ۱)

بنالیا ہے اور ایک آیت مین ارشاد ہے ہمنے قرآن ایک مبارک رات مین اتارا ہے - دوسری آیۃ مین اس رات کا نام

یہہ ابتدا نزول کا ذکر ہے اور تمام قرآن آنحضرت پر یکبارگی نہین اُترا بلکہ سورۃ سورۃ تیئیس سال مین نازل ہوا چنانچہ ایک آیۃ مین ارشاد ہے۔ منکر کہتے ہین (کہ اگر قرآن خدا کی طرف سے تہا) تو سبہی اکٹہا کیون نہ اُترا۔ تو کہدے

وقال الذین کفروا لولا انزل علیہ القرآن جملۃ واحدۃ کذالک لنثبت بہ فوادک ورتلناہ ترتیلا۔ فرقان ۳۶

ایسا ہی تہوڑا تہوڑا نازل کرنا مناسب تہا تاکہ تیرے دلکو تہوڑا تہوڑا سیکہنے سے مضبوط کردین اور اسیواسطے ہمنے اسکو تجہہ پر ٹہیر ٹہیر کر پڑہا

اور اس مدت نزول کے تیئیس سال سے تحدید بصفحہ ۳۴۰ ہو چکی ہے اور ہر سال ایک دفعہ اور سال وفات مین دو دفعہ بماہ رمضان آنحضرت کا جبرئیل امین سے قرآن کا دور کرنا احادیث ذیل مین وارد ہے۔ حضرت **ابن عباس** سے

عن ابن عباسؓ قال کان رسول اللہ صلعم اجود الناس وکان اجود ما یکون فی رمضان حین یلقاہ جبرئیل وکان یلقاہ فی کل لیلۃ من رمضان فیدارسہ القرآن۔

روایت ہے کہ آنحضرت سب لوگون سے بڑہکر سخی تہے اور سب ہی وقتون سے زیادہ سخی رمضان مین ہوتے جبکہ آپ جبرئیل علیہ السلام سے قرآن کا درس کرتے۔

وعن عائشۃؓ عن فاطمۃؓ ان النبی صلعم اسر الیہا ان جبرئیل کان یعارضنی القرآن کل سنۃ مرۃ وانہ عارضنی العام مرتین ولا اراہ الا حضر اجلی (صحیح بخاری صفحہ ۳ ج ۵۱۲)۔

اور حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ آنحضرت نے اپنی لخت جگر سیدۃ النساء فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا وعلی ابیہا سے خفیۃً فرمایا کہ جبرئیل ہر سال ایکدفعہ مجہہ سے قرآن کا تکرار کیا کرتے اس سال دو دفعہ تکرار کیا جس سے مین جانتا ہون کہ اب میری اجل آگئی ہے

ان آیات واحادیث مین جو تاویل قسویل جناب مخاطب عمل مین لاتے ہین اسکا جواب عقلاً ونقلاً بضمن بیان حقیقت اصل دوم بخوبی ادا ہوا ہے اور اُنکے پاس اس بات کا کوئی جواب نہین ہے کہ اگر یہہ قرآن آنحضرت کی طبیعت کا ایجاد ہوتا تو اُسکی نسبت یہہ نہ کہا جاتا کہ یہہ آنحضرت کے نفس یا جی سے نہین ہے اگر وہ یہہ جواب دین کہ طبیعت نبویہ کا فعل حقیقۃ خدا کا فعل تہا اس لئے کہا گیا کہ یہہ آنحضرت کے جی سے نہین ہے خدا کی طرف سے ہے تو یہہ **محض مغالطہ** ہے اسلئے کہ اگرچہ طبیعت کا فعل حقیقۃ خدا کا فعل ہے مگر بظاہر اسکا صدور طبیعت سے ہوتا ہے لہذا اسکو طبیعت کیطرف نسبت کرنا کذب وخلاف واقعہ نہین ہے چنانچہ جملہ اشیاء کو جو کسی سبب سے ہوتی ہین ظاہری سبب کیطرف نسبت کیا جاتا ہے اگرچہ اُن کا فاعل حقیقی خدا تعالی ہے۔

دیکہو آگ کی جلی چیز کو کہا جاتا ہے کہ آگ نے اسکو جلایا ہے کوزہ گل کے نسبت کہا جاتا ہے کہ کمہار نے اسکو بنایا اگرچہ

جبکہ یہ علم درجن سے حضرت موسی کو عبور ہوا تہا ان تک کا خبر اسیپہ معلوم نہین ہوا یہ جرات نہین کر سکتے اور ان عقاید کی نسبت یہی خیال کرتے ہین کہ ان کی تعلیم کا سلسلہ خدا تعالیٰ تک منتہی ہوا ہے خدا نے انکو اپنے ذاتی علم سے جانا اور بیان فرمایا ہے کسی یہودی یا نصرانی یا مجوسی یا نیچری سے نہین سیکہا۔

اب رہی یہ بات کہ قرآن وحدیث مین یہ عقاید کہان آئے ہین اور خدا و رسول نے کب کہا ہے تو اسکی تفصیل سے ہمارا فہم و زبان و رسالہ عاجز ہین تاہم بحکم مالا یدرک کلہ لا یترک کلہ بطور مشتے نمونہ خروارے دیکھے از ہزار بیان کیا جاتا ہے ۔مخفی نرہے کہ **ملایکہ کے قبل آدم** موجود ہونیکی نسبت تو پہلے سپارہ کے پہلے ہی ربع مین خدا تعالےٰ نے فرمایا ہے کہ جبتے آدم کے زمین مین خلیفہ کرنیکی بابت فرشتون سے مشورہ لیا تو انہون نے کہا کیا تو ایسے

واذ قال ربک للملئکۃ انی جاعل فی الارض خلیفۃ قالوا اتجعل فیہا من یفسد فیہا ویسفک الدماء الخ ۔ بقرہ ۴۴۔

شخص کو خلیفہ کرنا چاہتا ہے جو فساد و خونریزی کا مادہ رکہتا ہے جسپر خدا نے اسکا تہرایا اور فرشتون سے لاعلمی کا اقرار لیا اور آدم کو پیدا کیا اور فرشتون کو اسکی طرف سجدہ کرنیکا حکم دیا۔

اور **فرشتون کے نور** سے مخلوق ہونیکی بابت آن حضرت نے فرمایا ہے ۔ ملایکہ نور سے مخلوق ہین اور

عن عائشۃ قالت قال رسول اللہ صلعم خلقت الملئکۃ من نور وخلق الجان من مارج من نار وخلق آدم مما وصف لکم (صحیح مسلم مشکوٰۃ)

جن بے دہوان آگ سے اور آدم اس چیز سے جو تمکو بتائی گئی ہے۔

اور فرشتون کی شکل وصورت کی نسبت خدا نے فرمایا ہے ۔ خدا کے ہی لئے تعریف ہے جس نے آسمانون اور

الحمد للہ فاطر السموٰت والارض جاعل الملئکۃ رسلا اولی اجنحۃ مثنی وثلث ورباع یزید فی الخلق ما یشاء ان اللہ علی کل شیء قدیر ۔ (فاطر ع ۱)

زمین کو بنایا اور فرشتون کو رسول کیا جو دو دو تین تین چار چار بازو رکہتے ہین اور خدا اپنی پیدائش مین بڑہاتا ہے جو چاہتا ہے وہ ہر چیز پر قادر ہے ۔

اور آنحضرت نے جبرئیل کی اصلی صورت کا مشاہدہ فرمایا ۔ تو اُنکے چھ سو بازو کو معاینہ کیا چنانچہ نمبر ۹ مین بصفحہ ۴۴ منقول ہو چکا ہے ۔ اور آنحضرت نے حضرت اسرافیل کے حال مین فرمایا ہے کہ خدا تعالیٰ نے اسرافیل

عن ابن عباس قال قال رسول اللہ صلعم ان اللہ خلق اسرافیل منذ یوم خلقہ صافا قدمیہ لا یرفع بصرہ

کو دونون پاؤن پر صف باندہ کر کہڑا ہوا پیدا کیا وہ خدا تعالیٰ کیطرف آنکہ اٹہا کر نہین دیکہتا اسمین اور

بینہ وبین الرب سبعون نوراً ما منہا من نور یدنو منہ الا احترق (رواہ الترمذی وصححہ)

خدا تعالی مین نور کے ستر حجاب ہین انمین ایک کے قریب بہی ہو تو جل جاوے۔

اور فرشتون کی بشکل انسان متشکل ہوکر دکہائی دینے اور انبیاء وغیرہم سے ہمکلام ہونے کی بابت خدا تعالی نے ارشاد کیا ہے کہ ہمارے رسول (یعنی فرشتے) ابراہیم (علیہ السلام) کے پاس بشارت لیکر آئے تو وہ انکی مہمانی

ولقد جاءت رسلنا ابراھیم بالبشری الخ (ہود ع ۷)
ونبئھم عن ضیف ابراھیم المکرمین (حجر ع ۴ رع ۵)
ھل اتاک حدیث ضیف ابراھیم المکرمین (ذاریات ع ۲)
وغیرھا

کے لیے بچہڑا بہونا ہوا لائے جب انکو کہانے کو لئے ہاتہہ نہ بڑہاتے دیکہا تو ڈر گئے انہون نے کہا ہم خدا کے فرشتے ہین اور قوم لوط کے عذاب کے لیے بہیجے گئے ہین جب وہ حضرت لوط کے پاس پہنچے تو وہ بہی پہچان نہ سکے اور ڈر گئے جب انہون نے حال بتایا تو مطمئن ہوئے۔ قوم لوط جو بدفعلی کے عادی تہے سُنکر خوش خوش آئے اور اُن کو خوبصورت لونڈے سمجہکر بدفعلی کو مستعد ہوئے تب فرشتون نے انپر پتہر برسائے اور انکے گانون زمین سے اٹہا کر ٹپک دئے۔

اور آنحضرت نے فرمایا ہے مینے جبرئیل کو (یعنی بصورت انسان) دیکہا تو اُسکو دحیہ بن کلبی کا مشابہ پایا اور

عن جابر ان رسول اللہ صلعم قال رایت جبرئیل فاذا اقرب من رایت بہ شبہاً دحیۃ بن خلیفۃ۔ (رواہ مسلم)

حضرت ام سلمہ کا جبرئیل کو بصورت دحیہ دیکہنا اور حضرت عمر وغیرہ صحابہ کا انکو بصورت ایک انسان سفید لباس کے دیکہنا نمبر۹ مین بصفحہ ۳۸۵ منقول ہو چکا ہے ۔

اور فرشتون کا خدا کی طرف سے رسولون کے پاس کلام اور وحی لانا بیان حقیقت امر دوم مین بہ بسط و تفصیل بیان ہو چکا ہے۔ اس مقام مین ایک دو ایسی آیتون کو بیان کیا جاتا ہے جنمین ملایکہ کی رسالت کو انسانون کی رسالت کے مقابلہ مین بیان فرمایا ہے۔ سورہ الحج مین ارشاد ہوا ہے۔ خدا تعالی فرشتون مین سے رسولون کو چن

اللہ یصطفی من الملائکۃ رسلا ومن الناس ان اللہ سمیع بصیر۔ (الحج ع ۱۰)

لیتا ہے اور انسانون مین سے بہی رسول چن لیتا ہے وہ سُننے دیکہنے والا ہے

یہ آیت اسبات پر نص صریح ہے کہ ملکی رسول انسانی رسول سے علیحدہ ہے۔ انسانی رسول تمام انسانون کیطرف

بھیجا جاتا ہے اور ملکی رسول خاص انسانی رسولوں کی طرف مبعوث ہوتا ہے ایسا ہی سورہ شوریٰ میں ارشاد ہوا ہے

وما کان لبشر ان یکلمہ اللہ الا وحیا او من وراء حجاب او یرسل رسولا فیوحی باذنہ ما یشاء - (شوریٰ ع ۵)	کہ کسی بشر کو لائق نہیں کہ خدا اس سے ہمکلام ہو مگر بطور وحی یا حجاب کے آڑ میں یا یہ کہ خدا اسکی طرف رسول بھیجے پس وہ اسپر خدا کے اذن سے القا کرے جو خدا چاہے -

اس آیۃ میں یہی صاف ارشاد ہے کہ خدا تعالیٰ انسانی رسولوں کیطرف ملکی رسول بھیجتا ہے اور وہ ملکی رسول بھی وحی سے ملتی ہے وعلاوہ جبرئیل کے جو (بلا واسطہ) نبیوں کے دل پر نازل ہوتی ہے -

ان دونوں آیتوں کو ناظرین یاد رکھیں یہ بمقام معارضہ وابطال خیال خصم کام آنیوالی ہیں اور **فرشتوں کا** خدا عالم وبیوں پر مامور ہونا قرآن کی بہت سی آیات میں مذکور ہے - **ملایکہ حفظہ وکراماً کاتبین** کی نسبت ارشاد ہے

وان علیکم لحافظین کراما کاتبین یعلمون ما تفعلون اذ یتلقی المتلقیان عن الیمین وعن الشمال قعید ما یلفظ من قول الا لدیہ رقیب عتید - (ق ۲۶) لہ معقبات من بین یدیہ ومن خلفہ یحفظونہ من امر اللہ (رعد ۲۲) ویرسل علیکم حفظۃ (انعام ۷۰)	تم پر نگہبان مقرر ہیں عزت والے لکھنے والے وہ جانتے ہیں جو تم کرتے ہو دو فرشتے تمہارے قول وعمل کو لیتے رہتے ہیں ایک دہنی طرف دوسرا بائیں طرف انسان جو کچھ بولتا ہے اسکے لیے نگہبان فرشتہ انسان کے آگے پیچھے فرشتے رہتے ہیں جو اسکو خدا کے حکم سے نگاہ رکھتے ہیں خدا نے تم پر نگہبان چھوڑے ہوئے ہیں -

کراماً کاتبین کے نتیجہ کار روائی (یعنی نامہ اعمال بنی آدم) کا ذکر بہت سی آیات قرآن میں وارد ہے از انجملہ بعض آیات

کل انسان الزمناہ طائرہ - الخ فاما من اوتی کتابہ بیمینہ - الخ ما لھذا الکتاب لا یغادر صغیرۃ ولا کبیرۃ الخ	کو نیچے حاشیہ میں درج کیا ہے - اور کراماً کاتبین کی تقرری کے فواید وحکمتوں کو امام رازی نے تفسیر کبیر جلد ۸ صفحہ ۵۰۰ میں بتفصیل بیان کیا ہے اور منکرین مخالفین اسپر اعتراض کرتے ہیں - اسکا جواب تفسیر کبیر کی جلد ۸ صفحہ ۹۰۱ میں بتفصیل مرقوم

ہے - طالب شایق ان مواضع کیطرف رجوع کرے -

ملایکہ موت کا ذکر متعدد آیات میں ہے جنکا خلاصہ یہ ہے کہ مومنوں کے ارواح کو فرشتے عزت وبشارت سے

ان الذین توفیہم الملئکۃ ظالمی انفسہم (نساء ۱۴) والملئکۃ باسطوا ایدیہم (انعام ۱۱۶)	قبض کرتے ہیں کافروں کی ارواح توہین وعذاب سے ان آیات کی تفصیل سورہ نساء - انعام - نحل محمد وغیرہ

الَّذِیْنَ تَتَوَفّٰهُمُ الْمَلٰٓئِکَۃُ (نحل ع ۴) تتنزل علیہم الملائکۃ (حم سجدہ ع ۴) فکیف اذا توفتہم الملائکۃ (محمد ع ۳) والنازعات غرقا الخ (نازعات ع ۱)

مین موجود ہے اور اُن ملائکہ کی صورتین اور قبض ارواح کی کیفیتین احادیث مین بہ تفصیل وارد ہین جنکے بیان کی عام شہرت کے سبب کچھہ ضرورت نہین ۔

اور ملایکہ موکلین سحاب و امطار وغیرہ **تدبیرات** عالم کا متعدد آیات مین ذکر ہے ۔ سورۂ نازعات مین انکو **مُدبّرات** سے تعبیر کیا ہے اور صافات مین **والزاجرات** سے اور ذاریات مین **مقسمات** سے اور ایک آیتہ مین ارشاد ہوا ہے کہ رعد وغیرہ ملایکہ خدا کے خوف سے تسبیح کر رہے ہین ۔ آنحضرت سے یہود نے پوچھا کہ رعد کیا چیز ہے تو آپ نے فرمایا کہ رعد ایک فرشتہ ہے جو بادل پر مسلط ہے اُسکے پاس آگ کی قمچیان ہین جن سے وہ بادل کو ہانکتا ہے جہان خدا چاہتا ہے ۔ پھر اُنہون نے کہا یہہ آواز کیسی ہے جو ہم سنتے ہین تو آپ نے فرمایا کہ یہہ اسکے جھڑکی کی آواز ہے ۔

ویسبح الرعد بحمدہ والملئکۃ من خیفتہ (رعد ع ۲) عن ابن عباس قال اقبلت یہود الی النبی صلعم فقالوا یا ابا القاسم اخبرنا عن الرعد ما ہو قال ملک من الملائکۃ موکل بالسحاب معہ مخاریق من نار یسوق بہا السحاب حیث شاء اللہ فقالوا فما ھذا الصوت الذی نسمع قال زجرہ بالسحاب (ترمذی جلد ۲ صفحہ ۱۵۶)

اِس **روایت** کو امام رازی نے **تفسیر کبیر** مین نقل کیا ہے اور بنا بر ایک قول کے رعد کا فرشتہ ہونا تسلیم کر لیا ہے اور حکماء طبعیین کے اِن باتون کو کہ بادل بخارات زمین سے پیدا ہوتے ہین اور ہوا اُن بادلون مین ہوا بند ہو جاتی ہے ۔ جب اُسکو اُوپر سے سردی پہنچتی ہے تو وہ بادلون کو پھاڑکر نکلتی ہے اُس پھٹنے کی آواز رعد ہے اور جو اِس حرکت سے حرارت پیدا ہوتی ہے وہ بجلی ہے ۔ بدلایل معقول رد کر دیا ہے ۔ +

وان کان الثانی وہو ان یقال ان تلک الاجزاء تصاعدت من الارض فلما وصلت الی الطبقۃ الباردۃ من الہواء بردت ثقلت ورجعت الی الارض فنقول ہذا باطل وذلک لان الامطار مختلفۃ فتارۃ تکون القطرات کبیرۃ وتارۃ تکون صغیرۃ وتارۃ تکون متقاربۃ واخری تکون متباعدۃ وتارۃ تدوم مدۃ نزول المطر

+ انکا خلاصہ یہہ ہے کہ حکماء طبعیین کا یہہ کہنا کہ بادل صرف بخارات سے پیدا ہوتے ہین اسلیئے باطل ہے کہ بارش مختلف طور پر ہوتی ہے کبھی چھوٹی چھوٹے قطرات کبھی بڑے بڑے کبھی نزدیک نزدیک کبھی دور دور کبھی تھوڑے وقت کبھی کئی کئی دنون تک ۔ یہہ اختلاف باوجودیکہ زمین جب سے بخارات پیدا ہوتے ہین ایک ہی آفتاب جو حرارت

ملائکہ مدبرات کی خدمات کی تفصیل میں آنحضرت صلعم سے **بیہقی** نے شعب الایمان میں حدیث نقل کی ہے کہ آنحضرت

روى البيهقي في شعب الايمان عن ابن عباس قال بينما رسول الله صلعم بناحية ومعه جبرئيل اذ انشق

جبرئیل کے ساتھ ایک گوشہ میں تھے ناگاہ افق آسمان پھٹ گیا جس کے سبب جبرئیل چھپنے اور سمٹنے لگا اور

زمانا طويلا ونادرة قليلا فاختلاف الامطار في هذه الصفات مع انه طبيعة الارض واحد وطبيعة الشمس المسخنة للبخارات واحد لابد ان يكون بتخصيص الفاعل المختار وايضا فالتجربة دلت على ان الدعاء والتضرع في نزول الغيث اثر عظيما ولذلك كانت الصلوة الاستسقاء مشروعة فعلمنا ان المؤثر فيه قدرة الفاعل لا الطبيعة والخاصية والجواب ان كل ما ذكرتموه على تقدير المعقول ضعيف من وجوه الاول انه لو كان الامر كذلك لوجب ان يقال انه كلما يحصل البرق فلابد ان يحصل الرعد وهو الصوت الحادث من تمزق السحاب ومعلوم انه ليس الامر كذلك فانه كثيرا ما يحدث البرق القوي من غير حدوث الرعد الثاني ان السخونة الحاصلة بسبب قوة الحركة مقابلة للطبيعة المائية الموجبة للبرد وعند حصول العارض القوي كيف تحدث النارية بل نقول النيران العظيمة تنطفي بصب الماء عليها والسحاب كلها ماء فكيف يمكن ان يحدث فيه شعلة ضعيفة نارية الثالث من مذهبكم ان النار الصرفة لا لون لها البتة فهب انه حصلت النارية بسبب قوة المحاكة الحاصلة باجزاء السحاب لكن من اين حدثت ذلك اللون الاحمر

پیدا ہوتا ہے لہذا ضروری ہے کہ اس فاعل مختار کی قدرت سے ہو۔ اور نیز تجربہ سے ثابت ہو کہ کبھی تضرع و دعا سے بھی بارش ہو جاتی ہے اسی نظر سے استسقا کی نماز مشروع ہوئی ہے۔ اس سے ثابت ہوا کہ بارش محض قدرت اس فاعل مختار سے ہے طبیعت و خاصیت زمین و آفتاب سے نہیں ہے۔

اور رعد و برق کی نسبت جو طبیعین نے کہا ہے کئی وجہ سے باطل ہے اول یہ کہ اگر انکا کہنا صحیح ہو تو چاہیے کہ جب بجلی چمکے بادل گرجے حالانکہ بہت دفعہ ایسا ہوتا ہے کہ بجلی چمکتی ہے اور بادل نہیں گرجتا۔ وجہ دوم یہ کہ گرمی جو حرکت سے پیدا ہوتی ہے اسکے مقابلہ میں طبیعت پانی کی سردی موجود ہے پس مقابل قوی کے سامنے اس گرمی سے کیونکر آگ پیدا ہو سکتی ہے بلکہ ہم دیکھتے ہیں کہ بہت بڑی آگ پانی سے بجھ جاتی ہے پھر بادل میں جو تمام پانی ہوتا ہے تھوڑی سی ضعیف آگ کا چمکنا کیونکر ممکن ہے۔ وجہ سوم یہ ہے کہ طبعی حکماء کا یہ مذہب ہے کہ خالص آگ کا رنگ نہیں ہے پس ہم نے مانا کہ ہوا کو بادل کے گھسنے کے سبب آگ پیدا ہوئی لیکن یہ رنگ سرخ کہاں سے پیدا ہوا۔ پس ثابت ہوا کہ سبب جو بجلی کا انہوں نے بتایا ہے ضعیف ہے اور آگ کا پانی سے پیدا ہونا محض قدرت اس قادر با حکمت سے ہے۔ تحقیق

بقیہ مضامین فاضل بہاری

کہ نیچر کو کسی نے صحیح طور پر نہین سمجھا بعض لوگون نے کہا کہ اسکی بنا ہی حصر پیسے غلطی پہ ہے ان لوگون کے خیال پر
دلایل وہ انقلابات و اختلافات عالم ہین جنکی تفصیل مضمون سابق مین گزر چکی ہے اس مقام مین اسکی تائید مین
چند تمثیلات کو ذکر کیا جاتا ہے —

دیکھو انسان قریب زمانہ نوح کے طویل القامت وقوی الجثہ تھے - اور مردم شام آرمینیہ کے زمانہ قدیم مین بڑے
شجاع تھے بقول تہوس مفسر کتاب جینسس ہندسی بلفظ الیس عہد عتیق مین تعبیر ہوئی ہے —

اہل ہند بھی **انسان** زمانہ قدیم کو **سینگدار** اور دُمدار بتاتے ہین - **یاجوج ماجوج** بھی جنپر اہل جغرافیہ
و اہل کتاب کا اتفاق ہے عجیب الخلقت ہین خلقت **مخنث** اور بھی ہے ایسا ہی ماہی **سقنقور** ہے جو وجود
علامات نر و مادہ رکھتی ہین - خلقت **احول** بھی عجیب ہے اور خلقت **شش انگشتہ** انسان بھی ایسی عجیب ہے —

انسان اور **بندر** کے جفتی ہونیسے بقول بعض مورخین عجیب خلقت پیدا ہوتی ہے - بعض پرند تعلیم کرنیسے مثل
انسان کے تکلم کرنے لگتے ہین بعض قسم کے سگ تعلیم کرنیسے کتابت کرتے ہین - پس جب عالم و عالمیان ابتک کلی
و مستقل حالت پر نہین ہے تو بنا بر علیہ کسی امر یا حالت موجودات کو (جس سے نیچر عبارت ہے) قانون کلی و دائمی کیونکر
کہا جا سکتا ہے —

انسان ایک قطرہ احاطہ قدرت دریائے الہی کر سکے اور اسکی قدرت کو مقید و محدود بتا وے یہ امر خلاف عقل ہے
ہمنے جو آنکھون سے دیکھا اور سمجھا اُسیکو قانون قدرت بنا دیا اور جو ہمسے پہلے گذرا اور جو آیندہ ہوگا اسکی ہمکو کیا خبر ہے
پس ہمارا یہہ کہنا کہ خدا کا قانون یہی ہے جو ہمنے دیکھا ہے کیسی بڑی نادانی ہے —

وجہ دوم یہہ کہ اسلام و قرآن کے بہتیرے قصص و اخبار و احکام ایسے ہین جنکا توافق نیچر سے نامعلوم ہے
منجملہ قصص و اخبار قصہ حضرت عزیر و قصہ حضرت ابراہیم قصہ پیدایش مسیح قصہ غرق فرعون قصہ اصحاب فیل
قصہ ناقہ صالح قصہ قوم لوط قصہ بقرہ بنی اسرائیل و علی ہذا القیاس بیسیون قصص اسی قبیل سے ہین کہ انکا توافق
نیچر سے خیال مین نہین آتا اور اس قسم کے احکام تو صدہا ہین **ازانجملہ** چند احکام بطور تمثیل بیان کیے جاتے ہین

۱ - نکاح اخوات اسلام مین ناجائز ہے - مگر بدلیل اصول نیچر متعلق آیۃ اول سورۃ نساء خلقکم من نفس واحدۃ وخلق منہا زوجہا وبث منہما رجالا کثیرا ونساء جائز قرار پاتا ہے -

۲ - جانور جو بلا ذبح گلا گھوٹ کر مارا جائے یا خود ہلاک ہو جائے مذہب اسلام مین حرام ہے مگر اصول نیچر مین اسکا کہانا جائز ہے چنانچہ آنر ایبل صاحب کو گلا گھونٹے جانورون کے حلت کا دعوی ہے -

۳ - نکاح اسلام مین معمولی ایجاب قبول جانبین ضروری ہے - اور مہر لازم - مگر نیچر کے اصول مین صرف خطبہ شادی مین انشراح تام کافی ہے اور مہر ضروری نہین -

۴ - بلا نکاح مباشرت طرفین زنا ہے مگر اصول نیچر پر اگر وہ بتراضی طرفین ہو تو حد زنا سے خارج ہے

۵ - اسلام اشیا پر طہارت ونجاست کے قیود لگاتا ہے نیچر ان امور کو صرف طبعی بنا کر آزادی دیتا ہے وعلی ہذا القیاس پہر نیچر کو عین اسلام کیونکر کہا جا سکتا ہے -

اڈیٹر کہتا ہے وجہ اول کی تائید وتفصیل نمبر ۳ و ۴ و ۵ جلد ۱ اشاعۃ السنۃ مین بخوبی ہو چکی ہے اسکی تائید مین ایک مثال اس مقام مین بہی ذکر کیجاتی ہے -

تہوڑے دن ہوئے کہ اخبار جریدہ روزگار مدراس مین ہمنے بچشم خود دیکہا ہے کہ یورپ کے کسی شہر مین بکری نے بہیڑیے کا بچہ جنا - اسمین اگر بہیڑیا بکری سے جفت ہوا تو یہ امر بہیڑیے کی نیچر کے خلاف ہوا - بہیڑیے کا نیچر بکری کو چیر پہاڑ کر کہا جانا ہوتا ہے نہ کہ اس سے جفت ہونا اور اگر نطفہ بکری نے یہ رنگ بدلا ہے تو نطفہ نے خلاف نیچر کیا - اسکی ایک عمدہ نظیر اخبار تیرہوین صدی کے پرچہ ۲ جلد ۲ مین لکہی ہے جو اسکی عبارت سے نقل کیجاتی ہے -

"والٹیئر و ایک بڑے فرنچ فلاسفر سے نہین پوچہتے جو نیچر کو عادت سے بہی لاچار کئے دیتا ہے کہ عادت کے سامنے نیچر کی نہین چلتی - اور ڈارون بڑے نیچری نے اسکو ہموار کتون کی ایک نسل بالکل بیدم اسطرح کر دی کہ وہان کے لوگون نے اپنے کتون کی دمین کاٹنی شروع کر دی دو تین پشت برابر کاٹتے چلے گئے آخر کو بیدم کتے ہونے لگے - نیچر سے عادت زبردست نکلی کہ نہین - بلکہ اُسی فلاسفر کا گمان ہے کہ اسی طرح اگر چاہین تو انسان بہی ایک ہی ہاتہ کے پیدا ہونے لگین گے "

شائدان تشبیہات کے جواب مین آنر ایبل صاحب فرمادین کہ جو وقوع مین آتا ہے وہ عجائب وبرخلاف عادت

سابق ہی کیون نہ ہو نیچر کے مطابق ہوتا ہے اسکا جواب یہہ ہو کہ یہہ بات آپ کو تب سوجہی ہے جبکہ اُن عجائبات کا وقوع ہوا۔ جبتک کہ اُن عجائبات خلاف عادت کو آپنے نہ دیکہا تہا اِن عجائبات کے صادر ہونے اور نیچر کے مطابق ہو سکنے کا آپکو کہان اعتقاد تہا۔ اُس وقت تو یہی سمجہا گیا تہا کہ ایسے امر کا صدور نیچر کے خلاف ہو اس سے یقین کیا جا سکتا ہے کہ جن امور کو مشاہدہ حالات قانون نیچر ٹہرایا جاتا ہے وہ سبہی محتمل خلاف ہین اور کوئی حالت نیچر ایسی قطعی نہین ہے جسکے خلاف کا امکان نہین ہے۔ یہی امر نیچر کی بیخ کنی کرتا ہو اور اُسکو محض خیالی و بناوٹی چیز بناتا ہے۔

۲ نسخ

آنرایبل صاحب نے قرآن مین ناسخ و منسوخ کے پائے جانیسے تہذیب ماہ رمضان ۹۰ھ و تفسیر مین انکار کیا ہے مین کہتا ہون تبیین الکلام فی تفسیر التوریت والانجیل علی ملۃ الاسلام کے صفحہ ۲۶۳ جلد اول مین آپنے صاف اسکا اقبال کیا ہے چنانچہ فرمایا ہے اکثر عیسائیون نے اور مسلمانون مین کئی بعض فرقون نے احکام الٰہی کے منسوخ ہونیسے انکار کیا اور کہا کہ خدا کے احکام مین ناسخ اور منسوخ ہونا خدا تعالی کے تقدس کے برخلاف ہے مگر جو لوگ کہ کتب سماویہ پر اعتقاد رکہتے ہین خواہ یہودی خواہ عیسائی خواہ مسلمان اُنکو کچھہ چارہ نہین ہے بجز اسکے کہ وہ اقرار کرین کہ بلاشبہ احکام الٰہی مین ناسخ اور منسوخ ہے۔ اسکے بعد آپ نے چند احکام توریت کو بیان کیا جنمین نسخ صریح احکام مین آپکے نزدیک واقع ہے پہر بصفحہ ۲۶۵ معنے نسخ کو بیان فرمایا جس معنے کر آپ نسخ کے مقر ہین اور مسلمان بہی اونہین معنے کر نسخ احکام قرآن کے قایل ہین پہر امر نسخ احکام قرآن سے آپکا انکاری ہونا اور جو تبدل تغیر (بلحاظ حیثیات کیون نہ ہو) احکام قرآن مین واقع ہے اُسکو نسخ نہ کہنا کمال تعجب کا محل ہے۔

۳ بسم اللہ

جناب خانصاحب بہادر بجواب عیسائیان معترضین کہ بسم اللہ انتخاب و تقلید کتاب ژند اوستا و زردشت مجوس کی ہے جو بصلاح حضرت سلمان فارسی قرآن مین درج کی گئی ہے ارشاد فرماتے ہین کہ نبی کا یہہ کام نہین ہے کہ کسیکی اچہی بات کو تسلیم نہ کرے۔

مین کہتا ہون یہہ جواب کیا ہو اُنکا اعتراض کو تسلیم کر لیا ہے اور حق یہہ ہے کہ بسم اللہ سورہ نمل مین موجود ہے اور وہ قصہ حضرت سلیمان مین ہے اور سلیمان یہودی النسب و الملت تہے اور رسالہ دین کی تحقیق یہہ ہے کہ ٹکرٹ

ضمیمہ اشاعۃ السنۃ

نمبر ۱۲ جلد ۳

اشاعت مذہب اسلام

مضمون اشاعت اسلام پر (جو ضمیمہ اشاعۃ السنۃ نمبر ۱ میں شایع ہوا ہے) مشاہیر علماء ہندوستان و پنجاب (جیسے حضرت شیخنا
و مولینا جناب مولوی سید محمد نذیر حسین صاحب محدث دہلوی ۔ جناب مولوی سید ابو المنصور صاحب دہلوی امام فن مناظرہ
اہل کتاب ۔ جناب مولوی سید الفت حسین صاحب دہلوی جناب مولوی محمد عبد الحی صاحب لکہنوی ۔ جناب مولوی محمد یسین صاحب
جبلپوری جناب مولوی محمد ابراہیم صاحب آروی جناب مولوی سید احمد حسین صاحب عظیم آبادی ۔ جناب مولوی
حافظ محمد صاحب لکہوکی فیروزپوری ۔ جناب قاضی محمد منصور جان صاحب پشاوری جناب خلیفہ حمید الدین صاحب لاہوری ۔
جناب مولوی سعد الدین صاحب لاہوری ۔ جناب مولوی محمد نور الدین صاحب بہروی حکیم ریاست جموں ۔ جناب
مولوی احمد اللہ صاحب امرتسری) وغیرہ وغیرہ نے **اتفاق** رائے ظاہر کیا ہے اور کئی مشہور نامی اخبارون
میں (جیسے اخبار انجمن پنجاب لاہور ۔ پنجابی اخبار لاہور ۔ کوہ نور لاہور ۔ جریدہ روزگار مدراس ۔ منشور محمدی بنگلور)
وغیرہ میں یہہ مضمون بعینہٖ یا اُسکا ماحصل شایع ہوا ہے اور ان اخبارون کے اڈیٹرون نے اس مضمون کے تائید مین
خوب زور دیا ہے اور فریقین یعنی اڈیٹران و حضرات علماء نے باتفاق مسلمانون کی باہمی موافقت اور اشاعت
اسلام کے لئے انجمن اشاعت اسلام کی اقامت کی ضرورت کو نہایت جوش سے تسلیم کیا ہے **بلکہ** لاہور مین تو
بعض احباب نے ایک انجمن کی بنا بہی قایم کر دی ہے جسکے ممبر و معاون اس عاجز کے سوا یہہ حضرات ہین ۔ میر نثار علی
صاحب شہرت اڈیٹر انجمن اخبار لاہور ۔ منشی حفیظ الدین صاحب مترجم یونیورسٹی پنجاب ۔ خلیفہ حمید الدین صاحب
مدرس گورنمنٹ سکول لاہور ۔ مولوی الفت حسین صاحب مدرس ٹرینینگ کالج لاہور ۔ سید محمد شاہ صاحب اورسیر
ضلع لاہور ۔ مولوی محمد غضنفر صاحب مدرس یونیورسٹی پنجاب ۔ شیخ محی الدین صاحب مدرس ۔ منشی کرم الہی صاحب سررشتہ دار
یونیورسٹی لاہور ۔ منشی عبد الحق صاحب اکوٹنٹ لاہور ۔ میان نظام الدین صاحب ٹہیکہ دار لاہور ۔ مولوی الہی بخش صاحب
وکیل چیف کورٹ پنجاب ۔ خلیفہ رجب الدین صاحب سوداگر پشمینہ میان محمد صاحب عرف محمد بخش صاحب علاقہ بند لاہور
حافظ بہادر الدین صاحب ٹہیکہ دار لاہور ۔ بابو جلال الدین صاحب ہیڈ کلارک اکام سٹی ڈیپارٹمنٹ لاہور بابو فضل الدین صاحب

فارسٹر انجینئر لاہور ڈویژن - مولوی محمد نور الدین صاحب حکیم ریاست جموں - حکیم فضل الدین ساکن بھیرہ -
سید امیر حیدر صاحب ساکن وزیر آباد وغیرہ وغیرہ اور ان حضرات نے اپنے اپنے حوصلہ کے موافق انجمن کے لئے
چندہ بھی مقرر کیا ہے ان میں بالفعل جناب مولوی نور الدین صاحب سبقت لیگئے ہین جنہون نے ساٹھ روپیہ سالانہ
مقرر فرمایا ہے اور ایک سو روپیہ یکمشت دینے کا وعدہ کیا ہے - اب اس انجمن کے اتمام و استحکام مین صرف
اتنی کسر باقی ہے کہ بعض معزز رؤساء اسلام اسمین شامل ہون اور کسیقدر اور مشاہیر علماء کرام اسمین شریک
ہون - تیہ درست ہے کہ رؤساء اور کسیقدر اور علماء اس انجمن کے معاون ہوجاوین اور کارروائی شروع ہو تو اکثر علماء
رؤساء یا عوام رؤساء اسمین شامل ہوجاوینگے چنانچہ اکثر جمہوری کام ہمیشہ اسیطرح استحکام پکڑتے ہین اور رفتہ رفتہ ایک
سے ہزار ہوجاتے ہین -
پس ہمارا کام بہ [illegible] دہلی [illegible] لاہور و امرتسر و لودہیانہ و پٹیالہ و مالیرکوٹلہ و مسلہ و حیدرآباد و دہلی و مراد آباد
و رامپور و لکھنؤ و الہ آباد و عظیم آباد و کلکتہ و بہوپال و بمبئی و مدراس وغیرہ بلاد معظم کی خدمات مین مکرر عرض پیش
ہیت کہ یہ [illegible] اس [illegible] کی طرف توجہ فرماوین اور مسلمانون کی باہمی اتفاق کیطرف توجہ کرین
اور اس اتفاق سے جو بیت اسلام کو رونق و ترقی دین - میری اس اجمالی التماس کیطرف ان حضرات نے
توجہ نہ کی تو ناچار مین بلاد مذکورہ کے علماء اور رؤساء کو نام بنام پکار کر التجا کرونگا اور اپنی کوشش کو حد
وامکان تک پہنچاؤنگا -
اس مضمون سے بعض احباب نے **مخالفت** بہی ظاہر کی ہے مگر وہ بہ نسبت تسلیم شاذ و نادر ہے ان مخالفین مین
بعضے تو ہمارے قدیمی حریف ہین جو قدیمی مخالفت کے تقاضے سے ہماری **تجویز** پر نکتہ چینی کرتے ہین اور ہماری
حال کیطرف توجہ نہین فرماتے - پہر انمین کوئی تو یہ کہتا ہے کہ اب یہ مؤلف اشاعۃ السنہ تیجری ہونے
لگا - کوئی کہتا ہے کہ عمل بالحدیث چہوڑ کر اب مقلد بنا اور **بعضے** انمین ہمارے مخلصین مین ہین وہ مقاصد و اغراض
مفیدین تک نارسائی کے سبب سے اسپر نکتہ چینی کرتے ہین **پہلے حضرات کے جواب** مین تو مین اسیقدر کہنا
کافی سمجھتا ہون کہ مین جو کچھ کہ ہون یا ہونا چاہتا ہون میری کلام سے معلوم ہوگا - اور خود رسالہ اشاعۃ السنہ
اسپر شہادت دیگا **دوسرے** احباب کے شکوک کو نقل کر کے انکے جوابات تحریر مین لاتا ہون بعض احباب نے یہ

اعتراض کیا ہے کہ اس اتفاق سے باہم ایسا اختلاط ہوگا کہ مذہبی تفرقہ شیعہ سنی وہابی بدعتی مقلد غیر مقلد کا جاتا رہیگا اور سب کا مذہب گڈمڈ ہو جائیگا اسکا جواب تو اسی مضمون مین موجود ہے ان احباب نے اسکی طرف توجہ نہین کی ورنہ یہہ بات ہرگز انکی زبان پر نہ آتی۔ بعض احباب نے یہہ اعتراض کیا ہے کہ جب کسی بدعت خلافی کی ابطال اور سنت اختلافی کے اثبات سے انجمن اشاعت اسلام کو سروکار نہ ہوا چنانچہ اس مضمون مین قرار دیا گیا ہے تو باب امر بالمعروف ونہی عن المنکر کا مسدود ہوا ایسا اعتراض گو بظاہر قوی معلوم ہوتا ہے مگر درحقیقت نہایت ضعیف ہے اور اسی نارسائی فہم سے ناشی ہے۔ اس مضمون مین بدعت خلافی کے ابطال و سنت اختلافی کے اثبات سے کسیکو منع نہین کیا۔ بلکہ ہر ایک کو اپنی اپنی خصوصیات خلافیہ کے رواج دینے اور خصوصیات غیر سے مخالفت کرنیکا اختیار دیا ہے اور اس امر کے لیئے ہر ایک فرقہ کے واسطے انجمنہاء خاصہ تجویز کر دی ہین۔ ہان اس امر کو انجمن اشاعۃ اسلام کے فرائض سے نکالدیا ہے جسکا مطلب صرف اتنا ہے کہ جب مختلف خیالات کے ممبر کارروائی انجمن عام کے لیئے جمع ہون تو اس زمان اور اس مکان اور اس کارروائی مین اس حیثیت سے خلافیات کے اثبات یا ابطال کا تعرض نکرین۔ دوسرے وقت مین دوسری جگہہ دوسری انجمنہاء خاصہ مین ہر ایک فرقہ اپنی خصوصیات کی تائید و اثبات کرے اور خصوصیات غیر کی تزئیف و ابطال عملین الاوسے مگر اسمین جادۂ اعتدال سے قدم باہر نہ رکھے اور تعصب و نانصافی و بے تہذیبی سے (جسکی تشریح ہم اصل مضمون مین کر چکے ہین) باز رہے (سوال) جس زمان و مکان مین سب ممبر انجمن عام کے جمع ہون اور انجمن عام کی کارروائی شروع کرین اس آن و مکان مین وہ امر بالمعروف ونہی عن المنکر کے خدا کی طرف سے مامور نہین ہین ؟ - پھر ساکت رہنا معصیت نہین تو کیا ہے (جواب) وہ اس آن و مکان مین اور تاسیس اصول اسلام کے زمان مین امور خلافی کے نسبت امر و نہی کے مامور نہین ہین اور اسمین ماجور۔ اور اسکے خلاف مین گنہگار۔ اسلیئے کہ اس مجلس مین ان خلافیات کا ذکر تفرقہ مجلس کا باعث ہوتا ہے اور وہ تفرقہ اتفاقی اصول اسلام کی اشاعت کا مانع و مبطل ہے۔ اور ابطال اتفاقی اصول اسلام کے وسایل و اسباب کا معصیت ہونا اور اس سے باز رہنے کا مامور ہونا واقفان حقیقت اسلام پر مخفی نہین ہے۔ جب احکام اسلام کا نزول شروع ہوا تو پہلے مسائل توحید و رسالت ہی کا نزول ہوا جب ان مسایل کو لوگون نے مان لیا تب بقیہ احکام حلال و حرام کو اتارا گیا۔ جب آنحضرت اپنی اصحاب کو اشاعت اسلام کے لیئے آفاق مین بھیجتے تو یہی تلقین

فرماتے کہ پہلے انکو شہادت لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کیطرف بلاؤ جب وہ یہہ مان لیں تب نماز روزہ وغیرہ احکام سکھاؤ۔ اس سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ توحید و رسالت کا امر واشاعت سب احکام اسلام سے مقدم ہے اور اگر کسی حکم کا ذکر توحید و رسالت کا مفوت ہو تو اسکا ذکر اطاعت نہیں بلکہ معصیت ہے۔ اور اس انجمن اسلام کے ممبرون کو اگرچہ اصول اسلام پر اتفاق اور اسلام حاصل ہے اور اُن کی مجلس مین ذکر مسایل خلافیہ اُن کے اسلام کا مفوت نہیں ہے مگر جن ہزارون بلکہ لاکہون اشخاص کا اسلام مین داخل ہونا اہل مجلس کے اتفاق سے متوقع ہے اُن کے اسلام کا ذکر امور اختلافی سے فوت ہونا تو یقینی امر ہے کیونکہ ان کا اختلافی امور مین تکرار ہوگا اتفاق جاتا رہیگا اور وہ ہزارون اشخاص کے اسلام کا مفوت ہوگا۔ اب برادران دین و اخوان مسلمین اس مضمون پر نکتہ چینی سے ساکت رہین اور اسکی صحت و مفید ہونے پر اتفاق کرین اور اسکو سہو اسرحق ہو تو سمجہکر اسکی اعانت و تائید کرین۔ آیندہ کوئی مانے خواہ نمانے ہمارا کام صرف کہہ دینا ہے

حافظ وظیفۂ تو دعا گفتن است و بس ٭ در بند آن مباش که نشنید یا شنید

راقم

ابو سعید محمد حسین لاہوری عفی عنہ

[illegible]ل منه سورة من المفصل فيها ذكر [illegible] حتى اذا ثاب الناس الى الاسلام نزل الحلال والحرام ولو نزل اول شيء لا تشربوا الخمر لقالوا لا ندع الخمر ابدا ولو نزل لا تزنوا لقالوا لا ندع الزنا ابدا۔ عن ابن عباس ان النبي صلعم بعث معاذا الى اليمن فقال ادعهم الى شهادة [illegible] ان لا اله الا الله وان محمدا رسول الله [illegible] فان هم اطاعوا لذلك فاعلمهم [illegible] ان الله قد افترض عليهم خمس صلوات في كل يوم وليلة۔ (صحیح بخاری)

حضرت عائشہ صدیقہ سے مروی ہے کہ سب پہلے قرآن مین وہ سورہ نازل ہوئی جسمین وعدہ و وعید کا ذکر ہے جب لوگون نے اسلام کی طرف رجوع کیا تو احکام حلال و حرام کا نزول ہوا پہلے سے زنا و شراب کی ممانعت کا حکم آتا تو لوگ نہ مانتے۔ اور حضرت ابن عباس سے مروی ہے کہ معاذ بن جبل کو حضرت نے یمن کی طرف بھیجا تو یہہ فرما دیا کہ پہلے انکو شہادت لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ سکھاؤ جب اسکو مان لین تو پانچ نمازون کا فرض ہونا بتاؤ۔